الله اکبر

دور حیات آئے گا قاتل قضا کے بعد
ہے ابتدا ہماری تری انتہا کے بعد
(مولانا محمد علی صاحب جوہر)

مقدمہ کراچی

رہنمایان ہند

مولانا محمد علی۔ مولانا شوکت علی۔ مولانا حسین احمد۔ مولانا نثار احمد
پیر غلام مجدد۔ ڈاکٹر کچلو۔ جگت گرو شنکر اچاریہ کے مقدمہ کے

پورے حالات

مکمل کاروائی ابتدائی مجسٹریٹ معہ کاروائی سشن

منشی مشتاق احمد صاحب ناظم قومی دار الاشاعت محلہ کوٹلہ شہر میرٹھ نے

باہتمام لالہ ہرنام داس صاحب گپتا
مہراج بند و پریس [illegible] میں چھپوا کر شائع کیا

Muqaddamah-yi Karācī

ہندوستان کا عہد امتحان

رہنمایانِ قوم کی گرفتاریاں

مبصر اخبار ہیں پبلک تو اسی وقت سمجھ گئی تھی کہ علی برادران اور بالخصوص رئیس الاحرار مولانا محمد علی صاحب گرفتار کر لیے گئے جب کہ مولانا محمد علی کلکتہ سے روانہ ہوئے تھے اور اونہوں نے رضا کاران خلافت ہوڑہ کو پُرامن اور عدم تشدد کی سخت ہدایت کی تھی اور وہاں سے روانگی کے بعد جو تار مدراس سے موصول ہوا تھا کہ مہاتما گاندھی جی خیریت سے مدراس پہونچ گئے۔ چونکہ ایسوشی ایٹیڈ پریس کے اس تار میں مولانا محمد علی صاحب کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ اس لئے اندازہ لگا لیا گیا تھا کہ مولانا کی گرفتاری کی خبر کو عمداً روک لیا گیا ہے۔ چنانچہ بعد کے تاروں سے اس کی تصدیق ہوگئی کہ واقعی مدراس میں سنسر بٹھ گیا تھا۔ اور اس قسم کی خبریں روک لی گئی تھیں۔

رئیس الاحرار مولانا محمد علی صاحب کیونکر گرفتار کئے گئے

مولانا محمد علی کی گرفتاری مدراس کے قریب ایک سٹیشن مقام والٹیر پر عمل میں آئی۔ جس کی کیفیت یہ ہے مہاتما گاندھی مولانا محمد علی بیگم محمد علی اور مولانا آزاد سبحانی وغیرہ کلکتہ سے مدراس روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک سٹیشن مقام والٹیر ہے۔ وہاں پلیٹ فارم پر فوج کھڑی تھی۔ مولانا اس وقت آرام کر رہے تھے۔ کسی نے مذاق سے کہا کہ اب آپ کی باری ہے۔ مولانا یہ سن کر اٹھ بیٹھے۔ اس عرصہ میں مقامی اصحاب مہاتما جی اور مولانا صاحب کی ملاقات کے لئے آپہنچے اور ان سے التجا کی کہ لوگ باہر جمع ہیں آپ بھی باہر تشریف لاکر کچھ بیان کریں۔ چنانچہ دونوں کمرے سے اترے اور پانچ قدم چلے تھے۔ کہ ایک افسر جو ضلع سپرنٹنڈنٹ معلوم ہوتا تھا۔ سامنے آیا اور مولانا کے ہاتھ میں وارنٹ دیدیا۔ مولانا نے مہاتما جی کو پڑھکر سنایا۔ اس میں پولیس افسر کو حکم دیا گیا تھا کہ مولانا کو گرفتار کرے۔ تاکہ ان سے سوال کیا

جائے کہ کیوں ان سے زیر دفعہ ۷ ۔ ۱۰اور ۱۰۸ ۔ ایک سال کی ضمانت امن کے لئے نہ لی جائے۔ مولانا سیدھے اس افسر کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد بیگم محمد علی صاحبہ اور مسٹر حیات معتمد خاص کو مولانا سے ملنے کی اجازت دی گئی۔ چنانچہ ایک لحظہ کے بعد یہ لوگ ٹرین پر آگئے۔

اس عرصہ میں مہاتما جی نے لوگوں کو صبر و سکون اور امن کی نصیحت کی اور افسر سے پوچھا کہ میں محمد علی سے مل سکتا ہوں یا نہیں۔ افسر نے جواب دیا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں صرف ان کی بیگم صاحبہ اور سکریٹری کو اجازت دیدوں۔ اس کے بعد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کراچی کی طرف سے وارنٹ پیش ہو چکا تھا جس میں فوجوں کے ورغلانے اور حکومت کو الٹنے کے جرم میں گرفتاری کا حکم تھا۔ مولانا محمد علی ایک اسپیشل ٹرین میں سوار کئے گئے جس میں تین تیسرے درجہ کی اور دو اوّل درجہ کی گاڑیاں تھیں۔ یہ اسپیشل متعلقہ اسٹیشنوں سے گذرتا ہوا کراچی پہونچ گیا۔ ان اسٹیشنوں پر اللہ اکبر اور سوراج کے نعرے لگائے گئے۔ یہ سب فداکاران ملت کراچی پہونچ گئے ہیں اور جیل خانے میں رکھے گئے ہیں ۲۶ ستمبر کو پہلی پیشی ہوگی۔

مولانا محمد علی صاحب کا پیغام اپنے اہلِ وطن کے نام

بمبئی ۲۳ ستمبر مسٹر حیات پرائیویٹ سکرٹری مولانا محمد علی صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ اپنی گرفتاری کے وقت میرے عزیز اور محبت کرنے والے سردار مولانا محمد علی نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں آپ کے ہندو اور مسلمان احباب مداحوں کو ملک بھر میں یہ پیغام پہونچاؤں۔

"جس کسی کو مجھ سے کچھ بھی محبت ہے یا جس کسی کے دل میں میری کچھ بھی عزت ہے اسے میری گرفتاری کی خبر کو اطمینان اور پُرامن طریق پر سُننا چاہئے اور میری طرف اپنی محبت کے جذبہ کو دو طریق پر سُند چاہئے۔ ایک تو جو کچھ بھی کسی مسلمان سے ہو سکے مظلومین سمرنا کی امداد اور گورنمنٹ انگورہ کے سامان جنگ کے فنڈ میں دے ڈالے۔ دوسرے تمام بدیشی کپڑوں کو ترک کر کے خالص سودیشی کپڑے پہنے۔ مجھے امید ہے کہ میری گرفتاری سے میرے دوستوں اور پیروؤں کی ہمت بہت بڑھ جائیگی۔ جن سے مجھے امید ہے کہ وہ پُرامن عدم تعاون کے پروگرام کو پہلے سے دس گنے زیادہ جوش۔ سرگرمی اور مضبوطی کے ساتھ جاری رکھیں گے۔ اور تشدد سے کسی طرح خوف زدہ نہ ہوں گے۔ بلکہ یہ امید رکھیں گے کہ اس نیک تحریک پر خدا کی بہترین اور منتخبہ ترین برکتیں نازل ہونگی انشاء اللہ فتح قریب ہے اور ہمیں نظر آرہی ہے۔

بیگم صاحبہ مولنا محمد علی کا استقلال

والٹیئر میں جہاں کہ مولنا گرفتار کئے گئے۔ مجھے اور بیگم صاحبہ کو دو تین منٹ کے لئے مولانا سے ملاقات کرنے کی اجازت دی گئی۔ مولنا نے اپنے مندرجہ بالا پیغام کا نہایت زور کے ساتھ اعادہ کیا نیز مجھے حکم دیا کہ میں قومی مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کے اسٹاف اور طلبا کو آپ کی محبت اور جانثاری کا پیغام پہنچاؤں اور انہیں یہ اطمینان دلاؤں کہ آپ نے علیگڈھ کو اپنا وطن سمجھکر وہاں قیام رکھیں گی۔ اس بہادر بیوی نے اپنے بہادر خاوند کی موجودگی میں یہ عہد کیا اور آپ کو اطمینان دلایا کہ میں اپنے بال بچوں کو علیگڈھ لے آؤں گی، اور قومی یونیورسٹی کے بچوں کے ساتھ جو کہ مجھے ویسے ہی عزیز ہیں اونہیں لیکر رہوں گی۔ اور جہاں کہیں بھی ملک بھر میں مجھے عورتوں میں اشاعت کے لئے جانا پڑیگا۔ وہاں سے پھر علی گڈھ آجاؤں گی۔ گویا علیگڈھ ان کا صدر مقام رہیگا۔ مولنا کی گرفتاری نے آپ کے جاں نثار طلبا اور شاگردوں کے جو کہ صوبہ مدراس میں تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ ارادوں اور جوش کو بہت بڑھا دیا ہے اور وہ اپنے اس فرض کی ادائیگی میں جو کہ مولنا صاحب نے ان کے حوالہ کیا ہے ہر طرح کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ امید ہے کہ علیگڈھ قومی یونیورسٹی کے دیگر مبلغین کے پاس سے بھی جو کہ تمام ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ایسی ہی خبریں آئیں گی۔

ام الاحرار والدہ محترمہ علی برادران کا پیام

علی برادرس اور دیگر گرفتاریوں کی اطلاع مرادآباد میں نہایت صبر وسکون کے ساتھ پہنچی۔ والدہ محترمہ علی برادرس مرادآباد میں ہی مقیم تھیں۔ خدام کانگریس خلافت و دیگر باشندگان مرادآباد جوق جوق محترمہ کے پاس جاتے تھے۔ جنابہ نے نہایت اطمینان اور صبر کے ساتھ سب کو تسکین دلائی۔ خاموشی۔ امن سکون کے لئے زور دیا۔ ۱۹ ستمبر کی شام کی ٹرین سے محترمہ رامپور تشریف لیگئیں۔ اسٹیشن پر مولوی عبد السلام صاحب و بابو رام سرن صاحب سکرٹری کانگریس کمیٹی مرادآباد و دیگر اصحاب معہ سکرٹری خدام المسلمین پہنچا نے گئے ان صاحبان کو بلا کر محترمہ نے خود ذیل کا پیام دیا اور مجھے کہا کہ لکھ لو سب ہندو مسلمانوں کو سنا دینا۔

علی برادران کو پیام

دو بیٹا بہت مضبوط باندھنا تم تنہا نہیں ہو خدا تمہارے ساتھ ہے۔ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا

مسلمانوں کو رحمتِ ایزدی سے مایوس نہ ہونا چاہیے۔ حضرت خلیل اللہ کے لیے جو آگ کافروں نے جلائی تھی۔ خدا نے اسے ٹھنڈا کر دیا تھا۔ تو بیٹا مت گھبرانا۔ مسلمانوں کا قدم آگے بڑھنا چاہیے جو سختی تمہارے اوپر ہو برداشت کرنا۔ اسلام کی خدمت میں اگر میں بھی کام آؤں تو بیٹا بہت اچھی بات ہے۔

مہاتما گاندھی کو پیام

محترمہ نے فرمایا کہ "مہاتما جی کو میرا اسلام کہنا اور کہنا" تمہارا تا پہنچا کام میں ڈھیل کسی طرح نہ ہو مجھ میں کوئی قوت نہیں مگر اسلام کی خدمت میں میں پھر نے کو تیار ہوں۔ خدا کام میں ترقی کرے کچھ پروا قید ہونے کی نہ کرنا۔ کوئی گھبرانے کی بات نہیں ہے۔

مولنا محمد علی صاحب کے خود نوشتہ حالات گرفتاری

ذیل کا خط وہ ہے جو مولنا نے کراچی جیل سے اپنی والدہ محترمہ کو لکھا تھا۔ اس خط میں مولنا نے والٹیر سے کراچی تک پہنچائے جانے کے تفصیلی حالات قلمبند کئے ہیں۔

الا غالب اللہ

۱۷ محرم الحرام مطابق ۲۰ ستمبر جیل خانہ کراچی وقت ½ ۸ بجے صبح۔

پیاری اماں۔ خداوند کریم آپ کو زندہ اور سلامت رکھے اور تمام دلی مراد بر لائے آمین۔ ۱۷ ستمبر کو صبح کے ۸ بجے والٹیر کے جیلر آئے اور کہا کہ آپ تیار ہو جائیے۔ آپ کو کسی دوسری جگہ لیجائینگے۔ میں پہلے ہی یہ سمجھ رہا تھا کوٹھری کا دروازہ کھلوا کر وضو وغیرہ کیا اور نماز فجر ادا کی پھر بستر پر لیٹا کوئی سوا پانچ بجے جیل کے دروازہ پر جیلر کے دفتر میں لایا گیا۔ ان کے مجسٹریٹ ہگنس نامی۔ ڈپٹی انسپکٹر جنرل ریلوے و خفیہ پولیس کنگھم نامی اور سپرنٹنڈنٹ جیل میجر ہال گیٹ نامی موجود تھے۔ مجسٹریٹ نے مجھ سے کہا کہ اب تم پر ایک مستقل جرم کا الزام لگایا گیا ہے۔ اس لئے میں ضمانت طلبی کی کارروائی بند کئے دیتا ہوں۔ میں نے کہا کہ یہ طریقہ تو غالباً صحیح نہیں ہے۔ قانون میں صاف درج ہے کہ ملزم کی حاضری کے بعد تفتیش شروع کر دی جائے۔ بند کرنے کا اختیار آپ کو نہیں ہے اگر ہو تو مجھے قانون کا حوالہ دیجئے۔ مجسٹریٹ صاحب حوالہ تو نہ دے سکے مگر کہا کہ میں اپنے اختیار سے اب یہ تمام کارروائی بند کرتا ہوں۔ اس پر میں نے کہا کہ میں آپ کے ضلع میں نہ پہلے کبھی تھا نہ اب رہنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ مدراس جا رہا تھا راستہ میں سے آپ نے روک لیا اور وجہ یہ بتائی کہ تم یہاں فتنہ و فساد برپا کروگے حالانکہ میں چند منٹ ہی بعد اپنی گاڑی میں سوار ہو کر مدراس

جانے کو تھا اس الزام کی بنا پر بھی مجھ پر سمن نکالا جانا چاہئے تھا۔ مگر آپ نے اس بہانہ سے وارنٹ جاری کیا کہ اگر میں گرفتار نہ کیا جاتا تو مجھے فتنہ و فساد سے باز رکھنے کی کوئی اور تدبیر نہ تھی اور اب آپ یہ تمام کارروائی کالعدم کئے دیتے ہیں نہ مچلکے مانگتے ہیں نہ جیل بھیجتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ میں نہ آپ کے ضلع میں رہنا چاہتا تھا نہ فساد برپا کرنے کی نیت رکھتا تھا نہ اس سے پہلے کبھی اور فساد برپا کر چکا تھا نہ اس کی اس وقت فرصت ہی تھی لیکن آپ کی گورنمنٹ چاہتی تھی کہ میں گرفتار کر لیا جاؤں کیونکہ میرے لئے کراچی سے وارنٹ نکل چکا تھا مگر اب تک وہ الیٹر نہ پہونچا تھا بلا اس وارنٹ کے میں گرفتار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے اس کے آنے تک یہ بہانہ ڈھونڈا گیا کہ میں فساد کرنے والا تھا اور اس کی روک تھام بلا میری گرفتاری کے ناممکن تھی اس لئے گرفتاری کا وارنٹ آپ نے نکالا اور بلا مچلکے لینے کی نیت کے مچلکے طلب کئے۔ میں ایک حرف بھی تلخ و ترش کہنا نہیں چاہتا۔ مگر آپ خود غور کیجئے کہ آپ ضلع کے مجسٹریٹ ہیں نہایت اہم اور فوری ضرورتوں کے لئے جن کا صاف صاف اظہار اور تعین اسی قانون نے کر دیا ہے۔ آپ کو گرفتار کر لینے کا اختیار دیا گیا ہے مگر بلا اس اہم اور فوری ضرورت کے اور بالکل ایک دوسری غرض سے آپ نے مجھے گرفتار کر لیا۔ آپ کو دعویٰ ہے کہ آپ اس قانون کے محافظ ہیں اور لوگوں کو قانون شکنی کی سزا دینا آپ کا منصب ہے اور پھر آپ خود ہی اس قانون کو توڑتے ہیں۔ میں نے اپنے مشیر قانونی مسٹر اذسندر سکرٹری کانگریس سے ملنا چاہا مگر اول تو کہا کہ وہ کیسے مشیر قانونی ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے تو وکالت کانگریس کے حکم سے چھوڑ دی ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ سے تو یہ استمبر ہی کو کہہ چکا ہوں کہ آپ کی عدالت میں مقدمہ کی پیروی کرنا ہمارا شیوہ اور چلن نہیں ہے لیکن قانونی مشورہ میں جس شخص سے لینا چاہوں اس سے لینے کا مجاز ہوں اور وکالت کرنے والے وکیل کی ضرورت نہیں۔ میں نے خود تو کبھی بھی وکالت نہیں کی لیکن کچھ نہ کچھ صلاحیت تو قانونی مشورہ دینے کی میں بھی رکھتا ہوں اور بارہا میں نے لوگوں کو قانونی مشورہ دیا ہے۔ اس پر جواب ملا کہ وقت نہیں ہے۔ تمہاری گاڑی یہاں سے چھ بجے روانہ ہو جائے گی۔ محمد حسین سے بھی ملنے کی اور اس کو کراچی آنے کی ہدایت دینے کی اجازت نہیں یہ سب تو اتمام حجت تھا ورنہ میرا وکیل خدا اور میری خدمت کیلئے اسکے دئے ہوئے ہاتھ پاؤں کافی ہیں میرے کاغذات جو کپڑوں کے صندوق میں تھے۔ ہمراہ بھیجدئے گئے ہیں یہاں آ کر میں نے کہہ دیا ہے کہ وہ امجدی (بیگم زوجہ مولانا محمد علی صاحب) کے نام لنگر خانے کے پتہ سے رامپور بھیجدیے جائیں

چونکہ معمولی کاغذات متفرق محمد حسین کے بھرے ہوئے ہیں یا خلافت اور سوراج فنڈ کی رسیدیں اور ان کا حساب
و کتاب ہے اس لئے خیال تو نہیں ہے کہ کسی کو ان کے واپس کرنے میں تامل ہو گا ان کے دینے کا حکم بھی
نہیں ہے۔ دوسرے ان کے روکنے کا کوئی قاعدہ بھی نہیں ہے۔ تاہم ہم نے کہہ دیا ہے کہ اگر دیکھ لینے
چاہیں تو مجھے عذر نہیں ہے۔ فہرست بھی بنوا دی ہے کوئی پچاس کاغذات ہیں وہ ابھی تو رکھوا لیجئیگا امجدی
یا معظم کو دلوا دیجئیگا۔ موٹر میں سوار ہو کر میں کوئی چھ بجے اسٹیشن پہ آیا۔ چند لوگ جن کو کچھ بھنک پہنچ گئی تھی۔
دو رویہ کھڑے تھے ان میں جامعہ ملیہ اسلامیہ علی گڈھ کے بھی میرے دو شاگرد عبد الحکیم اور عبد القیوم دو پنجابی
بھائی تھے فی امان اللہ کہتا ہوا رخصت ہوا اونہوں نے "نصر من اللہ فتح قریب" کا نعرہ بلند کیا۔ اسپیشل میں دو
کمرے فرسٹ کلاس کے تھے اور گاڑی تیسرے درجہ کی تھی۔ ایک فرسٹ میں میں اور انگریز انسپکٹر مسلح پولس
اور اس کا سارجنٹ اور ایک مسلح کانسٹبل اور دوسری میں ایک اور مسلح پولس کا انسپکٹر اور پونہ کے انسپکٹر
آرکینگر جو کراچی کا وارنٹ لائے تھے اور ریلوے کے اسسٹنٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کپتان کرٹس تھے۔
آخر الذکر شوکت کے رائے بریلی کے شناسا نکلے راستہ بھر باتیں ہوتی رہیں۔ بہت شریف اور لیئق انسان ہے
میرے پیر میں ایک چھالے کا ذرا سا زخم ہو کر اچھا ہو گیا تھا مگر جیل میں دوا نہ لگنے سے پھر ہرا ہو چلا تھا۔ آخر
دن ہاں کے ڈاکٹر نے صاف کر کے پٹی باندھ دی تھی غرض ہی اس کو دیکھ کر کھروا اسٹیشن روڈ کو تار دیا جہاں
اس کا صدر مقام تھا اور ڈاکٹر کو بلا کر زخم کو صاف کر کے پٹی بندھوا دی۔ اور کئی پٹیاں وغیرہ ساتھ کرا دیں۔ اللہ
کے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں مگر وارڈ پر کپتان کرٹس اتر گئے۔ وہاں سے گوموہ تک بہار کے ریلوے پولس
کے سپرنٹنڈنٹ کا ساتھ ہوا بیچارہ گھبرایا ہوا تھا۔ کھڑگپور اسٹیشن پر ریلوے ہی کے ملازموں کا کچھ ہجوم تھا اور وہ
اللہ اکبر، بندے ماترم، گاندھی کی جے، اور ہم دونوں کی جے پکار رہے تھے۔ گھبرا کر پولس والوں کو جو ساتھ کے
تیسرے درجہ کی گاڑی میں تھے اور ہر اسٹیشن پہ اتر کر پہرا دیتے تھے۔ سنگینیں چڑھانے کا حکم دیا۔ گاڑی کے
پٹ بھی بند کروا دئے اور اس طرح یکایک گاڑی کو چلوا دیا کہ دو کانسٹبل اور ایک ہیڈ کانسٹبل بیچارے
اسٹیشن پہ ہی چھوٹ گئے۔ جو انگریز پولس والے ساتھ تھے اول تو وہ سمجھے کہ گاڑی شنٹ کر رہی ہے لیکن
جب ایک دو میل سے زیادہ چلے گئے تو گھبرا کر اونہوں نے زنجیر کھینچکر گاڑی روکی۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب
ان پر خفا ہوئے کہ میری بلا اجازت گاڑی کیوں روکی؟ بیچارے اجازت کس طرح لیتے؟ سپرنٹنڈنٹ صاحب
تو علیحدہ گاڑی میں تشریف رکھتے تھے پھر کہا کہ یہاں ریلوے فیکٹری ہے تیس ہزار مسلمان رہتے ہیں لیکن

تیس ہزار مسلمان اطمینان سے فنکاری ہی میں رہے۔ تین بار جب باہر آنے کو اسلام علیکم کرکے چپ چاپ بیٹھ گئے اور جب وہ سپاہی جو چھوٹ گئے تھے ہانپتے ہوئے بلکہ گرتے پڑتے اور پریشان حال واپس آئے تو فی امان اللہ کہہ کر ان غریب مسلمانوں نے مجھے رخصت کیا۔ گوجرہ فی العصر جا پہنچے۔ وہاں سے دوسرے شخص کا ساتھ ہوا۔ گیا۔ سہسرام وغیرہ سے ہوتے ہوئے مغلسرائے آئے وہاں بہار کا دوسرا سپرنٹنڈنٹ بھی رہ گیا اور آگے بانکی پور تا شاید وہیں ممالک متحدہ کا ایک پولیس سپرنٹنڈنٹ ساتھ ہوا۔ ریل کے بڑے افسر کی گاڑی ساتھ تھی۔ ایسٹ انڈین ریلوے کا افسر گوجرہ سے دہلی تک آیا۔

ہر جگہ کھانے کا تار ریفرشمنٹ روم کو پہلے سے دیا جاتا تھا۔ اس بات کی تاکید ہوتی تھی کہ چربی کا پکا ہوا نہ ہو بلکہ گھی یا مکھن کا ہو تاکہ سور کی چربی سے محفوظ رہ سکوں۔ ہر وقت کی نماز کسی نہ کسی اسٹیشن پہ اُتر کر پڑھی۔ مگر ممالک متحدہ سے یہ طریقہ شروع ہوا کہ گاڑی کسی بڑے اسٹیشن پر نہ ٹھہری چنانچہ الٰہ آباد، کانپور، علیگڈھ، دہلی اور اسی طرح سندھ میں حیدرآباد وغیرہ مقامات سے یا تو ایک اسٹیشن ادھر انجن پانی پی لیتا تھا یا ایک اسٹیشن اُدھر بقول شاعر ؎

"وطن سے نکلے ہوئے دور دور ہم آئے"

اسپیشل کی اطلاع کسی کو نہ تھی۔ تاہم ریلوے والے چھوٹے چھوٹے اسٹیشنوں پہ واقف ہو گئے۔ یوں تو خدا کے کرم سے اور ہندوستانی بھائیوں کی محبت کے باعث ہم پر منوں پھول برسائے جا چکے ہیں۔ مگر ممالک متحدہ کے ایک چھوٹے سے اسٹیشن پہ جہاں گاڑی رُکی بھی نہیں اسٹیشن ماسٹر اور کلرک ہری جھنڈی دکھانے کے لئے کھڑے تھے جب میری گاڑی سامنے آئی تو ایک نے جھنڈی کے نیچے سے پھول نکال کر اُچھال دئے۔ عمر بھر یہ پھول یاد رہیں گے۔ جہاں کہیں بھی گاڑی پہنچتی تھی مجھے دیکھ کر بہت سے آدمی جمع ہو جاتے تھے اور گرمجوشی کے ساتھ رخصت کرتے تھے۔ پنجاب کے ایک اسٹیشن پہ تو ایک ہندو بھائی نے جو ریل کے ملازم تھے۔ اصرار سے دودھ پلایا۔ دودھ پی کر میں اپنا کٹورہ دھو رہا تھا کہ ایک مسلمان بھائی نے جو وہاں کھڑے تھے۔ کٹورہ ہاتھ سے لے لیا۔ میں سمجھا کہ وہ خود یہ خدمت کرنا چاہتے ہیں مگر وہ اولش بنا کر پی گئے۔ اکثر جگہ ریفرشمنٹ کے خانساماؤں نے بڑی محبت سے کھانا کھلایا۔ ایک جگہ تو میرے چاول کھانے سے عذر کرنے پہ خانساماں گھر سے جلد چپاتیاں پکوا لایا۔ غازی آباد پہ مدراس کی پولیس کے لوگ اُتر گئے اور چلتے وقت بڑی محبت سے سب نے رخصت کیا۔

انگریز افسر اور سارجنٹ بھی بھلے آدمی تھے۔ غازی آباد پر دہلی پولیس کا ایک انگریز انسپکٹر اور ایک سارجنٹ اور مسلح سپاہی ساتھ ہوئے اور وہی یہاں تک لائے۔ ان کے ساتھ بھی اچھی کٹی اور رخصت کے وقت سب نے بڑی محبت سے رخصت کیا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ واسع علیم تمام راستہ اچھی طرح کٹا۔ دہلی سے بھٹنڈہ، بھٹنڈہ سے سماسٹہ اور وہاں سے کراچی یہ راستہ رہا۔ اکثر حصہ اوجڑ اور غیر آباد ہے۔ سماسٹہ سے نکل کر سارے راستہ میں پہلے اور آخری انسانی صورت ایک اسٹیشن پر نظر آئی یہ بھی ہماری جامعہ ملیہ اسلامیہ کا ایک شاگرد تھا جو تبلیغ کا کام کر رہا تھا۔ نصر من اللہ وفتح قریب کہہ کر اس غریب نے بھی رخصت کیا۔ بیشک الا ان نصر اللہ قریب۔ راستہ میں خوب فرصت تھی اور جیل میں بھی سورۂ اعراف تک تلاوت ہو گئی ہے۔ اب خط کا پھر موقع ملے گا۔ سارے راستہ درود شریف کی تسبیحاں پڑھتا اور یہ شعر دہراتا ہوا آیا ہوں۔

صبا تو جا کے یہ کہیو مرے سلام کے بعد
تمہارے نام کی رٹ ہے خدا کے نام کے بعد

اس رسول (ربانی امت کے) کی یاد میں مست ہوں جس کے لئے قرآن میں آیا ہے۔ عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم (دشوار گذرتا ہے اس پر جو تم کو تکلیف دہ ہو تمہاری بہتری کی اس کو حرص ہے اور مومنوں پر مہربانی اور رحم کرنا والا ہے) بس خدا کے نام کے بعد اسی کی رٹ ہے اور ع

بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

اللہ سے دعا ہے کہ اسکے نام پر اگر اس گنہگار کو نام خدا ہوا ہے تو اب اس نام کی لاج بھی رکھے اور صبر و استقلال عطا فرمائے اب رخصت ہوتا ہوں۔ آج صرف یہی خط لکھا ہے نہ معلوم فرصت بھی ملتی ہے یا نہیں۔ اس لئے امجدی کو مولانا عبد الباری صاحب کو اور سب عزیزوں اور دوستوں کو دیکھنے کیلئے بھجوا دیجئیگا۔ یا اس کی نقلیں کر کے بھجوا دیجئیگا۔ قمر صاحب کو پیار۔ بنی اماں بی بی کو پیار اور سب بچوں کو بھی پیار سب کو سلام و دعا۔ شوکت رکچلو وغیرہ سے نہ معلوم کب ملاقات ہو۔ والٹیر سے ۲۲۵۲ میل کا سفر پورے تین دن رات میں ختم کر کے یہاں پہنچا ہوں۔

دستخط

(مولانا) محمد علی

مولانا محمد علی کی گرفتاری منجانب اللہ ہے مہاتما جی کی تقریر

۱۵ ستمبر کی شام کو مدراس میں زیر صدارت سیٹھ یعقوب حسن صاحب ایک عظیم الشان پبلک جلسہ ہوا مہاتما گاندھی نے دوران تقریر میں علی برادران کی گرفتاری کے متعلق کہا کہ مجھے یقین واثق ہے کہ والٹیر میں مولانا محمد علی کی گرفتاری ہمارے نزدیک گویا خدا کی طرف سے ہے۔ خدا ہی جانتا ہے کہ میرے بھائی کا کس طرح امتحان کرے گا۔ میں نے تارکان موالات کے شایانِ شان ہر ایک دیانتدارانہ جائز طریقہ سے انہیں جیل سے باہر رکھنے کی کوشش کی۔ جو کچھ کہ ایک بہادر آدمی سے ہو سکتا ہے۔ مولانا محمد علی نے اپنے آپ کو سیدھے اور تنگ راستے پر قائم رکھنے کے لئے وہ کیا۔ ایسی حالت میں جب کہ مولانا محمد علی امن اور نیک نیتی کے مشن پر چل رہے تھے۔ ان کی گرفتاری کے لئے کون سی نئی صورت پیدا ہو گئی تھی۔ اس کا بار ثبوت وائسرائے کے ذمہ ہے، جب سے علی برادران نے اس بیان پر دستخط کئے ہیں، مولانا محمد علی کم و بیش میرے ساتھ رہے ہیں۔ میں آپ تمام حاضرین کے روبرو اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ مولانا محمد علی اپنے اس وعدہ سے سر مو نہیں پھرے جو انہوں نے خدا کے نام پر ہندوستان سے کیا تھا کہ وہ کسی کو تشدد پر نہ ابھاریں گے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خلوت اور جلوت میں موقعہ اور بے موقعہ مولانا محمد علی نے باشندگان ہند سے کامل عدم تشدد کو ملحوظ رکھنے کی ضرورت پر زور دیا جو کوئی بھی ان سے ملا ہے۔ وہ اس سے یہی کہتے رہے ہیں۔ اور جلسہ گاہوں میں تمام حاضرین کو یہ یقین دلاتے رہے ہیں کہ کامیابی کے لئے صرف یہی ایک شرط ہے کہ ہندوستان کے لوگ عدم تشدد کی سپرٹ کو پورے طور پر ذہن میں رکھیں، لیکن علی برادران کوئی بزدل نہیں ہیں۔ اگر کسی شخص کو یہ خیال ہو کہ اس بیان نے ان کے رویہ یا ان کی زبان کو بدل دیا ہے تو اس کی غلطی ہے۔ ان دونوں سے زیادہ بہادر اور صادق شخص سے مجھے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ دونوں بھائی انتہا درجہ کے مخلص ہیں، لیکن میں تسلیم کرتا ہوں کہ وہ زبردست الفاظ کے استعمال، آہنگ اور صداقت گوئی کے مشتاق اور اہل ہیں، انہوں نے بہادر اور قوی آدمیوں کی طرح حاضرین کے دلوں میں اپنی بہادری اور قوت کا شمہ ڈالنے کی کوشش کی ہے، اور وہ اس قابل تھے۔ مگر انہوں نے قوت اور بہادری کے ساتھ اپنی قابلیت کے مطابق اپنے بے تغیر اطوار میں اپنے آپ کو بھی ایسا تربیت دیا ہوا ہے۔ کہ انہوں نے

نے اپنے پیروؤں پر پرتو ڈال لیا۔ یہ میرا ایمان ہے کہ ان دو سے زیادہ کسی مسلمان نے ہندوستان کے طول و عرض میں عدم تشدد کی ہوا کو قائم رکھنے کی کوشش نہیں کی۔ اس لئے گورنمنٹ کو حیرت نہیں ہونی چاہئے۔ اگر میں اس پر یہ الزام لگاؤں کہ اس نے مولانا محمد علی کو قید کر کے خلافت کو قید کر دیا ہے یا اس کے قید کرنے کی کوشش کی ہے۔

ایک طاقتور حکومت جیسا کہ یہ ہے۔ یہ کر سکتی تھی کہ علی برادران کو اور مجھے فساد کی رقبہ میں جانے کے لئے بلاتی اور ہمیں موقعہ دیتی کہ ہم وہاں جا کر امن و امان قائم کرتے۔ مجھے یقین ہے کہ بہت سی بیگناہ جانیں بچ جاتیں لیکن مجھے معاف کیا جائے اگر میں پھر حکومت پر یہ الزام لگاؤں کہ وہ چاہتی ہے کہ لوگوں کو تشدد پر ابھارے۔ جو حکومت ہم پر حکمران ہے۔ اس کے اس طریق عمل میں بہادر مضبوط اور سچے آدمیوں کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ ایسے آدمیوں کے لئے جیل خانوں ہی میں جگہ ہے۔

بیگم صاحبہ محمد علی کی تقریر

مہاتما جی کے بعد بیگم صاحبہ محمد علی نے کہا کہ میں نے اپنے خاوند سے کہدیا ہے کہ خوشی خوشی جیل میں جائیں اور ان سے وعدہ کیا ہے کہ ان کی جگہ ملک کی خدمت کروں گی۔ ہندو مسلمانوں کو چاہیئے کہ حصول سوراج کے لئے شب و روز زیادہ محنت کریں اگر وہ مولانا محمد علی کو چھوڑانا چاہتے ہیں تو انہیں کھدر پہننا چاہیئے۔ ایک محمد علی کی جگہ جو اسوقت قید کر دئے گئے ہیں۔ دس محمد علیوں کو ملک کی خدمت کیلئے میدان میں نکل آنا چاہئے۔

مولانا شوکت علیصاحب کیونکر گرفتار کئے گئے

مولانا شوکت علیصاحب سو رہے تھے کہ قریب ۱۰ بجے رات کے ڈپٹی کمشنر پولیس وارنٹ گرفتاری لیکر ان کے عشرت کدہ پر پہونچا مولانا صاحب کو بیدار کیا گیا اور اطلاع کی گئی کہ ڈپٹی کمشنر پولیس ان سے ملاقات کرنی چاہتا ہے مولانا سمجھ گئے کہ وارنٹ گرفتاری ہے مسکراتے ہوئے ڈپٹی کمشنر پولیس سے وارنٹ طلب کیا اس کو دیکھکر خنداں و شاداں ڈپٹی کمشنر پولیس کے ہمراہ ہوئے۔

مولانا شوکت علی کے خود نوشتہ حالات گرفتاری

اللہ اکبر

بمبئی جہاز نمبر ۱۱ اسٹ وقت ۸ بجے صبح ۱۶ ستمبر ۱۹۲۱ء

برادر عزیز قطب میاں صاحب۔ السلام علیکم یہ خط خصوصاً (مولانا عبدالباری صاحب) کے واسطے ہے مگر مجھکو شبہ ہے کہ حضور لکھنؤ میں ہوں گے یا نہیں ہیں۔ اس لئے آپ کو لکھتا ہوں:۔

حضور قبلہ کو پہونچا دیجیئے گا۔ رات جب ایک بجے کے قریب مولانا آزاد صاحب کے وعظ سے واپس آیا تو اس سے پیشتر خود بھی وہ غسل خانہ میں گیا تھا مشکل سے ایک گھنٹہ سویا ہونگا کہ اشفاق نے آکر جگایا کہ ڈپٹی کمشنر پولیس ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے فوراً بلایا چونکہ ہم سب تیار تھے اس لئے میں نے مسکرا کر ان سے وارنٹ مانگا اس کو دیکھکر جیسا کہ ہم کو اول سے خبر تھی معلوم ہوا کہ کراچی میں مقدمہ ہوگا اور جرم یہ کہ میں فوج کو ورغلاتا ہوں۔ اور محمد علی اس میں امداد کرتے ہیں دس منٹ میں طیار ہوکر موٹروں میں سوار ہوکر گودی میں آئے اور جہاز پر سوار ہوگئے جو دس بجے روانہ ہوکر اتوار کی صبح کو کراچی پہونچیگا۔ وضو کر کے نماز تہجد ادا کی جو بیوہ جیل کے بعد نصیب ہوتی تھی۔ گرمی بہت گرمی تھی۔ یہاں کی سیز پنکھے کے نیچے بستر لگایا سو گیا۔ لندن ہمراہ جاتا ہے ایک انگریز اور ایک مسلمان پولیس افسر ہمراہ ہیں۔ سب لوگ اخلاق سے پیش آتے ہیں آج میری مرحومہ بیوی کی برسی ہے۔ اس لئے روزہ رکھنے کا ارادہ کر لیا تھا آج روزہ ہے۔ بفضلہ تعالیٰ دل خوش اور امنگوں سے بھرا ہوا ہے۔ عالیہ آپکے سپرد ہے۔ قرآن شریف جلد حفظ ہو جائے۔ میرا سب کو سلام و پیار۔ الطاف بھائی۔ مولانا سلامت اللہ۔ مولانا عنایت اللہ۔ شہیدہ۔ سعید۔ احسان اور تمام احباب سے دعا میں یاد رکھنے کی التجا۔

(آپکا دعاگو اور بھائی شوکت علی خادم کعبہ)

مولانا شوکت علی صاحب کا کراچی سے کارکنان خلافت و کانگریس کے نام پیغام!

محمد خاں صاحب سکرٹری سندھ پراونشل خلافت کانفرنس کراچی سے ۲۰ ستمبر کے تار میں اطلاع دیتے ہیں کہ:۔ احمد خاں و صادق علیخاں صاحبان نے جو مولانا شوکت علی کے بھتیجے ہیں۔ آج کراچی پہنچکر مولانائے موصوف سے ملاقات کی۔ مولانا شوکت علی ہمیشہ کی طرح خوش و خرم تھے اور اپنی گفتگو کے دوران میں انہوں نے فرمایا کہ ہم کو بلا خوف اور صبر کے ساتھ کام کرتے رہنا چاہئے تاوقتیکہ خلافت کے نقصان کی تلافی نہ ہو اور ہندوستان کے مطالبات (آزادی ملک کی نسبت) پورے نہ کئے جائیں وہ کوئی اپنا ڈیفنس پیش نہیں کرنا چاہتے کیونکہ ان کا ڈیفنس قرآن مجید ہے اور صرف قرآنی قانون کے ماتحت ان کو مجرم قرار دیا جاسکتا ہے۔ انکا پیغام کارکنان خلافت و کانگریس کے نام یہ ہے:۔

غیر السندادی ترک مع الاالات پر زیادہ سرگرمی کے ساتھ عمل کرو (مظلومین سمرنا گورنمنٹ انگورہ کی معاونت کیلئے) روپیہ جمع کرنیکی پوری کوششیں جاری رکھو۔ اور مبیا کی سنجیدگی اور مضبوطی کیساتھ اپنے تنقیات کی پیروی کرو مولٰنا شوکت علی کو اس پر تعجب ہے کہ گورمنٹ نے کیوں تمام جگہ اتنی وسیع تیاریاں کیں۔ جب کہ وہ اور ان کے بھائی (مولٰنا محمد علی) صرف ایک چھٹی ملنے پر (گرفتاری کیلئے) موجود ہوجاتے۔

مولٰنا شوکت علی صاحب کی گرفتاری سے متعلق مولٰنا عبد الماجد صاحب بدایونی کا بیان

۲۰ ستمبر ۲۱ء کا ہمدم دیکھ رہا ہوں مگر اس میں کہیں وہ تار نہیں جو برادر محترم مولٰنا شوکت علی صاحب کی گرفتاری کے ۲ گھنٹہ بعد ہی دفتر مرکزی سے روانہ کرائے گئے تھے اور مولٰنا کا پیام امن وصبر بھیجا گیا تھا میرا مختصر اطلاعی خط مولٰنا عبد الباری صاحب کے نام طبع ہوا ہے جو یہ خیال کرکے نہایت عجلت میں بھیجدیا تھا کہ شاید تار روک لئے جائیں میں نے اس خط میں ملازم و اسباب کے رہجانے اور جہاز کے علم نہ ہونے کو لکھا ہے۔ یہ عدم علم کی حالت ۹ بجے تک رہی ۹ بجے جمعہ کے دن ہم کو اطلاع ملی کہ مولانا جہاز لہاسہ پر ہیں اسباب و ملازم جاسکتا ہے چنانچہ فقیر اور سیٹھ احمد کھتری سکرٹری مجلس خلافت اور چودھری رام بھجدت کے لڑکے (جو بمبئی بغرض تعلیم صنعت و حرفت مقیم ہیں) اور مسٹر بھروشا پارسی گودی کی طرف روانہ ہوئے مولٰنا کا اسباب و ملازم بھی روانہ کیا گیا ہم لوگوں کو جہاز کا پتہ کچھ توقف و تاخیر سے ملا جس وقت ہم پہونچے ہیں جہاز لنگر اٹھانا چاہتا تھا مولٰنا شوکت علی کو چھتری پر دیکھا سب نے سلام کیا اور مولٰنا نے سب کو محبت آمیز ووالہانہ طرز سے جواب دیا مجھکو اشارہ سے اپنی طرف متوجہ کرکے خلافت کے تھیلے میں سے جو ان کے گلے میں پڑا تھا قرآن شریف نکالا اور اس کو بوسہ دیکر آنکھوں سے لگایا سر پر رکھا اور کہا "یہ میرے ساتھ ہے" اور پھر کہا مولٰنا مجھے اسی پر میرا بھروسہ ہے" اس کے بعد مسٹر کھتری و مسٹر بھروسا کی طرف دیکھ کر کام جاری رکھنے اور صبر و امن و استقلال سے تحریک دائرہ کو بیدار و زندہ رکھنے کی ہدایت کی اس کے بعد جہاز چلدیا اور ہم لوگوں سے خداحافظ کہا۔ گودی سے ہم لوگ دفتر مرکزی میں آئے جہاں مسٹر نائیڈو و مسٹر عمر ثوبانی وغیرہ تھے یہاں مشورہ کرکے بمبئی شہر کی تمام مساجد میں بعد جمعہ مولٰنا کی گرفتاری اور مولٰنا کے پیام امن و سکون و خاموشی کے اعلان کا انتظام کیا گیا۔ اس کے بعد خبر معلوم ہوئی کہ بھنڈی بازار میں دوکانیں بند ہورہی ہیں اور ہڑتال ہورہی ہے جس کی فہمایش کیلئے مسٹر کھتری مسز نائیڈو اور فقیر روانہ ہوئے۔ چونکہ بمبئی میں قبل نماز جمعہ معمولاً بازار بند رہتا ہے اور اکثر مسلمان اس دن (جمعہ کو) بعد جمعہ دوکانیں کھولتے ہیں۔ لہذا ان بند دوکانوں کو دیکھکر

والنٹیروں کو ہڑتال کا خیال ہوا اور اونھوں نے بعض بیوپاریوں وغیرہ سے دوکانیں بند کرنیکو کہنا شروع کیا
اسی اثنا میں ہم لوگ پہونچگئے اور انکو سمجھا دیا کہ ہڑتال ہنگامہ ہرگز نہ کرو امن و سکون سے رہو یہی مولانا کہگئے ہیں
اس کے بعد ۳ بجے خبر ملی کہ بھنڈی بازار کے موڑ پر مجمع ہے اور پولیس بھی موجود ہے ہنگامہ کا اندیشہ ہے میں
اور مسٹر کھتری فوراً روانہ ہوئے دیکھا مجمع واقعی بہت ہے مگر سب خاموش و ساکن ہے۔ انگریز پولیس افسر سارجنٹ
بھی پیادہ اور سوار ہیں مجمع کو ہم نے فہمایش کی اور ایک طرف ہوجانے کو کہا یہ دن مبئی میں گنپتی کے میلہ کا
بھی تھا۔ اوس کے تماشائی بھی تھے اور وہ عوام بھی جن کو بعد جمعہ برادرم مولانا کی گرفتاری کی خبر معلوم ہوئی تھی
اور ان کی آنکھیں اشکبار اور دل بیقرار تھے۔ مسٹر جوشی اور مسٹر ثوبانی و مسز نائیڈو وغیرہ بھی اسی غرض کیلئے گئے
اور خدا کا شکر ہے کہ مجمع یہاں سے با امن و سکون منتشر ہو گیا اور میری موجودگی مبئی تک بحمد اللہ وہاں کامل امن
و سکون رہا مسز نائیڈو وغیرہ کی گرفتاری کی افواہیں مشتہر ہوتی رہیں مگر میری روانگی کے وقت وہ مجھسے ہلال
منزل بخیریت ملنے آئی تھیں مولانا شوکت علی صاحب کا پیام امن و سکون مسٹر کھتری نے کثیر تعداد میں طبع کرا کر شائع و تقسیم کرا دیا تھا
مولانا شوکت علی صاحب کے ملازم کا کرایہ ان کو خود دینا پڑا تھا اور مبلغ پانسو کی رقم اونھوں نے ذاتی طور پر ڈپٹی
کمشنر کو جو گرفتاری کو آئے تھے ہر اوس خرچ کیلئے دلوادی تھی جس کی حکومت متکفل ہو یا ملازم کا صرف ہو۔
چونکہ اشفاق علی صاحب کے استفسار پر ڈپٹی کمشنر نے کہا تھا کہ مولانا کا ملازم ساتھ جائیگا تو جہاز کا کرایہ دینا ہوگا
آپ کے عشرہ محرم میں اعانت سلطنت انگورہ کے سرمایہ کی فراہمی میں میں اور برادر محترم مولانا ساتھ اور شریک
رہے اور جس شب وہ گرفتار ہوئے ہیں اس شب بھی محلہ کھڑک گئے ہیں اور وہ ساتھ آئے تھے اور مجھے ہلال
منزل چھوڑ کر وہ ایک بجے کے بعد مجھ سے جدا ہوئے تھے اور ٹھیک ۲ بجکر ۴۵ منٹ پر ہم کو محمد عالم صاحب نے
دفتر سے آکر ان کی گرفتاری کی خبر دی تھی مسٹر کھتری نے باوجود ناوقت ہونے کے ٹائمز و کرانیکل کے دفتر
میں جاکر اسیوقت اس خبر کو درج کرایا تھا اور صبح ۸ بجے یہ خبر ان دونوں اخباروں میں مختصر طور پر شائع ہوگئی تھی۔
میں نے بوجہ علالت و درد گردہ کی نوبت و خلش کے ۸ کو بمبئی چھوڑ دیا تھا اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ
وہاں کامل امن و سکون ہوگا۔ میں صوبہ متحدہ میں بھی بذریعہ ہمدم یہ اعلان مناسب سمجھتا ہوں کہ برادران گرامی
کی گرفتاری پر کامل امن و سکون رکھنا چاہیے اور بیکار جلسوں اور ہنگاموں کے اجتماع میں جذبات کو برباد نہ
کرنا چاہیے بلکہ انکی صحیح یاد ان کے خیالات نصب العین کو خاموشی و سکون سے ترقی دینے سے باقی رکھنا چاہیے
یہ وقت امتحان و دور عمل ہے اور قریب ہے کہ حق کا آفتاب صداقت و آزادی کا روشن ستارہ طلوع ہو اور

جبر و استبداد کے بادل دور ہوں۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔
اکتوبر میں کوئی مسلمان ایسا نہ رہنا چاہئے جسکے جسم پر دیسی کپڑا گاڑھا وغیرہ نہ ہو کہ کم سے کم علی برادران کی صحیح یادگار ہے فقط

فقیر عبدالماجد القادری البدایونی از بدایوں

گرفتاری کے متعلق مولانا شوکت علی کا جواہر لال نہرو کے نام خط

مولانا شوکت علی نے اپنی گرفتاری کے بعد پنڈت جواہر لال جی نہرو کو ایک چٹھی لکھی ہے جس کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

میری گرفتاری

میرے پیارے جواہر لال۔ آخر ہم آپ سے جوزف، فلپس یا ہرکران سے زیادہ خوش قسمت ثابت ہوئے ہیں۔ اور اب ہم اس جگہ پہنچ گئے ہیں جس کو ہمارے بڑے سردار تارکین موالات کا محل کہتے ہیں۔ جب میں رات کے ایک بجے تین جلسوں میں شریک ہونے کے بعد دفتر خلافت میں آیا تو میں بمشکل ایک گھنٹہ سویا ہونگا کہ اشفاق نے ۲ بجے مجھے جگایا اور کہا کہ ڈپٹی کمشنر پولیس آیا ہے اور مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔ میں نے اسے اندر بلا لیا اور اس نے مجھے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کراچی کی طرف سے گرفتاری کا وارنٹ دکھایا۔

میرا معاون محمد علی

ہم پر سرکاری فوجوں کی وفاداری کو متزلزل کرنے کے جرم میں مقدمہ چلایا جانے والا ہے اور محمد علی کا ذکر اس میں میرے معاون و مددگار کی حیثیت سے کیا گیا ہے۔

قرآن مجید کا حکم

قرآن مجید میں صاف لکھا ہے کہ "جو مسلمان دوسرے مسلمان کو دیدہ و دانستہ ہلاک کرتا ہے۔ اس کی سزا جہنم ہے اور وہ ہمیشہ کیلئے اس کے اندر رہتا ہے" خدا ترس مسلمان اس معاملہ میں ادھر ادھر نہیں ہو سکتے اسے تمام باتوں سے بچ کر خدا کے بنائے ہوئے اس قانون کی تعمیل کرنی پڑتی ہے۔ اور اگر اسے اس پر سزا دی جائے تو وہ مردوں کی طرح اس کو برداشت کرتا ہے۔ محمد علی کو بھی مدراس یا راستہ میں ہی گرفتار کر لیا ہوگا۔ میں اب بھی اپنے بھائی کو کراچی میں ملنے کا منتظر ہوں۔ مقدمہ کی سماعت مجھے یقین ہے کہ مختصر اور بہت دلچسپ ہوگی۔ جوزف۔ بہادر اور جعفری کو میرا پیار دیجئے اور اپنی والدہ محترمہ کو سلام اگر بہن سروپ یہاں ہیں تو انہیں اور مسز شام لال اور تمام خاندان کو میری تسلیمات دیجئے ہم بہت جلد ملینگے۔ نصر من اللہ و فتح قریب۔ کامیابی یقینی ہے آزادی کی جنگ جاری رکھو خدا حافظ شوکت علی خادم کعبہ۔

مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی جانشین حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری

بتاریخ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۱ء بروز یکشنبہ ۷ بجے ایک مسلمان سب انسپکٹر اور ڈپٹی کلکٹر بمعیت مسلح پولیس اور ایک یورپین افسر شیخ الہند مرحوم کے مکان پر پہنچے عبدالعزیز سب انسپکٹر سی آئی ڈی نے مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی کو ایک وارنٹ زیر دفعہ ۱۲۰ ضمن (ب) دکھلایا۔ ہزاروں آدمی موقع پر پہنچ گئے وارنٹ کی تعمیل کے بجریہ از کراچی خلاف سختی سے ظاہر کیا گیا۔ قریب تھا کہ پبلک اور پولیس میں سخت خونریزی ہو آخر کار نقض امن کے اندیشہ سے مولانا حسین احمد صاحب نے بمشکل تمام پبلک کے جوش کو دبایا کئی گھنٹہ تک تقریر کی اور پرامن ترک موالات پر عامل ہونے کی تلقین فرمائی۔ آخرکار یہ طے پایا کہ مولانا کو صبح کے وقت جلوس کے ساتھ اسٹیشن پر پہنچایا جاوے اور یہ کہ پولیس یا فوج ساتھ نہ ہو مقامی پولیس کے افسران اور ڈپٹی صاحب نے اس پر اتفاق ظاہر کیا اور مولانا عزیز گل صاحب کی خواہش پر داخل ہونے قسمیں کھائیں کہ رات میں کوئی کارروائی نہیں کی جاوے گی اس پر تمام لوگ منتشر ہو گئے۔ یکایک ۳ بجے شب کے ہندوستانی اور گورکھا فوجی سپاہی نیز چند یورپین افسران مکان پر پہونچے اور محاصرہ کر لیا اور مولانا صاحب کو گرفتار کر لیا اس پر کچھ مظاہرہ نہیں کیا گیا چند اشخاص مولانا کو اسٹیشن پہنچانے گئے۔ اسپیشل گاڑی سہارنپور کی طرف غالباً کراچی روانہ ہو گئے۔ اور واضح رہے کہ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۱ء کی شام کے وقت ہڑتال مکمل رہی اور دوسرے روز ہندو مسلمانوں کی مکمل کیگئی اور بتاریخ ۱۹ ستمبر ۱۹۲۱ء ۱۰ بجے اظہار نفرت کیلئے جلسہ عظیم الشان ہندو اور مسلمانوں کا ہوا جس میں مختلف مقرروں نے ترک موالات کی ضرورت پرامن طریقہ ثابت کی اور مولانا کی گرفتاری پر سخت اظہار نفرت کیا اور یہ تجویز بھی باتفاق رائے پاس ہوئی۔ کہ ہم تمام ہندو مسلمان گورنمنٹ کے اس فعل ناعاقبت اندیشانہ پر سخت اظہار نفرت کرتے ہیں اور ترک موالات پرامن طریق پر اتحاد و اتفاق کے ساتھ اپنی سعی و کوشش جاری رکھیں گے۔

مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی کی شخصیت

آج کل کراچی کے مقدمہ میں مولانا حسین احمد کا نام بار بار آتا ہے۔ اور مولانا محمد علی جیسے شخص ان کو آقا کہتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ کہ میں ان کو اپنے ساتھ قیدیوں میں دیکھ کر خوشی سے پھولا نہیں سماتا اس لئے ناظرین سے مولانا کا کسی قدر تعارف کرا دینا بے موقع نہیں ہے۔

مولانا حسین احمد صاحب ضلع فیض آباد کے نہایت اعلیٰ نسب سید ہیں۔ دار العلوم دیوبند میں تحصیل علم سے

فراغت پانے کے بعد ۱۳۱۶ھ میں جس کو اب چوبیس سال گذرتے ہیں مولانا نے اپنے والد ماجد اور برادران وغیرہ تمام خاندان کے ساتھ ہندوستان سے ہجرت کی اور حج بیت اللہ کے بعد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے فیوض روحانی حاصل کئے اور مدینہ منورہ میں مقیم ہو گئے۔ اور حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں روضۂ اطہر کے سامنے درس حدیث وتفسیر جاری فرمایا چند ہی روز میں وہ ہجوم ورجوع طلبا ہوا کہ قدیم شیوخ اور اساتذہ کے حلقۂ درس مختصر رہ گئے۔ کیونکہ مولانا جامع الفنون تھے اور دیگر حضرات صرف ایک فن کے ماہر ہوتے ہیں ۱۳۳۴ھ تک حلقۂ درس شان وشوکت سے جاری رہا شمرفاء اہل مدینہ نے آگے زانوے ادب تہ کیا اس عرصہ میں دو مرتبہ ہندوستان آئے اور اپنے استاد حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب سے مکرر بخاری شریف پڑھی اور چلے گئے ۱۳۳۳ھ میں حضرت شیخ الہند نے ہندوستان سے سفر کیا اور حج ادا فرمانے کے بعد محرم ۱۳۳۴ھ میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ تو مولانا حسین احمد عظیم الشان مجمع کو لے کر شہر سے باہر اپنے محترم استاد کے استقبال کو نکلے۔ حضرت مولانا پانچ ماہ ان کے مکان پر مقیم رہے اور بخاری شریف کا درس جاری فرمایا۔ حضرت استاد نے واپسی کا قصد کیا تو مکہ معظمہ تک خدمت کرتے ہوئے پہنچانے آئے پھر حج ادا کیا اور مکہ معظمہ میں مقیم تھے کہ گورنمنٹ برطانیہ کی فرمائش سے شریف صاحب نے حضرت مولانا کو گرفتار کیا۔ یہ بھی استاد کے ساتھ خوشی سے گرفتار ہوئے۔ جدہ میں چند روز محبوس رہ کر جہاز میں قاہرہ پہنچائے گئے۔ اور قریۃ الجیزہ کے زنداں میں محبوس رہے وہاں سے مالٹا منتقل ہوئے۔ یہ نظر بند رہے۔ اور مدینہ منورہ میں ان کے بزرگ والد ماجد اور بے کس اہلیہ اور معصوم بچے سب وفات پا گئے۔ چار برس کے بعد نظر بندی سے نجات ہوئی۔ ہندوستان پہنچے۔ تو پانچ ماہ آپ کے بعد شفیق مرشد اور استاد حضرت شیخ الہند نے وفات پائی۔ رجوع خلائق سے منجانب اللہ ان کے قائمقام اور جانشین ہو کر تحریک خلافت اور حالات حاضرہ میں سرگرمی دکھلا رہے تھے کہ ۱۸ ستمبر کو دیوبند میں حضرت شیخ الہند کے مکان سے شب کو تین بجے گرفتار کئے گئے اگر یہ خود جاں نثاروں کا جوش فرو کرنے میں انتہائی کوشش نہ کرتے تو عظیم کشت وخون کے بغیر گرفتاری ممکن نہ تھی۔

ڈاکٹر سیف الدین کچلو صاحب کی گرفتاری کس طرح عمل میں آئی

ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو کو شملہ میں ۱۶ ستمبر کو جمعرات کے روز دوپہر کے وقت گرفتار کیا گیا جس کے لئے کراچی کے مجسٹریٹ نے وارنٹ گرفتاری جاری کیا تھا۔ چونکہ گورنمنٹ نے تمام تار بند کر دیئے گئے تھے۔

اس لئے اس کی خبر آج سے پہلے نہیں روانہ کی جاسکی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ گرفتاری کراچی کی خلافت کانفرنس کے ایک رزولیوشن کے ماتحت عمل میں آئی ہے جس میں فوج کی وفاداری میں مداخلت کی گئی تھی۔ ڈاکٹر کچلو یہاں دو ہفتہ قیام کرنے کی غرض سے آئے تھے۔ اس لئے کہ ان کی صحت اچھی نہ تھی۔ اسی روز شام کو وہ ایک جلسہ عام میں تقریر کرنے والے تھے۔ لیکن تقریباً گیارہ بجے دن کو خفیہ پولیس کے افسر نے ان سے ملاقات کرکے انہیں اطلاع دی کہ وہ شام تک گرفتار کرلئے جائینگے۔ اس کے بعد پولیس کے تقریباً بیس آدمیوں نے اس مکان کو گھیر لیا جس میں ڈاکٹر صاحب ٹھہرے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر کچلو نے اسی وقت ایک خط اپنی بیوی بچوں کے نام لکھا اور اس کے بعد خاموشی کے ساتھ خود کو پولیس کے حوالہ کردیا گرفتاری کے بعد ہی ڈاکٹر کچلو کو ریلوے اسٹیشن لے گئے۔ اس عرصہ میں ان کی گرفتاری کی خبر شہر میں مشہور ہوئی اور ان کے بعض دوست واحباب تارکین موالات اور خلافت کے کارکنان اسٹیشن پر انہیں رخصت کرنے پہنچ گئے۔ ۱۲ بجے ایک خاص ریلوے موٹر پر سوار کرکے ان کو کالکا پہنچا دیا گیا۔

جگت گرو سوامی شنکر اچاریہ کی گرفتاری

جگت گرو سوامی شنکر اچاریہ جی کو بحکم ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کراچی ۱۶ ستمبر ۱۹۲۱ء کو بنابر تائید قرارداد متعلق حرمت ملازمت فوج جو خلافت کانفرنس کراچی میں پیش ہوکر منظور ہوئی تھی۔ گرفتار کیا گیا۔ گرفتاری کے وقت جگت گرو سوامی شنکر اچاریہ جی اپنی عبادت اور نیم میں مصروف تھے۔ اس لئے گرو جی نے نیم میں ہونیکا عذر کیا اور گرفتار کرنے والوں کو مطلع کیا کہ ۱۵ منٹ نیم کو نہیں توڑ سکتے مگر انہوں نے اس عذر کو مسموع نہیں کیا چنانچہ گرو جی کو موٹر میں سوار کراکے لیگئے جس کے بعد انکو سماعت مقدمہ کیلئے کراچی پہنچایا گیا

پیر غلام مجدد صاحب سندھی کی گرفتاری

پیر غلام مجدد صاحب سندھی کو بحکم ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کراچی ۱۷ ستمبر ۱۹۲۱ء کی شب کو اس لئے گرفتار کیا گیا کہ انہوں نے کراچی خلافت کانفرنس میں حرمت ملازمت پولیس وفوج کے متعلق قرارداد پیش کردہ کی تائید کی تھی۔ پیر صاحب کو حیدرآباد سندھ میں گرفتار کیا گیا تھا۔ اس لئے بغرض سماعت مقدمہ ان کو ایک اسپیشل ٹرین میں سوار کرکے کراچی پہنچایا گیا۔

پیر صاحب کو ان کی والدہ ماجدہ کا ایک جرأت انگیز پیغام

پیر غلام مجدد صاحب سندھی کو ان کی گرفتاری کے بعد ان کی والدہ ماجدہ نے اپنے لخت جگر کو مندرجہ

ذیل جراءت انگیز اور دلیرانہ پیغام ارسال کیا تھا۔

اگر تمہارا عقیدہ سچا ہے تو ہرگز ان سے معافی نہ مانگنا جو تمہارے عقاید کے مخالف ہیں اگر معافی مانگی تو اپنا منہ ہم کو نہ دکھلانا۔

مولانا نثار احمد صاحب کانپوری کی گرفتاری

اگرچہ مولانا نثار احمد صاحب کانپوری کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ متھرا نے ان گرفتاریوں سے عرصہ ہی قبل ایک باغیانہ تقریر کے الزام میں جو ان سے منسوب کی گئی تھی کہ انہوں نے متھرا میں کی تھی ان پر مقدمہ چلا کر بالآخران کو جیل بھیجدیا تھا تاہم کراچی خلافت کانفرنس کی منظور شدہ قرارداد متعلقہ حرمت ملازمت فوج کی تائید کرنے کے الزام میں ان کو بھی ماخوذ کیا گیا اور متھرا جیل سے بغرض سماعت مقدمہ کراچی پہنچایا گیا چنانچہ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۱ء کو مولانا نثار احمد صاحب کانپوری کے والد ماجد ان سے ملاقات کرنے متھرا جیل گئے تھے اور وہ جس وقت ملاقات کر کے چلے آرہے تو اچھنیرا اسٹیشن پر انہوں نے اپنے جگر گوشہ کو تھرڈ کلاس میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ مولانا کو دیکھکر وہ گاڑی کے پاس گئے اور معلوم کیا کہ وہ سخت بخار میں مبتلا تھے۔ اس پر مولانا صاحب کے والد ماجد نے اہلکاران پولیس سے کہا کہ وہ مولانا صاحب کو دوسرے درجہ میں لیجائیں۔ اس لئے کہ ان کو شدید بخار چڑھا ہوا ہے اور تھرڈ کلاس میں ان کو سخت تکلیف ہے۔ مولانا صاحب کے والد ماجد نے باوجودیکہ پولیس والوں سے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ ریل کے دوسرے درجہ کا کرایہ وہ خود اپنی جیب سے ادا کردیں گے مگر اس پر بھی پولیس والوں نے کوئی التفات نہ کیا اور مولانا صاحب کو تیسرے ہی درجہ میں بٹھا کر کراچی لیگئے۔

کراچی کے تاریخی مقدمہ کی روداد

عدالت میں رہنمایانِ قوم کی آمد کا اثر انداز نظارہ

حامیانِ ترک موالات کا مقاطعہ عدالت اور گورنمنٹ کی کارروائیوں سے نمایش نفرت

پہلے روز کی مفصل کارروائی

نوعیت مقدمہ

۲۶ ستمبر کو سوا دس بجے رئیس الاحرار مولانا محمد علی صاحب و مولانا شوکت علی صاحب و مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی و جگت گرو سوامی کرشن تیرتھ صاحب (شنکر آچاریہ) پیر غلام مجدد صاحب سندھی و ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو و مولانا نثار احمد صاحب کانپوری کے خلاف مقدمہ زیر دفعہ ۱۲۰ا ۱۳۱ و ۵۰۵ تعزیرات ہند کی سماعت خالق دین ہال میں مسٹر تلاٹی ڈسٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں ہوئی۔ الزام کی بنیاد ان تقریروں پر ہے جو انہوں نے آل انڈیا خلافت کانفرنس منعقدہ کراچی ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۱ء میں اس قرارداد کی تائید میں کیں کہ موجودہ حالات میں مسلمانوں کے لئے سرکاری فوج میں ملازم رہنا یا بھرتی ہونا یا دوسرے کو بھرتی کی ترغیب دینا حرام ہے اور ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ یہ بات فوجی مسلمانوں کے ذہن نشین کر دے۔

کارکنان کانگریس و خلافت کا مقاطعہ عدالت

چونکہ کمرہ عدالت میں جانے کے لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ٹکٹ جاری کئے تھے۔ اس لئے آغاز مقدمہ سے قبل کارکنان کانگریس اور خلافت نے کانفرنس کر کے فیصلہ کیا کہ کوئی تارک موالات ٹکٹ حاصل کر کے کارروائی مقدمہ دیکھنے کیلئے نہ جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جس وقت علی برادران نے ان کے اس فیصلہ کو سنا تو وہ بہت خوش ہوئے کہ تارکان موالات میں وہ روح پیدا ہو گئی ہے جس کے پیدا کرنے کی وہ کوشش کر رہے ہیں۔ تارکانِ موالات نے البتہ اخبارات کے نمایندوں کو اجازت دیدی تاکہ وہ تفصیل کے ساتھ مقدمہ کی کارروائی درج اخبار کر سکیں مقدمہ کی کارروائی ۱۱ بجے شروع ہوئی۔ کارکنوں کے فیصلہ کی وجہ سے متعدد کرسیاں خالی پڑی رہیں

عدالت میں پولیس و فوج کی نمائش

صبح سویرے ہی پولیس کے ڈیڑھ سو سپاہی ہال میں آموجود ہوئے۔ ہال کے احاطہ کے گرد خاردار تار لگائی ہوئی تھی۔ ہال سے ملحق بندر سڑک کے حصہ میں پولیس کا پہرہ بہت تھا۔ اور سڑک کے دونوں طرف پولیس کے سپاہی ڈنڈے لئے کھڑے تھے کہ عوام کو ادھر نہ آنے دیں۔

صبح کے دس بجے ہوں گے کہ اڑھائی سو کے قریب اور ہندوستانی فوجیوں نے جو رائفلوں سے پورے طور پر مسلح تھے اور ان کے پاس گولی بارود بھی کافی تھی۔ آکر ہال کے عقبی حصہ پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ کارکنوں کے فیصلہ کی بیشتر حصہ شہر کو خبر ہو گئی تھی۔ اس لئے ہال کے باہر کہیں کہیں اکے دکے لوگ کھڑے دیکھے گئے

علیحدہ نشستوں کا انتظام

دائیں (چبوترہ) پر درمیان میں مجسٹریٹ، اس کے بائیں ہاتھ سرکاری رپورٹر

اور دائیں ہاتھ سر رشتہ دار بیٹھے تھے۔ اخبارات کے رپورٹروں کیلئے ہال شمال مغربی کونہ میں اور ڈائس کے سامنے مجسٹریٹ کی دائیں طرف جگہ کا انتظام تھا۔ ملزمان کیلئے شمال مشرقی کونہ میں کرسیاں بچھی ہوئی تھیں ڈائس کے سامنے اخبارات کے رپورٹروں کے ساتھ سرکاری وکیل اور سپرنٹنڈنٹ پولیس سی آئی ڈی کیلئے جگہ تھی پہلی صف کے پیچھے دوسری صف میں وکلاء بیٹھے تھے۔

لیڈران کی آمد پر حاضرین کا اظہار احترام

ٹھیک گیارہ بجے قیدیوں کی گاڑی آئی۔ اس کے آگے آگے سپاہیوں سے بھری ہوئی لاری احاطہ میں داخل ہوئی۔ جوں ہی کہ ملزمان نے ہال میں قدم رکھا ہے۔ تمام حاضرین لیڈران کے احترام میں سروقد کھڑے ہو گئے اور اپنی خاموش تعظیم سے انہیں شاباش دی۔ تمام حاضرین نے انہیں ایک ساتھ سلام کیا جس کا لیڈران کی طرف سے جواب دیا گیا۔ حاضرین اس وقت تک اپنی جگہ پر نہ بیٹھے جب تک کہ لیڈران اپنی اپنی کرسیوں پر نہ بیٹھ گئے۔ مولانا محمد علی ملزم لیڈران کی فوج کی سربراہی کر رہے تھے اور خود اس شان سے داخل ہوئے کہ خلافت کا ایک بیج ان کے بائیں بازو پر لگا ہوا تھا۔ ان کے پیچھے مولانا شوکت علی مسکراتے۔ حاضرین کو سلام کرتے حسب معمول اپنے جوش و خروش کو لوگوں کے قلوب میں بھرتے ہوئے آئے ان کے بعد مولانا حسین احمد صاحب آئے۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی مرحوم و مغفور کے خلیفہ اور ایک مشہور عالم کو جیسا متین و سنجیدہ ہونا چاہئے اس کا یہ ایک اعلیٰ نمونہ بنے ہوئے تھے۔ جگت گرو شنکر اچاریہ ان کے بعد آئے وہ اپنے مذہبی فرقہ کے نشانات سے آراستہ تھے وہ مستقل اور مضبوط معلوم ہوتے تھے۔ اور جس مقصد کی انہوں نے حمایت کی ہے اس کے لئے تکالیف برداشت کرنے پر آمادہ نظر آتے تھے۔ مولانا نثار احمد اور ڈاکٹر کچلو دونوں مسکراتے اور باتیں کرتے ہوئے ایک ساتھ داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے سندھ کے محترم پیر۔ پیر غلام مجدد تھے جو ہشاش بشاش نظر آتے تھے۔

مجسٹریٹ کی آمد اور آغاز کاروائی

مشکل سے لیڈران اپنی اپنی جگہ پر پہنچے تھے کہ مجسٹریٹ کمرہ میں داخل ہوا اور اس نے کاروائی کا آغاز مولانا محمد علی سے پہلے ان کا اور ان کے والد کا نام پوچھ کر کیا۔ اس کے جواب میں مولانا نے کہا کہ وارنٹ میں نام درج ہے۔ لیکن جب مجسٹریٹ نے اپنے سوال کا جواب لینے پر اصرار کیا تو مولانا محمد علی نے اس کا جواب دینے سے انکار کر دیا۔

مجسٹریٹ نے دیگر ملزمین سے بھی یہی سوال کیا۔

سوامی شنکر آچاریہ کے ملزمان کا نام بتانے سے انکار

مجسٹریٹ کے سوال کے جواب میں سوامی شنکر آچاریہ جی کے کسی ملزم نے نام نہیں بتایا اور جواب دینے سے انکار کر دیا۔

مجسٹریٹ نے اس پر ان کے نام لکھ لئے اور سوامی جی سے ان کے باپ کا نام پوچھا۔

جگت گرو سوامی شنکر اچاریہ کا جواب

جگت گرو سوامی شنکر آچاریہ جی نے جواب دیا کہ ہم کو صرف اپنے مذہبی باپ کے نام بتانے کی اجازت ہے۔

بنائے مقدمہ کے متعلق وکیل سرکار کا بیان

رہنمایان قوم کی جانب سے کوئی وکیل یا پیروکار نہیں کیا گیا۔ سرکار کی جانب سے سندھ کا پبلک پراسیکیوٹر مسٹر الفنسٹن پیروی مقدمہ کیلئے پیش ہوا جس نے ملزمان کے خلاف مقدمہ کی کارروائی کا افتتاح کرتے ہوئے یہ بیان کیا کہ ملزمان نے کراچی کی کانفرنس میں ایک ایسے رزولیوشن کی اشاعت میں حصہ لیا ہے جس سے ملک معظم کی فوج کی وفاداری میں خلل اندازی کا اندیشہ تھا اور بہت ممکن تھا کہ اس سے برے نتائج بھی نکلتے۔ اگر دیگر افسران سرکار اپنی عقل سے کام لیکر پیش بندیاں نہ کرتے آپ نے کہا کہ ان ملزمان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اس رزولیوشن کی تائید کی ہے محرک اس تحریک کے مولانا حسین احمد ہیں جن کے متعلق مزید کسی قسم کا تعارف کرانا چنداں ضروری معلوم نہیں ہوتا آپ نے اس رزولیوشن کو خاص طور پر زوردار الفاظ میں پیش کیا تھا اور عوام کو اس کی اہمیت خاص طور پر جتلائی تھی۔ ڈاکٹر کچلو اور مولوی نثار احمد نے اس کی تائید کی تھی اس لئے وہ بھی اس کے الزام سے نہیں بچ سکتے۔ سوامی شنکر اچاریہ بھاسکر کرشن تیرتھ بھارتی پیر غلام مجدد صاحب نے اس کو اشاعت دی اور مولانا شوکت علی نے جو مرکزی خلافت کمیٹی کے سکرٹری ہیں علاوہ تقریر کے اس رزولیوشن کی تشہیر بھی کافی طور پر کی جس رزولیوشن کو میری گورنمنٹ نے خلاف قانون سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ کوئی مسلمان برطانوی علاقہ میں نہ رہے۔ فوجی ملازمت نہ کرے۔ بلکہ ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ مسلمانوں سے فوجی نوکریاں چھڑاوے اور کسی کو فوج میں بھرتی ہونے کی تلقین نہ کرے یہ رزولیوشن متذکرہ آل انڈیا خلافت کانفرنس میں جو کہ ۸ تا ۱۰ جولائی ۱۹۲۱ء کو ہمارے شہر میں ہوئی تھی پاس ہوا ہے۔

علی برادران پر ایک اور مقدمہ

وکیل سرکار نے بتلایا کہ اس کے علاوہ علی برادران پر زیر دفعہ ۱۲۴ الف و ۱۲۴ و ۱۲۵ تعزیرات ہند بغاوت پھیلانے کا بھی الزام ہے جس کے متعلق بھی تحقیقات کی جاوے گی۔

مسٹر ٹی ڈی الفنسٹن پبلک پروسیکوٹر کا چہرہ اس وقت بیرنگ ہو رہا تھا۔

حکم عدالت

عدالت نے واقعات مقدمہ سنکر ان جرائم کو اپنے حدود اختیارات میں قرار دیا اور باقاعدہ تحقیقات شروع ہوئی

شہادت زمان شاہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ خفیہ پولیس سندھ

مسٹر زمان شاہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ خفیہ پولیس سندھ نے شہادت دیتے ہوئے بیان کیا کہ یہ استغاثہ گورنمنٹ بمبئی کی منظوری سے اور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کراچی کے حکم سے دائر کیا گیا ہے۔ دونو احکام بطور اگزبٹ پیش ہیں۔ میں ۷ا جولائی کو کراچی کے ریلوے اسٹیشن پر موجود تھا۔ جبکہ کوئٹہ میل یہاں پہنچی میں نے شوکت علی مسٹر بھارتی کرشن اور مولانا محمد علی کو اس میں دیکھا۔ ان کا جلوس نکالا گیا پہلے مولانا شوکت علی اتر کر گاڑی میں کنیا پاٹھ شالہ متصل دہرم شالہ تلسی رام میں گئے۔ جو کہ کانفرنس پنڈال کے قریب واقع ہے خلافت کانفرنس ۸۔ ۹۔ ۱۰ جولائی کو منعقد ہوئی تھی پہلے دن کانفرنس کی کارروائی ۵ بجے شام کو شروع ہوئی اور ۱۰ بجے رات تک رہی مسٹر محمد علی نے اپنا خطبہ صدارت پڑھا خطبہ کے بعد انہوں نے کہا کہ اب سبجکٹ کمیٹی بنائی جا سکتی ہے۔ اس میں ہر صوبہ کے پانچ ممبر ہوں گے بمبئی اور سندھ سے ۱۰ ممبر ہوں گے مولانا شوکت علی ملزم نمبر ۲ سنٹرل خلافت کمیٹی بمبئی و سندھ کے آنریری سکرٹری ہیں میرے ساتھ ۴ آدمی کنیا پاٹھ شالہ میں ڈیوٹی پر تھے انہوں نے مجھ سے رپورٹ کی کہ ملزم نمبر ۱ و نمبر ۳ کنیا پاٹھ شالا میں ٹھہرتے ہیں سبجکٹ کمیٹی کا اجلاس ۹ تاریخ کو ۹ اور ۱۱ بجے کے درمیان منعقد ہوا۔ اور پھر ۶ بجے شام کے۔ شام کو یہ جلسے کنیا پاٹھ شالا میں ہوئے ۹ جولائی کو کانفرنس کے جلسہ میں موجود تھا چھ رزولیوشن اس میں پاس ہوئے بمبئی گورنمنٹ کے حکم میں چھپے رزولیوشن کا ترجمہ ٹھیک ہے۔ ملزم نمبر ۱ مولانا محمد علی نے یہ رزولیوشن حاضرین کو پڑھ کر سنایا تھا۔ اس رزولیوشن کو پیش کرتے ہوئے انہوں نے کہا یہ نہایت ضروری رزولیوشن ہے۔ حاضرین کو اسے کانفرنس کا لب لباب سمجھنا چاہئے۔ یہ رزولیوشن ملزم نمبر ۲ مولوی حسین احمد نے پیش کیا تھا۔ ان کی تقریر کے شارٹ ہینڈ نوٹ انسپکٹر لکھنی اور سب انسپکٹر شاہ بہادر خاں نے لئے۔

مولانا حسین احمد صاحب میں انگریزی نہیں سمجھ سکتا

اس موقع پر مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی نے عدالت سے کہا کہ وہ انگریزی نہیں سمجھ سکتے اس لئے شہادتیں اردو میں قلمبند ہوں تو بہت زیادہ مناسب ہے جواباً مولانا صاحب کو بتایا گیا کہ اگر مولانا صاحب انگریزی نہیں سمجھ سکتے ہیں تو ان کو ترجمہ سنوا دیا جائیگا۔

گواہ نے اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ پیر غلام مجدد نے سندھی میں رزولیوشن پر تقریر کی۔ سب انسپکٹر کرم حسین اور سب انسپکٹر عبداللہ نے نوٹ لئے۔ ملزم نمبر ۳۔ ڈاکٹر کچلو اور ملزم نمبر ۵ مسٹر نثار احمد ملزمان نمبر ۳ و ۵ کی تقریروں کے نوٹ انسپکٹر لحنت حسین اور سب انسپکٹر شام بہادر خاں نے لئے تھے۔ شری شنکر اچاریہ نے انگریزی میں تقریر کی تھی۔ ان کی تقریر کے شارٹ ہینڈ نوٹ لئے گئے تھے۔ ملزم نمبر ۱ نے پوچھا کہ جو لوگ اس کے حق میں ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔ اور کانفرنس میں جس قدر لوگ تھے۔ سب کھڑے ہو گئے۔ ملزم نمبر ۲ مولانا شوکت علی بھی موجود تھے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے وہ پلیٹ فارم پر تھے کسی اور رزولیوشن کے لئے حاضرین کو کھڑا ہونے کے لئے نہیں کہا گیا۔ دو سو آدمیوں کے لگ بھگ موجود تھے وہاں مسلمان ہندو۔ پٹھان۔ سکھ۔ تکاریوری اور کچھی تھے۔ جس وقت یہ رزولیوشن پاس ہوا مولوی اور پیر بھی موجود تھے۔ امروٹی کے مولانا تاج محمد اور مولانا اسد اللہ شاہ بھی موجود تھے۔ پیر تراب علی شاہ اور دیگر پیر اپنے پیروؤں کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔

سوائے بنگال کے اور سب صوبوں سے نمایندے آئے ہوئے تھے علیگڈھ کے طلبا بھی آئے ہوئے تھے۔ جس وقت اس رزولیوشن کی تائید میں تقریریں کی گئیں تو بڑا جوش پھیلا ہوا تھا۔ اس کی کارروائی نیو ٹائمز ڈیلی گیٹ اور سندھ آبزرور میں شائع ہوئی۔ میں نے علماء کے فتوے کو دیکھا ہے میں اس کی ایک کاپی پیش کرتا ہوں۔

مولانا محمد علی کا عدالت سے مطالبہ فتویٰ

رئیس الاحرار مولانا محمد علی صاحب نے اس موقعہ پر عدالت سے کہا کہ فتوے کی ایک کاپی ان کو بھی دی جاوے۔ چنانچہ مولانا صاحب کو فتوے کی ایک کاپی فراہم کی گئی۔ جس کو لیکر انہوں نے بغور پڑھا اور زاں بعد بغرض شمولیت مثل وہ فتوے کی کاپی واپس کر دی۔ گواہ نے مکرر اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے بیان کیا کہ اس فتوے کی کاپی مجھے ۱۲۔ اگست کو ملی۔ اس سے پہلے ہی مجھے اس فتوے کی کاپی ملی تھی۔ میں اس کو پیش کرتا ہوں۔ مارچ کے مہینہ میں فتوے کی صرف دو کاپیاں میرے پاس پہنچیں ان کاپیوں میں ملزمان نمبر ۲ اور نمبر ۵ کے دستخط ہیں۔ مجھے سب انسپکٹر عبد الغفور سے کاپی ملی۔ اس پر ملزمان نمبر ۵ و ۴ و ۳ کے دستخط ہیں۔

عدالت کا ملزمین سے استفسار جرح

اس وقت مسٹر ملانی ڈپٹی مجسٹریٹ نے ملزمین سے مجملاً و نیز فرداً فرداً دریافت کیا کہ آیا ان کو گواہ سے کچھ سوالات کرنے ہیں مگر ملزمین میں سے کسی نے کوئی جرح نہیں کی اور اسی

طرح پہلے گواہ کی شہادت ختم ہوئی۔

شہادت محمد بخش ڈپٹی کلکٹر ہالا

محمد بخش ڈپٹی کلکٹر ہالا نے کہا۔ رزولیوشن مولانا محمد علی نے تمام حاضرین کے سامنے پڑھ کر سنایا تھا۔ اس کی تحریک ملزم نمبر ۲ مولانا حسین احمد نے کی۔ ملزم نمبر ۴ مولانا پیر غلام مجدد نے اس کا سندھی میں ترجمہ کیا اور اس کی تائید کی۔ اور اس کے بعد ملزم نمبر ۶ نے جو اپنے آپ کو شنکر آچاریہ کہتا ہے تقریر کی مسٹر محمد علی نے حاضرین سے کہا کہ اگر آپ کو اس رزولیوشن سے اتفاق ہے تو کھڑے ہو جائیں۔ مولانا شوکت علی بھی کھڑے ہو گئے۔ حاضرین کو اور کسی رزولیوشن کیلئے کھڑا ہونے کیواسطے نہیں کہا گیا۔ کانفرنس میں تقریباً تین سو آدمی موجود تھے۔ زیادہ تر حاضری مسلمانوں کی تھی۔ علماء اور مولوی بھی موجود تھے اس رزولیوشن کی تائید میں جو تقریریں ہوئیں۔ ان سے بہت جوش پھیلا۔

ایک جمعدار و ہیڈ کنسٹبل کی شہادت

ڈپٹی کلکٹر صاحب کی شہادت کے بعد ایک جمعدار اور ایک ہیڈ کنسٹبل کی شہادت قلمبند کی گئی۔ ازاں بعد سی۔ آئی۔ ڈی پولیس کے ایک ہیڈ کنسٹبل مسمے محمد عثمان غنی کی شہادت ہوئی۔

شہادت محمد عثمان غنی ہیڈ کنسٹبل خفیہ پولیس سندھ

سندھ کی سی۔ آئی۔ ڈی کے ہیڈ کانسٹبل محمد عثمان غنی نے کہا کہ مولانا محمد علی شوکت علی اور ڈاکٹر کچلو خلافت کانفرنس کے ایام میں کنیا پاٹھ شالا میں ٹھہرے ہوئے تھے میں نے ان تینوں ملزموں کو صبح کے ½۸ بجے کنیا پاٹھ شالا سے باہر آتے ہوئے دیکھا۔ مولانا محمد علی اور ڈاکٹر کچلو ایک گاڑی میں تھے اور مولانا شوکت علی دوسری گاڑی میں۔ ۹ بجے واپس آتے ہوئے جلسہ ۱۱ بجے تک ہوتا رہا۔ اور یہ لوگ ½ ۱۱ بجے اور ½ ۱۱ بجے کے درمیان چلے گئے میں نے سبجکٹ کمیٹی میں مولانا شوکت علی کی آواز سنی۔ میں یہ نہیں سن سکا کہ وہ کیا کہہ رہے تھے میں ان کو دیکھ سکتا تھا۔ میں نے مسٹر محمد علی اور دوسروں کو کنیا پاٹھ شالا سے ½ ۳ بجے شام کے جاتا ہوا دیکھا۔

مولانا محمد علی کا عدالت سے استفسار

اس موقع پر مولانا محمد علی نے پوچھا کہ آیا آپ اُن سوالات کا جواب ٹھیک طور پر لکھ رہے ہیں جو گواہ دیتے رہے ہیں۔ کیونکہ ایک جگہ گواہ نے کہا کہ علی برادران اور ڈاکٹر کچلو دوسرے آدمیوں کے ہمراہ گئے اور دوسری جگہ کہا کہ دوسرے آدمی اکثر کچلو

علی برادران کے چلے جانے کے بعد آگئے گواہ نے اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ میں نے کبھی آدمیوں کو ان تین ملزموں کے چلے جانے کے بعد کینیا پاڑہ شالا سے جاتے ہوئے دیکھا میں نے انکو کینیا پاڑہ شالا آتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ گواہ پر ملزموں نے کوئی سوال نہیں کیا۔

شہادت عبدالغفور سب انسپکٹر سی۔ آئی ڈی

مسٹر عبدالغفور سب انسپکٹر سی۔ آئی ڈی نے بیان کیا کہ میں ۹ جولائی کی صبح کو کینیا پاڑہ شالا گیا وہاں سبجکٹ کمیٹی مقرر ہو رہی تھی۔ میں نے مسٹر شوکت علی کو بولتے ہوئے سنا۔ ۱۱ بجے کے قریب جلسہ برخاست ہوا۔ میں کینیا پاڑہ شالا ۷ بجے اور ۸ ½ بجے کے درمیان گیا۔ ہیڈ کانسٹیبل کیشو لال اور عثمان غنی یہاں تعینات تھے۔ انہوں نے مجھے مطلع کیا کہ یہاں بہت سے آدمی جمع ہیں۔ اور سبجکٹ کمیٹی کا اجلاس ہو رہا ہے۔ میں نے فتویٰ دیکھا ہے۔ مجھے اگست کے مہینہ میں اس کی ایک کاپی ملی تھی۔ اور میں نے یہ مسٹر زمان شاہ کو دیدی تھی۔ جو کاپی مجھے دکھائی گئی ہے وہ وہی ہے جو مجھے موصول ہوئی تھی وہ مجھے ایک پٹھان نے دی تھی۔ پس نے مجھے کہا کہ چونکہ آپ محکمہ پولیس میں ملازم ہیں۔ اس لئے آپ کو علماء کا یہ فتویٰ پڑھنا چاہئے۔ میں نے اس کو پڑھکر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ زمان شاہ کو دیدیا یہ مجھکو کراچی میں دیا گیا۔

شہادت سید لخت حسین انسپکٹر سی۔ آئی ڈی

سید لخت حسین انسپکٹر سی۔ آئی ڈی نے بیان کیا کہ میں شارٹ ہینڈ اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں جولائی کی کانفرنس میں تھا۔ مسٹر محمد علی کانفرنس کے پریذیڈنٹ تھے۔ اور انہوں نے اپنا پریذیڈنشل ایڈریس پڑھا اپنی تقریر کے بعد مسٹر محمد علی نے اردو میں سبجکٹ کمیٹی کے متعلق گفتگو کی۔ میں نے ان کی اردو کی تقریر کو لکھا میں اس وقت کانفرنس میں موجود تھا جبکہ رزولیوشن نمبر ۶ پیش کیا گیا۔ اس رزولیوشن کو مسٹر محمد علی نے پڑھا رزولیوشن کو پڑھنے سے پہلے انہوں نے کچھ ابتدائی الفاظ کہے۔ میں نے اس رزولیوشن کو اور مسٹر محمد علی کے الفاظ کو قلمبند کیا۔ ان کی تقریر اردو میں تھی۔ میں نے اپنی لیاقت کے مطابق ان نوٹوں کو لکھا ہے۔ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ مسٹر محمد علی نے اپنی تقریر میں کہا تھا۔ مسٹر حسین احمد نے اردو میں اس رزولیوشن کی تائید میں تقریر کی۔ میں نے ان کی تقریر کو بھی شارٹ ہینڈ میں لکھا تھا۔ اس رزولیوشن کی تائید میں پیر غلام مجدد نے سندھی میں تقریر کی تھی۔ اور ڈاکٹر کچلو نے اردو میں۔ مولانا نثار احمد نے ڈاکٹر کچلو کے بعد اردو میں تقریر کی تھی۔ اس کے بعد شری شنکر اچاریہ نے اس رزولیوشن کی تائید میں انگریزی میں

تقریر کی۔ آخر میں مسٹر محمد علی نے اپنی تقریر کی۔ اور میں نے اس کی پوری پوری رپورٹ لی ہے۔ میں نے اپنے شارٹ ہینڈ کے نوٹ محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ ملزموں نے کوئی سوال نہیں کیا۔

شہادت خان بہادر خاں انسپکٹر سی۔ آئی ڈی الہ آباد

جناب خان بہادر خاں انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی نے بیان کیا کہ میں خلافت کانفرنس کے جولائی کے اجلاس میں بطور رپورٹر شامل ہوا تھا مجھے اردو میں شارٹ ہینڈ کے نوٹ لینے کی عادت ہے۔ میں ۸ جولائی کو موجود تھا۔ مسٹر محمد علی ملزم نمبر ا نے اپنی صدارتی تقریر کے بعد ۸ تاریخ کو ایک تقریر کی اور انہوں نے کچھ سبجکٹ کمیٹی کے بارے میں کہا لیکن میں نے اس کی رپورٹ نہیں لی۔ کیونکہ انسپکٹر سال علیخاں نے اسی کی رپورٹ لی تھی۔ مسٹر محمد علی نے چہار رزولیوشن پڑھ کر سنایا میں نے ابتدائی ریمارک کے بعد اس کو شارٹ ہینڈ میں لکھا۔ ملزم نمبر ۲ مولانا حسین احمد نے مسٹر محمد علی کے بعد ریزولیوشن کی تائید میں تقریر کی۔ میں نے ملزم نمبر ۲ کی تقریر کے جو نوٹ شارٹ ہینڈ میں لئے تھے ان کو ٹھیک طور پر اردو میں تیار کیا ہے۔ رزولیوشن کی تائید میں سندھی اور انگریزی میں بھی تقریریں ہوئیں۔ میں نے ڈاکٹر کچلو کی تقریر کے شارٹ ہینڈ میں نوٹ لئے۔

ڈاکٹر کچلو کے بعد مولانا نثار احمد نے اردو میں تقریر کی تھی۔ اور میں نے ان کی تقریر بھی شارٹ ہینڈ میں لکھی تھی۔ میں نے اپنے شارٹ ہینڈ کے نوٹوں کی ایک صحیح نقل تیار کی۔ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ بالکل وہی کچھ ہے۔ جو انہوں نے رزولیوشن کی تائید مزید کرتے ہوئے کہا تھا۔ تقریر ختم ہونے کے بعد مسٹر محمد علی نے اس رزولیوشن پر رائیں لیں۔ مسٹر محمد علی نے جو خیالات رزولیوشنوں کی رائوں کے لئے پیش کرتے ہوئے ظاہر کئے وہ میں نے قلمبند نہیں کئے۔ اس کے بعد گواہ نے اپنے شارٹ ہینڈ کے تمام نوٹ پیش کئے۔

مولانا محمد علی کی عدالت سے گفتگو

مولانا محمد علی صاحب نے عدالت سے کہا کہ مجھے تمام شہادتوں اور دستاویزوں کی نقول جن میں شارٹ ہینڈ کے نوٹ بھی ہیں مہیا کی جائیں۔

لنچ کیلیے عدالت کی برخاستگی

ایک بجکر دس منٹ پر عدالت نے لنچ کیلئے اپنا اجلاس برخاست کیا اور بتایا کہ مقدمہ کی سماعت پھر تین بجے سے شروع ہو گی۔

لنچ کے بعد کی کارروائی

شہادت اسسٹنٹ ایڈیٹر ڈیلی گزٹ کراچی

مسٹر ڈبلیو۔ آر برنس اسسٹنٹ ایڈیٹر ڈیلی گزٹ کراچی نے اپنے اخبار کا پرچہ مورخہ ۱۱ جولائی جس میں خلافت کانفرنس کے اجلاس منعقدہ ۸ تا ۱۰ جولائی کی کارروائی چھپی تھی پیش کیا۔

شہادت لالہ کرم چند رام لال انسپکٹر پولیس کراچی

مسٹر کرم چند رام لال انسپکٹر پولیس کراچی نے بیان کیا کہ میں کانفرنس میں شریک ہوا تھا اور میں نے مسٹر محمد علی کی تقریر سنی تھی سبجکٹ کمیٹی میں ہر ایک صوبہ کے پانچ پانچ ڈیلیگیٹ تھے لیکن صوبہ بمبئی وسندھ کے دس ڈیلیگیٹ تھے۔ ۹ جولائی کو چھ ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ مسٹر شوکت علی کے سوا تمام ملزموں نے جو یہاں موجود تھے ریزولیوشن کی حمایت کی تھی اور اس پر منظوری کا اظہار کرنے کے لئے تمام حاضرین کانفرنس کھڑے ہو گئے۔ ۱۰ جولائی کو میں نوشہرہ وزیر پور میں گیا تھا۔ جہاں ڈاکٹر کچلو اور مسٹر شوکت علی نے تقریریں کی تھیں۔

وکیل سرکار نے کہا کہ آج کی شہادت ختم ہوئی

مسٹر کرم چند رام لال انسپکٹر پولیس کراچی کی شہادت کے بعد وکیل سرکار نے کہا کہ آج اور کوئی گواہ نہیں پیش ہوگا۔

اسیر لیڈران کا متفقہ مطالبہ

اس موقعہ پر مولانا محمد علی نے مجسٹریٹ سے کہا کہ ہم سب ملزموں کو ایک ہی کمرہ میں رکھا جائے۔ تاکہ ہم تحریری بیانات لکھنے میں ایک دوسرے سے مشورہ کریں۔ مولانا محمد علی نے یہ بھی کہا کہ ہمارے نئے مولانا عبدالباری اور دیگر علماء سے ملنا بھی ضروری ہے جو اس وقت کراچی میں ہیں اور جو قانونی معاملہ سے اچھی طرح آگاہ ہیں مجسٹریٹ نے کہا کہ ان کو علیحدہ رکھنا سپرنٹنڈنٹ جیل کے اختیار میں ہے وہ جیسا بہتر خیال کرے ویسا کر سکتا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ملزم روزانہ دو گھنٹے آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ مولانا محمد علی نے کہا کہ یہ وقت کافی نہیں۔ مجسٹریٹ نے کہا کہ یہ معاملہ مناسب ہے کہ سپرنٹنڈنٹ جیل کے پاس بھیجا جاوے۔

مولانا محمد علی نے کہا میرے خیال میں مناسب یہ ہے کہ مجسٹریٹ ہی ہے۔

مجسٹریٹ نے کہا میں ایسا خیال نہیں کرتا۔

مولانا محمد علی نے یہ بھی کہا کہ پولیس نے میری گرفتاری کے وقت جن کاغذات اور دستاویزوں پر قبضہ

کر لیا تھا وہ سب مجھے دکھائے جائیں کیونکہ ان میں سے بعض حوالہ جات مجھے لینے ہیں۔ مجسٹریٹ نے کہا کہ ان دستاویزوں میں سے ۱۶ عدالت میں رکھ لی گئی ہیں کیونکہ ممکن ہے کہ مقدمہ میں ان کا کچھ استعمال کیا جائے اور ۱۱ دستاویزیں شملہ بھیجدی گئیں تا کہ ان پر کوئی کارروائی کی جائے۔

دوسرے روز کیلئے عدالت برخاست اس کے بعد عدالت دوسرے روز کیلئے برخاست ہوگئی۔

کراچی کے تاریخی مقدمہ کی دوسرے روز کی کارروائی

رہنمایان قوم کے داخلہ عدالت پر حاضرین کا تعظیماً کھڑا ہو جانا

فوجی سپاہیوں کو ورغلانے کے متعلق فوجی افسران کی شہادتیں

عدالت کا نظارہ ۱۷ ستمبر سنہ ۱۹۲۱ء کو علی برادران و رہنمایان قوم کے مقدمہ کی خالق دینا ہال میں تقریباً ساڑھے گیارہ بجے دوسری پیشی ہوئی۔ کارکنان کانگریس و خلافت کے مقاطعہ عدالت کے باعث کل کی بہ نسبت باہر شرکت نیز ہال کے اندر حاضرین کی تعداد کم تھی۔ تقریباً ڈیڑھ سو آدمی تھے ٹھیک گیارہ بجے ملزمین کے موٹر صحن عدالت میں داخل ہوئے جس کے آگے آگے پولیس والوں کی لاری تھی جس وقت لیڈران قوم داخل کمرہ عدالت ہوئے تو حاضرین تعظیم کیلئے کھڑے ہوگئے۔ اور سب نے ہاتھ اٹھا کر سلام کیا جس کا اونہوں نے ہنسکر اسی طرح جواب دیا۔

مجسٹریٹ کی آمد اور آغاز کارروائی مسٹر تلانی مجسٹریٹ ٹھیک گیارہ بجکر ۵ منٹ پر عدالت میں آیا جس کے بعد کارروائی مقدمہ شروع کی گئی۔

شہادت کرنیل گوایبر جنرل سٹاف مغربی کمانڈ

کرنیل گوائیر جنرل سٹاف مغربی کمانڈ نے بیان دیتے ہوئے ۵ فارم پیش کیا جس کے ماتحت سپاہی ہندوستانی فوج میں بھرتی کئے جاتے ہیں اور کہا کہ میں ۵ فارم بھی پیش کرتا ہوں جس کے ماتحت ہندوستانی فوج میں سپاہی بزمانہ جنگ بھرتی کئے گئے تھے۔ تمام سپاہی ان میں سے کسی نہ کسی فارم کے ماتحت فوج میں داخل ہوتے ہیں۔ ان کو ایک معینہ زمانہ تک فوج میں خدمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ جو سپاہی فارم نمبر دوم کاغذ مسل نمبر ۳ کے ماتحت بھرتی ہوتے ہیں ان کو جنگ کے بعد ۶ ماہ تک کام کرنا پڑتا ہے یکم ستمبر ۱۹۲۱ء

کو اختتام جنگ کی تاریخ معین کی گئی ہے۔ فارم نمبر اول کے ماتحت بھرتی ہونے والے سپاہیوں کو جتنے عرصہ تک فوج میں کام کرنا پڑتا ہے وہ کم از کم چار سال ہے فارم نمبر اول (کاغذ مسل نمبر ۲۹) ۴۔۵ اور ۱۰ سال کا زمانہ خدمت ظاہر کرتا ہے وہ اس زمانہ کے ختم ہونے سے پہلے جس کی بابت انہوں نے فارم پر دستخط کئے ہیں فوجی ملازمت نہیں چھوڑ سکتے یعنی ۴ یا ۵ یا ۱۰ سال تک البتہ وہ زمانہ جس کی بابت وہ دستخط کر چکے ہیں ختم ہونے کے بعد انہیں فوجی خدمت سے مستعفی ہو جانے کا حق حاصل ہے جس زمانہ کی بابت انہوں نے دستخط کئے ہیں (اس کے بعد بھی وہ فوج میں رہ سکتے ہیں)۔ اگر وہ دو شرطیں پوری کی جائیں جو دفعہ ۴ (فارم) میں ظاہر کی گئی ہیں (دفعہ ۱۱ کے پیرا گراف دوم کا زر دستخطوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر رجمنٹ کی مجموعی تعداد اس کے معیار طاقت سے کم ہو جائے تو رنگروٹ حاصل کرنے کا معمولی طریقہ یہ ہے کہ سپاہیوں کی ایک پارٹی رجمنٹ سے رنگروٹ فراہم کرنے کیلئے بھیجی جاتی ہے رنگروٹ فراہم کرنے والی پارٹی رجمنٹ کے بھرتی شدہ سپاہیوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ رنگروٹ فراہم کرنے والی پارٹی کا یہ فرض ہے کہ وہ نئے آدمیوں کو فوج میں بھرتی ہونے کی ترغیب دیں تمام رجمنٹیں قریب قریب اسی طرح سے اپنی مقررہ تعداد کے پیمانہ پر قائم رکھی جاتی ہیں۔ اگر ان پارٹیوں سے جانے والے سپاہی رنگروٹوں کو بھرتی ہونے کی ترغیب نہ دیں تو رجمنٹ کو اس کے معینہ معیار طاقت پر قائم رکھنا ممکن نہ ہو۔ میری پوزیشن فوج میں مغربی کمان کے جنرل اسٹاف میں ایک کرنل کی ہے۔ مجھے اپنی فوج میں سے ایسے مطبوعہ اوراق ملے جو سپاہیوں کو اس امر کی ترغیب دیتے تھے کہ وہ فوج میں کام نہ کریں۔ میں تین لفافے عدالت کے روبرو پیش کرتا ہوں جن میں یہ اوراق بجنسہ اسی طرح رکھے ہوئے ہیں یہ مجھکو ملے تھے ان تین لفافوں کے علاوہ مجھے کچھ اور لفافے اور اوراق بھی دستیاب ہوئے تھے یہ اوراق مجھے مختلف رجمنٹوں سے موصول ہوئے ہیں کوئی ۶ یا ۷ رجمنٹوں سے۔ گواہ سے کوئی جرح نہیں کی گئی

شہادت صوبیدار میجر جیت رام

صوبیدار میجر جیت رام اہیر عمر ۴۸ سال تعلق نمبر ۹۸ انفنٹری نے اپنی شہادت میں بیان کیا کہ ہندوستانی سپاہیوں کی جو ڈاک آتی ہے اس کی صوبیدار میجر کی طرف سے نگرانی کیجاتی ہے اپنی پلٹن میں خود میں نگرانی کرتا ہوں یہ طریقہ جنگ کے وقت سے رائج کیا گیا ہے جو کاغذ مجھے دکھائی گئی ہے ایسے ہی بہت سے ورقے ۲ یا ۳۔ اگست کو موصول ہوئے تھے میں نے ایک چٹھی کو کھولا تو اس میں ایک ایسا ورق

میری نظر سے گذرا۔ میں نے دوسری چٹھیوں کو نہیں کھولا بلکہ ان سب لفافوں کو کمانڈنگ افسر صاحب کے پاس لے گیا۔ انہوں نے (لفافہ میں سے نکال کر ایک) ورق کو پڑھا اور باقیماندہ اوراق کو اپنی جیب میں رکھ لیا۔ یہ پلٹن کے متعدد مسلمان ہندوستانی افسران کے نام آئے تھے۔ گواہ سے کوئی جرح نہیں کی گئی۔

شہادت صوبیدار عزیز الدین ولد شرف الدین

صوبیدار عزیز الدین ولد شرف الدین عمر ۴۵ سال متعلق اول بٹالین نمبر ۵ انفنٹری متعینہ چمن نے حسب ذیل شہادت دی۔ میری رجمنٹ کے صوبیدار میجر صاحب یکم جون سے دو ماہ کی رخصت پر گئے ہوئے تھے اور میں ان کی بجائے صوبیدار میجری پر کام کر رہا تھا۔ اپنی رجمنٹ کے ہندوستانی سپاہیوں کی ڈاک کو میں جانچتا تھا۔ یہاں جیسا ورق دکھایا گیا ہے ایسے دس اوراق میری رجمنٹ میں موصول ہوئے تھے۔ ان میں سے دو ۲۰ جولائی کو یا اس کے متصل کسی تاریخ کو اور دیگر اوراق آخر ہفتہ جولائی میں آئے تھے۔ میرے پاس ان میں سے ایک ورق (کاغذ مثل نمبر ۱) اپنے اصلی لفافہ کے اندر موجود تھے۔ باقیماندہ نو لفافے میں نے فوراً کمانڈنگ افسر صاحب کو دیدیئے۔ یہ لفافے رجمنٹ کے مسلمان افسروں کے نام تھے جن میں سے دو پنشن سے کر ریٹائر ہوگئے ہیں۔ گواہ سے کوئی جرح نہیں کی گئی۔

شہادت صوبیدار محمد حسین

صوبیدار محمد حسین عمر ۴۲ سال متعلق ۱۹۰۶ء ہزارہ پائینیرز کوئٹہ نے اپنی شہادت میں بیان کیا کہ میری کمپنی دوبارہ نمبر ۱۰۶ ہزارہ رجمنٹ میں بمقام کوئٹہ اول ہفتہ ستمبر ۱۹۲۰ء میں شامل کر دی گئی ہاں مجھے ایک لفافہ ملا جس میں ایک اسی قسم کا ورقہ رکھا ہوا تھا۔ آخر ہفتہ اگست ۱۹۲۱ء میں ملا جس کو میں نے کمانڈنگ افسر صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس بات کو کوئی ایک ماہ گذرا ہوگا جب یہ لفافہ ملا تھا۔
وکیل اثبات جرم نے اصلی لفافہ دیکھا۔ مگر ڈاکخانہ کی مہر صاف نہ تھی۔ اس کے موصول ہونے کے کوئی ایک ہفتہ بعد جب کہ میں ڈیوٹی پر تھا میں نے ایک چٹھی رسان کو اس قسم کے ۴-۵ لفافے لاتے دیکھا۔ ان میں سے بعض ایسے لوگوں کے نام تھے جو پلٹن سے رخصت کر دیئے گئے تھے۔ ایک لفافہ جمعدار تھاٹ کے نام تھا۔ جمعدار مذکور میرے ساتھ ڈیوٹی پر تھا اس نے اس کو پڑھا اور بعد میں میرے حوالہ کر دیا۔ میں نے دوسرے لفافوں کو نہیں کھولا بلکہ ان کو صوبیدار میجر صاحب کے پاس لیگیا ہوں

نے ان کو صاحب کمانڈ افسر کے حوالہ کر دیا اور چار لفافے بھی اسی قسم کے اوراق کے تھے گواہ سے کوئی جرح نہیں کی گئی۔

شہادت مسٹر جیسوانی ایڈیٹر نیو ٹائمز کراچی

مسٹر ٹیکم چند کھیم چند جیسوانی اخبار نویس کراچی نے اپنی شہادت میں حسب ذیل بیان کیا۔

میں اخبار نیو ٹائمز کا ایڈیٹر ہوں۔ میرے رپورٹر مسٹر موتوانی و مسٹر پرواسنی نے آل انڈیا خلافت کانفرنس کی کارروائیوں کے گذشتہ ماہ جولائی میں نوٹ لئے تھے۔ مسٹر پرواسنی ۹۔ جولائی کی شام کو کانفرنس کے اجلاس میں موجود تھے۔ اونہوں نے مجھے اس وقت کی کارروائیوں کی رپورٹ لا کر دی۔ میں نے ان کو نوٹوں سے کارروائی کانفرنس کی رپورٹ اپنے ۱۱۔ جولائی کے پرچہ میں شائع کی۔

میں یہ پرچہ عدالت میں پیش کرتا ہوں۔ کارروائی کانفرنس کی رپورٹ صفحہ ۸ و ۹ میں درج ہوئی ہے۔ ۱۸۔ جولائی کا پرچہ پیش کرتا ہوں اس کے فلاں صفحہ پر ساتواں رزولیوشن مندرج ہے جو کیفیت کارروائی کانفرنس کی ۱۱۔ جولائی کے پرچہ میں نکلی تھی۔ اس کا ترجمہ صحیح تھا۔ میں نے اپنے دوست مسٹر محمد خاں سکرٹری سندھ خلافت کمیٹی سے استدعا کی تھی کہ وہ مجھے تمام رزولیوشنوں کا صحیح ترجمہ بھیجدیں۔ اونہوں نے ترجمہ بھیجدیا اور میں نے اس کو اپنے ۱۸ جولائی کے پرچہ میں شائع کیا۔ رزولیوشن کا جو ترجمہ ۱۲ جولائی کے پرچہ میں نکلا ہے وہ شاید غیر صحیح ہو کیونکہ میرا رپورٹر زبان اردو سے اچھی طرح واقف نہیں اس لئے میں خیال کرتا ہوں کہ ترجمہ غلط ہے۔ مسٹر محمد خاں سندھ خلافت کمیٹی کے سکرٹری ہیں مجھے کانفرنس کی روئداد کے کسی نوٹوں کا سُراغ نہ ملا اور نہ کوئی اور نوٹ ایک ماہ سے زیادہ محفوظ رکھے جاتے ہیں گواہ سے کوئی جرح نہیں کی گئی۔

گواہ مذکور جب عدالت سے رخصت ہونے لگا تو اس نے مولانا محمد علی صاحب سے ہاتھ ملایا۔

شہادت مسٹر بی۔ اے کیلی ڈپٹی کمشنر پولیس بمبئی

مسٹر بی۔ اے کیلی عقیدہ رومن کیتھولک مسیحی عمر ۴۱ سال ڈپٹی کمشنر پولیس بمبئی نے اپنی شہادت میں کہا کہ مجھے مرکزی خلافت کمیٹی کے دفتر واقع بمبئی کی تلاشی کا وارنٹ ۲۰۔ ستمبر کو ملا۔ میں کوئی دو بجے سہ پہر کے خلافت کمیٹی کے دفتر میں گیا۔ مسٹر عبد الغنی سپرنٹنڈنٹ دفتر مذکور وہاں موجود تھے۔ میں نے وارنٹ کے بموجب ان سے پوچھا کہ آیا ان کے پاس متفقہ فتویٰ علمائے کی کچھ کاپیاں ہیں اونہوں نے کہا کہ فتوے کی دفتر میں کوئی کاپی نہیں ہے۔ میں نے پھر پوچھا کہ کیا ان کو فتوے کی کچھ کاپیاں وصول ہوئی تھیں

مسٹر عبد الغنی نے کہا کہ ہاں! مجھے معلوم تھا کہ ان کو ضرور اس کی کوئی کاپی ملی ہوگی۔ کیونکہ وہ ایک پمفلٹ میں شامل تھا جو مرکزی خلافت کمیٹی نے شائع کیا تھا اگر وہ جولائی میں شائع ہوا تو ضرور اختتام جولائی کے قریب شائع ہوا ہوگا جب میں نے مسٹر عبد الغنی سے دریافت کیا کہ آیا ان کے پاس اس فتوے کی کوئی کاپی موجود ہے جو رسالہ میں شامل کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ پریس سے واپس نہیں بھیجی گئی میں نے مسٹر عبد الغنی سے دریافت کیا کہ ان کے پاس کوئی ریکارڈ ان کاپیوں کی ہے جو فتوے کی ان کو ملی نہیں تو انہوں نے وہ ریکارڈ پیش کی جو میں اس وقت عدالت میں پیش کر رہا ہوں۔

(کورٹ کلرک نے اردو کی عبارت کا ترجمہ کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ کتنی کاپیاں تقسیم کرنے کیلئے آئی تھیں)

مولانا محمد علی کا عدالت سے سوال

مولانا محمد علی صاحب نے اعتراض اٹھایا کہ گواہ نے یہ نہیں کہا کہ تقسیم کرنے کیلئے آئی تھیں صاحب مجسٹریٹ نے مولانا محمد علی سے کہا کہ جب آپ کوئی استدعا کریں تو مہربانی سے کھڑے ہو جایا کریں اور اپنے کلرک سے کہا کہ وہ صحیح ترجمہ بیان کرے مولانا محمد علی صاحب نے عدالت سے یہ بھی کہا گواہ سے کہا جائے کہ وہ ذرا بلند آواز سے اپنی شہادت دے۔

خلافت کمیٹی کے رجسٹر کے اندراج

گواہ نے اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ یہ خلافت لٹریچر کے رجسٹر میں درج ہے مسٹر عبد الغنی نے فتوے کی بابت جو اندراج تھا اس کو دکھایا اس سے معلوم ہوا کہ ماہ فروری میں متفقہ فتوے کی ۰۰۰،۰۰ کاپیاں مرکزی خلافت کمیٹی کے دفتر میں موصول ہوئی تھیں اس کتاب کے بموجب یہ کاپیاں فروری۔ مارچ۔ اپریل اور مئی کے مہینوں میں تقسیم کی گئیں پھر میں نے مسٹر عبد الغنی سے کہا کہ وہ دستاویزی ثبوت اس کا دیں کہ مولانا شوکت علی مرکزی خلافت کمیٹی کے سکرٹری ہیں میں نے اس کتاب کے دو صفحات اپنے پاس رکھ لئے اور میں اب ان کو پیش کرتا ہوں میں نے اس کتاب روئداد کو بھی طلب کیا جس میں ڈاکٹر کچلو اور مسٹر محمد علی کے ممبر خلافت کمیٹی مقرر کئے جانیکا حال درج تھا۔

انہوں نے کہا کہ کتاب مسٹر معظم علی دہلی لے گئے تھے تلاشی کی پوری طور پر ختم ہونے کے بعد میں نے ایک افسر کو یہ معلوم کرنے کی غرض سے بھیجا کہ آیا خلافت کمیٹی نے جس فتوی کی نقل بھیجی تھی وہ مطبع میں تھا یا نہیں انہوں نے اس افسر سے کہا کہ وہ وہاں تھا پھر میں نے اسی افسر کو پریس بھیجا اور پرنٹر سے یہ کہلوایا کہ کہ وہ اس کی نقل میرے سامنے پیش کرے چنانچہ اس نے ایسا کیا پرنٹر کا نام محمد احمد تھا محمد احمد نے جو

جو کاغذات مجھے دئے تھے وہ میں پیش کرتا ہوں ۸ تاریخ کی صبح کو میں نے مسٹر شوکت علی کو بمبئی میں
مرکزی خلافت کمیٹی کے دفتر میں گرفتار کیا۔ گواہ سے کوئی جرح نہیں کیگئی۔

شہادت مسٹر ٹیک چند ہمن داس جنڈانی ایڈیٹر ڈیلی گزٹ

اس ۴۴ سالہ گواہ نے جو اسکول ماسٹر ہے اپنی شہادت میں بیان کیا کہ میں ان نوٹس کو پہچانتا ہوں جو مجھے دکھائے گئے ہیں۔ خلافت کانفرنس کی کارروائیوں کے یہ نوٹ ہیں میں نے کانفرنس میں کو لئے تھے۔ یہ وہ نہیں ہیں اور نہ یہ اصل نوٹوں کی ہی ہیں۔ یہ نوٹس کچھ تو اصل نوٹس سے تیار کئے گئے تھے اور کچھ نیو ٹائمز سے لئے گئے ہیں۔ میں نے یہ نوٹ یکشنبہ ۱۰ جولائی کی رات اور دوشنبہ ۱۱ جولائی کی صبح کو طیار کئے گئے تھے اس کے بعد میں نے "ڈیلی گزٹ" کو بھیجدیئے تھے اور میں خیال کرتا ہوں کہ کانفرنس کی کارروائیوں کی یہ بالکل صحیح رپورٹ تھی۔ البتہ رزولیوشن اس سے مستثنیٰ ہیں اسلئے کہ وہ اس رپورٹ پر مبنی تھی جو میں نے نیو ٹائمس میں دیکھی تھی اور میں ان کی صحت کا دعویدار نہیں ہو سکتا ہوں۔ بعض رزولیوشن نیو ٹائمس کی رپورٹ پر بالکل مبنی تھے البتہ رزولیوشن کے جو الفاظ میں نے درج کئے تھے وہ نیو ٹائمس کے الفاظ سے مختلف تھے لیکن ماحصل ایک ہی ہے اس کا مجھے یقین نہیں ہے کہ جو رزولیوشن میں نے دئے تھے وہ صحیح ہی تھے یا نہیں۔

وکیل اثبات جرم نے گواہ سے پوچھا اس کا کیا خیال ہے آیا رزولیوشن سچے ہیں یا نہیں۔

وکیل استغاثہ نے پھر بھی سوال کیا لیکن گواہ برابر یہی جواب دیتا رہا۔

اس موقعہ پر مولانا محمد علی نے عدالت کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا آپنے پہلا جواب قلمبند کر لیا ہے۔

مجسٹریٹ۔ جب گواہ جواب ختم کر چکیگا تو میں قلمبند کر لوں گا۔

محمد علی نے کہا کہ وکیل نے دوسرا سوال کیا ہے۔

مجسٹریٹ۔ نہیں وہ اپنے سوال کو دوہرا رہا ہے۔

محمد علی۔ کیا گواہ نے جو کچھ کہا ہے اسے آپ قلمبند کر لیں گے۔

مجسٹریٹ۔ ہاں اگر اس کا یہی جواب ہے۔

مولانا محمد علی اپنی کرسی پر بیٹھ گئے اور وکیل اثبات جرم نے اپنے سوال کو چار مرتبہ دہرایا لیکن ہر مرتبہ جواب وہی ملا اور وکیل اثبات جرم نے پھر اس گواہ سے کوئی دوسرا سوال نہیں کیا۔ گواہ پر جرح نہیں کیگئی۔

شہادت سید محمد شاہ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس دھارور پکار

سید محمد شاہ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس دھارور پکارے نے کہا کہ سبجکٹس کمیٹی نے سلسلہ میں مسٹر محمد علی نے جو تقریر کی تھی اور بتحت حسین انسپکٹر نے جس کی اردو رپورٹ کی تھی اس کا ٹھیک ترجمہ میں نے طیار کیا تھا جسے میں پیش کرتا ہوں مسٹر محمد علی نے جو رزولیوشن نمبر ۶ پیش کیا تھا اس کا اور ان کے اُن کو کا صحیح ترجمہ جو انہوں نے رزولیوشن کو پیش کرتے ہوئے کئے تھے میں نے طیار کر لیا ہے میں پیش کرتا ہوں حسین احمد ملزم نمبر ۲ کی تقریر کا صحیح ترجمہ بھی میں نے کر لیا ہے اور وہ میں پیش کرتا ہوں میں اُن نوٹوں کا ترجمہ بھی پیش کرتا ہوں جو بتحت حسین انسپکٹر نے اس رزولیوشن کے سلسلہ میں ڈاکٹر کچلو کی تقریر کے لئے تھے۔ نثار احمد کی ایک تقریر کے نوٹ بتحت حسین انسپکٹر نے لئے تھے اس کا ترجمہ بھی میں نے طیار کر لیا اور وہ میں پیش کرتا ہوں محمد علی نے اس رزولیوشن کو ختم کرتے ہوئے جو آخری ریمارک کئے تھے اور اس کے جو نوٹس بتحت حسین انسپکٹر نے لئے تھے اس کا بھی ترجمہ میں نے طیار کیا ہے رزولیوشن نمبر ۵ کے متعلق جو آخری ریمارک مسٹر محمد علی نے کئے تھے اور اس کے شام بہادر سب انسپکٹر نے جو نوٹس لئے تھے اس کا بھی میں نے سچا ترجمہ کیا ہے رزولیوشن نمبر ۵ کی تائید میں حسین احمد نے جو تقریر کی تھی اور اس کے جو نوٹ شام بہادر نے لئے تھے اس کا صحیح ترجمہ میں نے کیا ہے اور نثار احمد نے جو تقریر کی تھی اور اس کے جو نوٹ شام بہادر نے کئے تھے اس کا بھی ترجمہ میں نے صحیح کر لیا ہے تو شہر فیروزپور میں مسٹر شوکت علی نے جو تقریر کی تھی اور اس کے جو نوٹس کرم چند انسپکٹر نے لئے تھے ان کا صحیح ترجمہ میں پیش کرتا ہوں میں نے اس اشتہار کا بھی صحیح ترجمہ کر لیا ہے جو فوج میں تقسیم کیا گیا تھا۔

گواہ پر کوئی جرح نہیں کی گئی۔

شہادت نرائن گنیش انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی پونہ

نرائن گنیش جوشی عمر ۴۲ سال قوم برہمن انسپکٹر سی آئی ڈی پونہ نے بیان کیا کہ میں بلگام ڈسٹرکٹ خلافت کانفرنس میں موجود تھا جو ۱۹۔ جون ۱۹۲۱ء کو ہوئی ہے مسٹر محمد علی نے اس کانفرنس میں صرف ایک رزولیوشن پیش کیا تھا مسٹر محمد علی نے اس مضمون کو اردو انگریزی میں پڑھ کر حاضرین کو سنایا۔ میں مرہٹی زبان کی مختصر نویسی جانتا ہوں میں نے رزولیوشن کو مرہٹی کے شارٹ ہینڈ میں لکھ لیا انگریزی عبارت کو لانگ ہینڈ میں لکھ لیا مسٹر محمد علی کے ابتدائی ریمارک بھی میں نے مرہٹی شارٹ ہینڈ

میں لکھا ہے۔ انگریزی عبارت کو اپنے شارٹ ہینڈ کے نوٹس سے میں نے اس کا صحیح ترجمہ لانگ ہینڈ
میں کر لیا جس کو میں پیش کرتا ہوں۔ میں نے انگریزی میں اس کا صحیح ترجمہ کیا ہے۔ اسی نوٹ بک میں جس پر
میں شارٹ ہینڈ کے نوٹس میں مسٹر محمد علی کے ریمارک کے لانگ ہینڈ میں انگریزی نوٹس بھی لیا
چنانچہ میں اس کو پیش کر رہا ہوں۔ ڈاکٹر کچلو نے اس رزولیوشن کی تائید کی تھی۔ کانفرنس میں تقریباً پندرہ
سو اشخاص موجود تھے جن میں تقریباً ۵۰ فیصدی مسلمان تھے اور ۵۰ فیصدی ہندو۔ گواہ پر جرح نہیں کی گئی۔

شہادت بھولا رام اتم چند لسوان سب انسپکٹر سی آئی ڈی پونہ

بھولا رام اتم چند سوان مارناڑی سب انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی پونہ نے اپنی شہادت میں بیان کیا کہ میں
۱۹۔ جون کو بلگام خلافت کانفرنس میں جو بلگام میں منعقد ہوئی تھی موجود تھا۔ اس کانفرنس میں صرف ایک
رزولیوشن پیش کیا گیا تھا اس رزولیوشن کو مسٹر محمد علی نے حاضرین کے سامنے انگریزی اور اردو میں پڑھا
تھا میں نے رزولیوشن کو نقل کر لیا۔ میں مرہٹی کا شارٹ ہینڈ جانتا ہوں میں نے اس رزولیوشن کو مرہٹی
کے شارٹ ہینڈ میں لکھ لیا۔ میں نے اس نوٹس کا نہایت صحت کے ساتھ لانگ ہینڈ میں ترجمہ کر لیا۔ میں
نے انگریزی ترجمہ بھی کیا ہے جو میں پیش کرتا ہوں یہ بالکل صحیح ترجمہ ہی کیا ہے جو میں پیش کرتا ہوں۔
مسٹر محمد علی نے اس رزولیوشن کو پیش کیا تھا ڈاکٹر کچلو نے اس کی تائید کی تھی اس کانفرنس میں تقریباً
پندرہ سو اشخاص موجود نہ تھے۔ گواہ پر کوئی جرح نہیں کی گئی۔

شہادت ڈھل رام چند ملازم سی۔ آئی۔ ڈی پونہ

ڈھل رام چند قوم برہمن عمر ۳۵ سال ملازم سی۔ آئی۔ ڈی پونہ نے کہا کہ ۱۷ جولائی کو شوکت علی محمد علی اور
ڈاکٹر کچلو پونہ آئے تھے میں نے اس دن گاندھی میدان میں جلسہ میں شرکت کی تھی۔ میں مرہٹی اور
انگریزی دونوں زبانوں کا شارٹ ہینڈ جانتا ہوں۔ مسٹر شوکت علی نے اس جلسہ میں ایک مختصر تقریر
کی تھی انہوں نے جلسہ ختم کرنے پر تقریر کی تھی۔ میں نے اس تقریر کے شارٹ ہینڈ میں مولانا محمد علی
نے اس نوٹس کو پڑھا اور اسکی شارٹ ہینڈ کی عبارت کو دیکھا اور عدالت کو مخاطب کر کے کہا کہ
محمد علی۔ میں عدالت کی توجہ اس امر واقعہ کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں کہ تقریر اردو میں کی گئی تھی
اور نوٹس کے دیکھنے سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ گواہ نے مرہٹی زبان میں شارٹ ہینڈ میں اسے قلمبند کیا
ہے مجھے تعجب ہے کہ وہ کیونکر فوراً ہی اسکا ترجمہ کر کے اسے مرہٹی شارٹ ہینڈ میں لکھنے کے قابل ہو سکا

مجسٹریٹ۔ آپ جرح میں گواہ سے دریافت کر سکتے ہیں۔

گواہ نے اپنی شہادت کے سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اوپر جلسے کے آدھ گھنٹہ بعد میں نے اس کل عبارت کو جو مختصر نویسی کے اصول پر لکھی تھی معمولی رسم الخط میں لکھ لیا یہ میں نے اپنے نوٹس کا سچا ترجمہ کیا ہے۔ پونہ میں بہت سی ہندوستانی فوج رہتی ہے اس جلسہ میں تین چار ہزار تک کی تعداد میں لوگ موجود تھے جس میں تقریباً ۵۰ فیصدی مسلمان تھے۔ میں نے یہ نہیں غور کیا کہ آیا سپاہی بھی اس جلسہ میں موجود تھے یا نہیں اس لئے کہ میں لکھنے میں مصروف تھا۔ میرے اصلی نوٹ میرے پاس ہیں جو میں پیش کرتا ہوں گواہ پر کوئی جرح نہیں کیگئی۔

شہادت مسٹر موتوان رپورٹر ٹیو ٹائمز کراچی

مسٹر موتوان نیو ٹائمز کا رپورٹر اس روز کا بائیسواں اور آخری گواہ تھا چنانچہ اس نے کہا کہ ۹ جولائی کو خلافت کانفرنس کا جو اجلاس ہوا تھا۔ اس میں میں موجود تھا۔

سرکاری وکیل کا اعلان اختتام شہادت مولانا محمد علی اور مجسٹریٹ کی گفتگو

وکیل اثبات جرم نے اس کی مزید شہادت لینی نہ چاہی اور اس نے کہا دوسرے روز کے لئے ایک یا دو گواہ اور باقی ہیں۔

مولانا محمد علی نے شہادتوں اور ان کے ترجموں کی نقول چاہیں جس کے جواب میں مجسٹریٹ نے کہا کہ ۲۶ تاریخ کی جو شہادتیں گذری ہیں وہ طیار ہیں اور فیس ادا کرنے پر ان کو نقول مل سکتی ہیں۔

مولانا صاحب۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ملزم کو کوئی فیس ادا کرنی نہیں ہوتی۔

مجسٹریٹ۔ مجھے افسوس ہے کہ ایسا نہیں ہے۔

مولانا محمد علی نے اپنے ایک آدمی سے کہا کہ فیس ادا کر کے شہادتوں اور انکے ترجموں کی نقول لے لی جاویں۔

مولانا محمد علی نے کہا کہ مجسٹریٹ کے پاس سے ابھی اس کا کوئی جواب نہیں ملا ہے کہ ان کے مذہبی مشیر کاروں کو ان سے ملنے کی اجازت دیجائے اور اسکا انتظام خود مجسٹریٹ کریں۔

مجسٹریٹ۔ آپ کا ہر ایک قانونی مشیر یہاں آسکتا ہے اور آپ یہاں اس سے مشورہ کر سکتے ہیں مجھے اس سے اختلاف نہیں ہے البتہ عدالت کے باہر مجھے کوئی اختیار نہیں ہے۔

مولانا۔ عدالت کے اوقات میں جبکہ مقدمہ ہو رہا ہے ہم مشورہ نہیں کر سکتے ہیں۔ بہرحال میری یہ خواہش

ہے کہ آپ اس کو قلمبند کر لیں کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے میری درخواست کا کوئی جواب نہیں ملا ہے اور ہم اپنے بیان کے اندر قانون اسلام کو جو آپ کے نوٹس میں لانا چاہتے تھے ہمیں نہیں اس کی اجازت نہ دینے سے مداخلت ہوگی اب یقیناً یہ تجویز پیش کر سکتے ہیں اور یہ مناسب ہوگا۔ مولانا نے عدالت سے کہا کہ میری التجا اور عدالت کے جواب کو قلمبند کر لیا جائے۔

اختتام کارروائی عدالت نے دو بجکر ۱ منٹ پر اپنا کام ختم کر دیا۔

تیسرے روز کی ملزمین کل بیان پیش کریں گے اور استغاثہ کی جانب سے دو گواہوں

ہونیوالی کارروائی کی اور شہادت قلمبند کی جاوے گی۔

کراچی کے تاریخی مقدمہ کی تیسرے روز کی کارروائی

غیر معمولی پولیس اور فوج کی نمایش قوت

احترام مجسٹریٹ کیلئے لوگوں پر جبر

صحن عدالت کا نظارہ تیسرے دن ۱ اقعہ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۱ء مقدمہ کی کارروائی ۱۲ بجے دوپہر کو شروع ہوئی۔ آج فوج اور پولیس گارڈ کے تعینات کرنے میں غیر معمولی احتیاط سے کام کیا گیا تھا۔ اگرچہ ہال کے باہر عوام کی تعداد کم تھی لیکن ہال کے اندر لوگوں کی تعداد زیادہ تھی۔ اس لئے کہ کلکٹر نے سندھ کالج کے طلبار کو اندر آنے کی اجازت دیدی تھی۔ نیز ٹکٹوں کی بھی زیادہ پابندی نہیں کی گئی تھی۔

کمرۂ عدالت میں جو لوگ موجود تھے ان سے نہایت زوردار الفاظ میں یہ کہا گیا تھا کہ مجسٹریٹ کے کمرے میں داخل ہوتے ہی سب کے سب تعظیم کو کھڑے ہو جاویں۔ اور اگر ایسا نہیں کیا جائیگا تو کمرۂ عدالت سے نکال دیا جائیگا۔

جو لوگ جبریہ ادب و احترام نہیں کرنا چاہتے تھے وہ اسی نیت سے وہاں چلے آئے کہ مجسٹریٹ کے کمرے میں آکر بیٹھ چکنے کے بعد وہ واپس ہوں گے۔ اور جو لوگ بیٹھے رہ گئے تھے ان کو وہ تمام ذلتیں برداشت کرنی پڑیں کہ جن کا ان سے مطالبہ کیا گیا تھا جس وقت ملزم لیڈران کی گاڑی آرہی تھی تو اللہ اکبر کے پرجوش نعرے ہر چہار سمت سے بلند ہو کر ذرا کے ہیر کو ٹھہرا رہے تھے۔ ملزمین کی گاڑی کے آگے ایک

پولیس گارد کی گاڑی تھی اور پیچھے برطانوی سپاہیوں سے بھری ہوئی دو موٹر لاریاں تھیں۔

لیڈران کی آمد اور حاضرین کا تعظیماً کھڑا ہو جانا

آج اسیرانِ بلا کو عدالت میں ذرا دیر سے ۱۱ بجکر ۴۴ منٹ پر لایا گیا مگر ان کی آمد پر لوگ تعظیماً کھڑے ہو گئے اور جس وقت تک کہ لیڈران خود نہ بیٹھ گئے کوئی اپنی جگہ پر نہ بیٹھا اور لیڈران کو مبارکباد دی جاتی رہی جس کا اعتراف مولانا شوکت علی صاحب نے نہایت خندہ پیشانی سے کیا۔

آغاز کارروائی مقدمہ

۱۲ بجے مجسٹریٹ آیا اور کارروائی کا آغاز کیا اور پانچ گواہوں کی شہادت لی جن میں سب سے پہلے مسٹر عبدالکریم انسپکٹر کی شہادت لی گئی۔

شہادت مسٹر عبدالکریم انسپکٹر سی۔آئی۔ڈی

مسٹر عبدالکریم انسپکٹر سی۔آئی۔ڈی نے شہادت دیتے ہوئے بیان کیا کہ انہوں نے ۱۴ ستمبر کو والٹیر کے ریلوے اسٹیشن کے باہر مسٹر محمد علی کو جب وہ تقریر کرنے جا رہے تھے۔ گرفتار کیا۔ انہیں فوراً ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے سامنے پہنچایا گیا جنہوں نے جیل کے حوالات میں پہنچنے کی ہدایت کی۔ مسٹر محمد علی کے ملازم کے پاس ان کا کل اسباب اور سامان تھا۔ اسی درجہ میں مولانا آزاد اور مسٹر گاندھی بھی تھے۔ گاڑی اس اسٹیشن پر تقریباً آدھ گھنٹہ ٹھہرا کرتی ہے۔ مسٹر محمد علی کے ملازم نے ان کا کل سامان اس جگہ پہنچا دیا جہاں ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کھڑے تھے یہ والٹیر کے اسٹیشن کا تھانہ تھا۔ مسٹر محمد علی کے ملازم سے کہا گیا کہ وہ کل سامان دکھلائے جس میں مسٹر محمد علی کے کاغذات بھی تھے۔ چنانچہ ملازم نے تمام کاغذات دکھائے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو ان کاغذات کی جانب توجہ بھی دلائی گئی جن میں وہ ریزولیوشن بھی تھے جو بلگام کی ڈسٹرکٹ کانفرنس میں پاس ہوئے تھے۔ ملازم سے کہا گیا کہ وہ تمام کاغذات کو بکس میں بند کر کے جیلخانہ لے چلے جس نے اس کی تعمیل کی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے جیل سپرنٹنڈنٹ سے کہا کہ وہ تمام کاغذات کو اپنے پاس محفوظ رکھیں جیل سپرنٹنڈنٹ سے یہ بھی کہا گیا کہ وہ مسٹر محمد علی کی موجودگی ہی میں تمام کاغذات اپنے قبضہ میں کریں اور ان کی ایک فہرست مرتب کریں۔ اس کے بعد انہیں ہدایت کی گئی کہ وہ ان تمام کاغذات کو کراچی کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس بھیجدیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ تمام کاغذات سربمہر آپکو بھیجدیئے گئے ہوں گے" سرکاری وکیل نے دریافت کیا۔

وکیل سرکار

اب میں سب سے پہلے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی شہادت لونگا تاکہ وہ اس بات کی تصدیق کریں کہ

ہی مہریں لگی ہیں اور پھر میں گواہ سے مزید تفصیل دریافت کروں گا۔

اس موقع پر عدالت نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو طلب کیا۔

شہادت مسٹر سمارٹ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کراچی

گواہ نے اپنے بیان میں بتایا کہ مجھے کاغذات کا ایک سربمہر لفافہ اس پولیس افسر کی معرفت ملا جسکو وارنٹ دیکر مسٹر محمد علی کو گرفتار کرنے کی غرض سے بھیجا گیا تھا۔ ان کاغذات پر دالیپر کے جیل میں مہریں لگی گئیں وہ مہریں بدستور قائم ہیں اور عدالت کے سامنے پیش کر دی گئی ہیں جو شامل مسل ہیں۔ میں نے ان کاغذات کو لیکر اس فہرست سے مقابلہ کیا جس پر مسٹر محمد علی کو میرے سامنے پیش کیا گیا۔ تو اونہوں نے کہا کہ بعض کاغذات ان کی بیوی کے حوالہ کر دیے جائیں مسٹر محمد علی نے اس فہرست پر ان کے جو دستخط تھے ان کا اقرار کیا بعد کو میں نے ان کاغذات کا ایک لفافہ مسٹر محمد علی کے حوالہ کر دیا۔ دوسرا لفافہ شملہ پر سی آئی ڈی کو روانہ کر دیا گیا اور تیسرا لفافہ سٹی مجسٹریٹ کے حوالہ کر دیا گیا۔ جو میں نے خود اپنے ہاتھ سے دیا اس کا لفافہ وہی ہے جو میں نے دیا تھا۔ لفافہ کے اندر جو کاغذات ہیں وہ بھی بدستور ہیں اور وہ فہرست کے مطابق ہیں۔ ان کاغذات میں بھی (بلگام) کی کانفرنس کے رزولیوشن کا انگریزی ترجمہ ہے۔ اور ان کی پشت پر اردو میں رزولیوشن لکھے ہوئے ہیں سان دونوں کو بھی شامل مسل کیا گیا۔ اور وہ فہرست بھی داخل کر دی گئی ہے۔ یہ وہی فہرست ہے جس پر مسٹر محمد علی نے اپنے دستخط تسلیم کئے ہیں (کوئی جرح نہیں کی گئی)

انسپکٹر عبد الکریم کی بقیہ شہادت اس کے بعد پھر مسٹر عبد الکریم کو عدالت نے طلب کیا اور اونہوں نے کہا کہ انگریزی اور اردو میں جو بلگام کانفرنس کے رزولیوشن کی نقول مجھے دکھائی گئی ہیں وہ مطابق اصل ہیں۔ اور یہ مسٹر محمد علی کے سامان کے ساتھ دستیاب ہوئی تھیں۔

کوئی جرح نہیں کیگئی۔ جب گواہ باہر جانے لگا تو اس نے ملزم لیڈران کو سلام کیا۔

شہادت مسٹر پردیسی رپورٹر نیو ٹائمز کراچی

مسٹر سری رام شیورام پردیسی نیو ٹائمز نے اپنی شہادت میں بیان کیا کہ میں نے ۹ جولائی کی خلافت کانفرنس کے اجلاس بعد مغرب کی کارروائی لکھی تھی۔ میں نے جو نوٹس قلمبند کئے تھے وہ ایڈیٹر کے حوالہ کر دیے ہیں میں نے انگریزی میں نوٹس لئے تھے اور مجھے یہ یقین نہیں کہ میں نے جو کچھ لکھا وہ بالکل صحیح تھا میں اچھی طرح اردو نہیں جانتا۔ جہاں تک اردو میری سمجھ میں آئی میرے نوٹس وہاں تک صحیح ہیں میری مادری زبان

سندھی میں صرف ایک ہی تقریر ہوئی تھی جس کو میں نے صرف چند سطروں میں لکھ لیا تھا اور یہ اسی تقریر کی صحیح رپورٹ تھی رزولیوشن کا سندھی میں چھپے ہوئے نوٹسوں سے مقابلہ نہیں کیا میں سندھی اچھی طرح سمجھتا ہوں اور تقریروں کا خلاصہ انگریزی میں کر سکتا ہوں میں نے اپنی رپورٹ جب پوری طرح صحیح کر لی تب اڈیٹر کو بغرض اشاعت دے دی۔ کوئی جرح نہیں کی گئی۔

شہادت مسٹر ہرمزجی ڈپٹی جیلر کراچی

مسٹر شہریار ہرمزجی نے اپنی شہادت میں بیان کیا کہ میں کراچی جیل کا ڈپٹی جیلر ہوں۔ یہاں مسٹر محمد علی مقید ہیں وہ ایک علیحدہ کمرہ میں ہیں۔ جہاں سے انہوں نے میری موجودگی میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو کئی خط لکھے۔ یہ خطوط مجھے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے بعد کو واپس کر دیئے۔ دو خط انگریزی میں اور ایک اردو میں ان خطوط کو پیش کرتا ہوں جو شامل مسل ہوں گے۔ گواہ نے دو تاریں بھی پیش کیں جو مسٹر محمد علی نے لکھے تھے اور یہ گواہ کی معرفت ہی بھیجے گئے تھے جن کی نقول رکھ لی گئیں۔ ان تمام کاغذات پر میرے دستخط ہیں۔ گواہ سے کوئی جرح نہیں کی گئی۔

سرکاری وکیل ابھی دو ایک گواہ اور باقی ہیں

مولانا محمد علی سے عدالت کا استفسار بیان

اس کے بعد عدالت نے مولانا محمد علی صاحب سے دریافت کیا کہ آیا ان کو کچھ کہنا ہے جس پر مولانا محمد علی صاحب نے اپنا وہ قابل یادگار زبانی بیان دیا جسے تمام حاضرین نے جن میں یورپین لوگ اور فوجی گارڈ کے آدمی بھی شامل تھے نہایت توجہ سے سنا جب مولانا نے نہایت شکر آمیز انداز میں اپنے دوست سرکاری وکیل کا ذکر کیا یا الفاظ کے ہجے بتائے چند الفاظ کے تلفظ صحیح کر کے مجسٹریٹ صاحب کو بتائے تو خوب قہقہے لگتے رہے۔ اپنے بیان میں مولانا کو مجسٹریٹ صاحب اور سرکاری وکیل بار بار روکتے ٹوکتے رہے اور ان سے یہ تقاضا کرتے رہے کہ وہ اپنے بیان کو مختصر کریں۔ مجسٹریٹ نے یہ بھی کہا کہ میں آپ کو تقریر کرنے کے لئے بعد میں وقت دوں گا جو کہ شامل مسل نہیں کیا جائے گا۔ مولانا نے مسکراتے ہوئے اور پر مذاق طریق پر اس امر پر اظہار افسوس کیا کہ عدالت قید دوام بعبور دریائے شور کے مقدمے کے متعلق بھی چند منٹ سننے کیلئے رضامند نہیں اور کہا کہ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ اسلامی قانون کیا ہے جس کی ماتحتی میں میں نے وہ رزولیوشن پڑھا اور تجویز کیا ہے جس کی بنا پر مجھ پر یہ مقدمہ چلایا جا رہا ہے اور سلاطین برطانیہ کے پے در پے اعلانوں کی بھی قلعی کھولی جن میں مذہبی آزادی کی برقراری کا یقین دلایا گیا ہے اور یہ امید ظاہر کی کہ تاریخی موقعوں

پر استعمال ہونے والے الفاظ ہیں یہ علان محض کاغذ کے ٹکڑے پر آخر میں للنا سے یہ درخواست کیگئی کہ آپ اپنے بیان کو قلمبند کر لیں اور اس کی ایک نقل عدالت میں داخل کر دیں جس کو آپ نے منظور کر لیا۔ جب کہ عدالت نے آپ کو ایک ٹائپسٹ دیدینے کا وعدہ کیا۔ محولہ بالا بیان حسب ذیل ہے:۔

مولانا محمد علی کا برسر عدالت تہلکہ انداز بیان

عدالتی کارروائی کے متعلق تارک موالات کا اصول

ایک تارک موالات کی حیثیت سے میں نے اس عدالت کی کارروائی میں اس کے سوا اور کوئی حصہ نہیں لیا کہ مقدمہ کو اس صورت میں سمجھنے کی کوشش کی جس صورت میں یہ روز بروز ظاہر ہو رہا ہے۔ جو کچھ شہادت بھی دی گئی ہیں نے اس میں کلام نہیں کیا اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کی کہ آیا پیش کردہ شہادت مقدمہ سے کچھ تعلق رکھتی ہے اور آیا عدالت اس کو سن سکتی ہے۔ آپ کے اپنے اصول شہادت کے متعلق میں نے کارروائی اور گواہوں پر جرح میں کوئی مداخلت نہیں کی اور جب سرکاری وکیل گواہوں سے کوئی جواب ہر طرح اپنے حسب اطمینان نہ لے سکا اور اس لئے جب اس نے گواہوں پر جرح کی تو میں نے اس پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ ہم تارکان موالات کی حیثیت سے اپنے خلاف کسی عدالتی کارروائی میں جو تھوڑا بہت حصہ لینا اپنے لئے جائز سمجھتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ واقعات کے متعلق ایک بیان پیش کر دیں۔ وہ بھی اپنی صفائی پیش کرنے کیلئے نہیں بلکہ ایسے واقعات کی تشریح کے خیال سے جن سے کسی ایسے شخص کو مغالطہ ہو سکتا ہے جو ان واقعات سے ناکمل طور پر آگاہ ہو۔ جہاں تک مجھے مقدمہ کا تعلق ہے مجھے یہ بیان پیش کرنے کی ضرورت بھی صرف اسی سبب سے ہے کہ بعض بے ضرورت گواہوں کو بلانے کی تکلیف نہ اٹھائی جائے۔ جن کو ایک واضح بات ثابت کرنے کے لئے طلب کیا جاتا ہے۔ لیکن جن کوششوں کا نتیجہ ممکن ہے۔ صرف یہ ہو کہ وہ بات غیر واضح ہو جائے ان غیر ضروری گواہوں کی شہادت کی بخیہ دری کر دیجائے تاکہ وہ اصلیت چھپانے میں کامیاب نہ ہو سکیں

سازش

میں اور میرا بھائی اور میرے ساتھی بیشک کراچی آئے اور درحقیقت میں کانگا پاٹ شالہ میں مقیم ہوا میرے ساتھ ۱۲ شخص اور بھی تھے۔ میرے زمانہ قیام میں ہزارہا آدمی وہاں آتے جاتے تھے زیادہ تر دن میں اور بعض دفعہ رات کو بھی مجھے اور میرے بھائی کو اس سے سخت تکلیف ہوتی تھی۔ اب چاہے اسے کوئی کانفرنس سے تعبیر کرے۔ چونکہ وہ جیلخانہ نہیں تھا اس لئے میں پاٹ شالا سے باہر بھی آتا جاتا تھا۔ بعض دفعہ میرے بھائی میرے ساتھ ہوتے تھے اور اکثر نہیں بھی ہوتے تھے اور کبھی اپنے دوست ڈاکٹر کچلو کے

ساتھ ایک جماعت کے ہمراہ ہوتے تھے جو بظاہر ہر وقت اپنے صوبہ اور مقامی معاملات کے طے کرنے میں مشغول رہتے تھے میں یہ نہ کہونگا کہ کبھی ڈیڑھ بجے رات کو واپس نہیں آیا جیسا کہ ایک غریب گواہ بیان کرتا ہے شاید اس نے یہ اسلئے کہا ہو کہ وہ وہاں ۱۲ بجے شب سے متعین تھا اور اس لئے اس کو یہ ثابت کرنا ضروری تھا کہ اس خاموش وقت میں میں اپنے بھائی کے ساتھ سازش کرتا جس وقت کہ گہری نیند میں خراٹے بھر رہے ہوں اور میں بھی انکے ہمنوا ہوتا تھا ہمارا مقصد دفعہ ۱۲۰ (ب) کو توڑنے کا نہ تھا ہم نے جو کچھ سازش کی ہے وہ علانیہ آفتاب کی طرح ہر شخص پر ظاہر ہے۔

رزولیوشن

میں تسلیم کرتا ہوں کہ گذشتہ خلافت کانفرنس کراچی میں میں صدر تھا اور یہ کہ وہ رزولیوشن بھی جس سے انگورہ گورنمنٹ کے خلاف عداوت پیدا ہونیکا اندیشہ ہے پیش ہوا تھا ایسا ہی بلگام ڈسٹرکٹ کانفرنس میں کیا گیا تھا میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے یہ رزولیوشن پڑھکر سنایا میں نے اس شخص کی تجویز کو پیش کیا جن کو میں اپنا آقا سردار اور بزرگ کہنا اپنا فخر سمجھتا ہوں وہ مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی ہیں جس نے اس رزولیوشن کو سنتے ہوئے درمیان میں کچھ باتیں بھی کہی تھیں اور میں نے باآواز بلند یہ بھی دریافت کیا تھا کہ کون اس کے مؤید ہیں اور جو تہ دل سے اس کی تائید کریں وہ استادہ ہو جائیں اور اس کا اقرار کریں لیکن یہ غلط ہے اور ہر گواہ نے جھوٹ بولا ہے کہ صرف اسی رزولیوشن پر لوگوں سے کھڑے ہونے کو کہا گیا تھا بلکہ اسی طرح دو اور رزولیوشن بھی پاس کئے گئے تھے جن کا اعلان اخبارات میں ہوا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ بیفائدہ جھوٹ کیوں بولا گیا اور اس کے ساتھ شاہانہ انصاف کا بھی دعویٰ کیا جاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کا یہ مقصد ہے کہ دیدہ و دانستہ ایسی غلط فہمیوں میں پڑکر اور ایسی تہمت لگا کے رزولیوشن کی تشہیر کر کے خود اپنی فوج پر اس رزولیوشن کا برا اثر ڈالے جیسا کہ میرے اور میرے ہمقوم کیلئے جیز بار دانستہ ہر ایک کو ورغلایا گیا۔

اسلام خطرہ میں ہے

یہ ہر شخص جانتا ہے اور مجھے اسپر بہت تھوڑا کہنا ہے کہ خود ہندوستان میں اسلام کو علانیہ چیلنج دیدیا گیا ہے کہ اسلام اپنی حفاظت کیلئے جو کچھ وہ کرسکتا ہے کرے یہ ہر شخص کو معلوم ہے کہ گوکا اور کراچی کانفرنس کے وقت صرف یہ معاملہ درپیش تھا کہ محافظین اسلام و خلیفہ کے خلاف دوبارہ پھر علانیہ دشمنی پیدا کی جارہی ہے جس کو تباہ کرنے میں گورنمنٹ برطانیہ نے کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھا اور اس کو برباد کرنے کیلئے ایک تیسری جماعت کو بری چال کے ساتھ کھڑا کیا گیا ہے ہندوستان کے مسلمان وقتاً فوقتاً اس گورنمنٹ کو تنبیہ کرتے رہے ہیں اب انکے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے اور ہندوستان میں بدامنی کا اندیشہ ہے۔

بے سوچے چیلنج

اس گورنمنٹ سے اپنے مذہبی فرائض و حفظ خلافت کے متعلق شکایت بیفائدہ ہے اب ہم نے تمام مسلمانوں کے منتشر خیالات اور بے صبر مسلمانوں کی توجہ کو یکجا کر کے خدا کی طرف پھیرنے کی ذمہ داری لی ہے اور اس چیلنج کو مان لیا ہے ہم نے گورنمنٹ کو دو طرح سے متنبہ کیا اول یہ کہ ہم کانگریس سے بلکہ قانون شکنی کرینگے اور دوسرے یہ کہ آیندہ دسمبر میں سالانہ قومی کانگریس کے جلسہ کیوقت آزادی ہند اور جمہوریت کے قیام کا اعلان کردینگے یہ دونوں ایسی باتیں ہیں جن کی وجہ سے برطانیہ سے علانیہ دشمنی پیدا ہوتی ہے خواہ اس کو خفیہ کہا جائے یا علانیہ خواہ اس کو براہ راست کہا جائے یا یونانیوں کے ذریعہ سے جو اسلام کی بقیہ طاقت پر کارروائی کر رہا ہے ملک کا ہر اخبار خواہ موالاتی ہو یا غیر موالاتی ہندوستان کی جمہوریت پر بحث کر رہا ہے۔ مجھے اس وقت یہ معلوم نہیں کہ کسی نے ہندوستانی فوج کے متعلق علانیہ کسی قسم کی بحث کی ہو جو ان رزولیوشنوں سے ایک نہایت اہم معاملہ سمجھا جاتا ہے

سپاہیوں کے فرائض

یہ مسلمہ ہے کہ ہندوستان کے بڑے بڑے علماء اسلام نے کئی ماہ ہوئے بالکل صاف طور پر مذہبا ترک موالات کے ساتھ ساتھ یہ اعلان کر دیا گیا تھا کہ لیجسلیٹو کونسل وکالت گورنمنٹ کے ماتحت تعلیم خطابات آنریری عہدے عدالتیں اور گورنمنٹ کی ملازمت خواہ وہ فوجی ہو یا سول سب ناجائز ہیں۔ اگر ہم نے کراچی کانفرنس میں اسی بنیاد پر خطاب یافتوں کو لتاڑا ہو جنہوں نے اپنی عزت بیچکر خطابات خریدے ہیں تو یہ کس قدر قابل مضحکہ ہوگا کہ اس کو خطاب یافتگان کے مقابل ایک سازش ثابت کرنیکی کوشش کیجائے خطاب یافتوں کے متعلق بچند وجوہ کچھ کہنا نہیں ہے۔"

ہندوستانی سپاہیوں سے ہمدردی

میں اپنے وفادار سپاہیوں سے ہر قسم کی امید رکھتا ہوں گورنمنٹ نے اس وقت بھی ہمارے مقدمہ کے متعلق اپنی فوج کو داد دینے میں کسی قسم کی کمی نہیں کی۔ ایک لا مذہب گورنمنٹ کی طرف سے ایک مذہبی شخص پر اس کا اثر بہت برا پڑتا ہے اور اگر یہ داد سچائی کیساتھ دیگئی تو میں اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ یہ ہماری بدنصیبی اور ہماری بدکرداریوں اور غریب سپاہی فوجیوں کیطرف سے ہماری غفلت کا ایک نتیجہ ہے جو ہمکو بھگتنا پڑ رہا ہے اور جو اس ضرورت کے وقت ہماری آزمائش کر رہا ہے لیکن ہم اپنے محفوظ رہ جانیکی تدبیر سے اب غفلت نہیں برت سکتے حالانکہ میں اس وقت تک ان اشتہارات سے بالکل ناواقف تھا جو مسلمانوں کی فوج یا افسروں کے نام بھیجے گئے تھے مجھکو نہایت خوشی ہوتی کہ علماء کی جماعت نے ایک عرصہ کی غفلت کے بعد احکام خداوندی کو ہندوستانی فوج میں پہنچانا شروع کر دیا ہے میں اس غلطی کی اصلاح چاہتا ہوں کہ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ جمعیۃ العلماء ان اشتہارات کو ہندوستانی فوج میں پہنچانے کے منکر ہیں لیکن مجھکو یقین ہے

کہ یہ طریقہ عنقریب واقعات میں تبدیل ہو جائیگا۔

ملکہ کا اعلان میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ۱۸۵۸ء میں جب اس ملک میں غدر ہوا تھا اور کوئن وکٹوریہ جس نے پہلی مرتبہ اس ملک کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی لوگوں کے غصہ کو ٹھنڈا کرنے اور عوام کو یقین دلانے کیلئے ایک اعلان کیا تھا اس اعلان کے متعلق ایک نہایت عجیب واقعہ بیان کرنیکے قابل ہے کہ انگلستان کے بادشاہوں کے خطابات میں سے ایک خطاب نہایت حیرت انگیز ہے وہ یہ کہ "محافظ مذہب" اس زمانہ کے وزیر اعظم شاید ایسے ہی تھے جیسے کہ موجودہ وزیر اعظم ہیں ان کو یہ امیدیں تھیں کہ اس مشہور و معروف خطاب کا ترجمہ ہندوستانی زبان میں "تمام مذاہب کے محافظ" ہوگا۔ لیکن ایک ممبر نے یہ کہا تھا کہ اردو زبان میں ایک ایسا خطاب ہوگا جو ہندوستانی دماغ اور خیالات کیلئے ملکی دشمنی کا باعث ہوگا پر لارڈ ڈربی پر زور دیا گیا تھا کہ اس کو ترک کر دیا جائے لیکن جب انہوں نے ملکہ سے مشورہ لیا تو ملکہ نے اپنی خود رائے سے انکار کر دیا تب لارڈ ڈربی نے اس کا اعلان کر دیا اور پہلے ہی فقرے میں ملکہ کی مراعات کا ذکر کر دیا کہ ملکہ معظمہ ارشاد فرماتی ہیں کہ "خدا کی مہربانی اور برکت سے ہم اپنے مذہب کے مواعظ کو وفادارانہ پورا کریں گے نیز یہ کہ اپنے عیسائی مذہب پر سچائی کیساتھ قائم رہتے ہوئے اور اپنے مذہب کی صداقت کو تسلیم کرتے ہوئے ہم اپنی رعایا پر کسی قسم کی سختی یا پابندی اپنے عقائد کیلئے قائم کرنا ناجائز خیال کرتے ہیں۔"

سختی کرنیکی کوشش لیکن اس اعلان کے باوجود گذشتہ دو روز سے سرکاری استغاثہ کی جانب سے برابر اس امر کی کوشش کیجارہی ہے کہ دوسرے لوگوں پر مذہبی عقائد اور پابندیاں عاید کی جائیں مذہبی پابندیاں معلوم نہیں کس مذہب کی ہونگی مگر مسلمانوں کے مذہب کی تو ہرگز نہیں ہیں۔

ملکہ کا عجیب اعلان ہم اعلان کرتے ہیں کہ کسی شخص کو مجبور نہیں کیا جائیگا یا کسی مذہب میں مداخلت نہ کیجائیگی اور ہر شخص قانون کی حفاظت میں مساوی طور پر امن کیساتھ رہنے کا مستحق ہوگا جس کا مجھے آپ لوگوں کی طرف سے یقین ہے نیز یہ اعلان کیا تھا کہ جو لوگ ہماری طرف سے انتظام ملکی کے ذمہ وار ہیں ہم ان کو سختی سے تاکید کرتے ہیں کہ وہ کسی کے مذہبی اعتقادات اور عبادات میں ہرگز مداخلت نہ کریں ورنہ ہم ان سے سخت ناراض ہونگے پہلا ذمہ دار شخص جس کا اس اعلان میں ذکر کیا گیا ہے وہ گورنر جنرل ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس کی اتفاق رائے سے نکالے گئے ہیں اور ہم کو ہمارے مذہبی عقائد کی وجہ سے مقدمہ میں پھانسا جا رہا ہے اور دوسرے الزامات جو ہمارے اوپر قائم کرنے کیلئے تلاش کئے جا رہے ہیں وہ سب تعزیرات ہند کے تحت ہیں

لنچ کے بعد کا بیان

لنچ کے بعد مولانا نے اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اعلان کا آخری فقرہ خود ملکہ کا مجوزہ ہے اور انہوں نے ہندوستانیوں سے خطاب کیا ہے تمہاری خوش حالی سے ہماری قوت ہے۔ تمہاری خوش حالی میں ہماری حفاظت ہے تمہاری خوشی ہی ہمارا سب سے بڑا انعام ہے خدا ہماری طاقت کو تمہارے لئے ایک برکت ثابت کریں نیز انکیلئے جو ہمارے بطرف سے حکمراں ہیں ہماری عین خواہش ہے کہ ہماری رعایا خوش رہے حکومت برطانوی ہند بنیاد اس اعلان پر ایسی اہم سمجھی گئی تھی کہ اس کے پچاس سال بعد ملکہ کے فرزند اور جانشین ایڈورڈ ہفتم نے پچاسویں سالگرہ کے موقع پر اس عظیم الشان واقعہ کا ایک اور اعلان شائع کیا اور فرمایا کہ ایک نیا دور شروع ہوتا ہے ان دونوں اعلانوں کے درمیانی نصف صدی پر اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے گذشتہ صدی کے اپنے کاموں اور تجربوں پر غور کیا ہے" اور کہا کہ ہماری رعایا میں سے کسی شخص نے مذہب عقیدہ اور عبادت کی وجہ تکلیف نہیں اٹھائی اور ہر شخص قانون کی حفاظت میں رہا ہے قانون پر بغیر اس کے کہ کسی کی مذہب عقیدہ اور شائستگی میں مداخلت ہو عملدرآمد رہا ہے جب موجودہ ملک معظم تخت نشین ہوئے تو انہوں نے ایک چھٹی شہزادگان ہند اور دیگر رعایا کے نام بھیجی جس میں متذکرہ بالا اعلانوں کی طرف اشارہ کیا گیا تھا

اعلانوں کا مضحکہ | یہ اعلانات ہیں شریف اور فیاض شاہی حکم سے اور یہ ہے وہ حفاظت قانون جس سے ہم مستفید ہو رہے ہیں کوئی بادشاہ اپنی حکومت کی اتنی مدت کی تکالیف کو غور کے ساتھ اور نہ دل سے دیکھ ہی نہیں سکتا شاہی شریف ان افسردہ اعلانوں کے ذریعہ سے شاہی حکومت کی شریف اور مقدس روحوں کو دھوکہ دینا ہے ورنہ مطلب یہ ہے کہ ان کے عقائد پر قیود عائد کئے جائیں اور خدا کو ذہنی شے تسلیم کرالی جائے اور نہ وہ جو در حقیقت ہے۔ اگر یہ نہیں تو اس سے بڑھکر ہمارا مقدمہ ہے اور کیا مقدمہ ہے یہی کہ ہم ہندو اور مسلمانوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ ہم پابند شدہ عقاید کی پابندی کریں۔

پابندی کا ایک ہی ذریعہ ہے | بحیثیت ایک مسلمان کے فرض کرو اگر میں غلطی کروں اور راہ راست سے تجاوز کر جاؤں میری غلطی کی اصلاح کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے مجکو قرآن اور حدیث نبوی یا ان اکابر اسلام گذشتہ موجودہ کہ جن کے طریقہ عمل قرآن و حدیث کے مطابق رہے ہوں ان کے مسلمہ فتوی دکھائے جاویں لیکن مجکو پورا یقین ہے کہ میں غلطی پر نہیں ہوں کیونکہ تمام معتبر مذہبی پیشوا اس گورنمنٹ کی کارروائی مقدمہ کو جو میرے اوپر قائم کیا گیا ہے جو شیطانی گورنمنٹ کہلانا پسند نہیں کرتی حقارت سے دیکھتے ہیں

صرف خدا ہی بادشاہ ہے

کسی فعل سے غفلت کرنا گناہ عظیم ہو اور اس سے غفلت نہ کرنا بھی جرم ہو تو ایسی صورت پیدا ہے اس ملک میں محفوظ نہیں رہ سکتا ہیں یا تو گنہگار ہوں گا یا مجرم مانند وزیر اعظم برطانیہ سیکرٹری اسٹیٹ ہند اور موجودہ وائسرائے جو مشرقی زاویۂ نگاہ سے ان کی ذلت کو دیکھتے ہیں پس فرشتوں کی رقابت پسند کروں گا۔ اسلام میں صرف ایک ہی بادشاہ حقیقی ہے خدا کی حاکمیت تمام پر حاوی ہے اور دو قادر مطلق ہیں نہ دو قابل تسلیم ہے اور نہ وہ غیر متبدل ہے۔

قرآن مجید کے بارہویں پارہ میں جو گفتگو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ہمراہی قیدیوں کے ساتھ فرمائی تھی کہ اے میرے رفیق اسیرو کیا چند خدا بہتر ہیں یا وہ ایک زبردست قادر مطلق تم کسی کی بندگی نہیں کرتے سوائے اس کے چند شریک کے مت کرو بجائے ان ناموں کے جو تم نے میرے سامنے لئے ہیں خدا نے اس کے لئے کوئی حکم گرفتاری نازل نہیں کیا۔ حق تو یہ ہے کہ زمین پر سوائے خدا کے اور کسی کی حکومت نہیں ہے اس لئے یہ حکم دیا ہے کہ تم کسی کی اطاعت نہ کرو بلکہ محض اسی کی ذات پاک کی یہی سچا مذہب ہے لیکن انسانوں کا زیادہ حصہ اس کو نہیں جانتا۔ مجھے خوف ہے کہ یہ معاملہ آجکل اور بھی زیادہ صادق آرہا ہے جبکہ ایک غریب بیدار مغز کو اس کا کمانڈنگ افسر یہ حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے مقدم فرض سے (جو اسے اپنے خالق اکبر کے ساتھ ہے) غفلت کرے۔

خلافت

یہ خدائی شہنشاہت وقتاً فوقتاً مختلف نبیوں اور رسولوں کی بذریعہ پیغمبران اسکے نام پر جاری رہی اور جب کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نئی بنیاد کی حیثیت ایک نبی آخر الزماں کے رحلت فرمائی اور جب کہ وہ خدا کا آخری پیغام صلح و امن تمام بنی آدم تک پہنچا چکے تو ان کی جانشینی خلفائے نے فرمائی جنکو امیر المومنین کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا یہ سلسلہ جانشینی آج کے دن تک قائم رہا۔ موجودہ امیر المومنین ہمارے مذہب کے موافق اعلیٰ حضرت سلطان ترکی ہیں ہر ایک مسلمان خواہ وہ سویلین ہو یا فوجی خواہ اسلامی حکومت میں ہو یا غیر اسلامی میں وہ خود امیر المومنین کا فرمانبردار ہے۔ بموجب قرآن مجید اس کی اطاعت محض خدا اور اسکے رسول کیواسطے ہے اور ان لوگوں کے واسطے جو مسلمانوں میں سے بر سر حکومت ہیں اور آخر الذکر میں خاص تو وہ ہیں جو پیغمبر آخر الزماں کے جانشین ہیں یعنی امیر المومنین لیکن مؤخر الذکر کی اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت سے مشروط اور اسکے ماتحت ہے جیسا کہ ذیل کی آیۃ پارہ ۵ سورۂ نساء کلام اللہ سے ظاہر ہے

یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الخ

اور تمام فیصلوں سے یہ بہتر فیصلہ ہے۔

اگر امیر المومنین جانشین رسول خود کسی مسلمان کو کسی امر کا حکم دیں جس کے کرنے پر وہ رضامند ہو تو وہ محض اس امر کا مستحق ہی نہیں بلکہ اسپر لازم ہے کہ وہ معاملہ زیر بحث کو جو اس کے اور کسی بڑی انسانی حکومت کے درمیان ہو جسے اسوقت تسلیم کر رہا ہو قرآن کریم اور حدیث نبوی کی ثالثی دیدے۔

اسلام کے اصل الاصول

اسلام کا اصل الاصول یہی ہے جو مشہور و معروف کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ میں مضمر ہے وحدانیت کا یہ اصول کسی ریاضی دان کا بنایا ہوا مسئلہ نہیں ہے جو کسی مشکل پسند نے کسی دوسرے مشکل پسند کیلئے بنایا ہو بلکہ یہ ایک روزمرہ کا اعتقاد ہر ایک مسلمان کا ہے خواہ وہ خواندہ ہو یا ناخواندہ کسی عقیدہ کی صراحت اور پاکیزگی معلوم کرنیکیلئے ایک روز حضرت خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ جو خلفاء راشدین میں سب سے بڑے فاتح ہیں ایک روز جبکہ وہ مسجد میں نماز پڑھانے کو تھے اہل جلسہ سے یہ پوچھا کہ اگر وہ ان کو کسی ایسے کام کا حکم دیں جو خلاف قرآن و حدیث ہو تو وہ کیا کریں گے؟ اسکا جواب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اچھے طریقے سے دیا جو ایک مسلمان کو دینا چاہیئے تھا انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جن کے ہاتھ پر وہ بیعت کر چکے تھے کہا کہ اگر آپ احکام الہی کے خلاف ہم سے کوئی کام کرانا چاہیں تو میں بلا تامل آپ کی گردن اڑا دونگا میرے خیال میں اسی کے ہم شکل ایک واقعہ ہندوستان میں نہیں بلکہ انگلینڈ میں حکومت برطانیہ کو بھی پیش آیا جبکہ پیورٹن نے ایک بادشاہ انگلستان کا سر جو حق الٰہی کا اعلان کرتا اور اس پر زور دیتا تھا کہ حق بادشاہت منجانب اللہ ہے

اطاعت کی انتہا

مسلمان اس سے پیشتر بھی دوسری غیر مسلم حکومتوں میں امن کیساتھ رہتے تھے لیکن شریعت ہمیشہ غیر متبدل رہی ہے کیونکہ مسلمان حکومت کے صرف انہیں قوانین اور احکام کی پابندی کر سکتے ہیں کہ جنمیں خدا کے احکام کے خلاف کوئی تعرض نہ واقع ہو جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے کہ وہ احکم الحاکمین ہے یہ صاف احکام اور قیود کسی غیر مسلم حکومت سے نہیں لئے گئے ہیں بلکہ وہ ان سے لائق ہیں اس قابل ہے کہ بلا پس و پیش ان کو عام رواج دیا جا سکتا ہے نہ ہز ہائینس نواب رامپور جو میرا بادشاہ ہے نہ ہز اگزالٹڈ ہائینس نظام اور نہ خلیفۃ المسلمین سلطان ترکی ہی کو احکام خداوندی کے خلاف اطاعت پر مجبور کر سکتے ہیں۔ حدیث نبوی سے چند اصول درج ذیل کئے جاتے ہیں (یہاں پر مولانا محمد علی کو مجسٹریٹ نے ٹوکا اور کہا تم نے بہت دیر لگائی ہے اور کسقدر وقت تک تقریر کرو گے مولانا نے فرمایا قریب دو گھنٹے مجسٹریٹ نے کہا یہ وقت بہت زیادہ ہے مولانا نے فرمایا کہ میرے آیات دینی دلیل و الزام کے مقابلہ میں یہ وقت کچھ بھی زیادہ نہیں ایک مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ حاکم کو مانے اور عذر کرے کہ حکم قابل تسلیم ہے یا نہیں اگر یہ خلاف شریعت ہو تو اس کو چاہیئے کہ نہ اسکو

تسلیم کرے نہ سُنے اس صورت میں مقدس احکام کی خلاف کسی حکم کا ماننا لازم نہیں حق کی اطاعت لازم ہے یہی اصول ایک دوسری حدیث نبوی میں ہے کہ فلاسفی علی النفس پر مبنی ہے کسی مخلوق کی اطاعت احکام خداوندی کے خلاف واجب نہیں ہے۔

لارڈ جارج کی اسلام کش پالیسی

گورنمنٹ لارڈ جارج کی پالیسی خلافت اور اسلام کے خلاف مسلمانان ہند کو بےچین کر رہی تھی۔ اسکے آئندہ خوفناک خطرات کے متعلق ہندوستان کے وفد نے جس کے صدر ہونے کی عزت مجھے حاصل تھی (دونوں طریقوں سے) تحریراً جبکہ گذشتہ مرتبہ اس روایت کو بار بار دوہرایا جا چکا ہے اور اس کا ذکر ڈوننگ اسٹریٹ پر ملاقات کے وقت ۱۹۔ مارچ ۱۹۲۱ء کو ظاہر کر دیا گیا تھا۔ اس لئے عوام ہندوستانی مسلمانوں کی حالت میں عام طور پر اور ہماری حالت میں خاص طور پر کوئی تعجب خیز تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے ہمارے سامنے دو فرض ہیں ایک خدا کا دوسرا بادشاہت کا جب احکام خداوندی کا انصادم شاہی احکام سے واقع ہوگا تو اس صورت میں ہم صرف خدا کے احکام کی پابندی کریں گے جس کی کوشش حسب قابلیت کر رہے ہیں خدا نے محبت اور عداوت کا بھی حکم دیا ہے جیسے خوشی اور ناخوشی کا۔ خدا محبت بھی کرتا ہے اور نفرت بھی۔

مسلم وفاداری

اس قدر عرصہ میں کہ جبتک مسلمان زبردستی اس خیال پر مجبور نہیں کئے گئے کہ یہ گورنمنٹ خدا اور اسلام کی دشمن ہے وہ ہمیشہ ہر حالت میں گورنمنٹ کے وفادار رہے۔ میرے دادا نے گورنمنٹ کی ایام غدر میں صوبہ متحدہ میں بہت بڑی امداد کی اور انکی وفاداری اس حد تک پہنچ گئی کہ ہندوستانی لوگوں نے ان پر لعنت و ملامت کی بوچھار شروع کر دی جو درحقیقت بیوجہ نہیں تھی۔

گورنمنٹ کی دشمنی اسلام سے

لیکن اب ہم کو معلوم ہو گیا ہے کہ گورنمنٹ ہمارے ایمان اور ہمارے ملک کی سخت دشمن ہے اسلامی ممالک اور خصوصاً خلافت جس کی ہر مسلمان اپنے عقیدہ کے موافق اطاعت کرتا ہے۔ گورنمنٹ نے ان کے خلاف کارروائی کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ گذشتہ دوران جنگ جس کا تعلق خلافت سے بھی تھا اور جو ابھی ختم نہیں ہوئے۔ گورنمنٹ نے مقامات مقدسہ اسلامی کے آزادی کی نسبت پختہ وعدے کئے تھے (جو اراضی علاقے ہیں نہ کہ محض عمارات) نیز یہ وعدے کئے تھے کہ ان پر کسی قسم کا حملہ اور مداخلت نہ ہوگی۔ خلیفہ کا دارالحکومت قسطنطنیہ ہوگا اور تھریس و سمرنا کے متعلق اسی طریقہ سے بآسانی مواعید شکنی کی گئی ہے جس طرح کہ مسلمان کے مذہبی فرض کے متعلق جن کی وجہ سے مسلمانوں کی وفادا

قائم تھی جب کہ ان کو خلیفۃ الاسلام کے فوجوں کے خلاف لڑایا گیا۔

مذہبی جنگ اعلان جہاد کے بعد بھی ہمارے خوف زدہ بھائی لڑائی کیلئے فوج میں بھرتی کئے گئے جن کے ذمہ دار وزرا۔ وزیر اعظم اور مسٹر ونسٹن چرچل وزیر بحر تھے جنہوں نے اس جنگ کو مذہبی جنگ سے موسوم کیا ہے یہ مذہبی جنگ اب بھی جاری ہے اور نئے عیسائی رنگروٹ بھرتی کئے جا رہے ہیں تاکہ اس مذہبی جنگ کو ترکوں کے وطن میں یونان کے ذریعہ سے جاری رکھا جائے جو ترکوں سے برسر جنگ نہیں تھا گورنمنٹ نے تجارتی اغوا کے ذریعہ سے یونانیوں سے ترکوں پر حملہ کرا دیا اور ہر طریقہ پر علانیہ اور خفیہ ان کی مدد کی۔ گورنمنٹ اس کی ذمہ دار ہے کہ ہا نہ نہایت شرمناک ناگفتہ بہ مظالم کئے گئے جس کی بابت متحدہ کمیشن نے بعد تحقیقات ظاہر کیا ہے۔

ہجرت اگر مسلمانوں کے پاس گورنمنٹ سے نمٹنے کیلئے کوئی بڑی طاقت ہوتی اور وہ حسب احکام شریعت اگر وہ مسلمان رہنا پسند کرتے تو اس صورت میں ان کو جہاد کا اعلان کرنا پڑتا اور ہمارا یہ نزاع بجائے اس حال کے کسی اور ہی موقع پر طے ہوتا اس افسوسناک فقدان قوت کی صورت میں ہم کو شریعت کے مطابق ملک چھوڑ کر کسی دوسری جگہ آباد ہو جانا چاہئے تھا۔ جہاں کوئی گورنمنٹ ہمارے مذہبی معاملات میں مداخلت نہ کر سکتی۔ اگرچہ ہجرت کا منشا یہ ہے کہ اپنے ملک کو آزاد کرانے اور اسکو بلا مداخلت غیر ہی قابل عبادت الٰہی بنا لینے کے بعد ہم الیہ ...

وکیل سرکار کا مولٰنا محمد علی کے بیان پر اعتراض اس موقع پر سرکاری وکیل نے اعتراض کیا کہ مولٰنا بیان نہیں دے رہے بلکہ تقریر کر رہے ہیں مجسٹریٹ نے کہا کہ میں بھی خیال کرتا ہوں کہ انکا بیان ایک تقریر معلوم ہوتا ہے اس پر مولٰنا نے کھڑے ہو کر کہا کہ بہر نوع سرکاری وکیل نے کیا کیا ہے اس نے محض پولیس افسروں کرنیلوں رپورٹروں اور اخبار نویسوں کو بلا کر شہادت کو خلط ملط کر دیا ہے۔ مگر مقدمہ کے متعلق کوئی بحث نہیں کی ہے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے خلاف الزام کیا ہے اگر الزام اس رزولیوشن کا ہے جو خلافت کانفرنس میں پاس ہوا تھا تو اس کا پاس کرنا ہمارا مذہبی اور عین فرض تھا۔ مجھے ابھی دفعہ ۱۰۵ کی بھی وضاحت کرنی ہے جس کے تحت وارنٹ جاری کیا گیا ہے۔

مجسٹریٹ۔ وہ دفعہ ۵۰۵ ہے۔ مولٰنا محمد علی "مگر وارنٹ میں دفعہ ۱۰۵ درج ہے"۔ مجسٹریٹ "ممکن ہے کہ وہ مسٹر سمارٹ کی غلطی ہو۔" مولٰنا "پھر لیکن مسٹر سمارٹ کو غلطی کیلئے پھانسی نہ دیا جائیگا۔ بلکہ اس سے پہلے مجھے سولی پر چڑھایا جائیگا میرے ساتھ علاوں اور معاہدوں کی زد تخمیم کرتا ہے ہیں آپکی تعزیرات ہند سے بالکل متضاد ہیں کیا وہ الاشئے ہیں؟ کیا وہ بے حقیقت ہیں کیا وہ محض کاغذ کے پرزے ہیں" مجسٹریٹ "میں ان

پر اعتراض نہیں کرتا اگرچہ وہ بہت طویل ہے اور مولانا سے درخواست کی کہ جہاں تک ہو سکے اس کو مختصر کریں۔

کوئی بات غیر متعلق نہیں

میں دعویٰ کرتا ہوں کہ ہر مسلمان کو جو احکام خداوندی کو مقدم اور اپنے بادشاہ کو اُن سے دوسرے درجہ پر سمجھتا ہے یہ جرم ہے جس کا الزام مجھ پر لگایا گیا ہے میں اس کو صاف کر دینا چاہتا ہوں۔ میں کوئی لکچر نہیں دے رہا ہوں جس پر بلکہ میں شریعت کے حکم کو بیان کر رہا ہوں جس پر ہم عمل کرنے کیلئے مکلف ہیں۔ سزا مجھے دیجائیگی اس جرم میں مسٹر مسارٹ "سرکاری وکیل" کو پھانسی نہیں دیجائیگی بلکہ میں پھانسی پر لٹکایا جاؤں گا۔ مجھے خدا کے حکم کی تعمیل کرنا چاہئے یا تمہارے حکم کی کیا ملکہ معظمہ شاہ ایڈورڈ بادشاہ جارج پنجم کے اعلانات صرف ایک ردی کاغذ کے پرزے ہیں؟ تمام مسلمانوں کو یا تو یہ ملک چھوڑ دینا چاہئے یا دشمنوں کو پھانسی لگا دینا چاہئے رفقہ کے رزولیوشن کے متعلق میں کہہ رہا ہوں اور میں یقین کرتا ہوں کہ میرے بیان میں کوئی بات غیر متعلق نہیں ہے۔

جہاد اور ہجرت کی عدم ضرورت

جون ۱۹۲۰ء میں حسب الحکم شریعت مرکزی خلافت کمیٹی اور چند اکابر محبان وطن نے مشورہ کرکے عنقریب آزادی کی امید دلادی تھی اور اس سے مسلمانوں کو امید ہوگئی تھی کہ نہ لڑائی کی ضرورت نہ ہجرت کی

مجسٹریٹ کا مولانا سے استفسار

اس موقعہ پر مولانا سے مجسٹریٹ نے دریافت کیا کہ ان کا بیان کس قدر اور باقی ہے مولانا نے جواب دیا کہ ابھی ۱۴ صفحے اور ہیں اس پر مجسٹریٹ نے کہا کہ بہتر ہے آپ اپنا تحریری بیان داخل کردیں میں آپ کو ایک ٹائپسٹ بھی دیدونگا اسپر مولانا رضامند ہوگئے اور اپنا بیان ختم کیا۔

مجسٹریٹ سے مولانا کا مکالمہ

اس کے بعد مجسٹریٹ اور مولانا کے درمیان حسب ذیل گفتگو ہوئی:۔

"مجسٹریٹ" کیا گوکک کے رزولیوشنوں کی نقول آپکے بکس سے پائی گئیں؟ "مولانا" میں نہیں سمجھ سکا کہ ایسے سوالات کی وجہ کیا ہے۔ "مجسٹریٹ" آپ سوال کا جواب دینے سے انکار کرسکتے ہیں۔ "مولانا" آپ شہادت جو قلمبند ہوچکی ہے اسکے متعلق تحقیق کرنے کی بجائے مقدمہ کیلئے ایک نئی شہادت پیش کر رہے ہیں۔ کچھ حصہ اس کا میرا مسودہ اور میرے قلم کا تھا لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ کوئی انصاف نہیں ہے کہ آپ مجھ سے اس قسم کا سوال کرتے ہیں جس سے ثبوت جرم کو امداد ملے جب کہ عدالت کا خود میرے خلاف شہادت بہم پہنچاتا ہے جس کو اس کا پورا معاوضہ دیا جاتا ہے انگریزی کا رزولیوشن بھی میرا مسودہ ہے اور میرے نظم کا ہے اشعار بھی میرے قلم سے لکھے گئے ہیں میں اس امر کا مقر ہوں فقرات اگرچہ میرے ہی لکھے ہوئے ہیں مگر میرے ترجمہ نہیں ہیں۔ "مجسٹریٹ" کیا آپ گوکک میں موجود تھے۔ "مولانا" ہاں "مجسٹریٹ" کیا آپ تسلیم کرتے ہیں کہ رزولیوشن نمبر ۱ کا ترجمہ جو حکم استغاثہ میں ہے درست ہے۔ "مولانا" میں اسے کیوں تسلیم کروں۔ "ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس" تمہارا کرسنہ حالے جاتا ہے۔ میں سوالات کا مطلب نہیں سمجھا۔ "مجسٹریٹ"

کیا آپ نے رزولیوشن نمبر ۵ یا اسی قسم کے اور کوئی بات پاس کی" مولانا: میں نے اپنے بیان میں صاف صاف کہدیا ہے میں آپ کے ان سوالات کا مقصد نہیں سمجھا۔ کیا آپ مجھے گواہ ثبوت کا کام لینا چاہتے ہیں؟ میں گورنمنٹ کو امداد دینے سے انکار کرتا ہوں۔ ہاں میں نے رزولیوشن نمبر ۵ پاس کیا تھا۔ اسکے بعد مجسٹریٹ نے سرسری درستی کرکے ابتدائی اپنا بیان پر دستخط کرنیکو کہا (مجسٹریٹ نے مولانا سے) مجھے امید ہے کہ دیگر ملزمان آپکے بیان نہ دینگے (مولانا) میں خبر کیا کہہ سکتا ہوں

عدالت کا مولانا حسین احمد صاحب سے استفسار بیان

مولانا محمد علی صاحب کے بیان کے ختم ہو جانے پر عدالت نے مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی سے دریافت کیا آیا وہ کوئی بیان دینگے

مولانا حسین احمد صاحب کی ادق اردو کی تقریر

عدالت کے اس استفسار پر انہوں نے اپنی تقریر شروع کر دی لیکن سرکاری مترجم نے کہا کہ میں ان کی مشکل اردو کا ترجمہ نہیں کر سکتا۔ مجسٹریٹ نے مولانا سے پوچھا آیا آپ کوئی اور زبان بھی جانتے ہیں مولانا نے نفی میں جواب دیا۔ مجسٹریٹ نے ملزمان سے پوچھا کہ ان میں کوئی صاحب مولانا حسین احمد کی اردو کا ترجمہ کرینگے؟ مولانا شوکت علی نے کہا کہ وہ تارک موالات ہونے کی وجہ سے عدالت کی مدد نہیں کر سکتے۔ مجسٹریٹ نے کہا کہ اچھا کل دوسرا مترجم لے آئیں گے۔ چنانچہ مولانا کا بیان دوسرے دن کیلئے ملتوی کر دیا گیا۔

عدالت کا ڈاکٹر کچلو صاحب سے استفسار بیان

مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی کے التوا بیان کے بعد عدالت ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو سے پوچھا کہ آیا وہ کوئی بیان دینگے۔

ڈاکٹر صاحب کی اردو میں تقریر

بجواب عدالت ڈاکٹر صاحب نے اردو میں تقریر شروع کی "مجسٹریٹ" جب آپ انگریزی جانتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ اردو میں تقریر کریں۔ "ڈاکٹر صاحب" میں تو اردو ہی میں تقریر کروں گا کیونکہ اسمیں ہی میں نے رزولیوشن کی تائید کی تھی۔ اور میں اس میں اپنے خیالات اچھی طرح ظاہر کر سکتا ہوں۔ "مجسٹریٹ" میں اردو نہیں جانتا۔ "ڈاکٹر صاحب" میں انگریزی میں تقریر نہیں کرتا۔

عدالت کا پیر غلام مجدد صاحب سے استفسار بیان

ڈاکٹر کچلو صاحب کے بعد عدالت نے پیر غلام مجدد صاحب سندھی سے بیان دینے کیلئے کہا۔

پیر غلام مجدد صاحب کی تقریر

عدالت کے استفسار پر پیر غلام مجدد صاحب سندھی نے حسب ذیل تقریر کی کہ خدا نے باریتعالی نے ۱۳۴۰ برس ہوئے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ تمام عدالتیں جو حدیث نبوی کے خلاف عمل پیرا ہوں ان کو طاغوت کی عدالتیں خیال کرنا چاہئے۔ تم اپنے مقدمات کو ان عدالتوں میں نہ لیجاؤ جو تمہارے نبی کریم کے حکم کے خلاف عمل کر رہی ہوں۔ تیرہ سو برس پیشتر ہم کو ان عدالتوں سے ترک تعلق کی تعلیم دیجا چکی ہے اور

راہ پر چلنے والوں کو یہی حکم دیا تھا کہ اس حکم کو دوسروں کو بھی پہنچا دو۔

قرآن مجید میں لکھا ہے کہ جو لوگ میرے اس حکم کی تبلیغ نہ کریں گے ان پر نہ صرف میری جانب سے بلکہ تمام عالم کی طرف سے لعنت ہوگی جو مسلمان دوسرے مسلمان سے لڑنیکیلئے تیار ہوتا ہے وہ دوزخ کا دروازہ دیکھیگا جہاں پر اس کا دوامی قیام ہوگا اور دوسری سزا یہ ہوگی کہ اس پر ہمیشہ خدا اور مخلوق کی لعنت ہوتی رہیگی۔ خدائے برتر مسلمانوں کا احترام کرتا ہے اسلئے مسلمانوں کو قتل مت کرو مسلمانوں کی جان و مال کو کسی سے تباہ نہ کرائے وہ اگر ایسا کیا تو وہ کافر ہو جائیگا جو آدمی مسلمانوں کو قتل کریگا وہ کافر ہو جائیگا اور احکام خداوندی کی خلاف ورزی کریگا حضرت پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں تمام دنیا کا تباہ ہونا اس سے زیادہ بہتر خیال کرتا ہوں کہ ایک مسلمان کو قتل کرتے ہوئے دیکھوں۔ ایک مسلمان کو اس سے پیشتر مرجانا چاہئے کہ وہ دوسرے مسلمان کو قتل کرنے پر مجبور کیا جائے میں اس کو اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ خدا اور اس کے پاک رسول کے احکام کو تمام مسلمانوں تک پہنچا دوں۔

مسلمانوں سے یہ کہنا کہ تم مسلمانوں کو قتل مت کرو قرآن شریف کا ایک حکم ہے اب وہ گورنمنٹ جو قرآن مجید پر عمل کرنیوالوں پر مقدمہ چلاتی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کی یہ منشا ہے کہ مذہب اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے وہ رزولیوشن جو ہم نے کراچی کانفرنس میں پاس کیا ہے۔ یہ جون ۱۹۲۱ء میں نہیں پاس کیا گیا تھا بلکہ ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی عدالت میں تیرہ سو چالیس سال پیشتر پاس کیا تھا دنیا میں روزانہ ۳۴ کروڑ نفوس اس کی تلاوت کرتے ہیں میں اس عدالت کے سامنے کیا بیان دوں جو مذہب اسلام کو دنیا سے فنا کرنا چاہتی ہے۔ خداوند کریم نے قرآن مجید میں لکھا ہے کہ جو قوم اسلام کو تباہ کرنا چاہے گی وہ خود تباہ ہو جائے گی لہذا مولانا شوکت علی۔ محمد علی اور مولانا حسین احمد صاحب اور دیگر علماء اکابر کے محبوس ہو جانے سے اسلام فنا نہیں ہو سکتا بلکہ خود گورنمنٹ تباہ ہو جائے گی "مجسٹریٹ" آپنے متفقہ فتوے پر دستخط کئے ہیں "پیر صاحب" ہاں میں بھی ان پانچسو علماء میں سے ایک ہوں جن کے فتوے پر دستخط ہیں جمعیت علماء نے یہ پاس کر دیا ہے کہ اس کو دوبارہ چھپا یا جائے اس فیصلہ پر ایک سو پچاس علماء کے دستخط ہیں اس پر میرے بھی دستخط ہیں۔ فتوے میں قرآن شریف سے انیس آیات لی گئی ہیں۔ فتوے کی ضبطی سے یہ مطلب ہے کہ قرآن شریف کو ضبط کر لیا گیا ہے کوئی مسلمان فتوے کے ایک لفظ کو بھی علیحدہ نہیں کر سکتا بجز اس کے کہ جبکہ اس گورنمنٹ نے عیسائی کر لیا ہو۔ جب میرے والد بزرگ اس ملک میں آئے تھے تو اس وقت جنرل رابرٹسن نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ کسی کے مذہب میں مداخلت نہیں کی جائے گی صرف یہ ثابت ہو کہ دیا گیا تھا اور جھوٹا وعدہ کیا گیا تھا۔

اختتام کارروائی مولانا محمد علی نے کہا کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے اس لئے کارروائی بند کیجائے۔ مجسٹریٹ کی خواہش ۶ بجے تک بیٹھنے کی تھی۔ مگر نماز کی وجہ سے پونے چار بجے ہی کارروائی بند کرنی پڑی۔

کراچی کے تاریخی مقدمہ کی چوتھے روز کی کارروائی

اسیر لیڈران کے باقیماندہ بیانات

فرد جرم لگا کر اسیر لیڈران کو سشن سپرد کر دیا گیا

سرسری روئداد ۲۹ ستمبر کو اسیر لیڈران کے مقدمہ کی پیشی کا چوتھا دن تھا تاریخ ہذا حسب معمول سابقہ اسیر لیڈران کو صبح عدالت میں لایا گیا۔ عدالت نے ملزمان کے بیانات کا آخری حصہ سنا نیز وکیل سرکار کی تقریر سُنی اور پھر ساتوں ملزمان کو سشن سپرد کر دیا۔

ڈاکٹر کچلو کا بیان

مجسٹریٹ اور ڈاکٹر کچلو صاحب کی جھڑپ "مجسٹریٹ" کیا تم آل انڈیا خلافت کانفرنس کے اس جلسہ میں موجود تھے۔ جو کراچی میں بتاریخ ۹۔ جولائی سنہ ۱۹۲۱ء کو منعقد ہوا۔ "ڈاکٹر کچلو صاحب" میں اس سوال کا جواب دینا نہیں چاہتا۔ یہاں مجھے معلوم نہیں کہ اس کا جواب کا اثر کیا ہوگا۔ "مجسٹریٹ" کیا تم نے اس کانفرنس میں اس رزولیوشن کے متعلق تقریر کی جو کانفرنس میں پاس کیا گیا اور جس کا مطلب یہ تھا کہ ہر ایک مسلمان کیلئے یہ ناجائز امر ہے کہ وہ سرکاری فوج میں ملازمت کرے یا دوسروں کو فوج میں بھرتی ہونے کیلئے کہے اور یہ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ہر ایک مسلمان کو بتادے کہ فوج میں بھرتی ہونا یا بھرتی کرانا ناجائز امر ہے۔ "ڈاکٹر کچلو" کل عدالت کا طرز عمل ٹھیک تھا لیکن آج عدالت کا طرز عمل ٹھیک نہیں ہے میں آج سے کسی سوال کا جواب دینا نہیں چاہتا "مجسٹریٹ" جس رزولیوشن کا میں ذکر کر رہا ہوں کیا وہ کانفرنس میں پاس کر دیا گیا۔ "ڈاکٹر کچلو" میں اس سوال کا جواب بھی دینا نہیں چاہتا۔ "مجسٹریٹ" کیا تم اس شہادت کی نسبت کچھ کہنا چاہتے ہو جو اس مقدمہ میں تمہارے خلاف اس عدالت میں پیش کی گئی۔ "ڈاکٹر کچلو" مجھے اس بارے میں صرف یہی کچھ کہنا ہے جو میرے دوست مولانا محمد علی نے فرمایا ہے میں اصول اور تفصیل میں حرف بحرف اس بیان سے اکتفا کرتا ہوں جو کہ مولانا محمد علی نے قرآن۔ حدیث اور فتوے کے متعلق کیا ہے میں بحیثیت ایک حامی قطع تعلق عدالت کو خبردار کرتا ہوں کہ میں اس کے کام میں کسی

قسم کی مدد دینے کو تیار نہیں ہوں۔

شور وغل مت کرو اس موقعہ پر عدالت میں کچھ شور وغل ہوا جس پر مجسٹریٹ نے ایک پولیس انسپکٹر کو بلا اور کہا کہ حاضرین کو ہدایت کردو کہ وہ بالکل خاموش رہیں ورنہ ہال میں سے باہر ہر ایک کو نکال دیا جائے گا۔

مجسٹریٹ (ڈاکٹر کچلو کو مخاطب کرکے) جیسا کہ میں نے ابھی کہا تم اپنے ریمارک کو اپنے مقدمہ تک محدود رکھ نہیں سکتے میرے لئے یہ ضروری نہیں کہ میں وہ سب کچھ لکھ دوں جو تم کہو۔ جو کچھ تم نے کہا ہے میں اسے تمہارے مقدمہ سے بالکل غیر متعلق سمجھتا ہوں اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ تم غیر متعلق جواب دے رہے ہو۔ اسلئے میں تمکو اجازت نہیں دیتا البتہ تمکو اختیار ہے کہ تم جو تحریری بیانات چاہو داخل کردو اور وہ شامل مسل کر لیا جائیگا۔ ڈاکٹر کچلو: میں نے وہ چھپا ہوا رزولیوشن دیکھا ہے جس کی بنا پر گورنمنٹ نے ہماری گرفتاری کا حکم صادر کیا ہے رزولیوشن میں جو خیالات اور جذبات ظاہر کئے گئے ہیں ان سے میں پورے طور پر متفق ہوں لیکن میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آیا اس کے الفاظ وہی ہیں جو کانفرنس میں قرار پائے تھے میں اس رزولیوشن کا اردو ترجمہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس سے پہلے بھی ایک اس قسم کا رزولیوشن کوڈال کانفرنس میں پاس کیا گیا تھا جو ضلع بنگال میں منعقد ہوا تھا اس رزولیوشن کی تائید کرنے سے میں دفعات ۱۲۰ ب ۱۲۱ اور ۵۰۵ تعزیرات ہند کا مجرم نہیں ہوں میں کوئی قانونی یا کسی اور قسم کی بحث ان دفعات کے متعلق جو مجھ پر لگائی گئی ہیں کرنا نہیں چاہتا۔ مجسٹریٹ" دیکھئے آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ مجھ کو اس بیان کی ضرورت ہے جو تم اپنے مقدمہ کے متعلق کرنا چاہو نہ کہ دلائل کی جو تم غیر متعلق طور پر پیش کر رہے ہو۔ تم کو اختیار ہے کہ تم بعد میں جو تحریری بیان چاہو پیش کرو اور تمہارے وہ تحریری بیان مسل میں شامل کیا جائے گا۔ لیکن اس موقعہ پر تمہاری کوئی دلیل قلمبند کرنے کو تیار نہیں ہوں جب کہ میں تم سے سوالات پوچھ رہا ہوں۔

ڈاکٹر کچلو کا انکار دستخط اس کے بعد مجسٹریٹ نے وہ کاغذ جس پر ڈاکٹر کچلو کا بیان لکھا گیا تھا ان کے سامنے پیش کیا اور کہا کیا آپ برائے مہربانی اپنے اس بیان پر دستخط کریں گے۔ ڈاکٹر کچلو" ہرگز نہیں۔

مولانا شوکت علی کا بیان

اس کے بعد عدالت نے مولانا شوکت علی کو مخاطب کرکے پوچھا کیا تم کراچی کی خلافت کانفرنس میں موجود تھے

مولانا شوکت علی": بیشک میں موجود تھا اور ہندوستان میں ایک بھی خلافت کانفرنس نہیں ہوئی جس میں میں شریک نہیں ہوا ہوں۔ مجھے صرف اتنا افسوس ہے کہ رزولیوشن کے متعلق تقریر نہیں کی جو کچھ رزولیوشن میں کہا گیا ہے میں اس کا پورے طور پر متفق ہوں۔ اس کے بعد مولانا نے کئی پولیٹیکل امور پر اظہار خیال کیا اور گورنمنٹ

کے طرز عمل پر بھی زوردار تقریر شروع کی لیکن مجسٹریٹ نے انہیں روک دیا اور کہا کہ آپ اپنے ریمارک صرف مقدمہ زیر بحث تک محدود رکھیں۔ مولانا شوکت علی نے مجسٹریٹ کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ میرا بیان ہے اور جو کچھ میں کہتا ہوں آپ اسے لکھیں "مجسٹریٹ": میں کوئی ضرورت نہیں رکھتا کہ جو کچھ تم نے پولیٹیکل امور کے متعلق کہا ہے۔ یا جو تم نے گالیاں گورنمنٹ کو دی ہیں انہیں معرض تحریر میں لاؤں اب تم بیٹھ جاؤ۔

مولانا محمد علی کا عدالت سے استفسار کیا تم کو خدا پر یقین نہیں ہے؟

اس پر مولانا محمد علی کھڑے ہو گئے اور مجسٹریٹ کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ کو خدا کی ذات پر یقین نہیں ہے۔ "مجسٹریٹ" مسٹر محمد علی میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ بیٹھ جاؤ۔ "مولانا محمد علی": نہیں میں نہیں بیٹھتا اور میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم میرا کیا کر سکتے ہو اس موقعہ پر ایک پولیس افسر مولانا محمد علی کی طرف آیا جو آخرکار بیٹھ گئے۔

مولانا شوکت علی کا عدالت سے استفسار

مولانا شوکت علی نے مجسٹریٹ سے پوچھا کہ یہ پولیس افسر کس کے حکم یا اشارے سے مولانا محمد علی کی طرف بڑھا ہے "مجسٹریٹ" پولیس افسر یہاں اس لئے موجود ہے کہ وہ امن قائم رکھے۔

مولانا کا اعلان میں سوائے خدا کے کسی کو نہیں جانتا میں آزاد انسان ہوں

اس کے بعد مولانا شوکت علی نے پرجوش لہجہ میں اپنی تقریر جاری رکھی "مجسٹریٹ" میں تیار ہوں کہ تمہاری بات سنوں بشرطیکہ تم صبر و امن سے بولو اور امن شہادت کی نسبت بولو جو تمہارے مقدمہ میں پیش کی گئی ہے میں پولیٹیکل معاملات پر بحث نہیں کرتا تمہارے پولیٹیکل لیکچر سننے کو تیار نہیں ہوں "مولانا شوکت علی": میں یہاں بتانا چاہتا ہوں کہ تحریک قطع تعلق کو اس رزولیوشن سے کیا واسطہ ہے مولانا شوکت علی نے اپنا سلسلہ تقریر جاری رکھا اور کہا کہ میں سوائے خدا کے کسی کو نہیں جانتا میں اپنے آپ کو ایک آزاد آدمی سمجھتا ہوں مجھ سے گوڈل اور کراچی کی کانفرنسوں کے متعلق سوالات پوچھنا بے سود ہے اگر آپ پوچھنا چاہتے ہیں تو مجھ سے اسلام اور شریعت کے متعلق سوالات پوچھیں "مجسٹریٹ" دیکھو میں تمہیں اس طرح پر پولیٹیکل لیکچر دینے کی اجازت نہیں دے سکتا میں تمہیں ایک لفظ بھی اور کہنے کی اجازت نہیں دیتا بیٹھ جاؤ "مولانا شوکت علی" میں کیوں بیٹھ جاؤں۔

جگت گرو سوامی شنکر اچاریہ کا بیان

اس موقعہ پر پروفیسر ونکٹ رام (سری شنکر اچاریہ) نے بیٹھے بیٹھے تقریر شروع کر دی اس پر مجسٹریٹ نے پھر ٹوکا یہ حال دیکھ کر مولانا محمد علی نے جوش سے پھر کہا۔ ایک سنیاسی کی حیثیت میں ان کا مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا

کہ وہ کھڑے ہو کر بیان دیں "مجسٹریٹ" میں پھر کہتا ہوں کہ میں تمہارے لیکچر سننے کیلئے یہاں نہیں بیٹھا۔

مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی کا بیان

اس کے بعد ملزم نمبر ۲ مولانا حسین احمد کا بیان شروع ہوا "سوال" کیا تم کراچی خلافت میں موجود تھے۔ "ملزم" خاموش رہا۔ اس پر مجسٹریٹ نے کہا کہ میں یہ بات لکھے لیتا ہوں کہ تم سوال کا جواب دینے سے انکار کرتے ہو اچھا یہ بتاؤ کہ تم نے رزولیوشن نمبر ۱ کے متعلق کراچی خلافت کانفرنس میں کوئی تقریر کی "ملزم" میں جواب دینے سے انکار کرتا ہوں "سوال" تمہارے خلاف جو شہادت پیش کی گئی ہے کیا تم اس کے بارے میں کچھ کہنا چاہتے ہو۔ "جواب" میرے دوست مولینا محمد علی نے جو کچھ کہا ہے اسی کی تائید کرتا ہوں "مجسٹریٹ" دیکھو میں تم سے اسلام حدیث یا شریعت کے متعلق لیکچر سننا نہیں چاہتا۔ لیکن آخر کار مجسٹریٹ نے مولینا کو آزادی دی کہ جو ان کا جی چاہے فرمائیں چنانچہ مولینا نے حسب ذیل رزولیوشن شروع کر دی "مولانا" ہاں میرے دوست محمد علی نے اپنے بیان میں جو کچھ کہا ہے اس کا میں مؤید ہوں چونکہ یہ ایک مذہبی سوال ہے لہذا میں آپ کی توجہ اپنے اس جواب کی طرف منعطف کرنا چاہتا ہوں کہ میں مذہبی واقعات کی کل تفصیل اپنے دوسرے بیان میں دوں گا اور اس سے یہ ظاہر ہوگا کہ ہندوستان ایک مذہبی ملک ہے اور اس کے باشندے دیگر ممالک کے لوگوں کے مقابلہ میں مذہب کے بہت زیادہ ترقی کئے ہوئے ہیں۔

ملکہ وکٹوریہ نے اسی چیز کو بہت اچھے طریقے پر سمجھا ہے اور ان کا یہ خیال تھا کہ ہندوستان میں امن و امان قائم کرنے کیلئے مذہبی آزادی بہت زیادہ ضروری ہے۔ اسی خیال کو ملحوظ رکھ کر انہوں نے وہ اعلان شائع کیا تھا جو مولینا محمد علی نے کل پڑھا تھا اس اعلان میں تمام و کمال مذہبی آزادی دی گئی تھی اور اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ کسی شخص کی مذہبی آزادی میں کسی قسم کی رکاوٹ یا دشواری نہ عاید کی جائیگی اور اس کا یہ سبب تھا کہ ہندوستان میں امن و امان قائم تھا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بحیثیت ایک فرد کے میں ایک مسلمان اور مذہبی آدمی ہوں "مجسٹریٹ" یہ تو سب لیکچر ہے "مولینا" میں ایک مذہبی آدمی ہوں اور میرا فرض ہے کہ قرآن شریف کی آیت احادیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر لفظ پر میرا پورا ایمان و اعتقاد ہے ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ اگر کوئی شخص اس کے مذہبی فرائض کو ادا کرنے سے اسے روکے۔ تو وہ اس روک تھام کو خطرہ میں نہ لائے اور اپنے راستہ میں حائل نہ سمجھے اس لئے ہر مسلمان پر یہ فرض ہے کہ وہ قرآن پاک کے احکامات کے بموجب عملدرآمد کرے۔ قرآن پاک میں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کل احادیث میں اس کے متعلق بکثرت روایات ہیں (اس کے بعد مولینا نے بہت سی حدیثیں پڑھیں اور اس کے

کے بعد ان کو اردو میں ترجمہ کیا، حضور سرور کائنات صلعم کا ارشاد ہے کہ ہر شخص اسی وقت تک بادشاہ کی اطاعت پر مجبور ہے جب تک کہ وہ اپنے اللہ کے ساتھ غیر وفادار نہ ہو۔ ایک دوسری حدیث میں لکھا ہوا ہے۔ کہ کسی شخص کی نافرمانی کرنا گناہ نہیں ہے۔ البتہ اللہ پاک کے ارشاد کی تعمیل نہ کرنا ایک گناہ کبیرہ ہے۔

تیسری حدیث شریعت میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہم کو کسی ایسے حکم کی تعمیل نہ کرنی چاہئے جو خداوند پاک کے ارشادات کے خلاف ہو اور نہ ہمیں کسی ایسے شخص کی ماتحتی میں رہنا چاہئے جو خداوندی احکامات کے خلاف حکم دیتا ہو جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا وہ مسلمانوں کے بادشاہ ہیں تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ جس وقت تک وہ خداوندی قوانین کے وفادار ہیں۔ اس وقت تک مسلمان انہیں بادشاہ نہیں سمجھ سکتے ہیں۔

میں بھی ایک مولوی ہوں اور مجھ پر خداوند قادر و توانا کے احکامات کا ماننا زیادہ فرض ہے اور میرا یہ ایک ضروری فرض ہے کہ میں کل مسلمانوں تک سردار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے احکامات پہنچا دوں۔ قرآن پاک میں بہت سی ایسی آیات ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسی بات کو جو اس سے پوچھی گئی ہو چھپائیگا تو وہ دوزخ کی آگ میں ڈالا جائیگا۔ سردار مدینہ صلعم کا یہ بھی ذکر ہے کہ یا تو پاک و صاف رہو اور گناہ نہ کرو یا خداوند عالم کی لعنتیں تم پر ہوں گی۔ اس لئے ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ سب لوگوں کو رسول کریم صلعم کا یہ ارشاد پہنچا دے۔
انبیاء علیہ السلام محض اسی غرض سے روئے زمین پر بھیجے گئے تھے کہ وہ یہاں کے ہر ایک والے تک خداوندی احکام کو پہنچا دیں۔

قرآن پاک میں کافر کیلئے بہت سخت سزا ہے ایسے مسلمانوں کیلئے جو دوسرے مسلمانوں کو قتل کریں پانچ سزائیں ہیں۔
(۱) دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ (۲) دوزخ میں ہمیشہ رہیگا۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی لعنت اس پر ہوگی (۴) اللہ پاک کی ناخوشی کا باعث ہوگا (۵) مختلف طریقوں سے اسے تکالیف پہنچائی جائینگی۔ یہ بھی لکھا ہے کہ مسلمانوں کو کسی مسلمان کو غلطی سے بھی نہ مارنا چاہئے اور ایسا کرنے والے کیلئے بھی سزا ہے۔

سردار مدینہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب اکھٹا مقلدین کے سامنے وعظ کہہ رہے تھے تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ جو آخری احادیث میں سے ہے کہ "اے مسلمانو! جب میں اس جہان سے رخصت ہو جاؤں تو تم بہت زیادہ احتیاط کرو اور کافر نہ بنو" دوسرے موقعہ پر ارشاد ہوتا ہے کہ کسی شخص کیلئے قطعاً جائز نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان کو قتل کرے سوائے اسکے کہ وہ مسلمان نہ ہو۔ ایک دوسرے مقام پر پھر یہ ارشاد ہوتا ہے کہ تمام دنیا کا تباہ و برباد ہو جانا آسان ہے لیکن ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو قتل کرنا آسان نہیں ہے ایک مسلمان کیلئے دوسرے مسلمان کو گالی دینا بھی غیر

قانونی ہے۔ قیامت کے دن سات چیزیں مسلمان کو تباہ و برباد کرنیوالی ہونگی اور ایمن کی ایک مسلمان کو قتل کرنا ہے" مجسٹریٹ" کیا اب بھی کوئی بات باقی ہے؟ "مولانا" یہ تو محض نوٹس ہیں میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ رزولیوشن جس صورت میں پاس ہوا ہے وہ قرآن پاک میں شامل ہے "مجسٹریٹ" کل قرآن (شریف) پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ "مولانا" نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ مذہبی کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ قیامت کے دن مسلمانوں سے سب سے پہلا جو سوال کیا جائیگا وہ مسلمانوں کے قتل کے متعلق ہوگا "مجسٹریٹ" تم پھر اسی کا اعادہ کر رہے ہو۔ مولانا نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اگر کوئی دو مسلمان ایک دوسرے سے لڑیں تو دونوں جہنم میں جائینگے دیگر احادیث میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ سب سے مشکل ترین چیز جس سے مسلمان محفوظ نہیں رہ سکتا وہ ایک معصوم و بیگناہ کو قتل کرنیکا گناہ ہے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک مسلمان کا خون اور اس کا مال و متاع کعبہ شریف سے بھی زیادہ بیش قیمت ہے۔ ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ہے کہ "جہنم کے سات دروازے ہیں اور ان میں کہ ایک ان لوگوں کیلئے ہے جو میرے ایک مقلد پر تلوار اٹھائیں"۔ "مجسٹریٹ" ابھی اور کتنا باقی ہے "مولانا" چار احادیث اور ہیں (۱) اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو دھمکی دیتا ہے تو وہ اللہ پاک کی دھمکیوں سے محفوظ نہیں رہیگا۔ (۲) ایک مسلمان کیلئے دوسرے مسلمان کی جائداد املاک پر قبضہ کر لینا حرام ہے۔ (۳) مذہبی کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ایک بیگناہ مسلمان کو قتل کرنا ایک جرم ہے۔ اگر کوئی شخص کسی مسلمان سے سور کھلانے شراب پینے اور نعش کے کھانے کو کہے اور یہ کہے کہ اگر وہ ایسا نہ کریگا تو بادشاہ اسے قتل کر دیگا۔ تو شخص مذکور کو ایسا کرنا چاہئیے ورنہ اگر وہ قتل کر دیا گیا تو وہ گنہگار ہوگا۔ لیکن اگر اسے الفاظ کفر کہنے کا حکم بادشاہ کیطرف سے بھی دیا جائے۔ تو بھی اسے اس کی تعمیل نہ کرنی چاہئیے۔ خواہ وہ اس عدم تعمیل حکم پر قتل ہی کیوں نہ کر دیا جائے لیکن وہ ایک گنہگار کی موت نہ مریگا اگر کسی مسلمان کے سامنے یہ صورت ہو کہ اگر اس نے دوسرے مسلمان کو قتل نہ کیا تو وہ خود قتل کر دیا جائیگا۔ تو اسے اپنے مسلمان دوست کو قتل کرنے کے بجائے خود اپنے کو قتل ہو جانے دے۔ خود مارا جانا اچھا ہے بمقابلہ اس کے کہ وہ کسی مسلمان کا ایک ہاتھ تک قلم کرے۔ ہماری جو چار قسم کی مذہبی کتابیں ہیں اوس سے میں نے اسکا اظہار کیا ہے اب میں وہ کہتا ہوں جو زمانہ موجودہ کے علماء کہتے ہیں اونہوں نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ مسلمان کیلئے گورنمنٹ برطانیہ کی فوج میں ملازمت کرنا حرام ہے "مجسٹریٹ" مجھے فتوے سے کوئی بحث نہیں ہے۔ "مولانا محمد علی" آپکو تو صرف بلاک اسٹون بعد کوک کی تفسیروں سے تعلق ہے۔ "مولانا حسین احمد" یہ امر کہ یہ رزولیوشن کانفرنس میں پاس ہوا تھا کوئی نئی بات نہیں ہے اس کا پاس کرنا اوسی طرح ضروری تھا جس طرح ایک حکیم کیلئے خاص طبی مشورہ

یا جب لائیڈ جارج اور چرچل نے اس کا اعلان کر دیا تھا کہ اسلام اور برطانیہ کے مابین جنگ ہے تو اوسوقت میں یہ نہ
رف ضروری بلکہ ہمارا اہم ترین فرض تھا کہ ہم اس کا اعلان کر دیں کہ ہر مسلمان کا یہ ضروری فرض ہے کہ وہ تمام
ن طاقتوں کے مقابلہ میں جو اسلام کے خلاف میں جنگ کرے۔ "مجسٹریٹ" میں نے اس وقت تک تمہاری
قریر کو نہایت استقلال کیساتھ سنا ہے۔ "مولٰنا" میں نے صرف رزولیوشن کے متعلق کہا ہے۔ "مجسٹریٹ"
ں کوئی دلائل نہیں چاہتا ہوں بلکہ صرف بیان چاہتا ہوں۔ "مولٰنا" میں اس کو مختصر کر رہا ہوں۔
یک مسلمان گورنمنٹ کے ساتھ اوسی حد تک وفادار ہو سکتا ہے۔ جتنا اس کے مذہب کا منشا ہے۔ اگر گورنمنٹ
ہب کے اعلان کی تعمیل کرنا نہیں چاہتی ہے۔ اور اگر مذہبی فرائض و پابندیوں کا لحاظ و احترام نہ کیا گیا تو اس صورت
ں ۷ کروڑ مسلمانوں کو اس مسئلہ کا تصفیہ کر لینا چاہئے کہ آیا وہ مسلمانوں کی حیثیت سے زندہ رہنے پر طیار ہیں یا
رنمنٹ برطانیہ کی رعایا کی حیثیت سے۔ اور ۳۲ کروڑ ہندوؤں کو یہ خیال کر لینا چاہئے کہ آیا وہ مذہبی آدمی کی
ثیت سے رہنا چاہتے ہیں یا گورنمنٹ کی رعایا کی حیثیت سے۔ لیکن اگر گورنمنٹ مذہبی آزادی کو چھیننے پر طیار
ہے تو مسلمان اپنی جان تک قربان کر دینے کو تیار ہوں گے۔ اور میں پہلا شخص ہونگا جو اپنی جان قربان
روں گا۔ "مولٰنا محمد علی نے مولٰنا حسین احمد صاحب کے قدم چوم لئے۔ مجسٹریٹ نے ان کے بیان میں کوئی
صہ قلمبند نہیں کیا۔

وکیل سرکار کا ایڈریس

زمین نے بیانات ہو جانے کے بعد مسٹر لفنسٹن سرکاری وکیل نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ملزموں نے میرا کام بہت
د تک ہلکا کر دیا ہے۔ مقدمہ کا مرکز رزولیوشن نمبر ۶ ہے جو آل انڈیا خلافت کانفرنس کراچی میں پاس کیا گیا
تھا یہاں جو رزولیوشن پڑھا گیا ہے وہ اور گوڈیل کانفرنس کا رزولیوشن ایک ہی ہیں اور یہ کافی طور پر ثابت ہو چکا
ہے ملزمان نمبر ۲-۳-۴-۵- اور ۶ نے اس رزولیوشن کے متعلق تقریریں کی ہیں۔ ملزم نمبر ۷ کا تعلق صاف
ظاہر ہے۔ کراچی میں ملزم نمبر ۱ اور ملزم نمبر ۲ کے ساتھ آیا۔ ملزم نمبر ۱ اور ملزم نمبر ۳ کیساتھ کنیا پاٹھ شالا میں رہتا
اور ملزم نمبر ۶ کیساتھ جانا ثابت ہو گیا ہے وہ کانفرنس کی سجکٹ کمیٹی کا ممبر تھا۔ ملزمان نمبر ۲-۳ و ۶ کی تقریریں
شامل مسل ہیں اور ان کے مختلف حصوں میں رزولیوشن کے الفاظ دئے گئے ہیں۔ اہلکاران پولیس نے جو
رپورٹیں ان تقریروں کی کی ہیں۔ ان کی تصدیق اخبارات میں شائع شدہ رپورٹوں سے ہوتی ہے معلوم ہوتا
ہے کہ اخبارات کے رپورٹروں نے اپنی رپورٹوں میں (پیر) غلام مجدد کے ان الفاظ کے سندھی ترجمہ کا تتبع

کیا ہے" فوج میں نوکری کرنا" "فوج میں رہنا" کی بجائے اور دونو کا مطلب ایک ہی ہے۔ رزولیوشن ۹ جولائی کی رات کو پاس ہوا تھا اور یہ رپورٹیں ۱۱ جولائی کے اخباروں میں شائع ہوئیں الفاظ "فوج میں رہنا" گوڑل کانفرنس کے رزولیوشن میں بھی موجود ہیں ۱۸ جولائی کو اس رزولیوشن کی جو نقل شائع ہوئی تھی اس میں یہ الفاظ مصلحتاً حذف کر دیئے گئے تھے۔ سازش صاف ظاہر ہے۔ ملزم نمبر ۲، ۴، ۵ نے "متفقہ فتویٰ" پر دستخط کئے ہیں۔ اس فتوے میں اسی مضمون کا ایک اعلان شامل ہے جو رزولیوشن نمبر ۶ کا ہے۔ ملزم نمبر ۵ کا نام بھی علمائے ہند کے دوسرے رزولیوشن کے حمایت کنندگان میں درج ہے۔ دیکھو دستاویز ۳۴ بی جو ڈپٹی کمشنر پولیس سی۔ آئی۔ ڈی بمبئی نے پیش کیا ہے۔ فوجوں کو ان کے فرض سے ورغلانے کی سازش ثابت ہے۔ اس سازش کے ممبروں نے فوجوں کو ورغلانے کیلئے جو سازش کی وہ اس وقت مکمل ہوگئی جب انہوں نے ہندوستانی فوج کے سپاہیوں کو متفقہ فتوے کے اقتباسات کا پرچہ بھیجا جس کے نیچے ملزم نمبر ۲، ۴ و ۵ کے دستخط تھے۔ اس پرچہ میں فوجوں کو ورغلانے والے حصہ پر جو متفقہ فتوے میں درج تھا۔ زور دیا گیا تھا۔ اس لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ ان کے برخلاف زیر دفعہ ۱۲۰ الف و دفعہ ۱۳۱ تعزیرات ہند فرد جرم لگایا جائے۔ رزولیوشن کے الفاظ جو عرضی دعوے کے پیرا نمبر ۳ کے پہلے حصہ میں ایک بیان کے طور پر نقل کئے گئے ہیں دفعہ ۵۰۵ الف کے تحت میں آتے ہیں۔ یہ بیان ملزم نمبر ۱ مسٹر محمد علی نے کیا تھا اس لئے ان کے خلاف زیر دفعہ ۵۰۵ تعزیرات ہند فرد جرم لگایا جائے یہ بیان ایک سازش کے مقصد کی پیروی میں کیا گیا تھا جس کے ممبر تمام ملزم تھے۔ اس لئے ملزمان نمبر ۲۔۳۔۴۔۵۔۶۔۷ کے خلاف بھی زیر دفعہ ۵۰۵ مع دفعہ ۱۰۹ تعزیرات ہند فرد جرم لگایا جائے۔

عرضی دعوے کے پیرا نمبر ۳ کے دوسرے نصف حصہ میں جو الفاظ درج ہیں وہ ایک بھاری مجمع کے سامنے جس میں کثیر التعداد مسلمان اور بہت سے علماء بھی تھے بولے گئے۔ یہ دس سے زیادہ اشخاص کو زیر دفعات ۵۰۵ و ۱۱۷ ارتکاب جرم کی ترغیب تھی اس لئے زیر دفعہ ۱۱۷ تعزیرات ہند فرد جرم لگایا جائے یہ جرم زیر دفعہ ۱۱۷ ایک ایسی سازش کے مقصد کی پیروی میں کیا گیا تھا جس کے ممبر دیگر ملزم بھی تھے اس لئے انکے خلاف بھی زیر دفعات ۵۰۵۔۱۱۷ فرد جرم لگنا چاہیے

ملزمین کے خلاف فرد قرارداد جرم

اس کے مسٹر ایس۔ ایم تلاٹی سٹی مجسٹریٹ نے مذکورہ بالا ملزمین کے خلاف مندرجہ ذیل جرم عائد کرکے سیشن سپرد کرنیکا حکم صادر کیا۔

میں کہ ایس ایم مجسٹریٹ درجہ اول ہوں۔ تم ملزمان (۱) محمد علی رامپوری (۲) مولوی حسین احمد دیوبندی (۳) ڈاکٹر

سیف الدین کچلو امرتسری (۴) پیر غلام مجدد مٹیاروی (۵) مولوی نثار احمد کانپوری (۶) جگت گرو شری بھارتی کرشن تیرتھجی عرف وینکٹارمن (۷) شوکت علی رامپوری پر حسب ذیل جرم عاید کرتا ہوں کہ تم تمام ساتوں ملزمین نے ماہ فروری سنہ ۱۹۲۱ء سے دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء کے مابین بشمول ہر دو ماہ برٹش انڈیا میں بمقام کراچی و دیگر مقامات پر دیگر اشخاص کے ساتھ ایک سازش پھیلانے میں حصہ لیا ہے جس کا منشا یہ تھا کہ ملک معظم کی فوج کے مسلمان فوجی افسروں اور سپاہیوں کو ترک فرائض پر اُبھارا جائے اور اس طرح تم نے دفعہ ۱۲۰ بی بشمول دفعہ ۱۳۱ تعزیرات ہند اندرون حد اقتدار سماعت عدالت سشن کراچی کے ماتحت مستحق سزا کے جرم کا ارتکاب کیا ہے اس کے علاوہ تم محمد علی نے ۹ جولائی سنہ ۱۹۲۱ء کے دن یا اس کے لگ بھگ کی تاریخ میں بمقام کراچی اپنی تقریروں میں کہا تھا کہ بحالت موجودہ ایک مسلمان کے لئے یہ مذہبی طور پر ناجائز ہے کہ وہ سرکاری فوج میں ملازم رہے یا بھرتی ہو یا دوسروں کو فوج میں ملازمت کرنے کی ترغیب دے جس کا منشا یقیناً یہ ہے کہ ملک معظم کی فوج کے مسلمان افسروں اور سپاہیوں کو اپنے فرائض سے منہ موڑنے اور عدم انجام دہی کی ترغیب دی جائے لہذا تم زیر دفعہ ۵۰۵ تعزیرات ہند زیر اقتدار سماعت عدالت سشن کراچی کے جرم کے مرتکب ہو۔ مزید برآں تم ملزمان ۲ لغایت ۷ (بشمول ۲ و ۷) بھی مذکورہ بالا محمد علی کے ہمراہ جرم زیر دفعہ ۵۰۵ تعزیرات ہند میں جو بغاوت پھیلانے کیلئے کیا گیا تھا شریک تھے اس لئے تم دفعہ ۱۰۹ بشمول دفعہ ۵۰۵ اور زیر اقتدار سماعت سشن عدالت کراچی کے جرم کے مرتکب ہو۔ اور علاوہ اس کے تم محمد علی نے ۹ جولائی سنہ ۲۱ء کے دن یا اس کی قریبی تاریخ میں دس سے زیادہ آدمی کو دفعات ۵۰۵ و ۱۱۷ تعزیرات ہند کے ماتحت میں آنیوالے جرم کے ارتکاب پر ابھارا تھا اور آل انڈیا خلافت کانفرنس میں یہ بیان کیا تھا کہ تمام مسلمانوں کا بالعموم اور علماً کا بالخصوص یہ فرض ہے کہ ان مذہبی احکام کو جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے فوج کے ہر مسلمان تک پہنچا دیں اور اس طرح تم نے دفعہ ۱۱۷ تعزیرات ہند کے جرم کا جو سشن عدالت کراچی کی حدود اقتدار سماعت میں ہے ارتکاب کیا ہے اس کے علاوہ تم ملزمین ۲ لغایت ۷ (بشمول ۲ و ۷) جن کو مذکورہ بالا محمد علی سے زیر دفعہ ۱۱۷ تعزیرات ہند جرم مذکورہ بالا کے ارتکاب میں ساز باز رکھتے تھے اس کے تم دفعہ ۱۰۹ بشمول دفعہ ۱۱۷ تعزیرات ہند کے ماتحت جرم جس کی سماعت سشن عدالت کراچی کے حدود و اختیارات کے اندر ہے مرتکب ہو لہذا میں حکم صادر کرتا ہوں کہ تم پر مذکورۂ بالا جرم پر سشن عدالت کراچی میں مقدمہ چلایا جائے۔

لنچ کیلئے برخاستگی عدالت مجسٹریٹ کے ملزمین کے خلاف جرم عائد کرنیکے بعد عدالت لنچ کیلئے ۱ بجے برخاست ہوئی اور پھر ۲ بجے اس نے اپنا اجلاس شروع کیا۔

علی برادران کے خلاف چلائے گئے ایک اور مقدمہ کی سماعت

مولانا شوکت علی و مولانا محمد علی پر الزام بغاوت

ملزمین کو فرد قرارداد جرم کے بعد سشن سپرد کر دیا گیا

چوتھے روز کی لنچ کے بعد کی کارروائی

مسٹر ایس۔ ایم۔ تلاٹی مسٹر مجسٹریٹ کراچی نے ۲۹ ستمبر کو لنچ کے بعد ۱۲ بجکر ۱۰ منٹ پر اسی خالق دینا ہال میں اپنا اجلاس پھر شروع کیا اور مولانا شوکت علی صاحب کے خلاف زیر دفعات ۱۲۴ الف و ۱۵۳ الف تعزیرات ہند ایک جدید مقدمہ کی سماعت کی۔ اس مقدمہ میں گورنمنٹ کی جانب سے مسٹر لفنسٹن وکیل سرکار پیروکار تھے۔ مولانا شوکت علی صاحب کی طرف سے کوئی پیروکار نہیں کیا گیا اور نہ مولانا نے کسی گواہ پر جرح کی۔ مجسٹریٹ نے مولانا مذکور کو زیر دفعات مذکورہ بالا ملزم قرار دیکر سشن سپرد کر دیا

مولانا کے خلاف مقدمہ چلانیکی اجازت

مسٹر آر باؤ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کراچی نے کہا کہ زیر دفعات ۱۲۴ و ۱۵۳ الف تعزیرات ہند مولانا شوکت علی صاحب کے خلاف مقدمہ دائر کرنیکی اجازت حکومت بمبئی سے حاصل کرلی ہے جو شامل مسل کرتا ہوں۔ جرح نہیں کی گئی۔

مولانا شوکت علی صاحب کے خلاف شہادتیں

شہادت گواہ نمبر ۱

لخت حسین سب انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی الہ آباد نے کہا کہ جولائی ۸ سبق میں خلافت کانفرنس کراچی میں موجود تھا۔ مولانا شوکت علی نے قرارداد ہفتم پر اردو میں تقریر کی۔ میں مختصر نویسی کا عادی ہوں۔ میں نے ہی تقریر کا ملخص لکھا ہے۔ جرح نہیں کی گئی۔

شہادت گواہ نمبر ۲

سب انسپکٹر شاہ بہادر خاں الہ آباد سی۔ آئی۔ ڈی نے کہا کہ جب قرارداد ہفتم پیش کیگئی میں موجود تھا۔ میں نے مختصر نویسی کے ذریعہ تقریر لکھی۔ میں نے مولانا شوکت علی کی تقریر کے نوٹ لکھے۔ جرح نہیں کیگئی

شہادت گواہ نمبر ۳

زمان شاہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے کہا کہ میں خلافت کانفرنس میں موجود تھا میں نے مولانا شوکت علی کی تقریر سنی۔ جرح نہیں کیگئی۔

شہادت گواہ نمبر ۴

کرم چند رام داس انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی نے بیان کیا کہ جب مسٹر شوکت علی نے ۱۰ جولائی کو خلافت کانفرنس سندھ میں تقریر کی تو میں وہاں موجود تھا۔ تقریر اردو میں تھی میں اردو جانتا ہوں۔ تقریر کو خوب سمجھ سکتا ہوں۔ سندھی میں تقریر کا ترجمہ کیا گیا پھر تقریر کا ملخص لکھ دیا گیا۔ میں اصل نوٹ پیش کرتا ہوں۔ میں نے

ان نوٹوں کو صاف کر لیا ہے۔ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہی مسٹر شوکت علی نے کہا تھا۔ اس کانفرنس میں تخمیناً ۸ ہزار کے قریب حاضرین تھے نصف ہندو ہونگے نصف مسلمان تھے۔ ان تقریروں سے لوگوں میں اضطراب پیدا ہوا۔

شہادت گواہ نمبر ۵ | مسٹر ڈبلیو۔ آر۔ برنس اسسٹنٹ ایڈیٹر "ڈیلی گزٹ" نے کہا کہ ہمارے رپورٹر نے ۱ جولائی کے اجلاس کی روئداد لکھی تھی۔ اس کا نام ٹیک چند ہیر چندانی ہے۔ تیسرے دن کے اجلاس میں قرار داد دوم پر مسٹر شوکت علی کی تقریر پیش کرتا ہوں۔ میں نے ان نوٹوں سے روئداد جلسہ مرتب کر کے ۱۱ جولائی کے پرچہ میں شائع کی تھی میں "ڈیلی گزٹ" کا وہ پرچہ پیش کرتا ہوں جس میں محمد علی اور شوکت علی صاحب کی وہ تقریریں درج ہیں جو انہوں نے ایک دن پہلے کانفرنس میں کی تھیں۔ گواہ پر جرح نہیں کی گئی۔

شہادت گواہ نمبر ۶ | ٹیک چند ایچ ہیر چندانی وائس پرنسپل سوریج مہاودیالیہ نے کہا کہ میں نے ۱ جولائی کے اجلاس کی روئداد کے نوٹ لکھے تھے۔ تیسرے پہر میں نے شوکت علی صاحب کی تقریر کے نوٹ لکھے اور اڈیٹر "ڈیلی گزٹ" کو بھیج دیئے۔ یہ نوٹ جو مجھے دکھائے گئے ہیں وہی ہیں جو میں نے دفتر "ڈیلی گزٹ" میں بھیجے تھے۔ جرح نہیں کی گئی۔

شہادت گواہ نمبر ۷ | خان بہادر محمود شاہ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے کہا کہ میں نے اس اردو تقریر کا ترجمہ کیا تھا جو لخت حسین انسپکٹر نے ۱ جولائی کے اجلاس خلافت کانفرنس میں لکھی تھی۔ یہ تقریر شوکت علی صاحب کی تھی۔ لخت حسین انسپکٹر کے نوٹ دیکھ کر میں کہتا ہوں کہ میں نے ان ہی نوٹوں کا ترجمہ کیا تھا۔ میں نے ان نوٹوں کا بھی ترجمہ کیا تھا جو خان بہادر سب انسپکٹر نے لکھے تھے۔ خان بہادر سب انسپکٹر کے نوٹوں کو دیکھ کر کہا کہ یہ وہی نوٹ ہیں جن کا میں نے ترجمہ کیا تھا۔ میں نے اس تقریر کا بھی ترجمہ کیا تھا جو شوکت علی صاحب نے نوشہرہ میں کی تھی اس تقریر کے نوٹ کرم چند انسپکٹر نے لکھے تھے۔ جرح نہیں کی گئی۔

شہادت گواہ نمبر ۸ | نرائن سنگھ انسپکٹر عمر ۳۲ سال ذات برہمن ملازم پوناسی۔ آئی۔ ڈی نے کہا کہ میں ۲۰ اگست ۱۹۲۱ء کو باغن پور کے جلسہ میں شریک تھا۔ شوکت علی صاحب نے اردو میں تقریر کی میں نے فقرہ فقرہ کا ترجمہ کیا۔ میں مرہٹی میں مختصر نویسی جانتا ہوں۔ میں نے اس تقریر کے نوٹ لکھے تھے۔ پھر میں نے انہیں لکھا۔ میں یہ کاغذات پیش کرتا ہوں۔ میں انگریزی کا ترجمہ بھی شامل مسل کرتا ہوں۔ میرے اصل نوٹ بھی میرے پاس ہیں۔ آٹھ ہزار کا مجمع تھا۔ تین چوتھائی مسلمان تھے باقی ہندو۔ تقریروں سے لوگوں میں اضطراب پیدا ہوا تھا۔ کوئی جرح نہیں کی گئی۔

گواہ نمبر ۹ نرسنگ بیکھاجی عمر ۳۰ سال سب انسپکٹر سی آئی ڈی پونا نے کہا کہ میں ۸ اگست کے جلسہ میں موجود تھا۔ شوکت علی صاحب نے اردو میں تقریر کی تھی۔ میں مرہٹی میں مختصر نویسی جانتا ہوں۔ میں نے مرہٹی میں مختصر نویسی کی تھی۔ پھر میں نے کناری زبان میں فقرہ فقرہ کا ترجمہ کیا۔ تحریر میں ہر ایک مختصر فقرہ کو بالکل درست لکھا ہے۔ میں نے مختصر فقرات اور تحریر پیش کرتا ہوں۔ درست ترجمہ بھی میرے پاس ہے جو شامل مسل کرتا ہوں۔ جرح نہیں کیگئی۔

جب استغاثہ کے گواہ شہادت دے چکے تو مجسٹریٹ نے ملزم پر سوالات کئے اور پوچھا کہ ۸ جولائی کو آپ نے خلافت کانفرنس میں تقریر کی تھی۔ مولانا شوکت علی نے کہا میں اسکا جواب اپنے بیان میں دونگا۔

مولانا شوکت علی کا بیان

گذشتہ اکیس مہینوں سے میں ہندوستان میں خلافت کیلئے کام کر رہا ہوں۔ میں نے ہزار ہا تقریریں کی ہیں ہزار ہا میل کا سفر کیا ہے اور لکھو کھا پرچے چھپ گئے ہیں۔ خلافت کی سب خدمات میں نے اپنے خالق کی عبادت سمجھکر انجام دی ہیں۔ ان تمام تقریروں میں میں ایک ہی راگ گا رہا ہوں۔ میں گورنمنٹ سے کہتا رہا ہوں کہ وہ اسلام کے اماکن مقدسہ جزیرۃ العرب کو خالی کر دے۔ (مولانا نے مجسٹریٹ کیلئے لفظ جزیرۃ العرب کے حروف ہجی تبلانے شروع کئے اس پر حاضرین ہنس پڑے) اور خلافت کی دنیاوی طاقت اور وقعت کو بحال کر دے بشرطیکہ اس گورنمنٹ کی خواہش ہے کہ آٹھ کروڑ خوف خدا رکھنے والے مسلمان اس سلطنت کے جز لاینفک بن جائیں جیسا کہ میں نے اپنی تمام تقریروں میں کہا ہے اور اگر گورنمنٹ مسئلہ خلافت کے متعلق ہم کو مطمئن نہ کریگی اور پنجاب کے متعلق انصاف نہیں دیگی اور کامل سوراج نہ عطا کریگی تو میرا فرض ہوگا کہ بحیثیت ہندوستانی مسلمان ہونے کے صفحہ زمین سے اس گورنمنٹ کو مٹانے اور سلطنت کو برباد کرنے کی پوری کوشش کروں میں تقریر کرتا رہا ہوں کہ میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا اور بحیثیت مسلمان ہونیکے مجھے اس فیصلہ پر پہنچنا لازمی تھا۔ میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا اور پھر اس وقت بھی کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کے ساتھ میری وفاداری مشروط ہے۔ جبتک کہ میرے ضمیر کی پوری آزادی مجھے حاصل ہے میں بادشاہ کی اطاعت کرتا رہا ہوں لیکن جس وقت گورنمنٹ نے میرے ضمیر ایمان میں مداخلت کی اسی وقت بادشاہ اور گورنمنٹ کی اطاعت سے میں الگ ہو جاؤنگا میں آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ خلافت اور مسئلہ پنجاب پر ہم کو مطمئن نہ کریگی اور ہمکو سوراج نہ دیگی تو وہ اپنی راہ اور ہم اپنی راہ۔

ہمارے اور گورنمنٹ کے درمیان ایک راستہ ہے اور اگر خدا کی مرضی ہوئی اور میں امید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ ہمارے مطالبات پورے کر دے اور ہمیں مطمئن کر دے تو یہاں امن و امان ہو جائیگا ورنہ جنگ شدید برپا ہو گی جس کا فیصلہ اس وقت ہو گا جب یا تو تینتیس کروڑ ہندوستانی مردہ ہو جائیں یا ایک لاکھ انگریز یہاں سے نکال دئے جائینگے بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے قرآن شریف کو غور و توجہ کے ساتھ پڑھنے اور عالموں سے مشورہ کرنے کے بعد میں ان نتائج پر پہنچا ہوں اور اسوقت میرے لئے اس فیصلہ کے سوا کوئی اور راستہ نہیں ہے میں کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے وفاداری اور ایمانداری کیساتھ سترہ برس اس گورنمنٹ کی ملازمت کی کثیر التعداد انگریز مردوں اور عورتوں کیساتھ دوستانہ زندگی بسر کی اور محکمہ افیون کے اعلیٰ عہدہ پر رہا سوشل خلیق و ملنسار ہونے کی وجہ سے اور بالخصوص ایک اچھے کھلاڑی ہونیکی وجہ سے میں ان میں ہر دلعزیز رہا لیکن اب خدا نے مجھے اس نتیجہ تک پہنچایا ہے اگر گورنمنٹ دل سے خدا کے حضور میں افسوس کا اظہار کرے اور ہماری وہ تمام شکایتیں جو سوراج کی راہ میں حائل ہیں رفع کر دے تو ہم دوست ہو سکتے ہیں میں اپنے بڑے سردار مہاتما گاندھی کیساتھ ایک ناچیز کام کرنیوالا ہوں اور مرکزی خلافت کمیٹی جمعیۃ العلماء اور انڈین نیشنل کانگریس اور مہاتما گاندھی کی بتائی ہوئی پالیسی پر چل رہا ہوں پر امن ترک موالات پر عامل ہوں اور اس کی تبلیغ کر رہا ہوں۔ مہاتما گاندھی کا مذہب ہے کہ ہم کو اپنی جان دینی چاہئے۔ لیکن کسی کی جان نہ لینی چاہئے۔ بحیثیت ایک مسلمان کے اور قرآن شریف کے صریح حکم کیمطابق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق میرے لئے یہ احکام ہیں کہ سچائی حق اور خدا کے کام کیلئے قتل کرنا اور مقتول ہونا یکساں حیثیت سے کار خیر ہیں۔ ہمارے مذہب اور مہاتما جی کے مذہب میں یہ اختلاف ہے۔ لیکن ہم مسلمان اس بات پر راضی ہو گئے ہیں کہ ہماری پالیسی بھی وہی ہو جو مہاتما گاندھی کی ہے اور ہم سب مشترکہ غیر متشددانہ ترک موالات کے طریقہ پر عمل کر رہے ہیں جیسا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اول اول تیرہ برس تک مکہ میں بسر فرمائے تھے۔

کیا مجھے پھر یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ گورنمنٹ ہندوستان میں امن و امان قائم کر سکتی ہے بشرطیکہ ہمارے مطالبات پورے کر دے۔

مولانا سے عدالت کا استفسار دستخط

مجسٹریٹ نے شوکت علی صاحب کا وہ بیان جو ضبط تحریر میں آچکا تھا ان کے سامنے پیش کر دیا کہ وہ پڑھ کر دستخط کر دیں مولانا نے فرمایا کہ خط ایسا ہے کہ پڑھا نہیں جاتا مجسٹریٹ نے کہا کہ میں خود پڑھ دیتا ہوں آپ سن لیجئے مجسٹریٹ نے بیان کا ایک ایک لفظ پڑھ کر سنایا مولانا نے دستخط کر دئے

فردِ قرار دادِ جرم

اس کے بعد مجسٹریٹ نے مولانا شوکت علی پر حسبِ ذیل فردِ جرم لگایا کہ تم نے ۸ جولائی ۱۹۲۱ء کو یا اس کے قریب کراچی میں خلافت کانفرنس میں ایک تقریر کی تھی (کہ جس کی رپورٹ دستاویز نمبر ۴ و ۶ میں درج ہے) کہ جس میں تم نے برطانوی ہندوستان میں بروئے قانون قائم شدہ حکومت کے خلاف عدم الفت پھیلانے کی کوشش کی۔ دوم۔ تم نے مذکورہ بالا تاریخ کو یا اس کے قریب اور قریباً اسی تقریر کے دوران میں بادشاہ سلامت کی انگریز اور ہندوستانی رعایا کے درمیان نفرت یا دشمنی کے جذبات پیدا کرنے کی کوشش کی اور اس سے ایک ایسے جرم کا ارتکاب کیا کہ جو زیر دفعات ۱۲۴ الف اور ۱۵۳ الف تعزیرات ہند قابل سزا ہے اور جو کراچی کی عدالت سشن میں قابل سماعت ہے میں ہدایت کرتا ہوں کہ آپ کے مقدمہ کی عدالت مذکور میں سماعت کی جائے۔

مولانا کا صفائی سے انکار

فردِ جرم پڑھ کر سنانے کے بعد انگریزی میں اسے واضح کیا گیا اور پھر دریافت کیا گیا کہ کیا آپ کوئی صفائی پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اونہوں نے جواب دیا کہ "نہیں"

رئیس الاحرار مولانا محمد علی کے خلاف ایک اور مقدمہ بغاوت کی سماعت

عدالت کا مولانا سے استفسار

مولانا شوکت علی صاحب کے خلاف زیر دفعہ ۱۲۴ الف و ۱۵۳ الف تعزیرات ہند فرد جرم عائد کرنے کے بعد عدالت نے رئیس الاحرار مولانا محمد علی سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے خلاف ایک دوسرے مقدمہ کی سماعت شروع کر دوں۔

مولانا محمد علی کا جواب

مولانا محمد علی صاحب نے جواباً کہا کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن دس پندرہ منٹ کیلئے کچہری برخاست ہو تاکہ میں نماز ادا کر سکوں۔ اس کی فوراً تعمیل کی گئی اور مولانا کو برآمدے میں جانے اور اپنے پروردگار کے حضور میں نماز ادا کرنے کی اجازت دی گئی۔

آغاز کارروائی

۵ بجکر ۲۰ منٹ شام کو مولانا محمد علی صاحب کے خلاف انکی میدان عیدگاہ والی تقریر کے متعلق جو اونہوں نے تیس ہزار مسلمانوں کے مجمع میں ۹ جولائی بمقام کراچی دی تھی اس کے اشتعال انگیز ہونیکے باعث ایک اور مقدمہ کی کارروائی شروع کی گئی اور گواہان استغاثہ کے بیانات قلمبند کئے گئے۔

مسٹر آر بانڈ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کراچی

مسٹر آر بانڈ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کراچی نے کہا کہ میں نے زیر دفعات ۱۲۴ الف و ۱۵۳ الف تعزیرات ہند مقدمہ چلانے کیلئے حکومت بمبئی کی اجازت حاصل کر لی ہے۔ اس اجازت نامہ کو

شامل مسل کرتا ہوں۔ جرح نہیں کی گئی۔

مولانا محمد علی کے خلاف شہادتیں

گواہ نمبر ۱ | لخت حسین انسپکٹر الہ آبادسی۔ آئی۔ ڈی نے کہا کہ میں ۸۔ جولائی کو کانفرنس میں موجود تھا محمد علی صاحب نے تقریر کی تھی میں نے اردو میں مختصر نویسی کی تھی۔ میں نے پھر مکمل تقریر لکھی جو پیش کرتا ہوں۔

مولانا محمد علی کا اعتراض | مولانا محمد علی نے فرمایا کہ حکومت سے ۱۰۔ اجولائی کی تقریر کیلئے اجازت حاصل کی جاتی ہے۔ لیکن گواہ سے ۸۔ جولائی کی تقریر کے لئے حالات سُننے جاتے ہیں۔

سرکاری وکیل نے کہا کہ ۱۰۔ اجولائی کی تقریر کا ذکر بھی آجاتا ہے۔

گواہ نے کہا کہ محمد علی صاحب نے خفیتاً وہی کچھ کہا تھا جو میرے نوٹوں میں لکھا ہوا ہے۔ میں اس جلسہ میں بھی شریک تھا جو ۱۰ اجولائی کی رات کو منعقد ہوا تھا اور جس میں محمد علی صاحب نے تقریر کی تھی میں نے محمد علی صاحب کی تقریر کے نوٹ کئے تھے۔ میں نے ان نوٹوں سے مکمل تقریر لکھی ہے۔

مولانا محمد علی کی تقریر لفظ بلفظ وہی تھی جو میں نے لکھی ہے اس جلسہ میں تین ہزار ہندو مسلمان موجود تھے۔

سرکاری وکیل۔ اس تقریر میں اضطراب یا اشتعال پیدا ہوا تھا۔

گواہ۔ مجھے اپنے مختصر نوٹ دیکھ لینے دیجئے پھر میں آپ کو بتا سکوں گا۔

وکیل سرکار:۔ بہت خوب۔ آپ اپنے نوٹ دیکھ لیں۔

گواہ۔ ہاں تقریر کے اختتام پر کچھ گرمجوشی کا اظہار کیا گیا تھا۔ جرح نہیں کی گئی۔

گواہ نمبر ۲ | شان بہادر سب انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی الہ آباد نے کہا کہ میں اس اجلاس میں جو ۱۰۔ اجلائی کو عیدگاہ میدان کراچی میں منعقد ہوا شریک تھا۔ اس جلسہ میں محمد علی صاحب نے اردو میں تقریر کی تھی۔ میں مختصر نویسی جانتا ہوں۔ میں نے اس تقریر کے نوٹ لکھے تھے۔ پھر میں نے تمام تقریر اردو الفاظ میں لکھی۔ میں یہ نقل شامل مسل کرتا ہوں میں نے محمد علی صاحب کی تقریر کا لفظ لفظ لکھا ہے۔ میرے پاس میرے نوٹ موجود ہیں اگر آپ چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں۔ جرح نہیں کی گئی۔

گواہ نمبر ۳ | عبداللہ خاں سب انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی کراچی نے بیان کیا کہ میں ۱۰ اجولائی کو شاہ داود میں موجود تھا۔ محمد علی صاحب نے اس دن ایک جلسہ میں تقریر کی۔ انہوں نے اردو میں تقریر کی۔ تقریر کا سندھی میں ترجمہ نہیں کیا گیا۔ میں اردو خوب جانتا ہوں میں تقریروں کے نوٹ لکھنے کا عادی ہوں۔ میں نے اس تقریر

کے نوٹ لکھے تھے۔ میں اصل نوٹ اور صاف نقل پیش کرتا ہوں۔ محمد علی صاحب نے نوٹ اور صاف نقل ملاحظہ کی
جو کچھ محمد علی صاحب نے کہا وہی میں نے لکھا ہے۔ پانسو آدمی موجود تھے اکثر ہندو تھے باقی مسلمان تھے۔

جرح نہیں کی گئی۔

گواہ نمبر ۹ خان بہادر محمد شاہ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے بیان کیا کہ لخت حسین نے جناب محمد علی کے اس خطبہ صدارت کے جو انہوں نے ۸ جولائی کو آل انڈیا خلافت کانفرنس منعقدہ کراچی میں دیا تھا اردو نوٹ لکھے تھے میں نے ان نوٹوں کو دیکھ کر انگریزی میں ترجمہ کیا۔ لخت حسین انسپکٹر کے نوٹ دیکھ کر میں کہتا ہوں کہ جو ترجمہ میں نے کیا ہے ان ہی نوٹوں کا ہے۔ میں نے محمد علی صاحب کی اس تقریر کے نوٹوں کا ترجمہ بھی کیا تھا جو انہوں نے عیدگاہ کے میدان میں کی تھی۔ اس تقریر کے نوٹ لخت حسین انسپکٹر نے لکھے تھے ان نوٹوں کو دیکھ کر میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے ان ہی نوٹوں کا ترجمہ کیا تھا میں نے ان نوٹوں کا بھی ترجمہ کیا تھا جو محمد علی صاحب کی تقریر عیدگاہ میدان کے ضمن میں شان بہادر سب انسپکٹر نے لکھے تھے۔ نوٹوں کو دیکھ کر میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے ان ہی نوٹوں کا ترجمہ بھی کیا تھا۔ جو انہوں نے محمد علی صاحب کی تقریر شاہ دادپور کے دوران میں لکھے تھے میرا ترجمہ ان ہی نوٹوں کا ترجمہ ہے۔

جرح نہیں کی گئی۔

مجسٹریٹ کا مولانا سے استفسار اسکے بعد مجسٹریٹ نے مولانا سے دریافت کیا کہ آیا انہوں نے میدان عیدگاہ میں کوئی تقریر کی تھی۔

مولانا کا مجسٹریٹ کو جواب میں نے اردو میں تقریر کی تھی لیکن یہ نہیں معلوم کہ میدان کون تھا۔

اختتام اجلاس اس کے بعد مقدمہ ہفتہ کے روز کیلئے ملتوی کر دیا گیا تاکہ مولانا محمد علی صاحب اپنی اردو کی تقریر اور گواہان کے پیش کردہ نوٹوں کو پڑھ سکیں۔ عدالت کا اجلاس ۷ بجے شام کے برخاست ہوا۔

کراچی کے تاریخی مقدمہ کا آخری نظارہ

عدالت کی بے ضابطگی پر ڈاکٹر کچلو کے اعتراضات

جداگانہ مقدمہ بغاوت پر مولانا محمد علی کا بیان

کمرہ عدالت کا نظارہ یکم اکتوبر کو علی برادران و دیگر رہنمایان کا مقدمہ خالق دینا ہال میں پھر پیش ہوا۔ آج بمقابلہ گذشتہ دنوں کے لوگوں کی تعداد زیادہ تھی اس لئے کہ بعض لوگ حیران تھے کہ مقدمہ کے گذشتہ جمعرات کو ختم ہو چکنے کے بعد آج پھر کیوں جملہ لیڈران کی پیشی رکھی گئی ہے۔ لیڈران کی آمد پہ لوگ تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ آج جملہ لیڈران کے پیش ہونے کی وجہ یہ تھی کہ مجسٹریٹ لیڈران کو جو انگریزی نہیں سمجھ سکتے تھے ان کو اردو میں فرد جرم سُنانی چاہتا تھا۔

آغاز کارروائی لیڈران کی آمد کے بعد مجسٹریٹ داخل عدالت ہوا اور فوراً کارروائی شروع کر دی۔

مجسٹریٹ مسٹر محمد علی قبل اس کے کہ میں آپ کے مقدمہ کو لوں مجھے ایک اور کام کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ پرسوں فرد جرم انگریزی میں تو سنا دی گئی ہے مگر چونکہ بعض ملزمین انگریزی نہیں جانتے اس لئے میں آج اردو میں بھی سنا دینا چاہتا ہوں

مولانا محمد علی۔ میں نے اپنا بیان آج کیلئے تیار کر لیا ہے میں اس کو پڑھنے کیلئے آمادہ ہوں۔

اس کے بعد مجسٹریٹ نے مسٹر کرم چند رام لال انسپکٹر سی آئی ڈی کراچی سے فرد جرم کو اردو میں پڑھنے کیلئے کہا جس پر مسٹر کرم چند نے فرد جرم اردو میں پڑھکر سُنائی۔

مجسٹریٹ۔ فرد جرم کی کاپیاں ہر دو زبانوں میں موجود ہیں جس قدر کاپیاں آپکو چاہئیں میں اسیقدر مہیا کرنیکو تیار ہوں

مولانا محمد علی۔ ہمکو ۲ کاپیوں کی ضرورت ہے۔ ۲۔ انگریزی میں۔ ۳۔ اردو میں اور ایک سندھی میں۔

مجسٹریٹ پیر غلام مجدد بھی اردو جانتا ہے۔ اس کے بعد لیڈران کو فرد جرم کی کاپیاں فراہم کر دی گئیں۔

مجسٹریٹ۔ مسٹر محمد علی کیا آپ اب اپنا بیان دیں گے۔ "مولانا محمد علی" ذرا چند منٹ ٹھہرئیے میں آخری دو صفحے درست کر رہا ہوں "مجسٹریٹ" بہت اچھا۔ "مولانا محمد علی" میں اب آخری صفحہ ٹھیک کر رہا ہوں کیونکہ ٹائپسٹ نے کچھ غلطیاں کر دی ہیں۔ "مجسٹریٹ" میں نے جو کچھ مجھ سے ہو سکا کیا۔

مولانا محمد علی۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں "مجسٹریٹ" لو تمہاری اردو تقریر کی ایک کاپی ہے اگر تمکو ضرورت ہو تو لیلو

مولانا محمد علی۔ ہاں ضرورت ہے۔ میں ممنون ہوں مگر مجھکو تو اپنے خطبہ صدارت کی کاپی اردو میں چاہئیے۔

اس کے بعد مولانا محمد علی نے مجسٹریٹ سے کہا میں آپ کی توجہ ڈیلی گزٹ مورخہ ۳۰ ستمبر کے مندرجہ ذیل پیرگراف کی جانب مبذول کرانی چاہتا ہوں۔

"مسٹر پی ہی کینیڈی آئی سی ایس جوڈیشل کمشنر سندھ نے معہ مسٹر ڈی سوزا رجسٹرار جوڈیشل کمشنر سندھ

کل خالق دینا ہال بوقت پونے گیارہ بجے بدیں غرض معائنہ کیا آیا وہ ہال سیشن کے اجلاس کیلئے موزوں ہے یا نہیں۔ وہاں پر وکیل سرکار مسٹر اسسٹنٹ وکیل سرکار نے بھی اس سے ملاقات کی جنہوں نے اس کو ہیکر ہال کا گشت لگایا اور اس سے ان انتظامات کی تشریح کی جو مجوزہ کارروائی کیلئے تجویز ہوئی تھی جوڈیشل کمشنر انتظامات سے مطمئن معلوم ہوتا ہے اور اب ایسا ہی نظر آتا ہے کہ مقدمہ کا اجلاس سیشن اس ہال میں ہوگا مقدمہ کی تاریخ ابھی باقاعدہ مقرر نہیں ہوئی ہے اغلباً ۱۱ یا ۱۷ اکتوبر کی جائیگی اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جوڈیشل کمشنر خود سیشن میں مقدمہ کی سماعت کریگا۔

مولانا محمد علی نے مذکورہ بالا پیراگراف کی بابت کہا کہ اس سے ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس کا پہلے ہی سے فیصلہ کر لیا گیا تھا کہ مقدمہ سیشن سپرد کیا جاوے کیونکہ اس وقت تک مقدمہ ختم نہیں ہوا تھا۔ انصاف کے حق میں یہ سخت توہین ہے اور اس کارروائی کے بعد منصفانہ کارروائی کئے جانیکے لئے ذرہ بھر بھی وقار نہیں رہتا۔

مجسٹریٹ۔ میں اسکا ذمہ وار نہیں ہوں۔ وکیل سرکار اس وقت سرکاری وکیل نے کچھ کہنا شروع کیا۔

مجسٹریٹ۔ محض سوال یہ ہے کہ جوڈیشل کمشنر اس غرض سے آیا تھا کہ قبل سیشن سپردگی وہ یہ دیکھے کہ آیا ہال اجلاس سیشن کیلئے موزوں رہیگا یا نہیں۔

مولانا محمد علی۔ بات صرف یہ ہے کہ انہوں نے ایک بڑھئی نہیں بلوایا ہے کہ وہ میرے لئے پھانسی تیار کردے۔

ڈاکٹر کچلو کے بے ضابطگی پر اعتراضات

ڈاکٹر کچلو۔ مجھکو اخبار ڈیلی گزٹ کے رپورٹر کے رویہ پر اعتراض ہے۔ کیونکہ میں نے جو کچھ اپنے بیان کے متعلق اسمیں دیکھا ہے وہ بالکل جھوٹ ہے۔

مجسٹریٹ۔ یہ ممکن ہے اور شاید وہ جھوٹ کا اشتہار ہی ہو مگر کوئی شخص یہ خیال نہیں کرتا کہ اخبارات کی رپورٹس تمام کی تمام صحیح ہوا کرتی ہیں۔

ڈاکٹر کچلو۔ مگر آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ رپورٹر سے کہہ دیں کہ وہ آئندہ درست رپورٹ لیا کرے ایک اور بات بھی مجھے کہنی ہے وہ یہ ہے کہ عدالتی کارروائی جو ابھی ختم ہوئی ہے وہ بالکل خلاف قانون ہے اور اس کی چار وجوہات ہیں میں فرد جرم کو پڑھتا ہوں۔ اس وقت میں اس پر بحث کرنی نہیں چاہتا ہوں اور نہ اس کی صفائی پیش کرنی مجھکو مطلوب ہے لیکن میں خیال کرتا ہوں ضرور کچھ بے قاعدگیاں ہوئی ہیں۔

(۱) جونہی کہ سرکاری وکیل نے اثبات جرم کی کارروائی کو ختم کیا تو قرارداد جرم جو پہلے سے تیار تھی پڑھ دی گئی

(۲) عدالت نے تمام شہادت اثبات جرم سے قبل ہی اس کا فیصلہ کر لیا کہ مقدمہ کو سشن سپرد کیا جائیگا
(۳) ملزمین سے صفائی کے متعلق کوئی سوال نہیں پوچھا گیا۔
(۴) مقدمہ کی سشن سپردگی کا مقدمہ ختم ہونے سے پہلے ہی انتظامات کر لیا گیا تھا۔ یہ تمام ایکٹ انگ ہے اور اس سے کارروائی مقدمہ بالکل بے اثر ہو گئی ہے۔ میرے خیال میں تمام مقدمہ کی دوبارہ سماعت ہونی چاہئے میں نے یہ بیان اس لئے دیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو جاوے کہ جو کچھ ہوا ہے وہ مقدمہ کی باقاعدہ کارروائی نہیں ہے بلکہ وہ محض ایک تماشہ ہے۔ مجسٹریٹ: آپ سشن میں اعتراض اٹھا سکتے ہیں۔

سرکاری وکیل: جب جوڈیشل کمشنر یہاں آیا تو اس نے ایک سے زیادہ مرتبہ صاف طور پر بیان کر دیا کہ میں یہ دیکھنے کیلئے آیا ہوں کہ آیا سشن سپردگی کی صورت میں یہ ہال مقدمہ کی سماعت کیلئے موزوں ہوگا وہ اسسٹنٹ پبلک پراسیکیوٹر کے ساتھ کسی سمجھوتہ کے مطابق نہیں آیا تھا۔ ہم سشن سپردگی کی کارروائی کے سلسلہ میں یہاں موجود ہیں اور ہمیں اس امر کا کوئی خیال نہیں تھا کہ جوڈیشل کمشنر ہال کا معائنہ کریگا۔ جیلر نے پوچھا تھا کہ سشن سپردگی کی کارروائی کے متعلق کیا انتظام کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس کو مطلع کر دیا گیا جوڈیشل کمشنر اور جیلر دونوں نے مشروط طور پر گفتگو کی تھی اور کہا تھا کہ اگر مقدمہ سشن سپرد کر دیا گیا تو پھر کیا کیا جائے گا۔

مولانا محمد علی: یہ جھوٹ ہے۔ ذرا جوڈیشل کمشنر صاحب کو کٹہرے میں کھڑا کیجئے اور دریافت کیجئے کہ آیا ایسا کرنیکا فیصلہ کر لیا گیا تھا یا نہیں اس سے آپ کو بغیر تعصب کے وکیل سرکار کی طباعی کا بھی پتہ لگ جائیگا۔ اس کے بعد مولانا محمد علی نے عدالت سے کہا کہ انکا اعتراض قلمبند کر لیا جاوے چنانچہ انکی خواہش پر اسکو قلمبند کر لیا گیا

مجسٹریٹ: پرسوں آپ نے کہا تھا کہ وارنٹ میں دفعہ ۵۰۱ ہے اور ۵۰۵ نہیں۔ "مولانا محمد علی" جناب دونوں۔

مجسٹریٹ: میں آپ صاحبان کو آپ کے تمام وارنٹ دیتا ہوں آپ دیکھ لیں کہ آیا دفعہ ۵۰۱ ہے کہ نہیں۔

سوامی شنکر آچاریہ: جو وارنٹ مجھے دیا گیا تھا اس میں دفعہ ۵۰۱ لکھی۔

مجسٹریٹ: میں آپ کو وہی اصلی وارنٹ دکھاتا ہوں جس میں دفعہ ۵۰۵ لکھی ہے۔

مولانا محمد علی: کیا میں اپنا اور اپنے دوست سوامی شنکر آچاریہ کا اصلی وارنٹ دیکھ سکتا ہوں۔

اصلی وارنٹ مولانا کے حوالے کر دئے گئے۔

سوامی شنکر آچاریہ: مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ گرفتاری کے موقع پر جو وارنٹ مجھکو دیا گیا تھا اس میں دفعہ ۵۰۱

تھی یہ دفعہ ۵۰۵ بعد کی کارروائی ہے۔
مجسٹریٹ۔ اسکی کوئی زیادہ اہمیت نہیں ہے۔ میں نے اسلئے دکھا دیئے ہیں کیونکہ آپ نے اعتراض اٹھایا تھا
مولانا محمد علی۔ اس پر بہت کچھ منحصر ہے اگر وارنٹوں میں بعد میں کارروائی کی گئی ہے۔
مجسٹریٹ۔ ہاں ایک اور بات ہے کہ میں نے کسی ملزم سے دریافت نہیں کیا کہ آیا وہ کوئی صفائی کے گواہ پیش کرینگے
مولانا محمد علی۔ نہیں ہم میں سے کوئی صفائی کے گواہ نہیں پیش کرنا چاہتا۔
سرکاری وکیل۔ ہر ایک ملزم سے فرداً فرداً پوچھنا چاہیئے۔ "مجسٹریٹ" میں نے سب سے پوچھ لیا ہے۔

مولانا محمد علی کا جداگانہ مقدمہ بغاوت

اسکے بعد عدالت نے مولانا محمد علی کے خلاف زیر دفعات ۱۲۴/۱۵۳ الف تعزیرات ہند کے مقدمہ کی سماعت شروع کی
مجسٹریٹ۔ کیا آپ نے میدان عیدگاہ میں جو تقریر کی تھی اس کی رپورٹ صحیح لی گئی ہے۔
مولانا محمد علی۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس قسم کا ایک عام سوال جس سے میرے خلاف شہادت پیدا کرنی مقصود ہے کہاں تک جائز ہے۔
تقریر کی رپورٹ ان فروگذاشتوں کے سوا جو مجھے یاد نہیں بالجملہ درست ہے۔ میں نے ایک صحتنامہ بنایا ہے وہ۔ مگر وہ زیادہ اہم نہیں ہے۔
مجسٹریٹ۔ کیا آپ اپنا بیان ختم کر چکے۔ "مولانا محمد علی" نہیں "مجسٹریٹ" کیا آپ کو کچھ اور کہنا ہے۔
مولانا محمد علی۔ بہت کچھ یہ تو آپ کے سوال کا جواب تھا۔

مولانا محمد علی کا بیان

مولانا محمد علی نے اس کے بعد مندرجہ ذیل معرکتہ الآراز بانی بیان دیا:۔

مجکو حیرت ہے کہ اس گورنمنٹ نے بھی میرے اوپر دفعہ ۱۲۴ کے جرم پر مقدمہ چلایا ہے۔ کیونکہ ایک قابل یادگار موقعہ پر یہ اس کی مخالفت میں ایک اعلان شایع کر چکی ہے اگرچہ یہ اس کو ایک معاملہ داری کا اعلان تصور کرتی تھی جس کی شدت کے ساتھ مخالفت کی جا چکی ہے یعنی اس بات کا اعلان کیا گیا تھا کہ ہم لوگوں پر اسوقت تک مقدمہ نہ چلایا جائیگا جب تک ہم تشدد کیلئے اشتعال نہ دینگے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جبکہ کسی گواہ نے یہ بیان نہیں کیا کہ ہم لوگوں نے کبھی تشدد پر اشتعال دیا ہو اور میرے ناقابل افضال محب سید بخت حسین نے تو یہ بھی اقرار کر لیا کہ عیدگاہ جلسہ میں تشدد پر تو کوئی اشتعال نہیں دیا گیا اور انہوں نے محض اس بات کیلئے قسم کھائی

ہے کہ مجمع میں بہت زیادہ جوش و خروش تھا۔ جو میری قابلیت کیلئے نہایت اولی بات تھی لیکن تاہم میں دیکھتا ہوں کہ بمبئی کی گورنمنٹ نے اشتعال تشدد کے متعلق بھی دو ایک حروف داخل کر دیئے ہیں اور شاید اس سے والیسرائے کی حفاظت منظور ہے۔ اب جو گفتگو میرے عزیز مسٹر مہاتما گاندھی اور وائیسرائے میں ہوئی تھی اور جس کا اعادہ پبلک پلیٹ فارم اور اخباروں میں بخوبی ہو چکا ہے۔ یہ صاف صاف ظاہر کر دیا گیا تھا کہ مسلمانوں کے ساتھ دغابازی کرنے اور پنجاب پر مظالم کے انبار گرانے کے بعد ہم تارکان موالات کی تمام زندگی کا مقصد یہ ہے کہ (بشرطیکہ آج بھی اس کیلئے کوشش ضروری ہو) موجودہ نظام سلطنت کے خلاف ہم ایسی پُرامن نفرت پیدا کر دیں جو اس نظام کو تبدیل کرنے یا قطعاً ختم کر دینے کیلئے کافی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اپنی عیدگاہ کی تقریر کے دوران میں کہا تھا۔ "تم لوگوں کے دلوں میں موجودہ نظام سلطنت کے خلاف بے اطمینانی اور نفرت کے جذبات رہنے چاہئیں" کیا یہاں پر کوئی وکیل ہے۔ اے میرے بھائیو! کیا تم لوگوں میں سے کوئی شخص دفعہ ۱۲۴ کے الفاظ یاد رکھتا ہے۔ اگر اسکے علاوہ دفعہ ۱۲۴ میں کوئی اور الفاظ ہوں تو اس سے مجھکو مطلع کر دو۔ جو کچھ میں نے کہا ہے اور اگر کچھ الفاظ ایسے ہیں جن کو میں نے کہا تھا اور وہ دفعہ ۱۲۴ میں موجود ہیں تو وہ تمام اس موجودہ نظام سلطنت کے خلاف تم لوگوں کے خلاف میں موجود ہوں گے۔ مجھکو انگریزوں سے کوئی نفرت نہیں ہے میں انگریزوں سے یہاں تک محبت کرتا ہوں کہ وہ مجھکو اپنے ملک میں نہایت اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ تم اپنے ملک میں اچھے ہو میں اپنے ملک میں اچھا ہوں لیکن بھائیو! الگ الگ رہنے میں لڑائی جھگڑے کا خطرہ ہے اسی تقریر کے دوران میں میں نے بہت وضاحت سے عدم تشدد پر تقریر کی تھی۔

مجسٹریٹ۔ آپ اپنی تقریر کے متعلق دلایل پیش کر رہے ہیں۔

مولانا محمد علی۔ میں اشتعال تشدد کے الزام پر تقریر کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں تاکہ اس کی سند موجود رہے کہ میں نے عدم اشدد کے متعلق کیا کہا تھا۔ میں نے یہ دلیل پیش کی تھی۔

ہم لوگوں نے ہندوستان کے سوراج کو اس طرح کھو دیا کہ ہمارے مقابلہ کیلئے کوئی بڑی فوج نہیں آئی تھی۔ بالکل اسی طرح اور بلا اس قدر رقوت کئے جو انگریزوں نے ہمارے لئے کی تھی ہم کو سوراج مل جائیگا۔ میں نے ان لوگوں کو یہ بتلایا تھا کہ بدیشی کپڑے اور ولایتی سوت ہی کے ذریعہ سے ہندوستان کی قوم کو غلام بنایا گیا تھا اور ہندوستان کو آزادی حاصل کرنے کیلئے محض اسی قدر کافی ہے کہ ہندوستان اپنے چرخہ اور کرگہ کو استعمال کرنا شروع کر دے میں نے چرخہ کی مشابہت برطانوی مشین گن سے دی تھی لیکن اب اس فرق کو بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ

چرخہ کی بابت بعض چند سو گز تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ گرانی کے اس مقام سے اس لنکاشائر کو سات ہزار میل کے فاصلہ پر بنا دیا سکتا ہے میں نے اس پر زور دیا تھا کہ ہماری غلامی اور پستی جو بالکل عام ہو گئی ہے اس آسانی کیساتھ رفع ہو سکیگی۔ اگر ہم نے پنجابی سکھ مسلمان اور راجپوت سپاہیوں پر بھروسہ کیا (جس سپاہی کے ساتھ جو خطرہ سے رفع ہو سکتی ہے) اگر ہم نے سوراج کو افغانستان کے حملہ کے ذریعہ سے حاصل کرنا چاہا تو ہماری آزادی اسی بیہودہ شکل سے رفع ہو گی۔

میں نے کہا تھا (جن الفاظ کو میں نے کہا تھا ان کو آپ صاحبان بہتر سمجھ سکتے ہیں) کہ سوراج سروں کا راج ہے سوراج سروں کا راج یعنی سب کا راج چند آدمیوں کی بڑی بڑی قربانیوں سے ایسی اچھی طرح حاصل نہیں ہو سکتا جس طرح تمام لوگوں کی تھوڑی تھوڑی قربانیوں سے حاصل ہو جائیگا اور میں نے اپنی تقریر کو اس آخری دلیل پر ختم کیا تھا اور ۳۲ کروڑ آدمیوں کیلئے یہ سخت بزدلی کی بات ہے کہ اگر وہ ایک لاکھ انسانوں کی سلطنت کو توڑنا سے در یہ ہم کو نیکی کوشش کریں" یہ میری تقریر تھی اور اس پر یہ چھوٹا کمیونک شائع کیا گیا ہے کہ میں نے لوگوں کو تشدد کیلئے اشتعال دیا اسکا ثبوت کہاں ہے؟ البتہ عدم تشدد کے اصول کی تعلیم کا ہر جگہ ثبوت موجود ہے۔

میں اس معاملہ کو بیان کرنے پر مجبور ہوں کیونکہ ہم نے خدا اور بنی نوع انسان دونوں سے عدم تشدد کا عہد کیا ہے میری رائے میں اس وقت تک تشدد کا خواب بھی نہ دیکھنا چاہئے جب تک غیر تشدد آمیز ترک موالات کا پوری آزادی کے ساتھ تجربہ نہ کیا جائے اور گورنمنٹ کو یقین دلانے کیلئے نہیں ہے بلکہ خدا کو یقین دلانے کیلئے اور اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کیلئے یعنی وہ خدا جس کو ہم اپنا بادشاہ تصور کرتے ہیں اور اسی حیثیت سے اس کی خدمت فرض خیال کرتے ہیں اور چونکہ یہ تجربہ ابھی اختتام کو نہیں پہنچا ہے میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں (اگرچہ اس میں شک نہیں کہ خدا آپ کے گواہوں کی جگہ کھڑا نہیں ہو سکتا) کہ کھڑے اور بیٹھے سوتے اور جاگتے میں ہمیشہ عدم تشدد پر قائم رہا ہوں اور میں نے لکھوکھا آدمیوں کو تشدد کے راستہ پر گامزن ہونے سے بچایا ہے۔

جہاں تک دوسرے الزامات کا تعلق ہے جو غالباً وہی ہوں گے جن کا میرے وارنٹ کے اندر بیان کیا گیا تھا مجھکو کچھ کہنا نہیں ہے۔ دفعہ ۱۲۴ الف کے خلاف باغیانہ نفرت پھیلانے کا جرم ملزم پر عائد کیا جاتا ہے قبل اس کے کہ باغیانہ نفرت پھیلانے کا جرم ثابت کیا جائے اس بات کا ثابت کرنا ضروری ہے کہ وہ شخص جس کے خلاف نفرت پھیلانے کا جرم ملزم پر عائد کیا جاتا ہے ایسی عزت و حرمت رکھتا ہے جس کے ضائع ہونے کا اندیشہ تھا۔ برخلاف اس کے وزیر ہند سابق کے خود بیان کردہ اشارات کی بنا پر (مسٹر مونٹیگو) ہند کی شخصیت کو ظاہر کرتا اور ان کے پیشرو نا

وزیر ہند مسٹر ای۔ ایچ۔ رابرٹس کی ذات تک خود کو محدود کرنا نہیں چاہتا۔ یہ بات صاف ظاہر کی جا چکی ہے کہ اس سلطنت کے سفیر اور مسٹر لائیڈ جارج وزیر اعظم نے اسی وقت ان مواعید کی جو انہوں نے انگلستان اور اتحادی ممالک کے نام سے کئے تھے۔ جبکہ انہوں نے یونانیوں کو ترکوں کے وطن میں داخل کیا تھا۔

اس سے پیشتر ایک اس سے بھی زیادہ سنجیدہ وعدہ کی خلاف ورزی اس وقت کی گئی تھی جب کہ اسلام کے مقدس مقامات پر حملے کئے گئے تھے اور ان کی بے حرمتی کی گئی تھی۔ گورنمنٹ ہند .... تمام دنیا پر اسی طرح گولے گرائی ہے جس طرح برطانیہ کے جہازوں نے جدہ پر گولہ گرایا تھا اور یہ وہ مقام ہے جس کو خاص طور سے حملے و بے حرمتی سے ہمیشہ محفوظ رہنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مسجد پر بغداد کے مسلمان سپاہیوں کا قبضہ ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ مقدس مقامات کی بے حرمتی نہیں کی گئی اگرچہ شیعہ مجتہدین نے اس کو تسلیم نہیں کیا اور اس کی تردید کی ہے۔ میں پنجاب کے شہدا کے متعلق کیا کہوں جیسا کہ میں نے عیدگاہ میں بیان کیا تھا کہ جب کہ میری معروضہ متعلق ذاتہ شہادت متابعت پر اس جلسے کا اظہار کیا تھا کہ میری بیوی کا دوسرا مقدمہ ہے کہ میں عنقریب کونسل کا ممبر بن جاؤں گا اس کے جواب میں میں نے عیدگاہ میں یہی بات کہی تھی جو آج میں اس مقام پر کہنے جا رہا ہوں یعنی جو شخص کونسل کے اندر داخل ہوتا ہے اس کو پہلے گویا اپنے پیٹ کے بل عزت سر کی اس گلی میں چلنا پڑتا ہے اور کونسل کے دروازہ پر گویا تالہ کی دو عورتیں اس ممبر کے اعزاز کی محافظ دستہ کا کام دیتی ہیں جن کی اس وقت کی سے بے عزتی کی گئی تھی کہ ایک وفادار پولیس کے ملازم سے ان کا پردہ اٹھوا دیا جائیگا۔ گورنمنٹ کی جو کچھ بھی عزت باقی تھی وہ گورنمنٹ نے اسلام کے مقدس مقامات اور پنجاب میں ضائع کر دی۔ اس طرح نفرت و بے اطمینانی پھیلانے کا جرم کابینہ برطانیہ اور ان کی بے اصول تحت سلطنت ہند کے خلاف جن کا اصلی کام یہ ہے کہ جس طرح ممکن ہو دھوکہ و دغا بازی سے مسلمانوں کو خاموش رکھا جائے کبھی بھی عائد ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اب جبکہ انصاف کی کوئی امید نہیں ہے اور اگر میں اس حکومت سے انصاف کی امید کروں جس نے مصر اور اس کے بعد ترکوں اور پنجاب کے ساتھ انصاف نہیں کیا تو میں گنہگار اور فاسق قرار دیا جاؤں گا اگر میرے دماغ میں انصاف کی امید کی ذرا بھی جگہ باقی رہ گئی تھی تو وہ اسی وقت غائب ہو گئی جبکہ ڈنگا پیٹم کے ضلع مجسٹریٹ نے جو قانون کا خاص نمونہ ہے یقین کرنے کا حیلہ کیا کہ میں الیپے کے تعلقہ میں امن و امان میں خلل ڈالوں گا حالانکہ میرے ان مقامات کے امن و امان میں خلل ہونے کا احتمال تھا جہاں میں مقیم رہا تھا اور اسلئے میری گرفتاری امن امان کی خلل اندازی کو روکنے کے لئے ضروری قرار دی گئی۔ لیکن اصلی وجہ یہ تھی کہ ان کے بھائی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کراچی کو وارنٹ

روانہ کرنے میں بہت دیر لگ گئی اور وارنٹ ۲۸ تک نہ پہنچ سکا اور میں لاہار میں اپنے مجنون گنہگار بھائیوں کو امن و سکون کی تعلیم دینے جا رہا تھا جب دفعہ ۱۰۷ اور ۱۰۸ کی ماتحتی میں میرے اوپر یہ کارروائیاں ہوئیں تو میں نے اس سے ہنس کر کہا کہ "سچی بات قبول کر کے شیطان کو شرمندہ کردو اور اقرار کرلو کہ تمہارا ارادہ میرے اوپر کسی مزید کارروائی کے کرنے کا نہیں ہے۔ بلکہ تم کراچی کے وارنٹ کا انتظار کر رہے ہو" بس اسی قدر مجھکو کہنا تھا اور اگر گورنمنٹ یہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ کن شرائط کی بنا پر ہندوستان سے تعلق قائم رہ سکتا ہے تو میں محض ایک جواب دے سکتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کو اپنے خیالات و جذبات کو بدلنے کی ضرورت ہے اور اس کا ثبوت محض اسی سے فراہم ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی مطالبات کو پورا کرکے پنجاب کے معاملہ میں انصاف کیا جاوے اور ہندوستان میں ایک ایسی حکومت قائم کی جائے جو محض خدائی قوانین اور عامۃ الناس کی رائے کی پابند ہو۔ گورنمنٹ کا اس سے کچھ نقصان نہیں ہو سکتا لیکن اگر گورنمنٹ اپنی ضد پر قائم رہی تو میں امید کرتا ہوں کہ اس کا حشر بھی وہی ہوگا کہ جو اس سے بڑی بڑی سلطنتوں کا زمانہ قدیم میں ہو چکا ہے مثلاً بابل و مصر کی سلطنتیں جن کو ایک معمولی مچھر یا ناقابل لحاظ مدوجزر نے اس وقت تباہ کر دیا جب کہ ان سلطنتوں نے خدا کی برابری کا دعویٰ شروع کر دیا

سرکاری وکیل۔ اس مقدمہ میں اور دوسرے مقدموں میں مسٹر محمد علی نے اپنے معاہدہ کا تذکرہ کیا ہے لیکن ہم نے بھی کو جو گورنمنٹ کمیونک شائع کیا گیا تھا اس میں اس امر کا صاف اظہار موجود ہے کہ گورنمنٹ ان پر اسی وقت تک مقدمہ نہ چلائیگی جب تک یہ تشدد پر اشتعال نہ دیں گے۔

مسٹر محمد علی۔ کیا مجھکو باہر جانے اور اپنے زخم پر دوا لگانے کی اجازت ہے۔

مجسٹریٹ نے ان کو اجازت دیدی اور ایک ڈاکٹر بھی ان کی امداد کے لئے روانہ کر دیا۔

مولانا محمد علی چند منٹوں کے بعد ہال کے اندر داخل ہوئے اور تمام مجمع مولانا کی تعظیم کیلئے کھڑا ہو گیا۔

فرد جرم اور سشن سپردگی مجسٹریٹ۔ تم نے ۱۰ جولائی کو عیدگاہ کے میدان میں ایک تقریر کی تھی جس میں تم نے اس گورنمنٹ کے خلاف جو از روئے قانون برٹش انڈیا میں قائم ہے نفرت پھیلائی۔ اور لہذا تم نے دفعہ ۱۲۴ الف کے جرم کا ارتکاب کیا۔ میں مقدمہ کو سشن سپرد کرتا ہوں۔

مسٹر محمد علی۔ اس تقریر کے علاوہ دوسری تقریروں کے لئے کیا ہوگا۔

مجسٹریٹ۔ سر دست ہمارا تعلق عیدگاہ کی تقریر سے ہے۔

انفضام اجلاس اس کے بعد لیڈران عدالت سے چلے گئے۔

بنائے مقدمہ کراچی کی تقاریر لیڈران

رئیس الاحرار مولانا محمد علی صاحب کی میدان عیدگاہ والی تقریر

واقعہ ۱۱ جولائی ۱۹۲۱ء کو بوقت ۱/۲-۷ بجے شام ایک عام جلسہ میدان عیدگاہ کراچی میں ہوا مسٹر محمد علی نے حسب ذیل تقریر کی۔

"جناب ہرکھ صاحب شنکر آچاریہ جی اور ہندو مسلمان اور سکھ بھائیو!

آج کل اور پرسوں تینوں دن برابر تقریریں کرتے کرتے میری آواز بیٹھ گئی ہے لیکن پھر بھی چند منٹ کیلئے آپ صاحبوں کے سامنے آ کر جو کچھ مجھے کہنا ہے وہ عرض کرتا ہوں۔ آپ بھائیوں کو یہ تو معلوم ہے کہ جب سے ہم پر یہ حکومت برٹش کی ہوئی ہے تب ہی سے کچھ نہ کچھ اس کی خامیاں ان کے نقصانات ہم کو معلوم ہوتے رہتے ہیں لیکن ان نقصانوں کا علاج ان تکلیفوں کا علاج ہم نے یہ سوچا تھا جو کہ ہم پہلے کرتے آئے تھے کہ گورنمنٹ کے سامنے اپنا دکھڑا روئیں اور گورنمنٹ سے کہیں کہ ہمارے دکھ کے بدلے ہم کو سکھ دو۔ جب یہ (انگریز) ہندوستان میں آئے اور ان کی حکومت تجارت کرتے کرتے پیسہ کماتے کماتے بیوپاری سے ہوتے ہوتے یہ اچھوت بن گئے راج ان کے ہاتھ آ گیا تو اس وقت انہوں نے ہندوستان کے ہندو باشندوں کو دیکھ کر کہ وہ (سنکھیا میں) تعداد میں زیادہ ہیں تو ان سے کہا کہ ہم تو تمہیں مسلمانوں کے پھندے سے چھڑانے آئے ہیں۔ میرے بھائی۔ میں ہندوؤں کی شکایت نہیں کرتا جو ہندوؤں نے غلطی کی وہی غلطی ہم مسلمان کر چکے ہیں اور سب سے آخر میں ہمارے بھائی سکھ بھی کر رہے ہیں دھوکہ کھا گئے ہندو کہ سچ مچ ہم کو بچانے آئے ہیں۔ یہ پرانے پرانے مردے اکھیڑے گئے آج تو ولیم سرائے کہتے ہیں کہ یہ دو برس کے پرانے مردے کیوں اکھیڑتے ہو۔ ارے محمود غزنوی کے زمانہ کے پرانے مردے اورنگزیب کے زمانے کے مردے۔ ٹیپو سلطان کے زمانے کے مردے اکھیڑ اکھیڑ کر دو دو ورق کی تاریخوں میں ایک ایک ڈیڑھ ڈیڑھ ورق مسلمانوں کی برائیوں سے لیس لیس کے ہمارے ہندو بھائیوں کو پڑھایا اور ان کے دل میں وہ دویش پیدا کیا کینہ پیدا کیا کہ جس سے ہم میں سے ایک دوسرے کی دشمنی پیدا ہو گئی۔ خیر خدا کا شکر ہے کہ اس کا تو لارڈ چیمسفورڈ اور مسٹر مانٹیگو دونو اقرار کر چکے ہیں کہ اگر مجھ پر مقدمہ ۱۲۴ الف کا لگایا جائے تو میں اس خلیفہ کے ماہی گیر مچھی والوں کی طرح کہوں گا کہ حضور جو کچھ اس مچھی کی قیمت مجھے آپ دیں اس میں سے آدھی کا شریک آپ کا دربان ہے اور اس مچھی کی قیمت سو درے ہیں سو پیسہ نہیں مانگتا۔ مکان نہیں مانگتا۔ محل

نہیں مانگتا اس مچھی کی قیمت سو روپے ہے لیکن اس میں آدھے کا شریک پچاس روپے میں کھالوں تو پچاس
آپ کا دربان کھالے کیونکہ ہمارا اس کا وعدہ ہو گیا ہے کہ اس مچھی کی آدھی قیمت میں وہ شریک ہے۔ تو اگر میں
گالی دینے کا شریک ہوں تو آپ میں لارڈ چیمسفورڈ اور مسٹر مانٹیگو بھی میرے شریک ہیں۔ سارا ہی نقصان میرے (نیند
تنہائی) ہمیں ہوگا۔ تینوں کی خوب گذرے گی (ہنسی) اس کے بعد جب ہندوؤں نے انگریزی تعلیم حاصل کر لی اور تعلیم
پا چکنے کے بعد انہوں نے کہا کہ اب ہم کو حق دو ہم سے جو وعدے کئے تھے وہ پورے کرو تو ہماری سرکار جس کے پاس
دوڑی ہوئی گئی۔ بھاگی ہوئی ان ہی مسلمانوں کے پاس گئی جو ہندوؤں کی گئو کی ہتیا کرتے تھے جو ہندوؤں کے بتوں
کو توڑتے تھے جو ہندوؤں کے مندروں کی مسجدیں بناتے تھے شنکر اچاریہ جی سے پوچھئے کتنے مندر ایسے ہیں
جن کی مسجدیں بنائی گئیں مسلمانوں کو حرام ہے مندر کے نا سے میں کچھ دینا۔ لیکن کاشی میں مندروں کیلئے جاگیریں
ہیں مغل بادشاہوں اور اورنگ زیب کے ہاتھ کی دی ہوئی لیکن تمہارے اتہاس (تاریخ) میں اس کا ایک شمہ بھر نہیں
آئیگا۔ تم کو تو یہ بتایا جائیگا کہ مندر توڑ کر مسجد بناتے تھے لیکن اگر ایک جا بھی ہو تو ان کی حالت میں اس جا نماز
پڑھنا حرام ہے کہ جو دوسرے کی چھین لی گئی ہو تو جب آپ لوگوں نے اپنے حقوق مانگنے شروع کئے تو یہ ہماری سچی پیاری
گورنمنٹ انہیں مسلمانوں کے پاس گئی اور کہا کہ مسلمانو دیکھو کیا ہو رہا ہے یہ ہندو تو رائیٹ (حقوق) مانگتے ہیں
اگر ہم نے ہندوؤں کو حقوق دئے تو وہ چار ہیں تم ایک ہو۔ تمہاری کون سنیگا ہمارے مسلمان کہ جو دیکھ رہے تھے
کہ ان کی سلطنت کی کایا پلٹ کر دی اور دیکھ رہے تھے کہ ان کی دولت چھین لی گئی اور دیکھ رہے تھے کہ ہندوؤں کو ان
کے خلاف ابھارا جا رہا ہے سو وہ مسلمان اس دھوکہ میں آ گئے جس میں ہندو آ گئے تھے بھائی یہ مچھی کا چارہ ہندو
مسلمان بھی دونوں کیلئے ہوا کلتے تو کسی نے نہیں دیکھا۔ دونوں جھپٹ کر گئے جب دیکھا چپڑی گورنمنٹ نے پکڑنے
کیلئے چھوڑا تھا۔ تب دونوں مچھیوں کو معلوم ہوا کہ یہ کیا ہوا جس کو زہر چارہ سمجھا مچھلیاں نگل گئی تھیں اب معلوم ہوا کہ مچھلیاں
کے کھانے کیلئے نہیں بلکہ مچھیوں کو کھلانے کے لئے یہ سامان کیا گیا تھا۔ ایک زمانہ ایسا بھی تھا کہ ابھی تک
ان کو اس کا خیال نہیں وہ بچارے مسلمانوں سے بھی بدتر رہے تھے۔ ان کو گورنمنٹ کو پنجاب میں فوج کیلئے مضبوط
مضبوط سکھ گردنوں کی اولاد السبھی کے بڑے بڑے بہادر سورما سپاہی چاہئیں تھے ان کو کہا گیا کہ ہم
تمہارے دوست ہیں۔ ہندو مسلمان تو تمہارے دشمن ہیں اسے گرنا ملک جن ہندو مسلمانوں کو ایک کرنے کیلئے آئے
تھے انہیں کی توجہ کو بیکار دونوں کی دشمنی ان سے کرائی گئی۔ لڑائی کے اندر جب لڑائی آئی ہم سے خود انگریز جرنیل
نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ ہم بھرتی کیسے کرتے ہیں (انگریزی فقرہ) سب سے اچھا رنگروٹ کا جمعدار سرکاری فوج

کیلئے "ملک" کا محتاط ہے" لیکن اس پر بھی جب لوگوں کو غیرت ہونے لگی اور وہ دس دس بارہ بارہ پیسے کیلئے جان
دینے اور جان لینے کیلئے قصابوں سے بڑھ کر نظر آنے لگے تب یہ چال چل گئے کہ پنجاب کے ایک گاؤں میں گئے دیکھا
کہ وہاں مسلمان آباد ہیں۔ تو کہا کہ مسلمانوں اگر ہم ہار گئے تو ہندوؤں کا راج ہو جائیگا سکھوں کا راج ہو جائیگا۔ تم
کو سوم سے پھر سکھا شاہی (رنجیت سنگھ کے زمانہ میں گھوڑے بندھے تھے مسجدوں میں) آؤ۔ ہماری جیت کراؤ۔
مسلمان دوڑے دوڑے گئے اور اپنے مقدس مقامات کو کافروں کے حوالے کیا اور اپنے بھائیوں کے گلے پر
چھری پھیری۔ سکھوں کے گاؤں میں گئے تو کہا سرکار کی مدد کرو اگر سرکار ہار گئی تو وہی فرخ سیر کا زمانہ پھر ہے۔
تمہارے گردوں کو سزائیں دی جائینگی۔ تم کو ہر جگہ سے مار کر نکالا جائیگا۔ تم پر ظلم توڑا جائیگا۔ یہ کچھ پرانی باتیں نہیں
ہیں نہ چالیں ہیں کہ جو آج کل چلی جا رہی ہیں آج مہاتما گاندھی کو اور ہم دونوں بھائیوں کو جدا کرنے کی پوری پوری
کوشش کی جا رہی ہے۔ ہر طریقہ سے کبھی ہم کو اٹھایا جاتا ہے کبھی ہم کو دھمکی دی جاتی ہے کبھی ان کو دھمکی دی
جاتی ہے اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ ان کا چین ہندو مسلمان و سکھوں کی لڑائی میں ہے اور ہمارے میل میں
ان کی موت ہے بھائی مرتا کیا نہ کرتا۔ ان کے پاس تو وہی ایک ہتھیار ہے اسی کو استعمال کرتے ہیں۔ ہماری
سرکار کے دو ہتھیار ہیں۔ ایک کا نام (انگریزی) اشتدادی قوت ہے وہ (انگریزی) اشتداد جس سے کہ گھبراتے
ہیں جب ہمارا خیال ہوتا ہے (انگریزی) اشتداد کرنے کا تو سرکار کو (انگریزی) اشتداد بہت بری معلوم ہوتی
ہے نان وائیولنس (عدم اشتداد) چاہے سرکار کو لیکن خود سرکار کا ہتھیار کیا ہے (انگریزی) اشتداد کرنے
اسی کرانچی کو دیکھئے کہ وائیولنس (اشتداد) پر کتنا پیسہ خرچ ہوتا ہے اور نان وائیولنس میں کتنا پیسہ خرچ ہوتا ہے۔
تمہارے سکولوں میں کتنا پیسہ خرچ ہوتا ہے اور بنگلوں اور بارگوں میں کتنا خرچ ہوتا ہے۔ ایک (ہتھیار) فورس
اور دوسرا (ہتھیار) فراڈ یعنی بے ایمانی فریب دھوکا۔ ان کو فورس بھی فراڈ سے ملتا ہے۔ ہندو کے خلاف سکھ
سکھ کے خلاف مسلمان مسلمان کے خلاف ہندو۔ آریہ کے خلاف سناتنی۔ سناتنی کے خلاف برہمو۔ کرتے
کرتے ایک دوسرے کا ستیاناس کرنے کی فکر میں ہیں تو اتنے تمام عرصہ میں جبکہ ہمارے اوپر دھوکہ ہوتا رہا مسلمانوں
نے دھوکا کھایا ہندوؤں نے دھوکا کھایا تو سنئے یہ کیا کہ جب کبھی دکھی ہوتا تھا تو سرکار کو بچا کر ایک عرضی دیتا تھا
کہ سرکار ہمارے دکھ کو سکھ سے بدل دے۔ اسی میں کانگریس قائم ہوئی۔ کانگریس کو ۳۵ برس سے زیادہ ہو گیا
قائم ہوئے ہوئے آپنے دیکھا کہ شروع زمانہ میں کانگریس کیا کرتی تھی۔ ایک پنڈال بنایا۔ اتنے آدمی بھی اس میں
نہیں ہوتے تھے (مجمع کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ) جتنے آدمی اس جلسہ میں آئے ہیں اتنے آدمی بھی اس کانگریس

میں نہیں ہوتے تھے) اس کو کہتے تھے انڈین نیشنل کانگریس۔ مسلمان تو کوسوں دور بھاگتے تھے۔ سکھ بھی ہمیں نظر نہیں آتے تھے۔ کوئی داڑھی والا نظر آگیا تو اس کی بڑی آؤ بھگت ہوتی تھی کہ مسلمان بھی آگئے لیکن بھائی چاہے مسلمان آئے یا نہ آئے۔ ہمیں ہوتا کیا تھا کہ چند تقریریں کر دیں اور اخباروں میں لکھا کہ ہیڈ (انگریزی) ہے یہ بلدان کرنیکا ہفتہ ہے بلدان کیا ہوتا تھا کہ تھوڑے لوگ کر ہیہ اپنا دیکر آتے تھے۔ ہمیں روپے پندرہ روپے کانگریس کی جو فیس ہوتی تھی وہ دیتے تھے۔ تین چار دن خوب تقریریں کرتے تھے۔ راتوں کو لکھ لکھ کر خوب اسپیچیز کرتے تھے۔ سر سُریندر ناتھ بنرجی فیروز شاہ مہتا۔ بدرالدین طیب جی آتے تھے وہ دھواں دھار تقریریں کرتے تھے۔ لڑکے کہتے تھے کہ فیروز شاہ مہتا کا ڈکشن اچھا ہے اور سر سُریندر ناتھ بنرجی کی ڈلیوری (طرز ادا) اچھی ہے۔ ہماری یہ اسپیچ بازی زبان کا کھیل ہوتا تھا اور اس کے بعد لمبے چوڑے رزولیوشن سرکار کی خدمت میں اپیل ہوتی تھی پھر کہیں کہیں آجاتا تھا پروٹسٹ (احتجاج) پھر (انگریزی) غصہ والا احتجاج لیکن سرکار جانتی تھی کہ یہ لمبی بندوق کی بیرل تو ہے لیکن بھائی بیرل کی لمبائی کے اوپر بندوق چوٹ نہیں دیتی۔ چوٹ تو اس چارج کے اوپر ہوتی ہے جو اس کے پیچھے ہوتا ہے۔ وہ ذرا سی ٹوپی ہوتی ہے بندوق کی۔ اس کے آگے تھوڑی سی پاؤڈر ہوتی ہے اس کے آگے ایک گولی ہوتی ہے یہ وہ چارج ہوتا ہے جو گولی کو بھگاتا ہے۔ اسی کے اوپر تمام دار و مدار ہے پستول بھی وہی کام کر سکتا ہے جو لمبی سے لمبی بندوق کر سکتی ہے تو سرکار کو یہ معلوم تھا کہ یہ خالی کارتوس اڑانا ہے لہٰذا سرکار کچھ پرواہ نہیں کرتی تھی۔ اسی عرصہ میں یہ لڑائی آئی۔ سرکار بڑی بہادر سورما سرکار جو آج کہتی ہے کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم تم کالے لوگوں سے ڈریں گے۔ ہم آج یورپ میں اتنی بڑی جنگ جیت کر آئے ہیں سرکار سے کوئی اس وقت پوچھتا کہ جنگ کیسے جیت رہے ہو۔ جبکہ اکتوبر کا مہینہ آیا تھا اور اکتوبر کے اوپر لڑائی ہو ہی تھی کیلے جانیکا خطرہ تھا اور جب کیلے گیا۔ تو بھائی دور دور کی خبر نہیں مجھے خود سرکار کے بڑے بہادر سپاہیوں نے۔ سرکار کے بڑے وفادار سپاہیوں نے مجھ سے کہا ہے (جلسہ کی خاکی پگڑی والے لوگوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ کہیں کہیں مجھکو خاکی پگڑی نظر آتی ہے آج بھی شاید یہ لوگ گواہی دیدیں۔ سرکار کے سپاہیوں اور گورکھوں تک نے مجھ سے کہا ہے کہ جب ہم گئے (لڑائی میں) تو ہم نے پوچھا کہ ہمارا کام کیا ہے کہ تم ایک ٹرینچ کھود دو جہاں ہم لڑ رہے ہیں وہاں ٹک نہیں سکتے ہم کل ان ٹرینچز میں آئینگے بیچارے لڑنے کو گئے تھے۔ تلوار وغیرہ نہیں ٹرینچ کھودنے لگے۔ پھاوڑا لیکر۔ لیبر کور بھی یہ کام کر سکتی تھی ٹرینچ کھودی۔ سرکار ہمیں آکر سو گئے دوسری شام کو پوچھا کہ حکم کیا ہے کہا گیا کہ ایک ٹرینچ اور کھود دو ہم اس سے بھی پیچھے ہٹینگے اگلے دن بھی یہی حکم ہوا کہ ایک ٹرینچ

اور لکھودو جب ٹرینچ کھودتے کھودتے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے تو ہندوستانی سپاہیوں نے کہا کہ آپ ہماری ٹرینچ میں آ جاؤ اور ہم کو اس ٹرینچ میں جانے دو ہندوستانی فوج آگے کی ٹرینچ میں گئی اور سرکار بہادر نے پیچھے آرام کیا۔ ہندوستانی لڑے اور ہندوستانی جیتے۔ سر آج بڑی بہادری کا اعلان ہوتا ہے کہ ہماری فوج یوں ہے اور ہماری فوج یوں ہے جرمن سے جیتے۔ ہندوستانی فوج نہ گئی ہوتی۔ تو آج بیٹھے ہوئے پکیاں پیتے۔ بھائی جھوٹی بات کہتا ہوں تو اسی وقت کہہ دینا (خاکی پگڑی والے حاضرین جلسہ کی طرف اشارہ کر کے کہا) ہندوستان کا پیسہ۔ ہندوستان کے آدمی۔ ہندوستان کے پاس سے سامان جنگ بنوایا تو معلوم ہوا کہ ہندوستان میں انڈسٹری (حرفت) تو ہے ہی نہیں۔ اب یہ وہ کنورٹ (تبدیل) کس چیز کو کریں۔ ہمارے یہاں کپڑا بننے کا کارخانہ ہو۔ تو بارود گولہ بنائیں لیکن سرے سے کارخانہ ہی نہ ہو تو کس چیز کو بنائیں۔ تو سرکار نے ایک منیشن بورڈ کا بچہ بنایا اور اس سے انڈسٹریل کمیشن بنایا اور سرکار بڑی کوشش کے ساتھ کہتی ہے کہ تمہاری تجارت کو فروغ ہو گیا۔ ہمارے جو تجارتی بھائی بیٹھے ہیں سن لیں۔ بمبئی میں سب سے بڑا جو مہاجن تھا وہ ایک انگریزی فرم کا بروکر (دلال) جس کو ۸ سینکڑہ نفع ملتا تھا۔ وہ کروڑ پتی ہو گیا۔ مہاتما گاندھی کی جب اس سے باتیں ہوئیں تو وہ کہتا تھا کہ اس سرکار کی طفیل میں کروڑ پتی ہو گیا مہاتما جی نے کہا کہ بھائی تجھکو کروڑ مل گیا لیکن تو نے سوچا کہ کمپنی کے سو روپے میں سے ۸ ملتے تھے تجھکو تو اسکے ۹۲ روپے ۸ رہے کتنا پیسہ ہو گیا ہوگا۔ یہ سب پیسہ ہندوستان کی بدولت اس کو (کمپنی کو) ملا تو سمجھتا ہے کہ سرکار کی بدولت ہمکو دولت ملتی ہے اب ہماری بدولت سرکار کو دولت ملتی ہے۔ خیر جب لڑائی ہوئی۔ تو ہندو مسلمان دونوں نے سوچا کہ اب ان کی مصیبت کا وقت ہے اگر اس وقت ہم ان کی مدد کریں گے۔ تو ہم کو آئندہ ذلیل نہ سمجھیں یہ ذلیل نہیں سمجھیں گے۔ ہمارے اوپر اب مہربان نہیں ہیں اس وقت مہربانی کریں گے دیالو کرپالو ہمارے اوپر نہیں ہیں تو ہو جائیں گے۔ ہندو بھائیوں نے روپیہ دیا فوج دی سامان دیا۔ ہمارے مسلمان ہندو بھائیوں سے بھی ایک ہاتھ بڑھ گئے۔ سرکار کی وفاداری میں۔ ہندوؤں سے کسی نے نہیں کہا تھا کہ تم اپنا دھرم دو لیکن مسلمانوں سے سرکار نے کہا کہ اجی یہ پرانے زمانے کی تیرہ سو برس کی باتیں ہیں یہ کیا بات ہے سرکار کا حکم مانو۔ سرکار کا کہنا مانو سرکار کا حکم یہ ہے۔ آج ہی میں نے مولانا عبدالباری کی زبانی سنا کہ لکھنؤ کے ایک تعلقہ دار کے خاندان میں ایک صاحب ہیں جو خلافت میں کچھ مدد دیتے ہیں ان کو بلا کر ڈپٹی کمشنر نے بہت جبر کیا اور کہا کہ تم ہماری غلام سبھا میں مدد کیوں نہیں دیتے۔ ہمارے پاس آج حکم آیا ہے گورنمنٹ کا کہ جو تعلقہ دار اگر چپ بیٹھا ہے اس کو بھی دشمن سمجھو تو انہوں نے (تعلقہ دار کے خاندان والے سے) کہا کہ میں آپ کی مدد نہیں کر سکتا تو اس (ڈپٹی کمشنر) نے کہا کہ تمہاری

سند میں کیا لکھا ہوا ہے، تمہاری سند میں یہ شرط ہے کہ تم ہماری وفاداری کروگے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس تو قرآن کی سند ہے کہ اللہ اور رسول کی وفاداری کرو، میں کیا اس سند کو چھوڑ کر تمہاری سند لوں۔ آج بھی سرکار غلط کھاتی لوگوں سے ان کا دین مانگتی ہے۔ مسلمانوں نے اپنا دین بیچا، مقدس مقامات جن کے لئے شروع ہی میں اعلان کیا تھا وائسرائے نے بادشاہ کی طرف سے اور ان کے اتحادیوں کی طرف سے ایک ایک کر کے وہ محفوظ رہیں گے مسلمانوں کی ہی فوج کے ذریعہ سے انہیں مقدس مقامات کو لیا گیا۔ کوئی میسوپوٹامیہ جانیوالا سپاہی اگر اس جلسہ میں ہو تو میں اس کو یاد دلاتا ہوں کہ میسوپوٹامیہ کمیشن رپورٹ میں لکھا ہے کہ جب مسلمان سپاہی حضرت سلمان فارسی کے مقبرے پر جس کو سلمان پاک کہتے ہیں جاتے تھے، تو کانپتے اور رونے لگتے کہ نہ معلوم ہم پر کیا مصیبت آئے کہ ہم آج حملہ کر رہے ہیں رسول کے برگزیدہ صحابی حضرت سلمان فارسی کون تھے وہ ایک پارسی تھے۔ اسلام کی تلاش میں گھر کو چھوڑ کر نکلے شاید عیسائی ہوئے لیکن جب سنا کہ رسول پر قرآن نازل ہوا ہے تو آپ کی خدمت میں آئے اور ایمان لائے آج ہم سے پوچھا جاتا ہے کہ تم کو ترکوں سے کیا واسطہ، تم کو عربوں سے کیا واسطہ، تم ہندوستانی ہو ارے بھائی تم کو یاد نہیں کہ جب اہل ایران کے رہنے والے پارسی سے حضرت سلمان سے پوچھا گیا تھا کہ سلمان تمہارے باپ کا نام کیا ہے، تو انہوں نے کہا سلمان ابن اسلام ابن اسلام سلمان بیٹا اسلام کا۔ بیٹا اسلام کا میرا باپ اسلام میرا دادا اسلام میری ہزار پشت اسلام وہ مذہب اور چھوڑ کر مسلمانوں سے کہا گیا کہ تم جاؤ چڑھائی کرو ان مقدس مقامات پر۔ چڑھائی کرو۔ بغداد شریف پر جہاں حضرت عبدالقادر گیلانی کا مزار مبارک ہے۔ چڑھائی کرو بصرہ پر کہ جہاں حسن بصری کا مزار ہے۔ جہاں سے رابعہ بصری آتی تھیں۔ کون رابعہ بصری؟ ان سے پوچھا کہ رابعہ تمہارے مذہب میں نماز کیسے ہوتی ہے تو کہا کہ بھائی ہمارے مذہب میں تو دو رکعت کی نماز ہے (عربی) ...... عشق کے دھرم میں پریم کے دھرم میں دو رکعت نماز ہوتی ہے چھوٹی سی نماز (عربی) ...... لیکن اس کے لئے پاکی۔ پوترتا کے لئے وضو ہو کرتے ہیں وہ پانی سے نہیں تو وہ خون سے کیا جاتا ہے سو آج ہمارے مسلمان بھائیوں نے اسی رابعہ بصری کے شہر پر جا کر چڑھائی کی۔ وضو کیا خون سے وضو کیا لیکن کفار کے آگے سر جھکا کر شیطان کے آگے نماز پڑھ کر ہم نے بڑھ کر کوئی بت پرست نہیں جو بت پرستی تم نے کی ہے کہ اسلام کے پاک مقدس مقامات کی کنجیاں یہودیوں کے حوالہ کر دیں فلسطین ارے کون فلسطین۔ میرے ہندو بھائی سن لو یہ پلیسٹائن وہ ہے کہ جس کی طرف رسول نے بتایا کہ ہم نے آپ کے سامنے قبلہ کے رخ ہو کر مکے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی (مقرر نے) قبل تکبیر شروع

کرنے کے جلسہ میں آکر نماز مغرب کی پڑھی تھی، ہمارے رسول نے اس جیروسلم کی طرف نماز پڑھی تھی سارے مسلمان
اسی کی طرف نماز پڑھتے تھے جب تک قبلہ ادھر کو (کعبہ کی طرف کو) نہیں بنا تھا۔ جب ہمارے رسول کو معراج
ہوئی تمام نبیوں کو نماز پڑھائی اوس مسجد یعنی مسجد اقصےٰ میں قرآن کریم میں لکھا ہوا ہے کہ (عربی) ..... پاک ہے
وہ ذات اللہ کی جس نے اپنے بندہ کو سیر کرائی راتوں رات مسجد حرام یعنی بیت اللہ شریف سے مسجد اقصےٰ یعنی
بیت المقدس تک۔ جس کے گرد نواح کو ہم نے پاک کر دیا ہے اسی پاک گرد و نواح میں یہ مسلمانوں کی بدبخت فوج تھی
اور ان کے ساتھ عرب کے مسلمان تھے (وہ نہیں پاک رسول کی اولاد ہوں شاید۔ حالانکہ وہ رسول کی اولاد تھے)
لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان شقیوں کی اولاد ہیں جنہوں نے رسول اکرم کو مکہ سے نکالا تھا۔ مدینہ منورہ
جس نے رسول کا ساتھ دیا تھا اور جس کے ساتھ رسول نے اپنے قول کے مطابق ایسا ساتھ دیا کہ ان کی تربت
آج وہیں دفن ہیں وہ (نبی) تو آخر وقت تک ان کے واسطے لڑے لیکن مکہ والوں نے ہمارے ہندوستانیوں
کے ساتھ اتنی مدد دی کہ میرے بھائیو لارڈ ایلنبائی نے اس پاک شہر کو فتح کیا۔ وہ شہر جو بغیر لڑائی جھگڑے مسلمانوں
کو ملا تھا۔ عیسائی پادریوں نے مسلمانوں سے کہا جنہوں نے اس کا گھیرا کر لیا تھا تیرہ سو برس ہوئے۔ حضرت
عمرؓ کے زمانہ میں۔ کہ لڑنے سے کیا حاصل۔ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ اس کے مستحق اور لوگ ہیں۔ تم اپنے سردار
کو بلاؤ ہم اس کو دیکھیں گے۔ اگر جیسا ہماری کتابوں میں لکھا ہے وہ ویسا ہوا تو ہم اس شہر کو بے لڑے بھڑے آپ
کو دیدینگے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق تشریف لائے۔ ایران اونہوں نے فتح کیا۔ شام اونہوں نے فتح کیا۔ میسوپوٹامیہ
اونہوں نے فتح کیا۔ مصر اونہوں نے فتح کیا تھا لیکن مسلمانوں کا سردار کس شان کیساتھ آتا تھا۔ ایک تھیلہ کھجور
کا اور ایک تھیلہ ستوؤں کا یہ تو ان کا کمسریٹ تھا۔ آج ایک ذرا سا گورا فوج کا اس سے زیادہ کمسریٹ لیکر ہمارے
خرچ سے لڑائی کو جاتا ہے۔ جب آپ تشریف لائے رستہ میں آپ کے گھوڑے کا سم بگڑ گیا۔ خراب ہو گیا۔ آپ کے ساتھ
فقط ایک غلام تھا۔ آپ کا ایڈیکانگ۔ باڈی گارڈ۔ فوج۔ جو کچھ کہو۔ اکیلے ایک غلام کیساتھ۔ وہ (غلام) اونٹ پر
سوار تھا اس نے کہا میرا اونٹ لے لیجئے میں نکیل پکڑ کر تھاموں گا کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ ہمارے مذہب میں مسلمان
مسلمان کا شریک ہے تو آدھے راستہ تو بیٹھ اور آدھے میں میں بیٹھوں گا۔ چنانچہ منزل بمنزل اسیطرح آئے کہ تھوڑی
دور آپ اونٹ پر بیٹھتے تھے اور غلام نکیل پکڑتا تھا۔ تھوڑی دور غلام اونٹ پر بیٹھتا تھا اور آپ نکیل پکڑتے
تھے جب پہنچے ہیں قریب بیت المقدس کے تو سردار مسلمانوں کی فوج کے آئے عمدہ عمدہ لباس پہنے ہوئے جو
لڑائیوں میں ان کو ملے تھے۔ آپ کو دیکھا کہ ایک کرتہ پہنے ہوئے ہیں جس میں ۱۴ پیوند لگے ہوئے ہیں اور بعض

پیوند چمڑے کے تھے۔ کیونکہ کپڑا بھی میسر نہ تھا۔ آج کل کی یونیفارم دیکھو۔ ایک مٹراسا گورہ ہمارے امیر المومنین سے اچھا لباس پہنتا ہے۔ اتفاق کی بات کہ باری اس وقت اونٹ پر چڑھنے کی غلام کی آئی۔ تو جب شہر کی طرف گئے تو ہاتھ میں نکیل اونٹ کی مسلمانوں کے سردار کے ہاتھ میں ہے اور غلام اونٹ پر بیٹھا ہے۔ جو لوگ اردو شاعری کو جانتے ہیں وہ اسکی قدر کریں گے۔ میرے بھائی نے اس شان کو چند شعروں میں لکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ

سوئے بیت اقدس جب کارواں ہے سر قافلہ ایک معزز جواں ہے
ہے طرّہ یہ پھر پا پیادہ رواں ہے اور اس کی عوض اونٹ پر ساربان ہے
اخوت کا دم دونوں آپس میں بھرتے چلے جاتے ہیں یونہی چڑھتے اترتے

یہ وہ چیز تھی جس کو دیکھ کر عیسائی پادریوں نے یروشلم کی کنجیاں بغیر لڑے ہوئے ان کے ہاتھوں میں دیدیں۔ آج وہی کنجیاں ہمارے مسلمان بھائیوں نے ہندوستان اور عرب کے ان کفاروں کے بھر حوالہ کیں لیکن اپنے بھائیوں کے خون میں لتھیڑ کر اسی کی سزا مل رہی ہے مسلمانوں لاکھ رو رہے ہیں اونہیں مقدس مقامات کے لئے جن کو کسی انگریز نے فتح نہیں کیا بلکہ مسلمانوں نے فتح کیا۔ لائڈ جارج کہتا ہے کہ یہ کروسیڈ تھا۔ اچھا کروسیڈ تھا کہ جس میں گورنمنٹ نے اکروسیڈ کی لڑائی لڑتے ہیں۔ ہمارے سکھ بھائی۔ اونہوں نے بڑی سرکار کو مدد دی تھی اللہ تعالیٰ نے نے ہر ایک کی اس کے موافق سزا مقرر کی ہے۔ پنجاب میں سے زیادہ بھرتی ہوئی۔ جب پنڈت مدن موہن مالوی جی جو آج پوجا کرتے ہیں۔ وایسرائے کی اس دن دوسرے وایسرائے سے بگڑے ہوئے تھے۔ تو مائیکل اوڈوائر اون کو ڈانٹتا تھا۔ کونسل میں آپ لوگوں کو یاد ہے کہ جب مائیکل اوڈوائر ڈانٹتا تھا ان کو کونسل میں۔ تو اس وقت وہ مائیکل اوڈوائر کہتے تھے کہ تم نے کیا سرکار کو مدد دی۔ سرکار کو مدد دی ہمارے پنجاب نے۔ آدھے سے زیادہ فوج پنجاب کی تھی۔ اللہ نے کہا کہ اچھا بھائی پنجاب کو بھی ہم دیکھتے ہیں۔ ستیاگرہ کی تو گجرات نے۔ احمد آباد سے شروع ہوئی پانچ چھ کارتی رہ گئے لیکن گولی چلتی ہے جلیانوالہ باغ میں پنجاب کے شہر میں اور اس میں بھی ہمارے پاک پوتر استھان ہمارے استھان۔ ہمارے سکھ بھائیوں کا۔ اور مدد دو سرکار کو یہ اللہ کا ہاتھ ہے کہ ہندو مسلمان سکھ تینوں کو مارا تھا جلیانوالہ باغ میں امرتسر میں۔ پنجاب کے مالک ہیں جس نے سرکار کو سب سے زیادہ مدد دی تھی وہاں ہندوستانیوں کو پیٹ کے بل چلوایا گیا۔ وہاں بھاگتے ہوئے ہندوستانی لوگوں کے گولی ماری گئی میرے پاس علیگڈھ سے خط آیا ہے جس میں معلوم ہوتا ہے کہ علیگڈھ میں پولیس نے زیادتی کر کے ہنتوں پر گولی چلائی ہے۔ خود آپ کے الوانہ سے چھ آدمی مارے گئے دس سے زیادہ زخمی ہوئے۔ بالکل اسی طرح ہنتوں

پر حملہ کیا گیا تھا پنجاب میں ہیں جانتا ہوں کہ یہ سرکار پھر خون کرے گی۔
تان وایولنس کا نام لیتی ہے اور وایولنس اس کے دل میں بھرا ہوا ہے۔ وہ وایولنس کریگی اور پھر کریگی۔ ایک جلیانوالہ باغ ہندوستان کو اور دیکھنا ہوگا۔ لیکن میری تم سے ہاتھ جوڑ کر التجا ہے کہ اس دن گولی کھانا تو سینہ پر کھانا پیٹھ پر مت کھانا (اللہ اکبر چیرز)

بھائیو ہم کو انعام ملیگا۔ میرے ماڈریٹ بھائی مجھسے کہتے ہیں کہ کونسل میں آؤ۔ وہ آنریبل ممبر بن جب ممبر اور میرے بھائی کا نام لیا گیا کونسل میں دو کسی نے کہا کہ ویری جنٹلمین (یہ شریف اصحاب) تو کہا کہ ویرے آرنات جنٹلمین (وہ شریف اصحاب نہیں ہیں) یہ ممبر لوگ) وہ لوگ ہیں جنہوں نے خود رزدلیوشن پیش کیے کہ ہمکو آنریبل کہو۔ اسے سے شیکسپیئر بھی لکھ چکا ہو۔ انیٹونی نے بھی اپنی اپیچ میں کہا تھا کہ وے۔ آر آنریبل۔ آل آنریبل (وہ آنریبل ہیں سب آنریبل) یہ آنریبل ہیں ہمکو بلاتے ہیں کونسل میں۔ اخبار پاینیر میں بڑی مہربانی کی مجھ پر کہ میرے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتے ہیں اسکے بعد اب مجکو انعام ملتا ہے کہ آؤ کونسل میں بھی چلے آؤ۔ جہاں اتنی بے غرتی کی ہے اتنی اور کرلو کہ اب کونسل میں چلے آؤ۔ مجھے اور شوکت صاحب کو اب کونسل میں بلاتے ہیں میرا جواب یہ ہے کہ بھائی مجھ سے پیٹ کے بل چلنا نہیں آتا۔ جو تمہاری کونسل میں جا رہا ہے۔ ایک ایک شخص جو کونسل میں جاتا ہے۔ ایک ایک شخص۔ اون کا بڑے سے بڑا ٹائیٹل ہولڈر (خطاب یافتہ) بڑے سے بڑا لینڈ ہولڈر۔ (زمیندار) بڑے سے بڑا برہمن اور سید جو جاتا ہے وہ امرتسر کی گلی میں سے پیٹ کے بل گذرتا ہے جس کو پیٹ کے بل گذرتا ہے وہ ان کی کونسلوں میں جائے۔ جس کو اپنی ماں بہنوں کے لہنگے اٹھوانا ہو کونسلوں میں جائے۔ میں تو صاف کہتا ہوں کہ جو اس کونسل میں جاتا ہے اپنی ماں بہنوں کے لہنگے اٹھوا کر جاتا ہے۔ بھائی جلیانوالہ کی ماں بہنوں کو یعنی ہماری ماں بہنوں کو دیکھو۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ ہماری ماں بہنوں کے لہنگے اٹھوائے گئے تو کیا جواب دیا اس رولٹ ایکٹ کا۔ اس مارشل لا کا ہندوستان نے۔ ہندوستان نے اوس کا یہ جواب دیا کہ دنیا کی تاریخ میں سب سے بڑا رزدلیوشن ایک برس کے اندر ہوگیا۔ وہ یہ کہ ۳۵ برس سے کانگریس ہاتھ جوڑ کر اور دس برس سے مسلمان خاک پر گر کر گورنمنٹ سے کہتے تھے کہ ہمارے بہت دکھ ہیں۔ ان کو سکھ سے بدل دو۔ اب ہندوستان نے فیصلہ کر دیا کہ کسی کے آگے ہاتھ نہیں جوڑے جائینگے۔ ہاتھ جوڑے جائینگے ایشور کے آگے۔ اور اگر کسی سے کچھ مانگنا ہوگا تو اپنے بھائیوں اور بہنوں سے مانگیں گے۔ ناگپور کی کانگریس نے کیا کیا منع کر دیا کہ گورنمنٹ سے کچھ مت مانگو۔ ہم کو گورنمنٹ سے کچھ مانگنا نہیں۔ جو کچھ ہم کو مانگنا ہے اوپر اپنے ایشور سے اور نیچے اپنے بھائیوں اور بہنوں سے۔ دنیا میں سب سے

بڑا رزولیوشن تو ہو گیا ارے تم اب اپنی ریزولیوشن ہی سو سائٹی (انجمن مخالف انقلاب) بنا کر کیا کرو گے تھوڑا عرصہ ہی ہے چھڑ لیگیا۔ اب اس کی کنجی چھڑ جاتے ہو تو کیا فائدہ رزولیوشن جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ اب انگریز کے آگے کوئی مانگنے نہیں جاتا۔ ہارون رشید بادشاہ کا نام آپ نے سنا ہوگا۔ وہ ایک دن اپنے گھر میں بیٹھا ہوا کچھ موج میں آیا تو کہا کہ جتنے غلام ہیں جتنی باندیاں ہیں جو کچھ کوئی مانگے میں اس کو دونگا۔ ایک نے ڈرتے ڈرتے سو روپے مانگے حکم ہوا اس کو دیدو۔ ایک نے ڈرتے ڈرتے پانچسو روپے مانگے حکم ہوا پانچسو اسکو دیدو۔ ایک نے ڈرتے ڈرتے ملکہ کا جوڑا مانگا موتیوں کی مالا مانگی حکم ہوا کہ دیدو۔ بادشاہ کا پرانا باغ مانگا حکم ہوا کہ دیدو سب کو جب دیچکا ایک بڈھی بڑھیا رہ گئی۔ بڑھیا تمام زمانے کو دیکھے ہوئے تھی ساری دنیا اس کی نظروں میں تھی بڑھیا سے پوچھا کہ تو کچھ مانگتی ہے اس نے کہا کیا مانگوں تو نہیں دیگا کہا کہ دیکھ سب نے جو جو مانگا ہے تجھکو بھی دونگا۔ بڑھیا مانگ کیا مانگتی ہے۔ بڑھیا نے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہ میں تو تجھکو مانگتی ہوں ارے جب بادشاہ میرا تو سو کی تھیلی میری۔ پانچسو کی تھیلی میری۔ موتی کی مالا میری۔ محل میرا گھوڑا میرا۔ جوڑا میرا۔ اب ہندوستان نے جو آج تک کانگریس میں ۳۵ برس سے مانگتے تھے وہ سو روپے اور پانچسو روپے مانگتے تھے۔ آج ہندوستان نے راج کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ہم کو تو سوراج چاہئے اور کچھ نہیں چاہئے یہ وہ تبدیلی ہے جو ناگپور کانگریس میں ہو گئی ہیں میرے بھائیو اس کے لئے اگر تم کو یہ پسند ہے اگر تم بھی اس بڑھیا کی طرح سے بادشاہ کو چاہتے ہو جامی کہتے ہیں ؎

ہر کس بہ ہوسے دل دارد ز تو مطلوبے ایں جملہ طفیل تو۔ من از تو ترا خواہم

آج ہندوستانی ہندوستان سے کہتا ہے کہ میں تو تجھ سے تجھکو مانگتا ہوں سر آج ہندوستان میرا ہو جائے تو مجھ کو انگریز سے کچھ درکار نہیں۔ لیکن اس کے لئے کام کرنا ہے۔ تمہارے سامنے وہ راستہ بتایا ہے۔ راج لینے کی ترکیبیں ہیں اب تک جو ترکیب برتی گئی وہ یہ ہیں کہ تلوار نکلی۔ تیغ آزمائی گئی۔ جنگ دو سرے اور ایک کٹا ہوا تیرہ پر اور دوسرا اونچا بلند ہوتا ہے۔ غلبہ سے غیر در سے نکل کر دیکھتا ہے۔ لیکن مہاتما گاندھی نے اور ان کے ساتھیوں نے جو نشان آپ کے سامنے سوراج لینے کا پیش کیا وہ اس سے بالکل انوکھا ہے۔ تم کہتے ہو کہ سوراج بغیر ہتھیار کے کیسے ملیگا بغیر تلوار کے چلائے کیسے ملیگا۔ میں پوچھتا ہوں کہ انگریزوں نے کونسی تلوار چلائی ہندوستان میں کہ ان کو مل گیا۔ میرے بھائی میں نے فرانس کے اخبار میں کل دیکھا سر ولینٹائن چرول میرے دوست کا کہ انہوں نے لکھا کہ سارے یوروپ میں مشہور ہو گیا کہ محمد علی کہتا ہے دنفرانسیسی تو خوب ہنستے ہونگے

کہ چور کو اسی پھاٹک سے نکالیں گے کہ جس سے وہ گھر میں گیا تھا۔ یہ سوت لیکر آئے تھے سوت لیکر چلے گئے۔
انگریزی پڑھنے والے جانتے ہیں کہ یہ (انگریز) کسی کے لالچ میں آیا ہے یہ سندھ کی مٹی لینے نہیں آیا۔ یہ تو پچھتر
کے ساٹھ کروڑ روپے لینے آیا ہے جس دن تمہاری مارکٹ میں ایک سوت کا ڈورا اس کا نہ بکا تو سمجھ لو کہ سوت
کا ڈورا اس کے سانس کا پہیہ ٹوٹ گیا جس کسی نے ان کی اتہاس پڑھی ہے۔ گورنروں لفٹنٹ گورنروں کی
تعریف لیکن یہ نہیں لکھتے کہ ہندوستان کی تجارت کو کیسے انہوں نے ملیامیٹ کیا تھا لیکن ہندوستان
والے اب سمجھ گئے اس کارروائی کو جس چرخے کو توڑ کر انہوں نے انجن کو رواج دیا اسی چرخے کو چلا کر ایک
رزولیوشن چرخے کا ہم لائیں گے۔ تمہارے سامنے ان کی مشین گن آتی ہے۔ ارے ہماری مشین گن کا کیا مقابلہ
کروگے تمہاری مشین گن چلے دو سو گز۔ دو ہزار گز چلے ہماری مشین گن چرخے کی کراچی سے بیکرینز کا شاریک
مارتی ہے۔ سات ہزار میل کی مار ہے۔
شراب چھوڑ دو پاک بن لو۔ پوتر بن لو جیسا کہ میں آج جلسے میں (خلافت کانفرنس) میں کہہ چکا ہوں۔ پاکی کا
زمانہ آیا۔ شراب پینے کا زمانہ گیا ؎

پانی وضو کو لاؤ رخ شمع زرد ہے ✤ مینا اٹھاؤ وقت اب آیا نماز کا ✤

جس وقت تم پاک ہو کر اللہ کی بارگاہ میں جھکو گے اسی دن اللہ تمہاری سنیگا۔ اللہ تم کو دیگا۔ تو میرے بھائیو
تمہارے سامنے جو پروگرام بنایا ہے نان وائلنٹ نان کوآپریشن ہے (انگریزی) جس کے ذریعہ سے روگ آیا اسی
کے ذریعہ سے علاج آیا۔ ہم آج ہندوستان میں انگریزوں کا علاج کریں گے اسی چیز سے جس چیز سے یہ روگ ہندوستان
میں آیا تھا۔ ان کی تری فوج ہندوستان میں نہیں آئی تھی۔ ہندوستان ہی کی فوج کے ذریعہ سے۔ ہندوستان ہی
کے ذریعہ سے ہندوستان کو انہوں نے فتح کیا۔ ہندوستان کو آپریشن کر کے ان کی غلامی کرانے آیا۔ اب ہندوستان
اپنی آزادی لینا ہے تو نان کوآپریشن کر کے لے سکتا ہے تیس کروڑ آدمیوں کے دل میں خیال بھی آنا تلوار
اٹھانے کا نامردی کی نشانی ہے۔ ایک لاکھ اور ڈیڑھ لاکھ تیس کروڑ کا مقابلہ نہیں میرے بھائی اگر تم نے
پنجاب کی فوج بلائی سکھوں کو بلایا پٹھانوں کو بلایا یا ادھر ادھر سے کوئی افغان جنگی جو لے آیا تو اس سے ہندوستان
کو سوراج نہیں ملیگا سوراج وہ جس پر ہم سب (اس کے بعد ایک لفظ پڑھنے میں نہیں آیا) سوراج سب کا راج
کے راج کے لئے یہ ضروری ہے کہ تھوڑی تھوڑی سب سیکری فائس (قربانی) کریں اگر تھوڑی تھوڑی سب نے سیکری
فائس کی تو ۳۲ کروڑ کی سیکری فائس سے انگلستان کو پھونکیں (پھونکوں سے اڑادیں گے) جیسے بچے بوڑھیا کو

اُڑاتے ہیں یہ ہندوستان کی بوڑھیا اڑنے اڑتے سات سمندر پار چلی جائیگی لیکن مجھہ کو بہ امید ہے جب تمہارے دل میں ہمت ہو جب تمہارے دل میں سوتنترتا (انگریزی) کا خیال ہو اگر پراودھنتا (غلامی) کو تم پسند نہیں کرتے۔ تم اسنا (غلامی) سے بھاگتے ہو۔ تم آزادی چاہتے ہو۔ جب تمہارے دل میں ان کے راج میں گھن آنی چاہیئے۔ تمہارے دل میں اس سسٹم آف گورنمنٹ کی وس افیکشن۔ ہیر میبر ڈس آفیکشن آنی چاہیئے کوئی لابر (ذانوں وراں) ہے؟ کسی کو ۱۲۴ دفعہ کے لفظ یاد ہیں کسی کو کوئی اور لفظ رہ گیا ہو تو بتادو۔ ۱۲۴ دفعہ کے اندر۔ ہیر ڈ۔ ڈس آفیکشن۔ ڈس کنٹنٹ ہیں۔ اس کے سوائے کچھ اور ہو تو سب کے سب تمہارے دل میں اس طرز حکومت کے متعلق ہونا چاہیئے۔ مجھے انگریز سے نفرت نہیں مجھے اس سے اتنی محبت ہے مگر وہ اچھا معلوم ہوتا ہے اپنے دیش میں تو وہ اپنے دیش میں اچھا ہیں۔ اپنے دیش میں اچھا زیادہ ساتھ رہنے سے بھائی لڑائی جھگڑائی کا اندیشہ ہے۔ (انگریزی)

آزادی کا گر ایک ہے سیکھ لو ہمارے انگریز بھائیوں سے اگر تم کو پوچھنا ہو کہ ہمارے ہندوستان کو سوراج کیسے ملے تو مت پوچھو۔ اکسٹرمیسٹ سے مت پوچھو۔ گاندھی سے مت پوچھو۔ شوکت علی۔ محمد علی سے مت پوچھو ماڈریٹ سے جاکر پوچھو۔ دسنٹ انڈین سول سروس سے جاکر پوچھو۔ کلکٹر صاحب سے جاکر پوچھو (انگریزی) وہ جانتے ہیں کہ ہندوستان کی آزادی کا ایک گُر ہے ہندو مسلمانوں کا میل جس دن تم لوگ ہندو مسلمان۔ پارسی سکھ سب ملکر رہوگے ناممکن ہے کہ انگریز ہمارے اوپر حکومت کرسکے بس میرے بھائیو (یہاں دو تین لفظ پڑھنے میں نہیں ہے) آنے والے دو تین مہینہ میں تمہاری گیور کشا کے نام سے ہر ہر نام سے ہندو مسلمان کی بڑائی کریگا مسلمان ہندو کی برائی کریگا تم اپنی آنکھہ سے دیکھوگے کہ مسلمان نے ظلم کیا تمہارے اوپر۔ ہندو نے مسلمان کے اوپر بھول جاؤ خدا کیلئے معاف کردو ایکدوسرے کو جو لارڈ ریڈنگ کہتے ہیں اس کو قبول کرلو (انگریزی) سب چیز بھول جاؤ یاد رکھو اس خبر کو کہ ہندوستان میں سوراج اللہ کے بھروسے اور ہندوستان کے میل پر قائم ہو (اللہ اکبر جوش) دستخط اہلکار سی۔ آئی۔ ڈی

مولانا شوکت علی صاحب کی تقریر کراچی

ذیل میں ہم مولانا شوکت علی صاحب کی وہ تقریر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو کراچی میں آپ نے تجویز نمبر ۸ پر کی تھی یہ مقدمہ کراچی میں سٹی مجسٹریٹ کے اجلاس میں پاس کیا گیا ہے۔

جناب صدر اور ہندو مسلم بھائیو اور بہنو!

چونکہ میری آواز بیٹھی ہوئی ہے اس لئے میں زیادہ دیر تک زیادہ زور سے تقریر نہیں کرسکتا۔ اگر آپ لوگوں نے

صبر سے کام لیا تو میں پانچ منٹ تک صرف ان مسائل پر گفتگو کرونگا جو زیادہ اہم ہیں۔

اب ہمیں کیا کرنا ہے

بھائیو اور بہنو! ہندوستان کے سامنے جو کام اس وقت ہے وہ تمام ہندوستانیوں
خصوصاً مسلمانوں کو معلوم ہے کہ گذشتہ سات سال سے گورنمنٹ کی بے جا کارروائیوں کو دیکھتے دیکھتے ہمارے
دلوں میں ناسور ہوگئے ہیں۔ اب ہم میں زیادہ صبر کی طاقت نہیں رہی ہم کوشش کرتے کرتے تھک گئے ہیں
خدا ہماری محنتوں کا جلد ثمرہ دینے والا ہے۔ اب صرف تین ماہ اور ہیں۔ بھائیو سراسر فتنوں اور تکلیفوں کا سامنا
ہے ان تین مہینوں میں مسلمانوں کے ایمان و ہمدردی حب قومی، بچوں کی محبت، بیویوں کی غربت، ملک کی
محبت کا امتحان ہے۔ اب وقت سخت آزمائش کا ہے۔ اس کانفرنس کے انعقاد کا مقصد یہ ہے کہ میں آپ
بھائیوں کو یہ بتلا دوں کہ اب ہمیں اپنے مقصد کے حصول کیلئے آخری عمل کرنا ہے۔ اگر ہم نے ہمت جواں مردی
اور استقلال کیساتھ خدا پر بھروسہ کر کے کام جاری کیا تو فتح کا سہرا ہمارے ہی سر رہیگا۔ برخلاف اس کے اگر
ہم نے ہمتیں ہار دیں خوف زدہ یا خاموش ہوگئے تو اس دنیا میں ہماری قوم ملک و مذہب کیلئے بجز ذلت و خواری
کے کچھ نہیں ہے۔ اگر اب کچھ کرنے کو باقی نہیں رہا صرف تین ماہ باقی ہیں۔ گورنمنٹ ترک موالات کی تحریک پر
مضحکہ کرتی تھی۔ لارڈ چیمسفورڈ درحقیقت ایک بڑا وائسرائے تھا۔ وہ اپنے تئیں تمام بڑے عقلمند وائسرایوں سے بھی
زیادہ عقلمند سمجھتا تھا لیکن اس چھ سال کے عرصہ میں نہ اس نے کوئی ایسی بات کہی جس سے اس کی عقلمندی
کا پتہ چلتا۔ اس نے کہا کہ ترک موالات کی تحریک ہندوستان میں مردہ ہو چکی اس کے جواب میں ہم نے بجز اس
شعر کے کچھ نہیں کہا شعر

لگے منہ بھی چڑھانے دیتے دیتے گالیاں صاحب   زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا

آپ کی بلا سے ہماری تحریک لغو اور حماقت ہی پر مبنی سہی۔

امتحان

اب آج اس تحریک کو گورنمنٹ قابل مضحکہ نہیں کہتی گذشتہ چار ماہ کے عرصہ میں کوئی ظلم ایسا
نہیں جو ہندوستان پر نہ توڑا گیا ہو دفعہ ۱۴۴ کا دور دورہ آپ لوگوں سے مخفی نہیں۔ معزز اور خدا پرست لوگوں
پر جن کو دنیاوی امور سے کچھ واسطہ نہیں، ہر ممکن طریقہ سے اتہامات لگائے گئے۔ ہمارے علما، پنڈتوں۔
شاستریوں اور دیگر کارکنوں پر دفعات ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۱۰ عائد کی گئیں۔ جو بدمعاشوں کے خلاف استعمال کی جاتی ہیں
بھائیو! اب ہندوستان امتحان سے گذر گیا اور اب میں آپ سے (خصوصاً گورنمنٹ سے) یہ کہنا ہوں کہ
ہم میں سے وہ لوگ جن کو تم کمزور اور بزدل کہتے ہیں، اب بزدل نہیں رہے۔ ہندوستان کے لوگ بزدل اور

کمزور تھے۔ ہم نے ۱۵۰ برس تک تمہاری غلامی کرکے اپنی تمام ہمتیں کھو دی ہیں۔ لیکن آج یا تو اس وجہ سے کہ انہوں نے خدا پر بھروسہ کر لیا ہے یا اس کو خدا کا ایک معجزہ اور نشان کہیئے کہ وہی لوگ جن کو تم نے امتحان میں مبتلا کیا سولی سے بھی نہیں ڈرتے۔ خدا کے فضل و کرم سے آج ہندوستان کے وہی ۳۲ کروڑ بزدل [illegible] لئے خدا کے سچے غلام ہو گئے۔ میں بلا کسی خوف و خطر کے صاف طور سے کہتا ہوں کہ امتحان کا وقت اب آ رہا ہے، یا گورنمنٹ ہم میں سے بعض رہنماؤں کو جیل بھیجدے یا پھانسی دیدے گی وہ شخص خوش قسمت ہے جو پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔ اب میں اگلا تقریر کرتے کرتے تھک گیا اب میں اسی گلے سے ایک ایسی تقریر کرتا ہوں جو زبان سے نہیں بلکہ میری حلق کے خون سے ہوگی جس روز مہاتما گاندھی کی گردن خون آلود ہوگی وہی روز ہماری فتح کا دن ہوگا جس روز ہمارا مولانا عبد الباری، ابو الکلام آزاد، شنکر آچاریہ اور میری بہن سروجنی نائیڈو کا خون خدا اور ملک کی راہ میں بہایا جائیگا۔ اس روز آپ لوگوں کو یقین ہو جانا چاہیئے کہ یہ خون اس قدر طاقتور ہوگا کہ وہ ملک سے تمام ان قوتوں کو اپنے ساتھ بہا لیجائیگا جو ملک، مذہب اور اسلام کے مخالف ہیں۔

یہ ایک ظاہر بات ہے اور میں گورنمنٹ کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہی میرا ایمان ہے۔ ہم مادی طاقتوں مثلاً توپ، بندوقوں کو مانتے تھے لیکن اس بڑی جنگ نے یہ صاف بتا دیا کہ خداوند تعالیٰ بھی معجزہ دکھاتا اور اپنی طاقت کا اظہار کرتا ہے۔ اس بڑی جنگ میں سب سے بڑی طاقت یعنی جرمنی نے تمام دنیا کو فنون جنگ سکھلائے اور ایک بار بھی انگریزوں کے مقابلہ میں شکست نہیں کھائی تھی کہ یکایک پانسہ پلٹ گیا اور اس نے شکست پائی یہ ایک معجزہ تھا جس کے ذریعہ سے خدا کو یہ اظہار کرنا مقصود تھا کہ وہ بندوقوں اور توپوں کو کس طرح بیکار کر سکتا ہے اس طریقہ پر خدا دنیا کو یہ سبق دینا چاہتا ہے کہ انسان کو اپنے توپوں اور بندوقوں پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے بلکہ اس خدا پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ آج انگریزوں کو خدا اور ہندوستانیوں کا شکر گذار ہونا چاہیئے جنہوں نے انہیں موت کے پنجے سے بچایا۔ ہندوستانیوں نے ان کی مدد باپ بھائی بیٹے اور روپیہ پیسے سے کی۔ لاکھوں عورتیں بیوہ ہوگئیں۔ بہت سے بے خانماں ہو گئے۔ انگریزوں کو ہندوستانیوں کی اس تمام امداد پر انعام دینا چاہیئے تھا۔ ان کو مسلمانوں سے یہ کہنا چاہیئے تھا "مسلمان بھائیو! ہم کو نہایت رنج ہے کہ ہم تمہارے خلیفہ کے خلاف جنگ میں شریک ہوئے۔ آئندہ ہم ایسا نہ کریں گے۔ یہ مقدس مقامات تمہارے ہیں ان کو تم اپنے ہی پاس رکھو" اور ہندوستانیوں سے یہ کہنا چاہیئے تھا "ہندوستانی بھائیو! تم نے ہم کو بچایا۔ آج آؤ ہم تم کو سوراج دیتے ہیں جو تمہارا پیدائشی حق ہے" لیکن بجائے اس کے کہ وہ شکریہ ادا

کرتے انہوں نے کہا کہ اہل دنیا بیوقوف ہوگئے ہیں ان کے دماغ پھر گئے ہیں۔ اب ہم ہندوستان کے قومی غرور کو برباد کئے ڈالتے ہیں" یہ لارڈ چیمسفورڈ اور ان کی گورنمنٹ کا فیصلہ تھا جب مسٹر اینڈریوز شملہ تشریف لیگئے لارڈ چیمسفورڈ نے ان سے کہا۔ "اینڈریوز تم کس طرح کے انگریز ہو مس شروڈ کو ہندوستانی ماریں اور تم پر اس کا ذرا سا بھی اثر نہ ہو۔ ہم ہندوستانی۔ ہندوؤں مسلمانوں۔ پارسیوں سکھوں کو ایک ایسا سبق دینگے کہ انہیں پانچ سال تک کسی انگریز سے بات کرنے کی جرأت نہ پڑے۔ گورنمنٹ کا یہ ارادہ تھا لیکن خدا کو یہ منظور نہ تھا ظلم و استبداد کے توسط سے اس نے ہندوستانیوں کو ایسی طاقت عطا فرمائی کہ آج ہم اس کا دعوی کرتے ہیں کہ ہندوستان میں کبھی انگریز کی اتنی مجال نہیں کہ ہم سے آنکھ ملا سکے۔ اب ہمارے گورنر کمشنر اور کمشنر کہاں ہیں؟ ہم ان بھائیوں سے کیوں لڑیں یہ تو ہمارے بھائی ہیں۔

ہندوستانیوں کی ذلت

بھائی اور بہنو! ہمارا یہ کام خدا کو پسند آیا اور وہ انجام تک پہونچا۔ آج ہم کہتے ہیں اور گورنمنٹ کو اطلاع دیتے ہیں کہ وہ اپنی توپ اور بندوقیں ہتھیار اور انگلستان سے جنگی جہاز اور منگالے وہ تمام ان چیزوں کو منگالے جو ہندوستان کے خلاف استعمال کی جاسکتی ہیں۔

ملازمین سرکار سے اپیل

ہندوستان نے اپنے لئے ایک راستہ مقرر کرلیا ہے۔ میں آپ ہندو اور مسلمان بھائیوں کے سامنے (خصوصاً بہنوں کے سامنے کیونکہ جب کوئی عورتوں کے سامنے وعدہ خلافی کرتا ہے تو وہ اسے یہ کہکر کہ بے شرم ہو ٹھوکر مار کر نکال دیتی ہیں) گورنمنٹ کو مطلع کرتا ہوں کہ اب ہندوستان نے اپنے لئے ایک راستہ مقرر کرلیا اور اب اس کے تمام بچے اگر تباہ و برباد ہوجائیں تو بھی انشاء اللہ وہ آئندہ پیٹ کے بل زمین پر ہرگز نہیں چلے گا۔ ہمارے سات سات اور آٹھ آٹھ برس کے بچوں پر بید لگوائے گئے ان کی برہنہ کرنے کے بعد مشکیں کسی گئیں اور جب وہ بیہوش ہوجاتے یا تو پانی چھڑک کر یا دوا کے ذریعہ سے ان کو ہوش میں لایا جاتا اور پھر بید پڑنے لگتے۔ اب آئندہ ہندوستان اپنے بچوں کو پٹنے نہ دیگا۔ ہم دیکھیں گے کہ کون قوم ان کو پیٹتی ہے۔

ایک بات میں اور آپ لوگوں کے ذریعہ سے ہندو مسلمان ملازمین سے کہتا ہوں کہ "یہ وہی بوسورتھ اسمتھ گجرانوالہ کا ڈپٹی کمشنر ہے جس نے ستے دالا ڈاک بنگلوں میں بیٹھکر تمام گانوں کے مردوں کو بلا بھیجا تھا اور جب اسے یہ معلوم ہوگیا کہ سب گانوں والے آگئے ہیں تو یہ بہادر آدمی چابک ہاتھ میں لیکر گھوڑے پر سوار ہوکر گانوں میں گیا اور تمام عورتوں کو بلوا بھیجا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام ہندو، مسلم، پارسی اور سکھوں کی غیرت

منہ پر برقع ڈال کر (کیونکہ ہندوستان میں اب بھی اتنی شرم وحیا ہے) حاضر ہوئیں تب وہ ہی بدسورت آسمٹھ جو کوڑا لئے ہوئے گھوڑے پر سوار تھا ان عورتوں کی طرف مخاطب ہو کر بولا "اے کتیو! تم اپنے شوہروں کو ہانگ پر لئے پڑی رہیں اور تم نے اپنے شوہروں سے اتنا نہ کہا کہ گورنمنٹ کے خلاف بغاوت نہ کرو۔ اب برقع ڈال کر میرے سامنے آئی ہو۔ میری پولیس ابھی آتی ہے وہ تمہارے اس گھونگھٹ کو اتار دیگی" بھائیو! کیا ہماری بہنوں کی یہ ذلت نہ تھی۔ پولیس میں ہندوستانی ایسے بے غیرت ہو گئے کہ وہ اپنی ہی ماں اور بہنوں کا گھونگھٹ اتاریں۔

آج میں گورنمنٹ کو بتاتا ہوں کہ ہم نے جنگ کا اعلان کر دیا ہے۔ خواہ دنیا الٹ جائے مگر ہم اس ذلت کو ہرگز نہ برداشت کریں گے کہ ہماری عورتوں کی نقاب یا گھونگھٹ اتارا جائے۔ خدا ایسی گورنمنٹ کو نیست نابود کرے گا۔ کرو جو کچھ تم کر سکتے ہو ہم اپنے ملک کیلئے جو چاہیں کریں گے یہ ہیں وہ باتیں جو میں آپکو بتانا چاہتا تھا۔

مسلمانوں کا فرض مقامات مقدسہ کے بابت میں ان مسلمانوں سے کیا کہوں۔ مسلمانو! اے بد نصیب مسلمانو! اے خدا اور رسول کے نام کو ناپاک کرنے والے مسلمانو! خواہ میری ماں۔ میری بیوی میری لڑکی خدا اور رسول کے نام پر قربان کر دی جائیں۔ خواہ ہر مسلمان کی ماں۔ بیوی۔ بچے خدا اور اس کے رسول کے نام لینے پر قتل کر دئے جائیں لیکن میں یہ ہرگز قبول نہ کروں گا کہ مسلمانوں کے مقامات مقدسہ پر دست درازی کی جائے۔ آج ہم سے جھوٹے وعدے کر کے اسلام کے مقدس مقامات پر قبضہ کیا جا رہا ہے۔ میں صرف اسی کا مطالبہ کرتا ہوں کہ مقامات مقدسہ کو خالی کر دو۔ خلیفہ رسول اللہ کو ان کی سابق طاقت واپس دے دو۔ ہندوستان کو سوراج دو۔ اور پنجاب کی غلطیوں کی تلافی کرو" اگر تم ان تمام باتوں کے کرنے پر طیار ہو تو ہندوستان پھر تم کو ایک بار موقع دیتا ہے۔ ورنہ یہ سن رکھو کہ یا تم ہی ہندوستان میں رہوگے یا ہم۔ ہماری جد وجہد کی آخری منزل یہ ہوگی کہ ہم جنگ کا اعلان کر دیں میں جیل میں جانے اور مرنے کو طیار ہوں۔ بھائیو اور بہنو:۔ اگر تم خلافت اور سوراج کا ذکر کرتے ہو اگر پنجاب کے متعلق تم کچھ کہتے ہو تو تم ہمیشہ کیلئے فیصلہ کر لو کہ آیا تم اپنی جان و مال نثار کرنے کے لئے تیار ہو یا نہیں (سب یک زبان ہو کر "ہم سب طیار ہیں") دس بیس ہزار آدمیوں کے جلسہ میں کھڑے ہو کر جوش کا اظہار کر دینا آسان ہے لیکن اس وقت کی بابت خیال کرو جب ہزاروں توپیں تمہارے مخالف ہوں گی، جب تمہارے جسم سے تمہارا گوشت جدا کیا جائیگا جب تم جیل خانہ میں بند کر دئے جاؤ گے اور تمکو لالچ اور ترغیب دلائی جائیگی۔ مجھے بتاؤ کہ تم اس وقت بھی ہندوستان کے لئے اپنی

جان و مال قربان کردینا گوارا کروگے، (آوازیں "یقینی") اس میں مجھے کچھ شبہ ہے۔ ہمارے پولیس کے بھائی اعتبار کے قابل نہیں۔ خدا کرے ان کو اتنی ہمت ہو کہ وہ بھی ہمارے ہم آواز ہو کر یہ کہدیں کہ ہم اپنی جان و مال قربان کردیں گے اور اس حکومت پر لعنت کریں گے۔ بھائیو! اگر تم نے یہ کرلیا تو یہی اعلان جنگ ہوگا۔ ہم نے تو اعلان جنگ کردیا ہے۔ مگر جنگ میں سامان حرب کی ضرورت ہوتی ہے۔ بھائیو تم میں سے بعض تاجر ہیں بعض زمیندار ہیں، اور بعض کاشتکار۔ تم یہ جانتے ہو کہ تم اپنا کام دلجمعی کے ساتھ ٹھیک وقت پر کرتے ہو مگر اب میں تم سے کہتا ہوں کہ تم ان تمام باتوں کو علیحدہ رکھدو اور اپنی پوری طاقت سے اس فرض کو پورا کرنے میں حصہ لو۔

مہاتما گاندھی میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ہندوستان کی خوش نصیبی ہے کہ ہم ہندوؤں، مسلمانوں، سکھوں، پارسیوں کا سردار آج ایسا عقلمند اور بہادر ہے کہ اس کی ماتحتی میں اگر خدا نے چاہا تو فتح یقینی اور لابدی ہے اس لئے آج آپ بھائی صاحبان یہ فیصلہ کرلیں کہ آیا آپ مہاتما گاندھی کے قول پر دل و جان سے عمل کریں گے (آوازیں "ہم کریں گے")

کانگریس میں روپیہ کافی ہوگیا ہے مگر آپ لوگ اس میں برابر چندہ دیئے جائیں مسلمانو۔ تم میں سے بھی ہر شخص بلا استثنا سوراج اور کانگریس فنڈ میں حصہ لے۔ اگر تم خیرات کیلئے ایک روپیہ نکالو دس میں سے بارہ آنے خلافت میں دو اور چار آنہ سوراج فنڈ میں اور ہندو بھائیو! اگر تم خیرات کیلئے ایک روپیہ نکالو تو تم پندرہ آنے تک سوراج فنڈ میں دو اور ایک ہی آنہ خلافت فنڈ میں دو۔ مگر ایک آنہ دو ضرور مسلمانو مجھے یقین ہے کہ یہ تمہارا فرض ہے اگر تم چالیس لاکھ روپیہ جس کی ضرورت ہے۔ بہت جلد جمع کرسکتے ہو۔ خلافت کی رسیدیں موجود ہیں ایماندار لوگ حساب کو جانچتے ہیں۔ تم بھی ایک کروڑ ممبر تیار کرو اور اگر ہر شخص ہر ماہوار دے تو ہمارے پاس جلد آدمی اور روپیہ دونوں ہو جائیں گے۔ بھائیو جو کچھ مجھے کہنا تھا کہدیا۔ یہ تلچ کی محفل نہیں کہ کچھ لوگ تو واہ وا کہیں اور کچھ اسے برا کہیں اور آپ لوگ "جے" کے نعرے بلند کریں اور چلے جائیں۔ بھائیو! اب وقت عملی کام کا ہے۔

میں اپنے مسلمان بھائیوں سے کہوں گا کہ وہ خدا پر بھروسہ کر کے تین باتیں کرنا شروع کردیں اول یہ کہ ہندو اور مسلمانوں میں دوستی پیدا کریں۔ آپ سے جہاں تک ممکن ہو اپنے ہندو بھائیوں کی بھلائی کی کوشش کریں۔ اور اے ہندو بھائیو! آپ سے بھی جہاں تک ممکن ہو مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کریں۔ بس اپنے ہندو

بھائیوں سے ملتجی ہوں کہ وہ ہم لوگوں پر بھروسا کریں۔ آپ نے ہمارے مذہبی معاملات میں ہمارا ساتھ دیا۔ یہ سمجھئے کہ ہم بے یار و مددگار ہیں۔ جب تک یہ گورنمنٹ باقی ہے۔ ہم آپ لوگوں کے ساتھ کچھ سلوک نہیں کر سکتے۔ لیکن جب خدا ہم کو سوراج عنایت کریگا ہم مسئلہ گاؤکشی کا فیصلہ ہندوؤں کے اطمینان کے لائق کر دیں گے اور ان کو شکایت کا موقع نہ دیں گے۔ ہندو بھائیو! تم نے گذشتہ ۵۰ برس تک صبر سے کام لیا کچھ عرصہ تک اور صبر کرو۔ یہ وقت آپس میں لڑنے جھگڑنے کا نہیں۔ بقرہ عید کا زمانہ قریب آرہا ہے یہ بہت ممکن ہے کہ ہندو اپنے مندر میں گائے کا گوشت دیکھیں اور مسلمان مسجدوں میں سؤر کا۔ ایک مسلمانوں کا فعل بتایا جائیگا اور دوسرا ہندوؤں کا لیکن اگر تم سوراج لینا چاہتے ہو۔ اور اگر تم پنجاب اور خلافت کیساتھ انصاف کرانا چاہتے ہو۔ تب یہ فیصلہ کر لو کہ خواہ دنیا کا ایک سرا دوسرے سرے سے مل جائے ہم ہرگز آپس میں اس وقت تک نہیں لڑینگے۔ جبتک کہ سوراج حاصل نہ کر لیں۔ بھائیو! اس پر غور کرو۔ یہ تمہارے لئے ایک نہایت دقت طلب مسئلہ ہے۔

تقریر حضرت مولانا حسین احمد صاحب تحریک رزولیوشن نمبر ۶ کراچی کانفرنس

حضرات! جس مقصد کیلئے مجھکو حکم فرمایا گیا ہے۔ جس تجویز کے پیش کرنے کیلئے مجھے حکم دیا گیا ہے اس کے متعلق میں مختصر الفاظ میں کچھ قرآن حدیث کے احکام آپ حضرات کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں قبل اس کے کہ اس کو میں علاحدہ آپ کے سامنے عرض کروں اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف تمام مسلمانان عالم کے درمیان کس قسم کا رابطہ اور تعلق بیان کرتا ہے۔ قرآن کہتا ہے (آیت) مسلمان کہیں ہوں کسی رنگت کے ہوں کسی نسل کے ہوں مشرق کے رہنے والے ہوں۔ گورے رنگ کے ہوں یا کالے رنگ کے ہوں کسی قسم کی زبان رکھنے والے ہوں ان میں کسی قسم کا کوئی اختلاف ایسا نہیں ہے جس کی وجہ سے ایک مسلمان دوسرے سے غافل ہو سکے یا یہ کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کسی ایسی حالت میں چھوڑ سکے جس میں اس پر یا اس کی کسی عزت پر یا مال پر صدمہ پہنچتا ہے غرض یہ ہے کہ یہ حکم یعنی یہ آیت صاف طور سے دلالت کرتی ہے کہ مسلمانوں میں آپس میں ایک دوسرے سے ایسا تعلق اور رابطہ ہونا چاہیئے جیسا کہ ایک بھائی کو دوسرے بھائی سے ہوتا ہے اس آیت کا جو کہ حکماً نازل فرمائی گئی ہے اس سے مقصد کیا ہے آیا فقط خبر دینا مقصود ہے یا کسی حکم کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ جن صاحبان نے زبان عربی کی طرف تھوڑی سی بھی توجہ کی ہوگی اور عادت عرب سے واقف ہوں گے

ره اس سے بخوبی واقف ہیں کہ بھائیوں کے درمیان عرب میں ایک نشان اور ایک ایسا علاقہ رکھا جاتا
ہے کہ جس کی وجہ سے بھائیوں کی ایک خصوصیت ظاہر ہوتی ہے جیسی دوسری قرابت میں نہیں ہوتی تھی
س واسطے شاعر کہتا ہے (عربی) کا ایک شعر پڑھا جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے بھائی کو مضبوط پکڑنا چاہیے
یونکہ جس کے پاس بھائی نہیں ہے اس کی ایک ایسی حالت ہے جیسے کوئی جنگ میں بغیر ہتھیار کے جائے
مقصد یہ ہے کہ قرآن نے تمام مسلمانوں میں مددگاری کے واسطے اور خیرخواہی کے واسطے اور ہر قسم کی خبرگیری
کے لئے ایک ایسی برادری قائم کر دی ہے اور اتنی محبت ہوتی ہے کہ ایک باپ اور ایک ماں کی چند اولاد کے
ندر ہوتی ہے۔ قرآن اس مضمون کو دوسرے الفاظ میں بھی خاص طور سے بھی پیش کرتا ہے (عربی) "مسلمان مرد
ورت آپس میں ایک دوسرے کے یار اور مددگار ہیں" جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مضمون کا بہت
ی احادیث میں صاف طور سے ذکر فرماتے ہیں۔ کہیں فرمایا جاتا ہے (حدیث) یعنی مسلمان تمام......
روئے زمین پر کہیں رہتے ہوں مگر سب کے سب ایک جسم کے اعضاء کی طرح سے ہیں جیسے کہ آنکھ میں اگر
رد ہوتا ہے تو باقی جسم میں بھی تکلیف ہوتی ہے نیند نہیں آتی۔ اسی طرح سے مسلمانوں کی حالت آپس میں
ہونی چاہیے کہیں فرماتے ہیں (حدیث) ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اس کو رسوا نہ کرو غرض
ہے کہ اسلام نے تمام مسلمانوں میں ایک ایسا رشتہ اور رابطہ قائم کر دیا ہے کہ جس کی وجہ سے ہر مسلمان پر
دوسرے مسلمان کا حق ہے غرض یہ ہے کہ اسلام نے اور قرآن و حدیث نے مسلمانوں کے درمیان ایسا
رابطہ اور اتحاد قائم کر دیا ہے کہ جس کی وجہ سے تمام مسلمانوں پر خواہ کہیں کے ہوں ہر ایک مسلمان کے حقوق
ی بہت قوت کیساتھ اعانت کرنا ضروری ہے جبکہ یہ بات مختلف احادیث اور آیات میں نہایت قوت
یساتھ بیان کر دی ہے تو اب ہم کو اس بات کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ آج مسلمانوں کو روئے
مین پر کیا کرنا چاہیے۔ اور جس حالت میں کہ اسلام کی دوسری جگہوں میں پھنسا ہوا ہے خلافت جس حالت
یں پھنسی ہوئی ہے جو شعار اسلام اور مذہب اسلام کی جو حالت آئے دن ہو رہی ہے اس کے متعلق کیا حکم
ہونا چاہیے۔ اس کو بھی قرآن سے ہی دریافت کرنا چاہیے۔ قرآن کہتا ہے (آیت) اے مسلمانو جو لوگ تمہاری
عزت اور تمہارے ملک تمہاری دولت کو برباد کرنا چاہتے ہیں اور جو لوگ تمہارے مذہب کو دنیا سے ملیامیٹ
کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے ساتھ تم لوگ مقابلہ کرو اور ان کے ساتھ مقاتلہ کرو۔
یہ حکم شرعی طور سے فرمایا جاتا ہے اور فرض کر دیا جاتا ہے کہ اگر مخالفین اسلام ہجوم کریں شہر ہائے اسلام پر تو

فرض ہے تمام مسلمانوں پر کہ ان کا مقابلہ کریں اس میں کوئی خصوصیت کسی خاص قوم کی نہیں کی گئی ہے جس کی وجہ سے فقہائے اسلام فرماتے ہیں کہ اگر کسی جانب پر اسلامی شہروں میں سے ہجوم ہو تو تمام مسلمانوں پر بتدریج فرض ہوتا جاتا ہے اول اس شہر کے رہنے والوں پر فرض عین ہو جاتا ہے کہ وہ کفار کا مقابلہ کریں اور دفع کریں اور اگر وہ سستی کریں تو اس شہر کے اردگرد رہنے والوں پر یہ حکم فرض ہو جاتا ہے اگر وہ بھی سستی کریں گے اردگرد کے بسنے والوں پر فرض ہو جائیگا۔ اسیطرح سے بتدریج آہستہ آہستہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں پر یہ حکم فرض ہو جائیگا اور یہ حکم واقع ہو جائیگا کہ ہم سب کے سب اپنی جان سے اپنے مال سے روپیہ پیسہ سے انکا مقابلہ کریں اس بنا پر اس کی ضرورت ہوئی کہ شہرہائے اسلام پر ایسے ممالک پر جو ملک کسی بادشاہ اسلام کے قبضہ میں تھے ان کے اوپر ہجوم کیا گیا تو اس کی وجہ سے خواہ کہیں کے مسلمان ہوں خواہ ہندوستان کے مسلمان ہوں یا چین کے مسلمان ہوں یا بخارہ کے مسلمان ہوں سب کے اوپر فرض ہے کہ ان کی مدد کریں ان کافروں کو ان کے شہروں سے نکالیں فقط یہ ہی نہیں بلکہ دوسری جگہ یہ بھی فرمایا گیا ہے (عربی) کہ مخالفین اسلام تم سے مجتمع ہو کر اکٹھے ہو کر مقابلہ کرتے ہوں تم سے لڑائی کرتے ہو۔ تمہارے ملک کو اور عزت دین کو برباد کرنا چاہتے ہوں تو اس ہی طرح سے تم سبھوں پر فرض ہے کہ سب کے سب ملکر ان سے مقابلہ کرو اور لڑائی کرو ان دونوں آیتوں کے مفہوم پر غور فرمائیے اس کے معانی کو ملاحظہ کیجئے ان دونوں آیتوں کا خلاصہ خاص طور سے یہ نکلتا ہے کہ تمام مسلمانان عالم پر ایک حالت میں جب کہ اتحادی ممالک اور یوروپین قومیں ملکر جبکہ اسلامی دولت کو برباد کرنا چاہتے ہوں اور طرح طرح کے مظالم کرتے ہوئے ایسی صورتیں اختیار کرتی ہوں کہ جس کی وجہ سے اسلام کی دولت ہی فقط ضائع نہ ہو بلکہ اسلام دنیا سے مٹ جائے تو اس وقت میں آپ خود جان سکتے ہیں کہ ان دونوں آیتوں سے کیا معلوم ہوتا ہے اور کیا آپ کے ذمہ حکم شرعی عائد ہوتا ہے۔ . . . . کہ ہر ایک شخص پر ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اس وقت مجتمع قوت کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا جائے پھر جب کہ یہ فرض تھا کہ ان کا مقابلہ کیا جائے اور ایسی صورت میں اگر مسلمان کسی قسم کی سستی کریں یا کاہلی کریں تو اس سے آپ جان سکتے ہیں کہ وہ کس قدر اعلیٰ درجہ کے گنہگار ہوں گے کیونکہ فرض کا ترک حرام ہے جو گناہ بڑے بڑے ہیں یا ان میں سے یہ ایک بہت بڑا گناہ کبیرہ ہے۔ اسی صورت میں جبکہ کسل کرنا سستی کرنا گناہ کبیرہ تھا تو اب جو مخالفین اسلام ہیں ان کی مدد کرنا کسی قسم کی کس طرح سے جائز ہوگی۔ اسی واسطے قرآن شریف میں بہت سی آیتوں میں اس کی خاص طور سے ممانعت کی گئی ہے۔ کبھی فرماتے ہیں کہ :-

تعاونو علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان" بھلائی اور تقوی و پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور
گناہوں اور ظلم اور تعدی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو جو لوگ کہ اتحادیوں کی مدد بہت کرتے ہیں برا ہے۔ روپیہ سے
مدد کرنے چاہتا ہے وہ جان سے مدد کرے جس طرح سے مدد کریں گے وہ اس خبر میں داخل ہوں گے یعنی "ولا تعاونوا
علی الاثم والعدوان" جبکہ یہ بات معلوم ہے کہ آج یورپ یہ چاہ رہا ہے اتحادی یہ چاہ رہے ہیں کہ کوئی حکومت
اسلامی روئے زمین پر باقی نہ رہے سب سے بڑی قوت اسلامی یہ سلطنت روم تھی جس کا بادشاہ وہ خلیفہ اسلام کہا
جاتا ہے۔ وہ ہر طرح سے حامی اسلام کی کرتا تھا جب کہ اس کے برباد کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں تو اب
جو شخص اتحادیوں کا ساتھ کسی بات میں بھی دیگا چاہے وہ فوج میں بھرتی کروائے یا خود فوج میں داخل ہو کر جاوے یا و
پیسے مال سے یا تحریر سے ساتھ دیگا وہ حقیقتاً مخالف اسلام ہے اور اسلام کی جڑ کھودنے والا ہے۔ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کی صورتوں میں یوں فرماتے ہیں (حدیث) جس شخص نے ہم پر یعنی مسلمانوں پر
ہتھیار کو اٹھایا۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے جو لوگ کہ فوج میں بھرتی ہو کر اس طور پر اتحادیوں کی اور زمانہ میں اسلام
کی مدد کرتے ہیں وہ اپنے آپ کو دیکھیں کہ آیا وہ مسلمان باقی رہ سکیں گے یا نہیں۔ میں اس کے متعلق واقعات
جو کچھ واقع ہو چکے ہیں دکھلانا نہیں چاہتا فقط ایک واقعہ آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں جس کا مجھ
سے ایک اسٹریلین مسلمان نے ذکر کیا تھا اور نہایت وثوق کیساتھ ذکر کیا تھا اور اس نے ایک عیسائی اسٹریلین
سے جو کہ وہ دانیال میں موجود تھا اس سے یہ نقل کیا ہے چونکہ یہ واقعہ ایک عیسائی کے بیان سے ہے جو کہ دشمن
اسلام ہے اور وہ خود اس کو ذکر کرتا ہے اس لئے ایک قابل عبرت واقعہ ضرور ہوگا اور لوگوں کو اس سے اندازہ
ہو جائیگا کہ آج ہم مخالفین اسلام کی مدد کرکے اسلام پر باقی رہ سکیں گے یا نہیں یہ اسٹریلین مسلمان کہتا ہے کہ جب
وقت میں التوائے جنگ کے بعد اسٹریلین فوجیں واپس آئی ہیں ان دنوں اسٹریلیا میں موجود تھا۔ ایک قہوہ خانہ میں
ایک ہوٹل میں انکا اجتماع ہوا وہ آپس میں باتیں کرنے لگے تو ایک واقعہ انہوں نے ذکر کیا اس سے ایک خاص
بات ہی اور معلوم ہو جائیگی کہ ہندوستانیوں نے اس جنگ میں اپنے لئے کیا حصہ لیا اور کیسی سرخروئی یا بارہ
دی کمائی۔ اسٹریلین عیسائی بیان کرتا ہے کہ میں بھی خندق میں موجود تھا اور میرے ساتھ خندق میں چند ہندوستانی
سپاہی تھے جن میں دو مسلمان تھے اور میں دیکھتا تھا کہ وہ تین روز سے آپس میں جھگڑا ہوتا تھا اور باتیں ہوتی تھیں
میں سمجھتا نہ تھا مگر انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ ایک ان میں سے یہ چاہتا تھا کہ ہتھیار چھوڑ کر ترکوں سے جا ملے کیونکہ ایمان
ہونے کی وجہ سے اور دوسرا اس کا ساتھی یہ چاہتا تھا کہ ہتھیار لیکر ترکوں سے جا کر نہ ملے اور ایسا نہ کرے اور کو

رکتا تھا ایک یا دو روز تک یہ جھگڑا ہوتا رہا۔ آخر میں ایک شخص ان میں سے ہتھیار چھوڑ کر وہیں پھینک کر ترکوں سے حلف ملنے کے لیے ان کی خندق کی طرف بھاگا دو چند قدم آگے بڑھا تھا کہ اس کے دوسرے ساتھی نے شور مچایا اور دوسرے سپاہیوں سے کہا کہ یہ ترکوں سے ملنے جاتا ہے تم اس کے اوپر گولی ہی پھینکو گولی ماری گئی۔ وہ بیچ میں پہنچا تھا دو میان ہی میں تھا کہ اس کے گولی لگی اور وہ مر گیا اب اس واقعہ کو سنئے وہ آفیسر میں کہتا ہے کہ بیچ میں جہاں وہ آدمی گرا تھا کوئی آدمی نہ جا سکتا تھا اس لئے کہ اگر ترکوں میں کوئی آدمی پہنچے تو ہم گولی مارتے اور اگر ہم سے کوئی آدمی پہنچے تو وہ گولی مارتے، پھر گرمی کا وقت تھا اگر کوئی میت کوئی مردہ وہاں پہنچے یا وہاں پر باقی رہتا تو چند گھنٹے بعد اس کا جسم کالا پڑ جاتا تھا اور بدبو واقع ہو جاتی مگر واقع یہ ہوتا ہے کہ رات کو ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی لاش کے پاس ایک شمع روشن ہے ایک چراغ جل رہا ہے ہم نے دوربین (انگریزی) کے ذریعہ سے پورے طور پر دیکھنا چاہا کہ کوئی آدمی اس کے پاس آیا ہے یا کسی نے چراغ دکھایا ہے۔ کوئی شخص معلوم نہیں ہوا اور معلوم ہوا ہے کہ یہ دو میدان جنگ اس طرح ڈالی جاتی ہے کہ اس میں کسی قسم کی پوشیدگی باقی نہیں رہتی بلکہ معمولی طور پر جنگ میں ہر وقت میں تمام کو یہ دشمنی روشن کی جاتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ دو تین روز تک وہ روشنی وہاں پر رہتی رہی مگر ہر رات کو ہم دیکھتے تھے کہ ایک شمع وہاں موجود ہے یہ کوئی نیا واقعہ نہیں ہے بلکہ بخاری شریف جن حضرات نے پڑھی ہے ان کو معلوم ہوگا کہ بعض حضرات جو شہید ہوتے تھے ان کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا ہے اور ان کی روشنی محض ان کی لاش کے قریب ایک مدت تک پائی گئی۔

اس کے بعد کہتے ہیں کہ جب دو تین روز کے بعد اجازت مردوں کے اٹھانے کی ہوئی تو اس وقت جب اس کی لاش اٹھائی گئی تو اس کی لاش میں۔ .... نہ رنگت میں کوئی کسی قسم کا فرق واقع ہوا گویا کہ ابھی وہ شخص مرا تھا نہ اس کے جسم میں کوئی بدبو پیدا ہوئی نہ اس کے کسی چیز میں اور کوئی تغیر پیدا ہوا یہ تو اس شخص کی حالت ہوئی مگر وہ کہتا ہے کہ جس نے گولی مروائی تھی یعنی دوسرے ساتھی کی یہ حالت ہوئی کہ چند گھنٹوں کے بعد ایک گولی اس کی پیشانی پر لگی تو اس کی ہڈی جبڑے کی اس طرح سے آگے نکلی جیسے سور کا منہ ہوتا ہے اور رنگت بھی سیاہ ہو گئی۔ وہ شخص کہتا ہے کہ جس شخص نے گولی ماری تھی اس شخص کی پیشانی پر بھی گولی لگی اور جبڑے کی ہڈی اس طرح آگے نکل آئی کہ مونہہ نہایت ہی لمبا ہو گیا اور صورت نہایت ہی سیاہ ہو گئی اور چہرہ سیاہ نکل آیا بالکل سور کی سی صورت ہو گئی یہ بیان کسی مسلمان کا نہیں ہے۔ عیسائی بیان کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اس میں تمہارے مذہب کے حقانیت کی دلائل موجود ہیں اور ظاہر نظر آتی ہیں میں نے فقط اس واقعہ کو آپ کے سامنے

دردانیال کے پیش کرتا ہوں۔ ایسے واقعات بہت سے ہیں عراق اور دردانیال اور بصرہ وغیرہ میں فوجوں
کے سامنے پیش آ رہے ہیں مگر ایک واقعہ آپ کے سامنے پیش کر کے یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ دیکھئے آپ ان
عیسائی کی۔ ان کافروں کی جو دشمنان خدا اور رسول کی مدد کرتے ہیں اور مدد کرنے کیلئے تیار ہوتے ہیں خواہ میں
دفتر میں آپ نام لکھا ئیں جہاں دشمنوں کا نام لکھا ہوا ہے اور جو کہ دشمنوں کا دفتر ہے یعنی غلام سمجھا گا دفتر خواہ
آپ اس میں چندہ دیں خواہ ان فوجوں میں بھرتی کرائیں۔ تھوڑی مدد ہو یا بہت ہو تو دیکھئے جناب رسول
فرماتے ہیں کہ (عربی) جس نے کسی فوج کی جماعت کو بڑھایا یعنی وہ اس جماعت میں شریک نہیں تھا حقیقۃً نہ
ان کی مدد کرنا چاہتا تھا مگر تماشہ دیکھنے کے واسطے یا کسی اور وجہ سے اس جماعت میں اگر بیٹھ گیا تو وہ ان
ہی جماعت میں سے ہوگا۔ جب آپ نے دشمنان خدا و رسول کے دفتر میں اپنا نام بڑھایا تو ان کی جماعت میں
شامل ہو کر اس کو بڑھا دیا جب آپ نے کسی فوج میں بھرتی ہو کر یا بھرتی کرا کر شرکت کی۔ اگرچہ آپ کے دل میں
ایمان تھا اور آپ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے مگر خیال کیجئے کہ آپ نے اس جہت
کہ دشمنان اسلام کو تقویت پہنچائی کیا حال ہوگا قرآن کہتا ہے (عربی) کہ جو شخص کسی مسلمان کو قتل کریگا جان بوجھ
کر عمداً تو اس کی جزا کیا ہے (جہنم) ہمیشہ رہیگا اس جہنم میں اور اللہ کا غضب ہوگا اس پر اللہ کی لعنت ہوگی اس
پر اور اللہ تعالیٰ نے اس کے واسطے بہت سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ پھر کیا کسی مسلمان شخص کو یہ بات جائز
ہے کہ وہ ان فوجوں میں بھرتی ہو جن کے اندر علانیہ طور پر مسلمانوں سے مقابلہ کا حکم دیا جاتا ہے۔ آپ فوجوں
میں بھرتی ہو کر اپنے آپ کو کہہ سکتے ہیں کہ جس وقت گورنمنٹ کسی مسلمان قوم کو مسلمان قوم سے مقابلہ میں بھیجے گی
مسلمان وہاں نہیں جائیں گے۔ بہت سے لوگوں نے مصر میں کہا عراق میں کہا اور دانیال میں کہا تو ان کے گولی مار دی
گئی مجھ سے خود جرنیل علی احسان پاشا نے مالٹا میں ذکر کیا جس وقت میں و حضرت شیخ الہند مرحوم ان سے ملنے
گئے تو وہ باتیں جو اس نے بیان کیں بہت ہی افسوس نہایت الم اور درد و رنج و غم وہ ظاہر کرتے تھے اہل ہند پر
وہ کہتے تھے کہ اہل ہند سے ہم کو نہایت زیادہ شکایت ہے ہم نے ہند پر چڑھائی نہیں کی تھی ہم نے ہندوستان
کے ہندوؤں یا مسلمانوں کو کبھی کسی قسم کی تکلیف نہیں دی نقصان نہیں پہنچایا۔ ہم نے ان کے ملک نہیں
چھینے تھے ان کی دولت، عزت، آبرو کو برباد نہیں کیا تھا بلکہ ہمارے علائق۔ تعلقات علمی اور دینی کے ان کے
ساتھ تھے۔ ہم اور ہندوستانی لوگ ایک مذہب میں ایک نسل کے ایک براعظم کے رہنے والے ایشیائی ہیں ہم میں
انمیں بہت کچھ اتحادات تھے۔ ہم کو اس بات کی بہت کچھ امید تھی کہ جس وقت میں ہم کوشش کر رہے ہیں کہ تمام

مشرقی مغربی برائیوں سے پاک صاف ہو کر آزاد ہو جائے۔ ہماری اصلی غرض یہی تھی کہ ہم مسلمانوں کو آزاد کرائیں
تو ان کا فرض منصبی تھا کہ وہ ہماری ہر طرح سے مدد کرتے مگر مدد کرنا تو در کنار انہوں نے سکوت بھی اختیار نہ کیا۔
انہوں نے ہمارے مقابلہ میں فوج کشی کی۔ دشمنان خدا و رسول کو ہر طرح سے مدد دی۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ ہم
نے مسلمان لوگوں کو جو اسیر (قیدی) ہو کر ہمارے پاس سامنے آئے تو ہم نے ان سے کہا کہ تم بھی لا الہ الا اللہ
محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہو اور ہم بھی یہ کہتے ہیں تو پھر کیوں تم نے ہمارے اوپر بندوقیں اٹھائیں
انہوں نے جواب دیا کہ اگر اب ہم بندوقیں نہ اٹھائیں تو ہمارے گلے کاٹے جاتے گلے کی طرف انہوں نے اشارہ
کیا یہ کس وجہ سے کہ اگر مسلمان بھرتی ہو کر جائیں اور مسلمان پھر یہ کہیں کہ ہم اپنے بھائیوں کے ساتھ میں مقابلہ
نہیں کر سکتے تو ان کی جان کی خیر نہیں گولی ماری جائے اور بہت سے لوگوں کے گولی ماری گئی حضرات میں یہ
دکھانا چاہتا ہوں کہ جب آپ کسی قسم کی کوئی مدد دشمنان اسلام کی کرتے ہیں تو آیا آپ کو اس بات کی امید ہے
کہ آپ کا خاتمہ ایمان پر ہوگا اور کیا آپ کو یہ بھی امید ہے کہ جناب رسول پاک کی شفاعت سے قیامت کے
دن آپ کامیاب ہوں گے کیا آپ کو امید ہے کہ جناب باری سبحانہ تعالیٰ کے سامنے کل کو سرخروئی کسی قسم
کی حاصل ہو جائیگی میں اس مضمون کو مختصر طور پر عرض کرنے کے بعد ایک خاص مضمون کی طرف آپ کی توجہ دلانا
چاہتا ہوں اور میں عنقریب اس بیان کو ختم کر دوں گا زیادہ طول طویل بیان نہیں کرنا چاہتا وہ یہ ہے کہ ان
دونو آیتوں سے (عربی) آیتیں پڑھیں۔ جیسا کہ مشرکین جمع ہو کر اور ایک اتحادی اور اجتماعی قوت سے کام
مقابلہ اور مقاتلہ لڑائی کا تمہارے ساتھ کرتے ہیں اور جنگ کرتے ہیں۔ اسی طرح تم پر اے مسلمانوں فرض ہے
کہ خواہ چین کے ہوں۔ خواہ ہندوستان کے۔ خواہ عرب کے ہوں۔ خواہ عراق کے یا روم کے ہوں۔ خواہ شام کے۔
تم سب کے سب اجتماعی صورت سے ان کا مقابلہ کرو سو آج حالت یہ ہے کہ امریکہ کے عیسائی انگلینڈ کے عیسائی
مجتمع ہو کر فرانس کے عیسائی۔ اٹلی کے عیسائی اور نیز دوسری جگہ کے اکٹھے ہو کر اسلام پر حملہ کر رہے ہیں اس جنگ
میں جو کچھ ہوا وہ آپ حضرات نے بہت اچھی طرح سنا پھر اس صورت میں کیا فرض ہوگا مسلمانان ہند اور دوسری
جگہ کے مسلمانوں کا وہی فرض ہوگا جو قرآن اپنی بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ تم مجتمع ہو کر ان کے ساتھ مقابلہ کرو
اور لڑائی اور جنگ کرو اور اسلام کو فتحیاب کرنیکی ہر طرح سے کوشش کیجائے اگر اس سے مسلمان غافل رہے تو بیشک
انہوں نے ایک بہت بڑا انتقام خدا سے اپنے لئے کمایا ہے جو کہ آخرت میں ان کیلئے کسی صورت سے سرخروئی کا ذریعہ نہیں
ہو سکیگا اسلئے یہ بات ضروری ہے کہ پورے طریقہ سے مقابلہ کیا جائے مگر اسکا مطلب یہ نہ خیال کیا جائے کہ ہر شخص کو

اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دیجائے گی کیونکہ (عربی آیت) بلکہ یہ بات ضروری ہوگی کہ ہر شخص اپنی طاقت کیموافق مقابلہ کریگا جیسے کہ ترکوں پر ضروری ہے کہ وہ اپنی طاقت کیمطابق مقابلہ کریں اس لئے یہ صورت ابتدا سے اختیار کیگئی ہے کہ نہایت ہی امن کیساتھ شائستگی کے ساتھ ہندوستان میں قانون کی حد کے اندر مقابلہ کیا جائے اور اس کیلئے صورتیں پیدا کی جائیں چنانچہ اب تک جو کچھ ہوا اور سعی کیگئی وہ اس بات کی تھی کہ قانونی حد کے اندر رہ کر نہایت امن اور شائستگی سے مقابلہ کیا جائے اس کی مختلف صورتیں بیان ہو چکی ہیں۔ آپ حضرات سن چکے ہیں مگر آج یہ صورت پیش آگئی ہے کہ خوف کیا جاتا ہے اور اعلانات انگلینڈ سے کئے جاتے ہیں کہ وہ انگورہ گورنمنٹ کو جو کہ ایک اکیلی گورنمنٹ مسلمانوں کی باقی رہ گئی ہے اور اس کے ساتھ میں کسی قدر قوت ہے جس کو ایک مدت سے یونان ہر طرح سے پیس رہا ہے جس میں یونانیوں کے مظالم اس درجہ کو اور اس حد کو پہنچ گئے ہیں جس کو وحشیوں کی قومیں بھی کسی طرح سے روا نہیں رکھ سکتی ہیں اس پر برٹانیہ اور اس کی متحدہ دولتیں کسی قسم کی احتجاج کی آواز بلند نہیں کرتی مگر آج پھر بھی خوف کیا جاتا ہے کہ وہ انگورہ گورنمنٹ کو اعلان جنگ دینا چاہتی ہیں اور ہم خاموش ہیں پھر کیا اس صورت میں مسلمانوں کا فرض یہی ہوگا کہ جیسے پہلے سے معاملہ کرتے چلے آتے ہیں اسی طرح سے معاملہ کرتے رہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ قرآن کے حکم کے موافق تو لازم تھا کہ وہ پورے طور سے جنگ کرتے مگر جب کہ ان کے اندر قوت نہیں ہے وہ پورے طور سے جنگ نہیں کر سکتے اس واسطے اس وجہ میں ایسا کرنا لازم ہوگا مگر وہ امن کے اور شائستگی کے ساتھ امن کو نہ توڑیں اور یہ بھی لازم ہے کہ جس طرح سے اب تک قانون کی پابندی کیگئی ہے اسی طرح پابندی نہ کیجائے بلکہ قانون شکنی کے جو قواعد ہیں۔ اس کے مطابق معاملہ کیا جائے اور یہ جنگ بھی اسی طرح پر امن اور شائستگی کے ساتھ رہیگی۔

فقط اس معاملہ میں مقابلہ میں زیادتی کی جائے کہ وہ قانون کی حد میں نہ رہیں بلکہ حد سے بھی باہر ہو جائیں اس لئے میں ان آیات اور ان احادیث کے موافق جو کہ اس باب میں وارد ہوئی ہیں اس مضمون کی جو ابھی پڑھا گیا ہے تحریک کرتا ہوں کہ ضروری ہے تمام مسلمانوں پر کہ تمام فوجوں کو اور تمام لوگوں کو اس بات سے روکیں کہ وہ اتحادیوں کی کسی قسم کی مدد نہ کریں اور اگر انگورہ گورنمنٹ پر برطانیہ کی فوجیں حملہ کریں تو وہ قانون شکنی کر کے نہایت امن اور شائستگی کے ساتھ مقابلہ کریں اور جس قدر قوت صرف ہو سکے اس کو صرف کریں۔ اسلئے میں اپنے اس بیان کو ختم کرتا ہوں والسلام۔ واللہ اکرم۔

دستخط انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی

ڈاکٹر کچلو صاحب کی تقریر تائید رزولیوشن نمبر ۶ کراچی کانفرنس

کہا: میرے محترم بھائی جناب صدر نے آپ سے یہ کہا تھا کہ یہ تجویز جو آپ کے سامنے پیش کی جا رہی ہے، یہ نہایت ہی
اہم ہے آپ کو چاہئے کہ ٹھنڈے دل سے غور کریں اور سوچ سمجھ کر رائے دیں ایسا نہ ہو کہ پنڈال کے باہر جا کر کسی انگریز
افسر کو دیکھ کر یا کسی سی آئی ڈی پولیس افسر کو دیکھ کر آپ ڈر جائیں اور اس ارادہ کو اور اس ہمت کو بھول جائیں جو آپ اس
الوقت ظاہر کر رہے ہیں۔ یہ تجویز ایسا الفاظ میں ایک اور جگہ کراتک کے پنڈال میں گویا کہ میں میرے
محترم بھائی آپ کے صدر نے پیش کی تھی اور مجھے اس کی تائید کا فخر حاصل ہوا تھا آج پھر آل انڈیا خلافت کانفرنس
کے پنڈال سے یہ تجویز تمام دنیا کے لئے پیش کی جاتی ہے اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے کہ ہندوستان کے مسلمان
اور ان کے ساتھ ان کے دوست ان کے حلیف ان کے مددگار ہندو ۲۲ کروڑ تیار ہیں اس بات کیلئے کہ اگر انگریزی
گورنمنٹ انگورا کیدہ جائے اور اس کے ہمنوا اور ہم خیال (منسٹران) انگلستان اس بات کا خیال تک بھی اپنے ذہن
میں نہ لائیں کہ وہ ترکوں کی سلطنت کو تباہ کر سکتے ہیں وہ انگورہ کی گورنمنٹ کو تباہ کر سکتے ہیں تو سات کروڑ مسلمان
اور ان کے ساتھ ۲۲ کروڑ ہندو دسمبر میں اپنی نیشنل کانگریس کے سامنے تمام دنیا کے سامنے اس بات کا اعلان
کریں گے کہ ہم کو انگریز بادشاہ منظور نہیں ایسی حکومت منظور نہیں (انشاء اللہ) ہم اپنی ہی مبارک کا جھنڈا بلند کریں
گے۔ اللہ اکبر۔ میرے بھائی (پریزیڈنٹ) نے سچ کہا کہ یہ تجویز کوئی معمولی تجویز نہیں ہے اس پر عمل پیرا ہونے
کیلئے بہادری کی ضرورت ہے اور وہ بھی غیر معمولی بہادری کی میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ سوچ سمجھ کر رائے دیجئے
جب سے خلافت کی تحریک شروع ہوئی ہے، آپ حضرات کو معلوم ہے اور آپ خود اس میں شامل ہوتے رہے
ہیں ہم نے تمام ممکن ذرائع سے انگلستان کی گورنمنٹ کو مطلع کرنے کی کوشش کی ان کو بتایا، ڈیپوٹیشن کے
ذریعہ سے اخبارات کے ذریعہ سے، تجویزوں کے ذریعہ سے لیکچروں کے ذریعہ سے وعظ کے ذریعہ سے جو ان
ملاقات کے ذریعہ سے ہماری تدبیریں ہو سکتی تھیں ان سب تدابیر سے ہم نے بتلانے کی کوشش کی کہ بھائی یہ مسلمانوں
کا مذہبی مسئلہ ہے مسلمان بظاہر مردہ ہیں مسلمانوں کے پاس حکومت نہیں ہے وہ جاتی رہی ثروت نہیں ہے
طاقت نہیں قوت نہیں ہے۔ قوت کا سامان نہیں ہے لیکن بھائی اس گری ہوئی قوم کو اگر کوئی چیز بیدار کر سکتی
ہے تو وہ ایک چیز ہے کہ جب اس قوم کے لئے کربلا کا زمانہ آتا ہے اور وہ مذہبی رنگ میں اختیار کرتی ہے تو اس مردہ
اور نیم مردہ قوم میں ایک نئی روح پیدا ہوتی ہے جو نہ صرف اس کو بیدار کرتی ہے بلکہ تمام دنیا کو بیدار کرنے کے لئے

جاتی ہے ہم نے سمجھایا۔ ان کی خوشامد کی، ہاتھ جوڑے لیکن بھائی۔ انگریز یہ کب سننے والے تھے لائیڈ
صاحب تو کسی اور فکر میں بیٹھے تھے وہ گروسیڈ کا خواب دیکھ رہے تھے وہ گلیڈ اسٹون کی پالیسی پر پیروی
کی فکر میں تھے وہ اپنے ہوائی جہاز کی توپ بندوق اور بم کے گولوں کے بھروسہ پر اطمینان سے یہ
تمام دنیائے اسلام کو شکست دے رہے تھے اور نہ صرف اسلام کو بلکہ تمام مشرقی تہذیب کو کہ اے مشرقی تہذیب
کے الناقو! اگر تم میں کچھ طاقت ہے تو آؤ ہم کھلم کھلا تمہارا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن ننھے ہو اور
تے ہیں کہ تم ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے گھمنڈ تھا ان کو لیکن لائیڈ جارج اور ان کے ہمنوا اور ہم خیال یہ سب
بھول گئے تھے وہ ان کو یاد نہیں رہا تھا جبکہ یہ جنگلیانہ یا نیم وحشیانہ (انگریزی لفظ) زندگی بسر کرتے تھے۔
ں ہیں یورپ کے اندھا دھند کو تہذیب سکھلانے کیلئے مشرق سے ایک آواز اٹھی تھی۔ اس نے مشرق سے
سے جا کر آج جو ان کی اصلی حالت ہے اس کا اصلی بنیادی پتھر قائم کیا تھا ان کے یہاں جا کر۔ اگر ان کو گھمنڈ
ی جسمانی طاقت پر۔ یا تمام ہوائی جہازوں پر یا تمام تباہی کے ساز و سامان پر تو بھائی ان کو آج سکھانے
لیے نئی بات اور اس پرانی بات کے دہرانے کے لئے اس بھولے ہوئے سبق کو یاد کرانے کیلئے آج پھر اس بات کا
ارتے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے دنیائے اسلام کے مسلمانوں نے ہندوستان کے ہندو اور سکھوں
ب نے آج اپنے آپ کو پا لیا ہے۔ اپنی روح کو پا لیا ہے اپنی گذشتہ تہذیب کو پا لیا ہے اور اس نیدال کے
لے نیچے آج پھر تم کو وہی سبق سکھانے کے لئے دنیا میں آ رہے ہیں (اللہ اکبر)
! ہماری ان عرضداشتوں پر انہوں نے کچھ توجہ نہیں کی پھر ہم نے جو موقع پر بار بار دہرا کر ان کو کہا کہ
ہ چھیڑو ہمیں۔ ہم خود پریشان ہیں۔ ہم خود نادم ہو رہے ہیں۔ ہم خود گنہگار ہیں۔ ہم اپنے گناہوں کی یاد میں خوب
رہے ہیں۔ ہم جس وقت اللہ کے حضور میں جاتے ہیں اور اپنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہمارے زبان پر آتا ہے۔
ت سچ کہتا ہوں کہ ہمارے مسلمانوں کے دل کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ ہم مکار ہیں دغا باز ہیں بے ایمان ہیں
یب کو خود اپنے ہاتھوں سے غارت کرنے والے ہیں۔ ان مقامات مقدسہ کو اس جزیرۃ العرب کو اور اس خلیفہ
ں کو تباہ کرنے والے ہم خود ہیں۔ ارے ہم خود گنہگار اپنی حالت پر پریشان ہیں ہمکو مت چھیڑو اس پر بھی وہ نہیں
ن آج میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم مسلمانوں کو تو ضرور معلوم ہو گیا کہ ان گذشتہ گناہوں کا کفارہ و دامن سے مجھے
رکیب اگر ہو سکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ ان ظالموں کو جن کو ہم نے روپے دیکر اور اپنے بھائی بھیجکر تلوار کے ذریعہ
وستان کی حکومت کو قائم کرنے کیلئے ہم نے تمام کوششیں کریں۔ ان ظالموں کو ہم سکھا دیں کہ ہم ہندوستانی

جنہوں نے دھوکے میں آ کر تمہاری خاطر سے تلوار اٹھائی اور تم کو روپیہ دیا۔ آج وہ تم کو پہچان گئے ہیں وہ آپ کو خوب
جان گئے ہیں تمہارے دھوکے میں نہیں آئیں گے اب تم خود لارڈ ریڈنگ کو بھیجو یا کسی اور لارڈ کو بھیجو وہ کسی کی باتوں
میں نہیں آئیں گے۔ اب وہ صاف صاف کھلم کھلا اعلان کرتے ہیں جنگ کا تمام دنیا کے سامنے کہ تم اگر دسمبر کے
اندر اندر ہمارے اس الٹی میٹم کو منظور نہیں کرتے تو ہم مردانہ وار میدان میں آ کر تم سے کہیں گے کہ تم اپنا بوریا بدھنا اٹھا
کر سات سمندر سے پار ہو جاؤ (سنو! سنو!! اللہ اکبر) میں سمجھتا ہوں بھائیو یہی ہے اصلی جو اس کا باقی تو سب
باتیں ہیں۔ اس میں لکھا ہے بہت کچھ کہ فوجوں میں مت جاؤ نوکری حرام ہے سارے فقہ آج سے نہیں بہت عرصہ
سے حرام ہے میں تو سمجھتا ہوں کہ ایسی نوکری فوجی نوکری یا ایسی غلامی کہ جو ہم کو سکھاتی ہے کہ دس یا پندرہ روپے کیلئے تم
اپنے ملک کے برخلاف اپنی قوم کے برخلاف اپنے دھرم کے برخلاف جا کر خونریزی کرو۔ تمام دنیا سے دشمنی پیدا
کرو اپنے آپ کو غلام بناؤ اور غلام بنتے ہوئے دوسروں کو بھی غلامی کی زنجیروں کے اندر جکڑ دو۔ ایسی نوکری تو میں
کہتا ہوں آج سے نہیں اس روز سے جب سے کہ نوکری ہمارے دیس میں پیدا ہوئی ہے۔ حرام ہے۔ لیکن آج
ہم اعلان کرتے ہیں کہ مسلمانوں کیلئے کم از کم کہ اے مسلمانو! فوجیو! تم یہ سمجھ لو کہ تمہارے علمائے ہند شرعی احکام
کو مدنظر رکھتے ہوئے فتویٰ دے چکے ہیں۔ وہ اپنی تقریروں میں بیان کر چکے ہیں۔ سر آج خلافت کمیٹی اس بات
کا اعلان کرتی ہے کہ اے مسلمانو کم از کم تم سمجھ لو کہ تمہارے اوپر یہ نوکری سرکاری فوجی بالکل حرام ہو گئی۔ لیکن میں
سمجھتا ہوں کہ یہ ایک معمولی جزو ہے اس رزولیوشن کا مگر وہ آخری جزو جو آنکھ کے سامنے ہے اس کیلئے اپنے کو تیار
کر لو تم۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ پھر تو آپ کی نوکری کا سوال نہیں رہا ([illegible])
یہ موقع ہے اپنے ملک اور دھرم کی آزادی کا۔ آج اگر ہم چوک گئے۔ آج اگر ہم پیچھے رہے۔ آج وہ قربانی اور ایثار کا مادہ
جو ابھرتی ہوئی قوموں کے اندر ضروری ہے۔ جو ترقی کرنے والی قوم کے اندر ہونا ضروری ہے۔ اگر اس ایثار اور
قربانی کے مادہ میں کچھ کمی ہمارے اندر پیدا ہو گئی تو یاد رکھو کہ اے ہندو مسلمانو یاد رکھو اس بات کو میرے سندھی بھائیو
پیرو اور ان کے مرید یاد رکھو آج نہیں کل تک نہیں بلکہ نسلاً بعد نسلاً اگر آج تم چوک گئے تو غلام ابن غلام بن کر
رہو گے آئندہ ہو گا موقع پھر تمہیں نہیں ملیگا۔ تمہاری آزادی کا موقع آج ہے۔ شاید جنگ کے زمانہ میں بھی تھا جس وقت
تہلکہ فقط باقی ہے اس کو جانے دیجئے۔ لیکن آج پھر ہے ہاں وہ کس طرح لینے سے ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ بہت
سے لوگ بہادری کا دعویٰ کرتے ہیں اور جب کبھی چلایا جاتا ہے تو سب سے پہلے ہاتھ جوڑ کر تیار ہوتے
ہیں معافی مانگنے کیلئے۔ تو بھائی تم پہلے ہی سے لو کہ یکو جھگڑے میں پڑتے ہو اگر ملک کو اور قوم کو بدنام کرنا ہے تو بہتر

ہے ورنہ تم الگ رہو اور جہاں تک مدد دے سکتے ہو روپے پیسے سے اس میں شامل ہو جاؤ لیکن اس سے بڑھکر باتیں مت کرو یاد رکھو اس تحریک کے معنی یہ نہیں کہ تم خواہ کتنے بڑے مالدار کیوں نہ ہو ضعیف یا کمسن ہو بچہ، بوڑھا، عورت مرد جو کوئی بھی اپنے آپ کو ہندوستانی کہے اس کو سمجھ لینا چاہیے کہ اس تحریک کے یہ معنی ہیں کہ یہ تمہارے بڑے بڑے مکان یہ تمہاری جائدادیں یہ تمہارے بچے اور بیوی یہ کچھ چیز نہیں ہیں۔ ممکن ہے کہ تمہیں ہمیشہ کیلئے ساری ہی دنیوی چیزوں سے جدا ہونا پڑے اور محض اس خیال سے کہ تمہارے بچے آیندہ چلکر آزاد ہوں گے اور تم امن آزادی پر اپنے آپ کو قربان کر رہے ہو تمہیں اس کیلئے قربان ہونا پڑیگا اس کو سمجھ لو اچھی طرح سے تمہیں جیل کے اندر بھی جانا پڑیگا مارشل لا بھی ممکن ہے کہ یہاں ہو جائے فوج بھی آ جائیں۔ پولیس والے بھی پکڑیں تمکو ہتھکڑیاں پڑیاں بھی لگائیں سب کچھ ہو جائے دنیا بھر کی ذلت اور بیعزتی جو ہو سکتی ہے وہ سب کچھ ہو جائے۔ لیکن اگر تم اس کو خوشی سے برداشت کرنے کیلئے تیار ہو اور کانگریس اور خلافت کے حکم کے برداشت کرنے کیلئے تیار ہو مرنے کے لئے اس وقت تیار ہو مارنے کیلئے تیار نہیں ہو تو سمجھ لو کہ فتح تمہاری ہے اور دسمبر تک میں سمجھتا ہوں کہ ملک تمہارا ہے سوراج تمہارا ہے خلافت تمہاری ہے (اللہ اکبر) لیکن بھائیو اگر کسی دھوکے میں آ کر بہت سے ایسے دوست ہمارے ہیں جو بہت سی ترکیبوں سے تمہارے اندر آ کر ہماری انجمنوں میں شامل ہو کر ہمارے بھائی بن کر اس فکر میں رہتے ہیں کہ جس طرح ہو سکے اس تحریک کے اندر نفاق کو لا کر آپس میں بھائیوں کو لڑا کر الگ کر کے اپنا آلو سیدھا کریں تاکہ سرکار کے یہاں سے خطاب مل جائے جاگیر مل جائے پھر ... اور اس قسم کی عزت ہو جائے۔ ایسے لوگ بھی تم میں ہیں جو کمزور دل کے ہیں ان کو چھوڑ کر (یہاں پر کچھ الفاظ پڑھنے میں نہیں آئے) جو خود ناکارہ ہیں لیکن محض اعتراض اور نکتہ چینی کرنا چاہتے ہیں ان کو چھوڑ کر اور جو لوگ محض فائدہ کی وجہ سے اندر بن رہے ہیں ان کو چھوڑ کر میں پھر بھی سمجھتا ہوں کہ اس وقت بہت سے آدمی ایسے ہیں جو ایمانداری کے ساتھ اپنے دھرم پر مذہب پر خلافت پر ایمان پر اللہ پر قربان ہونے کیلئے تیار ہیں میں ان لوگوں سے اپنی اپیل کرتا ہوں جن کو نام کی خواہش نہیں، عزت کی خواہش نہیں جو اپنے جان و دل اپنی تمام آبرو کی قربانی کے لئے تیار ہیں اس ابدی آبرو کے حاصل کرنے کیلئے جس کا امن تحریک کے اندر راز مضمر ہے۔ بھائیو میں سمجھتا ہوں کہ میرے بعد اور بہت سے اسپیکر ہیں جو اس تحریک کے متعلق اپنے خیالات کو آپ کی خدمت میں آپ کے سامنے پیش کریں گے میں آپ کا زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا لیکن آخری مرتبہ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ دسمبر تک آپ تیاری کر لیجئے میں جانتا ہوں کہ اس وقت گورنمنٹ کی بری حالت ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ اس وقت اس فکر میں ہے کہ

جس طرح ہو سکے دھوکہ دیکر نرمی سے پیار سے خوش کرکے خوشامد سے اپنی مطلب آری کرے ایک چال تو تھی ان
کی تھی تو زبردست لیکن الٹی پڑ گئی رہ بات یہ ہے کہ ہمارے دونو بھائی (شوکت علی محمد علی) بڑے موٹے تازے
تھے یہ برداشت کرسکتے تھے اس چال کو۔ اس واسطے ان پر کوئی کارگر نہیں ہوئی اب معلوم نہیں کہ وہاں والے ایسبرائے
بہادر اور ان کے سب تمام قیدیں بچارے جانے ساتھی اس وقت شملہ کے پہاڑوں میں کیا سوچتے ہوں گے
جو کچھ بھی ہو جیسے (اس جگہ مقرر نے پھر پریذیڈنٹ کی جانب اشارہ کرکے کہا کہ) بھائی کہتے ہیں کہ بستر باندھنے کی فکر
میں ہوں گے (ہنسی) ہمارے زبان سے لائیں گے خیر جو مجھے کہنا یہ ہے کہ اس وقت جو کچھ ترکیبیں وہ سوچتے ہوں وہ ان
کو مبارک آپ اپنے گھر کی ترکیبیں سوچ لیجئے اپنے لئے اور سوچ سمجھکر اور سوچ بچار کے بعد آپ تیار ہو جائیے اس
ہفتہ کیلئے یہ رزولیوشن آج آپ پاس کریں خود اس پر عمل پیرا ہو کر تمام دنیا کے سامنے مثال قائم کرکے آپ
دکھا دیں کہ ہندوستانی جیسے ایک مہینے کے اندر ایک کروڑ سے زیادہ روپے جمع کرسکتے ہیں۔ ہندوستانی جو
مہینے کے اندر ایک کروڑ جمع بنا سکتے ہیں کانگریس کے لئے وہ تین مہینے کے اندر اپنی خلافت اور اپنے مذہب اور
ملک کو آزاد کرا سکتے ہیں تمام باہری حکومت کے اثر سے (اللہ اکبر)

دستخط اہلکار سی۔ آئی۔ ڈی

مولانا نثار احمد صاحب کانپوری کی تقریر بہ تائید رزولیوشن نمبر ۶ کراچی کانفرنس

جناب صدر و حاضرین جلسہ یہ تحریک اور تجویز جس کیلئے علماء کرام اور میرے اور آپ کے بڑے سیاست دان اور
مدبرین تقریریں فرما چکے ہیں اب اس کے اوپر کچھ عرض کرنے کی ضرورت اور کوئی حاجت باقی نہیں رہی مگر حسب حکم
کی تعمیل کرنے کے لئے عرض کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو فوجی ملازمت کو حرام بتلایا گیا ہے ہم کو اور آپ کو معلوم ہے کہ اس گورنمنٹ
کے ساتھ جیسی گورنمنٹ کی زیادتیوں ظلم اور عہد شکنیوں سے نہ ہی نہیں بلکہ اخلاق اور ایمان کے بگاڑنے کی
جو تدبیریں ان کے ہاتھ ہیں باتیں وہ سب کی سب عمل میں لاتی ہے ایسی گورنمنٹ کیساتھ تعلق رکھنا چاہیے
شرعاً حرام ہے اور شرعاً جائز نہیں بلکہ حرام مطلق ہیں۔ بالخصوص فوجی ملازمت اس فوجی ملازمت کا منشاء کیا
ہے کہ ایسی ظالم اور بے ایمان قوم عہد شکنی کرنے والی جماعت اور وہ جماعت جس کو ید طولی ہے دنیا کے اخلاق و دنیا
کے مذہب اور ایمان کے بگاڑنے کا ان کی فوجی ملازمت (عربی پڑھی) گویا ان برے امور کی اور برے خیالات
کی معاونت کرنے کا منشا ہے ایسی جماعت کی فوج میں داخل ہونا یا خود داخل نہ ہونا لوگوں کو ترغیب دینا یا ترغیب
بھی نہ دینا بلکہ لوگوں کو جاتا ہوا ترغیب دیتا ہوا دیکھکر خاموش اور چپ رہنا چاہیئے یہ سب کا سب شرعاً حرام مطلق ہے

ے جن بھائیوں نے سنا انہوں نے یہ شریعت کا مسئلہ معلوم کر لیا اور جنہوں نے یہ نہ سنا ہو آپ کو چاہئے کہ
ں کے کانوں تک یہ خبر پہنچاویں آج ہی نہیں اس وجہ سے نہیں کہ ہماری یہ گورنمنٹ انگورہ کے مقابلہ کے
ے کھڑی ہوئی ہے۔ نہیں نہیں بلکہ ان کی اگلی برائیاں ان کے اگلے ظلم اور زیادتیاں، ان کے خلاف عہدو
عہد شکنیوں نے اس فوجی ملازمت کو حرام کر دیا ہے۔ اب ہندوستانیوں کیلئے اور بالخصوص مسلمانوں کے
ے بھائیو اس کا بجنل اس کا خواب بھی اچھا معلوم نہیں ہوتا چہ جائیکہ نوکری میں داخل ہونا اس کے علاوہ ا
انہیں لیجئے قرآن کی آیت آپ کے سامنے پہلے پڑھی جائے گی میں پھر اس کو سناتا ہوں (چنانچہ آیت پڑھی)
ہ والو دینی بھائیو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو اگر آج ہم اور آپ اس فوج میں داخل ہو کر کعبہ ڈھانے والوں کا ساتھ
ں گے اگر آج ہم اور آپ دوسروں کو ترغیب دیں کہ وہ داخل ہوں تو وہ کیا کریں گے۔ مدینہ منورہ کی عزت برباد
یں گے۔ اللہ والو دینی بھائیو کس منہ سے ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قیامت میں حاضر ہوں گے
مانو ہمکو اور آپ کو ہرگز جائز نہیں اور یہ غنبی اور جو کچھ برائیاں خرابیاں جو کچھ مصیبتیں ہمارے اور آپکے اوپر پڑی
یہ سب انہیں خلاف شریعت امور کے ارتکاب پر پڑی ہیں اور سب سے بڑا جرم شرعی یہ ہے کہ ہم اور آپ مسلمانوں
مقابلہ میں فوج میں داخل ہو کر جاتے ہیں۔ آج ہمارے اس طرز عمل نے ہمکو ایسا ذلیل اور رسوا کر دیا ہے کہ غیر
لک والے اپنے پاس بٹھانا بھی ہمارا گوارا نہیں کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ تم وہ ہندوستانی ہو کہ بارہ بارہ روپے میں
ان اور دھرم بیچکر خود غلام بنتے ہو اور دوسرے کو غلام بناتے ہو۔ دوسروں کے غلام بنانے میں کوشش
تے ہو ایسی نوبت ہے اور ہم ذلیل اور خوار ہو چکے ہیں۔ میں اس پر اس رزولیوشن کی دل سے تائید کرتا ہوں
آپ لوگوں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ آپ سب حضرات ان پر کاربند ہوں گے (نعرہ اللہ اکبر)

دستخط الحکار سی، آئی مشی

شری جگت گرو سوامی شنکر آچاریہ جی بہ تائید رزولیوشن مجلس خلافت کراچی کا تقریر

حضرات! جو رزولیوشن آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے اور جس پر تقریر کرنے کی مجھے عزت و مسرت حاصل ہوئی
ہ نہ صرف سیاسی بلکہ روحانی نقطہ خیال سے بھی نہایت اہم ہے۔ میں دنیا کے تمام معاملات کو خواہ وہ سیاسی
ں یا زندگی کے کسی دوسرے شعبہ کے تعلق رکھنے والے۔ اسی نقطۂ نظر سے دیکھتا اور روحانی حیثیت ہی سے
سنا ہوں۔ چنانچہ اس وقت بھی اس رزولیوشن پر روحانی نقطۂ نظر ہی سے تقریر کروں گا جس کی ہمہ گیر وسعت
سیاست بھی داخل ہے۔ نیز میں ہندو مذہب کے عقیدہ کی بھی توضیح کروں گا اور بتاؤں گا کہ مسئلہ

خلافت ہندو دھرم کی رو سے بھی کس قدر اہم ہے اولاً میں اپنی مذہبی مفاد اور غرض کے لحاظ سے صرف اس قدر ظاہر کئے دیتا ہوں کہ جو ہاتھ آج ایک مذہب کے مقامات مقدسہ کی بےحرمتی کر سکتا ہے۔ کیا اطمینان کیا جاسکتا ہے کہ کل دوسرے مذاہب پر ہاتھ صاف کرنے سے دریغ کریگا (ہیر ہیر) جو فیصلہ آج اسلام کی قسمت کا ہونے والا ہے وہی حشر کل ہندو دھرم کا ہوگا۔ اگر ہندو مسلمانوں کے ساتھ ملکر اسلام کی حفاظت کیلئے کھڑے نہ ہوں گے۔ ہر چند کہ اس خود غرضانہ نقطۂ خیال سے بھی ہندوؤں کو تحریک خلافت کیساتھ کامل دلچسپی و ہمدردی ہونی چاہئے۔ لیکن قطع نظر اس کے میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ مسئلہ خلافت کا تعلق ہندو دھرم کے ساتھ کس قدر اور ہمارے مذہب میں اس مسئلہ کی اہمیت کس درجہ ہے۔

مسٹر بالمیدو نے آج ایک مسئلہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہندوؤں کے دلوں میں مکہ کی وہی عظمت ہونی چاہئے جو کاشی یا رامیشور کی ہے ان کا یہ بیان صرف ہمدردانہ جذبات کا اظہار ہی نہ تھا بلکہ ان الفاظ کے تحت میں واقعیت اور معنی بھی ہیں۔ میں اس موقعہ پر اپنی کامل اور عظیم الشان مذہبی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے شاستروں کی رو سے اس بیان کی تائید و تصدیق کرتا ہوں۔ قدیم شاستروں اور دیگر کتب مقدسہ میں ہم کو صاف طور پر بتلایا گیا ہے کہ ہندوؤں کیلئے کاشی کی مثل مکہ بھی متبرک مقام ہے۔ نیز ان کتب میں دنیا کی آخری تباہی کے اسباب وجوہ کا ذکر کرتے ہوئے نشان دہی کی گئی ہے کہ جب بے دینی لا مذہبی اور کثرت معاصی کے باعث تباہی کرۂ ارض پر شروع ہو جاوے گی تو صفحہ ہستی پر مقام امن دو ہوں گے۔ مکہ و کاشی شری کرشن (خدا) اس وقت مومنوں کی حمایت و مدد کے لئے نزول فرمائیں گے۔ جن کا سب سے پہلا قدم مکہ میں ہوگا۔ اور ہمالیہ پر کاشی میں۔ ہماری مقدس کتابوں میں یہ پیشین گوئی موجود ہے کہ تباہی عالم کے وقت دارالامن صرف یہی دو مقام ہوں گے۔ مکہ و کاشی اور ہر قسم کی مصیبت و عذاب اور شر سے نجات صرف انہیں مقامات میں ملیگی۔ ہندو دھرم کی جائے پناہ کاشی۔ اور مومنین کے لئے دارالامن مکہ ہوگا۔

آدی شنکر آچاریہ جی (جن کی روحانی جانشینی کا فخر اور عزت مجھے حاصل ہے) کی سوانح عمری میں مذکور ہے کہ انہوں نے باوصف صدہا مشکلات کے سد راہ ہونے اور اہل ملک کے ہاتھوں بے شمار مصائب و تکالیف سہنے کے مکہ کی زیارت کی دیرینہ تمنا کو پورا کیا اور بعد از شمار ہر قسم کی رکاوٹوں کے ہوتے ہوئے بھی اس (عقیدتمندانہ) آرزوئے زیارت کی تکمیل کی۔ لہذا اگر آج میں مکہ کو کاشی کی طرح مقدس اور ہندوؤں کیلئے اسکو مثل کاشی متبرک نہ سمجھوں تو مجھے اس جانشینی کا کوئی استحقاق نہیں اس منصب جلیل پر فائز ہونے

کے لائق۔ لہٰذا ہر وہ ہندو جو اپنے دھرم کی مقدس کتابوں پر عقیدہ رکھتا ہے۔ اس کی نظر میں مسئلہ خلافت کی اہمیت اب کسی مزید بیان و تشریح کی محتاج نہ ہوگی۔

اس وقت خلافت کی حالت کیا ہے۔؟

ہم کو معلوم ہے کہ حکومت برطانیہ کی وجہ سے خلافت نرغہ میں ہے ہم کو معلوم ہے کہ خلافت کے بہت سے دشمنوں میں سب سے زائد دغاباز دشمن انگریزی گورنمنٹ ہے۔ خلافت کے متعلق پوری ذمہ داری لائیڈ جارج پر ان کی تلون طبعی پر اور ان کے بدی کی جانب میلان پر ہے۔ اور اس کی ذمہ داری ان کی ان حرکات پر عائد ہوتی ہے۔ جو مثل اس نٹ کے ان سے سرزد ہوتی رہتی ہیں جو دو بانسوں کے درمیان رسے پر چلنے کے وقت مجسمہ حرکت ہوجاتا ہے۔ انہیں مضطربانہ حرکات اور تزلزل کے باعث ان کو سکون حاصل ہوا نہ ان پر اعتماد کرکے کوئی دوسرا مطمئن ہوسکا۔

ہمکو معلوم ہے کہ حکومت عثمانیہ کو اس قدر لاچار و بے بس کردیا گیا ہے کہ وہ مسئلہ خلافت کی امداد نہیں کرسکتی اسلئے جبکہ ہر جگہ حالات و واقعات کی بنا پر بہت سے مسلمان مصائب میں مبتلا ہیں تو اس ملک کے ہندو مسلمانوں اور تمام دنیا کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ تاحصول فتح اس کشمکش اور جدوجہد کو جاری رکھیں میرا خطاب ان لوگوں سے نہیں ہے جن کے اغراض وابستہ ہیں اور جنکو محض وقتی و سیاسی مقصد کا حصول منظر ہے کیونکہ ان لوگوں کا دماغ محدود ہے یہ لوگ زیادہ عرصہ تک ہمارا ساتھ نہیں دے سکتے بلکہ میرا روئے سخن ان لوگوں کی جانب ہے جن کے دلوں میں ایمان ہے جن کی مساعی پیہم و مستمر ارہے ان لوگوں کو جدوجہد کی دوامی کی بنا پر فتح کا یقین کرلینا چاہئے اور اس یقین کی روشنی میں جدوجہد کو آخری منزل تک پہنچا دینا چاہئے۔ ایک ایسی جماعت بھی ہم میں موجود ہے جو اپنے معیار اخلاق کی پستی اور تنگ نظری کے باعث ہم سے کہتی ہے کہ ترکوں کی خلافت زمانہ حال کی تازہ اختراع ہے۔ اس لئے کہ خلافت کے آغاز اور دور مابعد میں کوئی حکمراں ترک نظر نہیں آتا اور خلافت کی ابتدائی تاریخ ترک حکمرانوں سے خالی ہے یہ تاریخی جدوجہد جس قدر دلچسپ ہے اسی قدر سبق آموز بھی ہے اگر یہ تاریخی ورق گردانی شائبہ نفاق سے پاک اور اخلاص و انصاف پر مبنی ہوتی۔ تو قابل تحسین ہوتی۔ لیکن یہ تلاش و جستجو صرف مسئلہ خلافت اور دولت علیہ عثمانیہ کے وقار و اہمیت کو کم کرنے اور اپنی لوٹ کھسوٹ پر نہ صرف پردہ ڈالنے بلکہ معیار انصاف پر پورا اتارنے کیلئے جو ان کا شعار ہے کی جارہی ہے۔ اگر معیار حکمرانی ابتدا سے حکومت ہی قرار دی جائے تو اب ہم سب سے پہلے اسی نقطہ خیال سے

تاریخ انگلستان کی چھان بین کریں گے آپ کو معلوم ہے کہ انگلستان کی سرزمین کا کچھ حصہ تو فاتح ولیم کے زمانہ میں انگریزوں کے قبضہ میں آیا اور کچھ سرزمین کی لوٹ مار کے بعد ان کے تصرف میں آیا۔ اگر آج تاج جارج کی زبانی انگلستان دوسروں کے ساتھ قدیم تاریخ کی بنا پر فیصلہ کرنے کا خواہشمند ہے تو مقتضائے انصاف والا خود انگلستان کو اس اصول کی ایک مثال قائم کردینا چاہئے اور نہ صرف ہندوستان بلکہ انگلینڈ تک کو خالی کرکے جرمنی، ہالینڈ، ڈنمارک، اور ناروے میں چلا جانا چاہئے۔ اس وقت البتہ ہم اس بات کا یقین کرسکتے ہیں کہ بیشک مسئلہ خلافت کی ابتدا زمانہ حال ہی میں ہوئی ہے۔

اس قسم کی غلط منطق سے ہم دھوکہ میں نہیں آسکتے۔ ہندو دھرم کے لحاظ سے خلافت کا جو تعلق دیکھتے ہوئے یہ مسئلہ نہایت اہم ہوجاتا ہے۔ اگر ہم آج خلافت کو لٹنے اور برباد ہونے دیں تو اس کے معنی ہیں کہ ہم ان لوگوں کو لوٹ مار کرنے اور ڈاکہ زنی پر قائم رہنے کی ترغیب اور جرات دلا رہے ہیں اور ساتھ ہی ہم ان کو یہ بھی یقین دلا رہے ہیں کہ اس قسم کی ڈاکہ زنی کی پاداش میں ان کو کوئی سزا نہ ملے گی۔ ہم کو اس حالت سے ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہئے۔

جو گورنمنٹ اس وقت اس طوفان ظلم و تعدی کا مقابلہ کرسکتی ہے وہ صرف ایک انگورہ گورنمنٹ ہے۔ ہم بھی اپنی غلامی کی زنجیریں توڑنے اور آزادی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور چونکہ اس وقت انگورہ گورنمنٹ ہی ایک ایسی گورنمنٹ ہے جو خلافت کی حفاظت کیلئے مادی اور دیگر اقسام کی طاقت رکھتی ہے اور ہم لوگوں کو بھی مسئلہ خلافت کا کامل ہمدردی ہے اس لئے ہمارے لئے بجز اس کے کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم انگورہ گورنمنٹ کیساتھ انتہا ہمدردی کریں اور اسکے مصائب و مشکلات اور ضروریات کا احساس کرکے اس کو فاتح و کامیاب بنانے کیلئے جو کچھ ہمارے امکان میں ہے کرگذریں۔ موجودہ حالت میں ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم یہاں یہ فیصلہ کریں کہ ہمارا طرز عمل کیا ہوگا۔ گورنمنٹ کی فہمائش کی تمام تدابیر بیکار ثابت ہوچکی ہیں۔ پنجاب کے مظالم اور خلافت کی بربادی کی تلافی کے متعلق ہنوز التوا ہے اب ہمارے لئے بجز اس کے کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لیں اور خلافت کی حفاظت اور پنجاب کے مظالم کی تلافی حاصل کرنے کے لئے حتی الامکان تاخیر نہ کریں۔ لہذا دنیا کے سامنے اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ اگر بہت جلد خلافت کے متعلق تصفیہ نہ کیا گیا اور خصوصاً اگر گورنمنٹ نے انگورہ گورنمنٹ کے خلاف اعلان جنگ کرکے اپنے مظالم میں اضافہ کیا تو ہم ہندوستان میں جمہوریت کا اعلان کرنے پر مجبور ہونگے ایسی ہی ہمارے لئے چارہ کار ہوگا جس سوراج کے حصول کیلئے ہم جدوجہد کر رہے ہیں اس کا ہم کو علی الفور تصفیہ کرلینا ہوگا۔ اگرچہ ابھی اس امر کا فیصلہ نہیں کیا گیا کہ آیا انگریزی حکومت کو بزور زائل کیا جائے یا اس سلطنت

سے علیحدہ ہو کر۔ اس امر کو عمداً متعلق چھوڑ گیا ہے .... لیکن جب کہ اس سلطنت میں خودداری کی زندگی ناممکن ہو گئی اور ہمارے مذہبی جذبات پامال ہونے لگے۔ تو اب ہم کو نہایت زور سے اعلان کر دینا چاہیے کہ بس اس کی انتہا ہے (اور سوراج کے یہ حدود ہیں) لیکن باوجود انقلابِ سوراج کی کوشش کے ہمارے دماغوں میں تشدد کا خیال تک نہیں ہے۔ ہم بلا تشدد استعمال کئے ہوئے سوراج حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ہم کو تشدد برتے بغیر جمہوریت قائم کرنی چاہیے اور ظاہر ہے کہ اس راہ میں ہم کو صدہا مشکلات برداشت کرنی پڑیں گی۔ ہم کو ہندوستان کے تمام جیلخانے بھرنے ہوں گے یہاں تک کہ ان میں گنجائش باقی نہ رہے یہی ہماری آزادی کا باعث ہوگا جب یہ وقت آجائیگا تو ہم کو سوراج حاصل کرنے میں کوئی دقت نہ ہوگی ہم کو اس اندرونی نفاق نا اتفاقی اور حسد کو اپنے دلوں سے دور کر دینا چاہیئے۔ جو ہمارے سوراج کی تباہی کا سبب ہوا تھا اور جب یہ دور ہو جاویں گے تو اس وقت سوراج ہمارے ہاتھ میں ہوگا۔ چونکہ مصائب کا آخری نتیجہ سوراج ہے اس لئے سوراج یقینی ہے ہم کو سوراج حاصل کرنے کیلئے مصیبت سے ڈرنا نہیں چاہیے۔ ہم کو ہندوؤں کی مقدس کتاب پران سے مثال لینی چاہیے۔

سری کرشن جی نے بھگوت گیتا میں بیان کیا ہے کہ دیوتوں نے مقدس امرت حاصل کرنے کیلئے سمندر کو متھ ڈالا۔ ابتدا میں بڑے قیمتی قیمتی پتھر اور ہیرے نکلے یہاں تک کہ خود لکشمی نکل آئی لیکن دیو پھر بھی امرت کی جستجو میں وہ لگے ہوئے تھے۔ ہندوستان میں بھی ہمارے لئے بعینہٖ یہی مرحلہ درپیش ہے اس لئے ہم کو اس مثال سے سبق لینا اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔

آج کل سیاسیات کے سمندر میں سخت تلاطم برپا ہے اس سیاسی سمندر سے ہم سوراج کی امرت نکال سکتے ہیں کسی قسم کی رعائتوں اور وعدوں کے لالچ میں نہ آکر اور کسی قسم کے جبر و تشدد سے ہراساں نہ ہو کر ہم کو کوشش جاری رکھنی چاہیئے۔ یہاں تک کہ ہم ہندوستان کے سیاسی سمندر سے سوراج کی امرت نکال لیں یہی میرا پیغام ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کو اپنے دل میں جگہ دیں اور اس پر عمل پیرا ہوں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ سے سفارش کرتا ہوں کہ آپ باتفاق اس رزولیوشن کو منظور کریں۔

میں محض سیاسی نقطۂ نظر ہی سے نہیں بلکہ ہندو دھرم کے نقطۂ خیال سے بھی اس رزولیوشن کی منظوری کی سفارش کرتا ہوں۔

علی برادران و دیگر رہنمایانِ قوم کا ضمنی مقدمہ

ضمنی مقدمہ کی سماعت علی برادران و دیگر رہنمایانِ قوم کا ضمنی مقدمہ ۲۲۔ اکتوبر کو سنٹرل جیل کراچی میں مسٹر طلعتی کے روبرو پیش ہوا۔ قیدیوں کو اس کی اطلاع بالکل عین وقت پر ملی کہ ان کا مقدمہ حدود جیل کے اندر پیش ہونیوالا ہے۔ مسٹر الفنسٹن وکیل اثبات جرم موجود تھے اور قیدیوں کی طرف سے مسٹر معظم علی کو مولانا عنایت اللہ فرنگی محلی، سعید الرحمن، اشفاق علی، اور صادق علی خاں کیساتھ مقدمہ کی کارروائی کے دوران میں موجود رہنے کی اجازت دی گئی تھی۔ "ٹائمس" کا رپورٹر بھی موجود تھا۔ چند منٹ کے انتظار کے بعد لیڈران وہاں لائے گئے اور مقدمہ کی کارروائیاں ٹھیک ۱۱½ بجے دن کو شروع ہوئیں۔ مجسٹریٹ نے مولانا محمد علی کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں اطلاع دی کہ وہ ان پانچ گواہوں کی مزید شہادتیں قلمبند کرنا چاہتے ہیں جو آج کیلئے بلائے گئے ہیں۔ مولانا محمد علی نے اس عجیب غریب طرزِ عمل کے متعلق جو عدالت نے اس مقدمہ میں اختیار کیا ہے مندرجہ ذیل بیان دیا۔

مولانا محمد علی کا بیان میں سمجھتا ہوں کہ جن گواہوں کی اب شہادت لیجانے والی ہے۔ انمیں مسٹر عبد الغنی اور مسٹر محمد احمد بھی ہیں جن کے طلب کئے جانے کے بارے میں وکیل اثبات جرم نے عدالت میں ۲۷۔ ستمبر کو درخواست کی تھی اور وہ بھی اس وقت جب ہمارے مقدمہ میں تحقیقات ہو رہی تھی۔ درخواست یہ ہے:۔

تاج بخلاف محمد علی و دیگر اشخاص تاج کی طرف سے اس کی درخواست کی جاتی ہے کہ یہ باعزت عدالت مندرجہ ذیل اشخاص کے نام سمن جاری کرنے پر مائل ہو (۱) مسٹر عبد الغنی سپرنٹنڈنٹ مرکزی خلافت کمیٹی بمبئی کے نام شہادت دینے کی غرض سے (۲) مسٹر محمد احمد پرنٹر مصطفائی پریس کمباﻻ ٹرا ۲۔ لین بمبئی کے نام بغرض دینے شہادت اور نیز پیش کرنے ریکارڈ کے جن سے یہ ظاہر ہو سکے کہ کتنی کاپیوں کے چھاپنے کا آرڈر دیا گیا اور جولائی، اگست یا ستمبر ۱۹۲۱ء کے جمعیۃ العلمائے ہند کی کارروائیوں کیساتھ متفقہ فتوے کی کتنی کاپیاں چھاپ کر حوالہ کی گئی ہیں۔

(دستخط) الفنسٹن وکیل اثبات جرم برائے سندھ

اس درخواست پر جو کاغذ مسل نشان ھ (۲۷) ا ہے آپ نے مندرجہ ذیل حکم "پاس کیا": میں اسے ضروری نہیں خیال کرتا ہوں کہ ان گواہوں کیلئے مقدمہ کی کوششیں سپرد کرنے کی کارروائی کو ملتوی رکھا جائے۔ اگر یہ گواہ عدالت سشن میں طلب کرلئے گئے تو اس سے مقصد حاصل ہو جائے گا۔ (دستخط) ایس ایم طلعتی ۲۷۔ ستمبر ۱۹۲۱ء

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عدالت کو اپنی غلطی معلوم ہوگئی ہے اور اب اسے وہ بات معلوم ہوگئی ہے جس کا اسے
۲۰ نومبر کو علم تھا یعنی یہ کہ عدالت سشن میں ملزم کے خلاف جو شہادت پیش کیجائے اسے پہلے اس عدالت کے
سامنے پیش ہو لینا چاہئے اگر ایسا ہے تو میں خیال کرتا ہوں کہ عدالت کو اس کا اقرار کر لینا چاہئے کہ ۲۰ نومبر کے
جس حکم کو میں نے پڑھا ہے اس کی اب اصلاح کر دی گئی ہے سب سے اہم ترین بات یہ ہے کہ ۲۰ نومبر کو جو تحقیقات
ہوئی وہ سرا دن تھا شہادت اثبات جرم کے قلمبند کئے جانے اور ملزمین کو جوابدہی یا بیان کے پیش کرنے کا موقعہ
دئے جانے سے قبل عدالت نے اس کا ارادہ کر لیا تھا کہ وہ ملزمین کو سشن کے سپرد کر دے۔ ساری کارروائی کالعدم
ہو گئی ہے ۲۹ نومبر کو جوڈیشنل کمشنر کے خالق دنا ہال میں آنے کے متعلق ہم عدالت کی توجہ منعطف کر چکے ہیں
یہی وہ شخص تھے جن کے سامنے سشن میں ہمارا مقدمہ پیش ہونیوالا تھا اور وہ وہاں یہ دیکھنے کی غرض سے آئے
تھے کہ آیا خالق دنا ہال عدالت سشن کیلئے موزوں ہے یا نہیں وہ اس کیلئے وہاں ضروری انتظامات بھی کر
آئے تھے جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ ہم لوگوں کو سشن سپرد کر دینا پہلے ہی تصفیہ کر لیا گیا تھا۔ وکیل اثبات
جرم نے بحیثیت ایک وکیل کے یہ کہا کہ ان کا وہاں آنا محض اس وجہ سے تھا کہ اگر ایسا واقع ہو کہ مقدمہ سشن
سپرد کیا گیا تو اس کا انتظام کر لینا چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ اسے بھی بتا رہا ہوں کہ اگر ایسا واقع ہوا اور کہ حبس دوام بعبور
دریائے شور کی سزا ہمیں دی گئی تو ان کی ضرورت ہوگی۔ کیا وزیری کو میرے بھائی کے جسم کی ناپ لینے کا بھی حکم
دیدیا گیا۔ اس لئے کہ جیل کے کپڑے ان کے جسم پر ٹھیک نہ آتے تھے۔ میں اسے جتانا چاہتا ہوں کہ انگلستان کے
لارڈ چیف جسٹس کے وائسرائے ہو کر آنے کے باوجود اور عدل و انصاف کے برتے جانے کے ان اعلانات کے
باوجود جن کو انہوں نے بہانگ دہل مشتہر کیا ہے ابھی عدل و انصاف کے برتنے کا سسٹم فریب اور دھوکہ پر
مبنی ہے جیسا کہ وہ پہلے تھا اور جب ایک مرتبہ ایماندار محب وطن کارکنان پبلک کے ایک گروہ پر مقدمہ چلائے
جانے کی منظوری ہندوستان میں دی جاتی ہے تو مجسٹریٹان اور ججان یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اس کا منشا یہ ہے
کہ وہ کسی نہ کسی طور پر مجرم بھی ثابت کئے جائیں اور گورنمنٹ کی حسب خواہش انہیں سزا بھی دی جائے۔ ہم لوگوں کو
سشن سپرد کئے جانے سے قبل نہ صرف جوڈیشنل کمشنر ہی کو اس کا پورا یقین و اطمینان تھا بلکہ اس عدالت
کا دماغ بھی اس خیال سے اس قدر بھرا ہوا تھا کہ ہمارے مقدمہ کی تحقیقات کے ابتدا ہی میں یعنی دوسرے دن
وہ اسے تحریر میں لے آئی کہ ہم لوگ سشن کے سپرد کئے جانیوالے ہیں اس سے تعصب کا اظہار ہوتا ہے لیکن جو
لوگ اپنے کو محافظ قانون خیال کرتے ہیں اور جو سات کارکنان پبلک کے مقدمہ کا فیصلہ کرنے کے لئے بیٹھے

ہیں اور انہیں عدالت میں نیک نیتی و صفائی قلب کیساتھ آنا چاہئے۔ پس عدالت نے اپنے انتہائی تعصبات کو پورے طور پر ثابت کر دیا ہے اور اپنے انہیں طریق عمل سے کل کارروائیوں کو کالعدم کر دیا ہے یہ ایک ایسی بات ہے جو ہر شخص کو معلوم ہونا چاہئے اور خصوصاً انگلستان کے لارڈ چیف جسٹس کو اس سے ضرور مطلع ہونا چاہئے

ڈاکٹر کچلو کے سوالات مولانا محمد علی کے بیان کے بعد ڈاکٹر کچلو نے عدالت سے دریافت کیا کہ کیا ان کے مقدمہ کی مسل ہائی کورٹ میں بھیجی گئی ہے جس کے جواب میں مجسٹریٹ نے کہا کہ کاغذات بھیجدیے گئے تھے اور اب بھی وہیں ہیں۔ ڈاکٹر کچلو نے پھر سوال کیا کہ کیا وہ ان شہادتوں کو ہائیکورٹ کی ہدایات پر قلمبند کر رہے تھے؟ اس کے جواب میں مجسٹریٹ نے کہا کہ وہ اپنی ذاتی تجربہ سے ایسا کر رہے ہیں اس ابتدائی گفتگو کے بعد مسٹر عبدالغنی سپرنٹنڈنٹ مرکزی خلافت کمیٹی بمبئی کی گواہی شروع ہوئی۔

شہادت مسٹر عبدالغنی

اونہوں نے کہا کہ مسٹر کیلی ڈپٹی کمشنر پولیس سی۔ آئی۔ ڈی اس مجلس کا کام کو کرنے کی غرض سے مرکزی خلافت کمیٹی کے دفتر میں گئے تھے، اور لٹریچر سے متعلق جو اسٹاک بچ رہا تھا وہ لے گئے تھے، اور اس کتاب کے دو صفحات بھی لے گئے تھے جو ان کے خیال میں کمیٹی کی کتاب روداد تھی لیکن اونہیں اس کا علم نہیں ہے کہ آیا کارروائیاں صحت کیساتھ قلمبند کی گئیں یا نہیں۔ گواہ نے کہا کہ اس نے متفقہ فتوے کی پانچ ہزار کاپیوں کی چھاپنے کا پریس کو حکم دیا تھا لیکن اسے پریس سے صرف دو ہزار کاپیاں مل سکی تھیں، اونہیں اس کا علم نہیں ہے کہ آیا اس کی کاپیاں تقسیم کی گئیں یا نہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ وہ تقسیم ہی کیلئے چھپوائی گئی تھیں اور چھپکر آنے پر وہ پبلسٹی ڈیپارٹمنٹ کے کلرک کے حوالے کی گئی تھیں اور رجسٹر میں اندراجات اون کے قلم کے نہیں ہیں۔ پانچ سکرٹریوں میں سے ایک مولانا شوکت علی صاحب ہیں۔ ڈاکٹر کچلو بھی سکرٹریوں میں سے ایک ہیں اور حاجی احمد صدیق کھتری نے متفقہ فتوے کا دیباچہ لکھا تھا کمیٹی کے ۲۰۰ ممبران ہیں جن میں سے ایک مولانا محمد علی صاحب بھی ہیں، یہاں پر عدالت نے مولانا محمد علی سے کہا کہ "وہ گواہ سے کوئی سوال کریں گے جس پر مولانا صاحب نے مذاقاً .... گواہ سے یہ سوال کیا کہ "کیا آپ بالکل اچھے ہو"؟ گواہ نے مزاج پرسی کا جواب سر تسلیم خم کرکے دیا۔

دوسرے گواہ مسٹر محمد احمد مینیجر مصطفائی پریس بمبئی تھے جنہوں نے حسب ذیل شہادت دی۔

شہادت مسٹر محمد احمد

اونہوں نے کہا کہ اونہوں نے متفقہ فتوے کو شائع کیا اور اس کی دو ہزار کاپیاں مسٹر عبدالغنی کے حوالہ کیں ۔ بقیہ تین گواہوں کی شہادت ہونے والی تھی وہ موجود نہ تھے اس لئے مجسٹریٹ نے ان کا تصفیہ کیا کہ دوسرے روز اگر وہ لوگ موجود ہوں تو ان کی شہادت لی جائے ورنہ ان کی شہادت سشن کی عدالت میں لیجائے گی اس کے بعد مجسٹریٹ اور مولانا محمد علی میں ایک مختصر سی گفتگو ہوئی ۔

مولانا محمد علی اور مجسٹریٹ کے مابین گفتگو مولانا صاحب یہ جاننا چاہتے تھے کہ کس قانون کے ماتحت عدالت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر ان گواہوں کی شہادت اگر یہاں نہ کی گئی تو سشن میں لی جائے گی۔ اس کے جواب میں مجسٹریٹ نے کہا کہ ایسا لکھنے سے ان کا منشا کسی بات کو وعدہ یا وثوق سے کہنا نہ تھا بلکہ وہ اسے عدالت سشن کے اختیار تمیزی پر چھوڑتے ہیں کہ وہ اگر ان کی شہادت لینا چاہے تو لے سکتی ہے مجسٹریٹ نے مولانا محمد علی کو ان کاغذات کے متعلق جو مولانا محمد علی کے سامان میں پائے گئے تھے خط بھیجنے والے اہرن یا گو رپورٹ کی کاپیاں دیں جس پر مولانا محمد علی نے یہ جاننا چاہا کہ کیونکر اور کس طریقے پر ان کاغذات پر قبضہ کیا گیا تھا اور کس قانون کے ماتحت مسٹر کید مجسٹریٹ ان ڈیگاپٹم اور کراچی نے ان پر قبضہ کر لیا تھا اور کس قانون کے ماتحت وہ شملہ بھیجے گئے تھے اور پھر اس عدالت کے حوالہ کئے گئے۔ یہ کل کارروائی کس قانون کے ماتحت عمل میں آئی جب کہ تلاشی کا کوئی وارنٹ بھی نہیں جاری کیا گیا تھا ۔ اونہوں نے کہا کہ یہ طرز عمل چوری یا ڈاکہ زنی کی حد تک پہنچتا ہے جس کے لئے ہر دو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ان کے ذمہ دار ہیں اور اس کے مستحق ہیں کہ اس جرم میں ماخوذ کئے جائیں ۔ اس کے بعد عدالت نے اپنا اجلاس دوسرے روز کیلئے ملتوی کر دیا۔

ضمنی مقدمہ کی دوسری پیشی

علی برادران و دیگر رہنمایان قوم کے ضمنی مقدمہ کی دوسری پیشی ۲۳ تاریخ کو قریب ۲ بجے دن کے حدود جیل میں مسٹر تلاٹی سٹی مجسٹریٹ کراچی کے سامنے پھر شروع ہوئی اور دو مزید گواہوں کی شہادت لی گئی ۔

باسرل کی شہادت

باسرل کلرک دفتر کمشنر گواہ نے سوامی شنکر آچاریہ کی اس تقریر کے نوٹ پیش کئے جو سوامی جی نے کراچی ریزولیوشن پر کی تھی اور جس کے اس نے شارٹ ہینڈ میں نوٹ لئے تھے ۔

مولانا محمد علی کے زبردست اعتراضات اس موقعہ پر محمد علی نے عدالت کی اجازت سے دریافت کیا کہ جب ملزم سشن سپرد ہو چکا ہے تو اب اس گواہ کی شہادت کیوں لی جاتی ہے۔ گواہ سوامی شنکر آچاریہ کی تقریر کی

بعد گواہی سنے جا رہے ہیں۔ کیا یہ ایک عجیب بات نہیں کہ ایک عظیم الشان ہندو مذہبی پیشوا کو ایک ایسے جرم کا مجرم گردانا گیا جس کی سزا اقامت در لیف عبور ہو سکتی ہے۔ حالانکہ اس کی تقریر کے متعلق کسی ایک گواہ نے بھی اب تک کوئی لفظ نہیں کہا۔ ممکن ہے اس نے حکومت کے شکریہ کے گیت گائے ہوں۔ ممکن ہے اس نے دین اور بادشاہ کو سلامت رہنے کی دعائیں مانگی ہوں۔ اور ممکن ہے اس نے بالکل ریزولیوشن کے خلاف تقریر کی ہو۔ تاہم اب تک استغاثہ کی طرف سے اس امکان کے خلاف ایک حرف تک نہیں کہا گیا لیکن پھر بھی مقدمہ سیشن سپرد کر دیا گیا۔ مولینا نے دریافت کیا کہ عدالت خاص طور پر ضابطہ فوجداری کی مستثنے دفعہ کے تحت یہ شہادت کیوں لینے لگی ہے۔ جب کہ استغاثہ میں اس گواہ کا پہلے ہی ذکر موجود تھا۔

عدالت نے سرکاری وکیل سے اس امر کی وضاحت کرنے کیلئے کہا۔ سرکاری وکیل نے جواب میں جو کچھ کہا۔ مولینا محمد علی نے اس پر اعتبار نہ کرتے ہوئے کہا کہ کیا یہ درست نہیں ہے کہ گورنمنٹ سری شنکر آچاریہ سے بدلہ لینا چاہتی تھی اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ جب تک اسے ایسی کوئی لغو امید ہو۔ جو کچھ انہوں نے کہا ہے۔ اس میں سے کوئی بات مسل پر لائی جائے۔

مجسٹریٹ نے مولینا کے سوال کو بطور اعتراض لکھ لیے لیکن مولینا نے اس کے ایسا کرنے پر اعتراض کیا کیونکہ انہوں نے عدالت کی کسی کارروائی میں حصہ نہیں لیا سوائے اس کے کہ انہوں نے بیان دینے کیلئے گواہوں کے بیان کردہ مقدمہ کے سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے اس پر اعتراض کرنا اس کا کام نہیں ہے وہ تو صرف ایسی عجیب کارروائی کے اسباب معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ سیشن سپردگی کے بعد اس گواہ کی شہادت لینے میں کیا جا رہا ہے۔

مذکورہ بالا بیان کے بعد عدالت نے حسب ذیل نوٹ لکھا۔

کیا شنکر اچاریہ بری ہو جائینگے

ملزم کہتا ہے کہ اس گواہ کا نام اصل استغاثہ میں درج تھا لیکن اس کی گواہی بالکل نہیں لی گئی حتیٰ کہ مقدمہ سیشن سپرد کر دیا گیا۔ اور کہ اسے اب آخری وقت میں عدالت میں پیش کیا جاتا ہے جو شرارت طلب ہے۔ سرکاری وکیل کا بیان ہے کہ اس نے یہ سمجھا کہ اس ملزم ۶ نے سیشن سپردگی کی کارروائی میں یہ بیان کیا کہ اس نے فوج کے متعلق ریزولیوشن پر تقریر نہیں کی ہے۔ اس لئے وہ اس تقریر کو عدالت سیشن اور ملزم کے فائدہ کیلئے پیش کر رہا ہے۔ جو ملزم نے ریزولیوشن پر کی تھی تاکہ ملزم اس پر کوئی بحث پیش کر سکے۔ اور عدالت تمام تقریر کے اثر کا اندازہ کر سکے۔

مسٹر شنکر کی شہادت

دوسرا گواہ جس کی شہادت ہوئی مسٹر شنکر داروغہ والیہر جیل تھا۔ اس نے بعض کاغذات کے متعلق بیان دیا
جو مولانا محمد علی کے بکس سے پکڑے گئے تھے اور جو اس مقدمہ میں بطور اگزبٹ شامل مسل کئے گئے۔ اس گواہ
کی شہادت اور مولانا کے بکس سے کاغذات کی ناجائز ضبطی کے سوالات کی نسبت مولانا محمد علی نے حسب ذیل بیان دیا
مولانا محمد علی کا بیان ہم نے بحیثیت ارکان موالات استغاثہ کے کسی گواہ پر جرح نہیں ہے اور نہ ہم نے عدالت
کی کارروائی میں کوئی حصہ لیا ہے سوائے اس کے کہ ہم معلوم کریں کہ کیا شہادت ہے جو ہمارے خلاف پیش کی جا رہی
ہے اور اپنی پوزیشن کے متعلق بیان دیں۔

انسپکٹر کا یاس انگیز جھوٹ اس کے بعد مولانا نے کہا یہی وجہ ہے کہ میں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش
نہیں کی۔ اگرچہ میں اچھی طرح کر سکتا تھا کہ مدراس کے سی۔ آئی۔ ڈی انسپکٹر عبدالکریم نے جو اس عدالت میں
شہادت دے چکا ہے۔ کاغذات کے متعلق بالکل جھوٹ بولا ہے کہ وہ ایک بکس میں تھے۔ اب میں واضح
کرنا چاہتا ہوں کہ یہ میری ہی درخواست تھی کہ میرے کپڑے اور میرا بستر میرے پیچھے جیل میں بھیج دیا جائے اور کسی
وقت بھی میری موجودگی میں کسی پولیس افسر یا مجسٹریٹ نے کسی اجازت تلاشی کے تحت ان کی تلاشی نہیں لی اور نہ
مجھے بتایا کہ کس قانون کے تحت انہیں ضبط کیا گیا جب میں نے مسٹر شنکر داروغہ سے اپنے کپڑوں اور بستر کے
متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا کہ نوکر سے معلوم ہوا ہے وہ جیل میں لائے گئے ہیں۔ اور کہ آپ اگر کپڑا وہاں
سے لینا چاہتے ہیں۔ تو لے لیں اور کہ آپ کا بستر آپ کی کوٹھری میں پہنچا دیا گیا ہے۔ کپڑوں کا بکس داروغہ کے
دفتر میں رکھا گیا۔ کیونکہ میری کوٹھری میں کافی جگہ نہ تھی۔ داروغہ نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ مجسٹریٹ نے حکم دیا ہے کہ
بکس میں جو کاغذات ہیں۔ ان سب کی فہرست مرتب کر لی جائے۔ میں نے داروغہ کو یہ فہرست مرتب کرنے میں مدد
دی۔ لیکن جب تیسرے دن میں گرفتار ہو کر کراچی بھیجا جانے والا تھا مجسٹریٹ نے تمام کاغذات ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ
کراچی کے پاس بھیج دینے چاہے۔ میں نے اس سے کہا جیسا کہ میں نے اسی روز جیلر سے کہا تھا جب کہ فہرست
بننے لگی تھی۔ کہ ان میں بہت سے کاغذات بہت اہم ہیں۔ نہ میری بیوی کو بھیج دیے جائیں۔ کیونکہ وہ میری تحریر
اردو خلافت رسیدوں کے حساب کے متعلق ہیں۔ اور ان میں دیگر حسابات کے بھی کاغذ ہیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے
(کیا میں بغیر اجازت) ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کراچی کے لئے (اپنی) بیوی کو نہ بھیج سکتا ہوں) میں نے اس سے پوچھا کہ کس قانون کے
مطابق آپ مجھے اپنی مقبوضہ شے کے استعمال سے روک سکتے ہیں۔ اگرچہ اس نے بہت کوشش کی مگر کسی

قانون کا حوالہ نہ دے سکا

تلاشی اور بلا تلاشی کی مسٹر کننگھم ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ پولیس گرفتار شدہ شخص کے کپڑوں اور بناوٹ سے ہی کاغذات ضبط کر سکتی ہے۔ میں نے اس وقت اسے کہا کہ جس وقت میں گرفتار کیا گیا تو یہ کاغذات میرے پاس نہ تھے اور کہ وہ اس وقت بکس میں تھے جو میری درخواست پر میرے پاس بھیجا گیا تھا میں اپنا بکس جس کو بے ضرورت سمجھتی میں اپنی بیوی کے پاس بھیجتا ہوں اور پھر ان کاغذات کو واپس کر سکتا ہوں جو میں اپنے پاس نہ رکھنا چاہوں۔ نہ تو مجسٹریٹ ہی نے کہا اور نہ پولیس انسپکٹر نے کہا کہ وارنٹ تلاشی جاری ہو چکا ہے یا کہ مجسٹریٹ نے بطور خود ان کاغذات کی تلاشی لی ہے اور جائز طریق میں انہیں ضبط کیا ہے۔ ضبطی اور تلاشی کی تمام کہانی محض ایک بناوٹ ہے اگر اس کا یہ مطلب لیا جائے کہ میں ان کاغذات کو پولیس مجسٹریٹ کی نظروں سے اوجھل کر دینا چاہتا تھا۔ تو یہ کاغذات میرے لئے ذرا بھی اہمیت نہیں رکھتے اور میں نے ان کاغذات کا اس عدالت میں پیش ذکر کیا۔ اس کے تین حصہ میں۔ اول تو میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کس قانون کے تحت میری مقبوضہ اشیا ضبط کی گئیں دوسرے اس لئے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میری بیوی کو حساب کے کاغذات اور خلافت کی رسیدیں واپس مل جاویں جو ابھی تک نا فروخت شدہ ہوئیں۔ تیسرے اس لئے کہ میں گوکاک رزولیوشن کے الفاظ چاہتا ہوں تاکہ میں اس مقدمہ میں اپنے بیان کے اندر اس کا ذکر کر سکوں جیسا کہ کارروائی کے ابتدا میں کہہ چکا ہوں کہ گوکاک رزولیوشن کے الفاظ مجھے معلوم نہیں اس مقدمہ میں کاغذات بطور اگزیبٹ شامل کئے جائیں گے اور کہ اس عدالت کو ایک بے حقیقت معاملہ کیلئے تکلیف دی جائے گی اور یہ کس قدر نفرت انگیز امر ہوگا جب کہ میں بخوشی یہ کہنے کو تیار ہوں۔ جیسا کہ پہلے میں عدالت کے ان کاغذات کے متعلق دریافت کرنے پر کہہ چکا ہوں کہ یہ کاغذات میرے ہیں اور کہ یہ میرے صندوق میں تھے اور کہ ان میں سے ایک کسی قدر اور دوسرا کل کا کل میرے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور یہ دونوں میرے مرتبہ تھے۔ باوجود اس کے میں اپنے آپ کو اس بات کا مستحق خیال کرتا ہوں کہ وہ مجھے واپس کئے جائیں اور وہ مجھے اب تک واپس نہیں کئے۔

معقول بیان کا الزام چوری میں خیال کروں گا کہ دونوں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ چوری کے ملزم ہیں۔

سرکاری وکیل کی مہربانی اس موقع پر سرکاری وکیل نے مولانا شوکت علی کی تقریر کی چند کاپیاں ملزمان کو دیں جو اس مقدمہ میں بطور اگزیبٹ شامل کیا جانا تھا مگر وہ ایسا نہ کر سکا کیونکہ انسپکٹر ستار ناتھ سین سی۔ آئی۔ ڈی۔ جو اس مقدمہ میں شہادت دے چکا اور تقریر کے متعلق اپنے نوٹ پیش کرنے کیلئے وقت پر نہ آ سکا تھا۔ مولانا

محمد علی کے دریافت کرنے پر کہ یہ کاپیاں انہیں کس نے دی گئی ہیں، سرکاری وکیل نے کہا کہ اس نے یہ محض مہربانی
کے طور پر کیا ہے ایک کاپی عدالت کو بھی دی گئی اس پر مولانا محمد علی نے کہا کہ وہ قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک
کیلئے تو البتہ قابل مبارکباد ہیں۔ مگر عدالت کو یقیناً ایسے کاغذات کی کاپی لینے کی ضرورت نہیں جنہیں سرکاری وکیل
ثابت نہیں کرسکا۔ عدالت نے بھی اس خیال سے اتفاق کیا اور کاپی لینے سے انکار کیا۔

مولانا شوکت علی نے بھی کہا کہ وہ سرکاری وکیل اور گورنمنٹ کے ممنون ہوں گے اگر ان کی تقاریر کی کاپیاں بھی
مہربانی کے طور پر مفت دی جائیں۔ آخر میں مولانا محمد علی کھڑے ہوئے اور انہوں نے حسب ذیل بیان دیا
کیونکہ اس عدالت کی کارروائی ختم ہو رہی تھی۔

مولانا محمد علی کا عدالت ماتحت میں آخری بیان

میں اپنی اور اپنے رفیق زندان کی طرف سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا کبھی یہ ارادہ
نہیں تھا کہ آپ پر کوئی ذاتی حملہ کریں۔ ہمیں اس عدالت سے بہت ہی شکایات
ہیں لیکن ہمارا مدعا آپ کی ذات پر حملہ کرنا نہیں تھا اور حقیقت یہ ہے کہ بحیثیت آپ کے ہموطن ہونے کے
ہمارا فرض تھا کہ آپ سے اخلاق و آداب سے پیش آتے۔ بہرکیف اگر آپ کو اپنی ذات کے متعلق کسی بارے میں
رنج پہنچا ہے۔ تو میں امید کرتا ہوں کہ آپ بحیثیت ایک ہندوستانی کے اسے اپنے دل میں جگہ نہ دیں گے۔

ڈاکٹر کچلو نے یہاں پر سرکاری وکیل سے کہا کہ سرکاری وکیل صاحب آپ سے بھی یہی گذارش ہے۔
سرکاری وکیل نے جھک کر معذرت کا شکریہ ادا کیا۔

مسٹر ملانی نے بہت متاثر ہو کر جواب دیا کہ نہیں میں نے کسی بات کو برا محسوس نہیں کیا۔ ہر نوع میں ان مہربانی
اور لطف آمیز الفاظ کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مقدمہ کی کارروائی ۴ بجے ختم ہوئی۔

علی برادران و دیگر رہنمایان قوم کے خطوط و پیغامات

علی برادران و دیگر لیڈران کا مشترکہ پیغام ڈاکٹر سید محمود صاحب سکرٹری بہار براونشل خلافت کمیٹی ۲ نومبر
کی شام کو کراچی سے لاہور پہنچے جن کے ہمدست اسیران مولانا محمد علی صاحب۔ مولانا شوکت علی صاحب
مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی جانشین حضرت شیخ الہند۔ ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو۔ پیر غلام مجدد
صاحب سندھی اور مولانا نثار احمد صاحب کانپوری نے مندرجہ ذیل پیغام قوم کے نام ارسال کیا۔
ہم اپنے تمام مذہبی اور وطنی بھائیوں کی خدمت میں سلام مسنون پیش کرتے ہوئے ظاہر کرتے ہیں کہ ہم

گورنمنٹ کی اس کارروائی پر نہایت فراخدلی اور عالی حوصلگی سے صابر ہیں اور خدا کا شکر کرتے ہیں کہ ہم کو اس نے توفیق عطا فرمائی کہ مذہب، وطن کی اور ہم آزادی اور قوم کی وجہ سے ہم یہ ہجرت کے مصائب کو ہنسی خوشی بخوشی برداشت کر رہے ہیں اور ہم اس خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے فضل و کرم سے نہایت اطمینان و استقامت سے تحمل کرنے کیلئے تیار ہیں۔ آپ سب بھائیوں اور بزرگوں سے استدعا ہے کہ آپ ہماری طرف سے ہرگز فکرمند نہ ہوں بلکہ تحریکات حاضرہ میں اور زیادہ قدم بڑھائیں نہایت دلچسپی اور سرگرمی سے کام کریں جتنی الوسع جو قدم جلد ممکن ہو قوم اور وطن کی آزاد حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ اتفاق کو بڑھائیں۔ غافلوں کو چونکائیں۔ سوتوں کو بیدار کریں، مقامی اور شخصی اغراض کو پس پشت ڈالیں نرمی اور تلطف سے کام لیں۔ نقض امن اور خونریزی سے بچنے کی پوری کوشش کریں۔ ہمت کو نہ ہاریں۔ مایوسی کو پاس نہ پھٹکنے دیں۔ مردانہ وار قدم آگے بڑھائیں کامیابی کوشش کا نتیجہ ضرور ہے۔ سوراج کی منزل بہت قریب آگئی ہے۔ ہم لوگوں کو دعا سے نہ بھولیں۔ مذہب کے ساتھ آپ حضرات اور ہمارا وطن ہمیشہ دل میں جاگزیں ہے خداوند کریم جلد وہ دن لائے کہ آپ اور ہم خوش و خرمی کے ساتھ آزادی کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوں۔ آمین یارب العالمین۔

(دستخط)

محمد علی خادم کعبہ۔ شوکت علی خادم کعبہ۔ نثار احمد عفی اللہ عنہٗ۔ حسین احمد غفرلہٗ۔ سیف الدین کچلو۔ عبد غلام مجدد عفی عنہٗ

رئیس الاحرار مولانا محمد علی کا پیغام اہل ہند کے نام

آزادی ہند کا اعلان کردو میں قید فرنگ کو بنظر حقارت اور نفرت سے دیکھتا ہوں۔ اس لئے اپنے ابنائے وطن سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ آئندہ اجلاس کانگریس کے موقعہ پر جو احمد آباد میں منعقد ہوگا جمہوریت ہند کا اعلان کرکے مجھ کو اس قید سے رہا کرالیں۔"

(محمد علی خادم کعبہ)

مولانا شوکت علی صاحب کا قوم کے نام پیغام

فوجی سپاہیوں کے لیے قرآن مجید کا حکم

صبا تو جا کے یہ کہیو مرے سلام کے بعد کہ تمہارے نام کی رٹ ہے خدا کے نام کے بعد

برادران۔ السلام علیکم۔ اخبارات سے آپ کو اطلاع مل گئی ہوگی کہ ہم لوگ حراست میں ہیں۔ اور ہم پر یہ مقدمہ چلایا جاتا ہے کہ ہم نے مسلمان سپاہیوں اور ملازمین پولیس وغیرہ کو تحریک ممبر کے ذریعہ سے ورغلایا ہے کہ موجودہ انگریزی گورنمنٹ سے ترک موالات کریں۔ بفضلہٖ تعالیٰ ہم لوگ اپنے ایمان پر قائم ہیں اور ہمارے قلبوں میں طاقت ہے کہ ہم آخر دم تک اسلام اور وطن کی خدمت سے دریغ نہ کریں اور حاصل نہ ہو۔ برابر مستعدی سے خلافت اور آزادی وطن کے لئے کوشاں ہیں، اور اس

کی خاطر تمام تکالیف برداشت کریں، اور اس وقت تک چین نہ لیں جب تک خلافت، پنجاب کا فیصلہ تسلی بخش نہ ہو، اور مکمل سوراج حاصل نہ ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ ہماری خدمات اس قابل تو نہ ہوں کہ اس گورنمنٹ کو جس نے اپنے آپ کو اسلام اور ہندوستان کا دشمن ثابت کر دیا ہے، مجبوراً پھر ہم پر مقدمہ چلانا پڑا، خلافت اور ترک موالات کی تحریکوں کو دبا دیا جائے جو انشاء اللہ بجائے کمزور ہونے کے روز بروز اور ترقی کریں گے جیسا کہا گیا ہے

خدا ترے بتِ ناداں در از بین تو کرے ستم کے تو ہی ہو قابل خدا وہ دن تو کرے

مقدمہ کی ہم کو کچھ فکر نہیں ہے۔ معاملہ صاف ہے۔ قرآن پاک اور احادیث شریف میں مسلمانوں کے لئے احکام موجود ہیں اور کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کا عمداً قتل نہیں کر سکتا، اور اگر کرے گا تو سزا اس کی جہنم ہے جس میں ہمیشہ رہیگا اور خدا کا اس پر غضب ہوگا، اور خدا کی لعنت ہے اور آیندہ اس کے لئے عذاب عظیم ہے۔ خدائے برتر کا حکم یہ ہے۔ اور موجودہ گورنمنٹ کا حکم یہ ہے۔ اس کے مسلمان سپاہی نعوذ نعوذ۔ ۔ میدانوں پر مسلمان مجاہدین کا گلا کاٹیں .... اور مقدس مقامات کو فتح کر کے کفار اور مشرکین کے ہاتھ میں دیں۔ ہماری وفاداری مشروط تھی۔ اس لئے احکام الہی کی تعمیل اور تکمیل کرنے کی ہم کو سزا کوئی منصف شخص نہیں دے سکتا۔ ظالم اور غیر منصف شخص کا ذکر کرنا بیکار ہے، اس وقت ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے درخواست ہے کہ وہ خلافت کی مقدس تحریک کو پوری طاقت سے جاری رکھیں۔ بلکہ اس کو اوج پہنچائیں اور ہماری بہنیں بھی اسلام کی خدمت کیلئے پوری طرح کمربستہ ہو جائیں۔ خلافت فنڈ سمرنا اور انگورہ فنڈ کی طرف گھر گھر توجہ کی جائے۔ اور جلد تر ہر طرح میں کام کر کے کم از کم پچاس لاکھ جمع کر لیا جائے۔ اور ہم تمام مسلمانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ جمعیتہ العلماء ہند اور سنٹرل خلافت کمیٹی کے احکام کی ماتحتی میں با امن ترک موالات پر عامل ہیں۔ اور صبر و استقلال سے کام سے اور کشت و خون سے پرہیز کرنی۔ آیندہ بھی جمعیتہ العلماء اور سنٹرل خلافت کمیٹی کی تسلی کر کے نجات دارین حاصل کریں۔ ہماری خواہش ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کا اتحاد ہمیشہ ہمیشہ قائم رہے۔ ہم مسلمان اپنے ہندو بھائیوں کے از حد ممنون ہیں کہ انہوں نے ہماری اس ملکی ترقی اور نیز (بھی) کام جس کی بنا حق و صداقت پر ہے ہمارا ساتھ دیا۔ خدا اس اتحاد کو قائم رکھے۔ مہاتما گاندھی کی ذات پر ہم کو پورا بھروسہ ہے۔ مسلمان یقین رکھیں کہ جہاں تک ان کی طاقت میں ہوگا۔ وہ اس وقت تک چین نہ لیں گے۔ جب تک مسئلہ خلافت کا ہمارے حسب دل خواہ فیصلہ نہ ہو۔ ہم ممنون ہیں کہ ہر مقام پر باوجود کوشش ہماری گرفتاری پر ہمارے سب ہندو اور مسلمان بھائیوں نے صبر اور استقلال سے کام لیا۔ جو تمہاری فتح کی نشانی

ہے۔ ہم برادران سندھ اور خاصکر کراچی کے ممنون ہیں کہ اونہوں نے بڑی فیاضی کے ساتھ مہمان نوازی کی۔ ہم کو امید ہے اور ہماری دعا ہے کہ تمام کارکنان خلافت و خلافت کمیٹیاں پوری طاقت سے کام کریں گی اور دنیا کو دکھلا دیں گی کہ اگر دو یا تین کام کرنے والے چلے جائیں گے ان کی جگہ ہزاروں لاکھوں اور پیدا ہو جائیں گے۔ اسلام کی روشنی کو دشمنوں کی کوشش نہیں بجھا سکتی۔ خدا ہماری اور سب لوگوں کی مدد کرے آمین۔

کیا خبر کون۔ اقانون سزا دے گا ہمیں　　　ہم پر الزام ہے۔ ہماری خدا طرفداری کریگا

(شوکت علی خادم کعبہ)

مولینا شوکت علی کا مکتوب بنام سیٹھ عبداللطیف نائب صدر خلافت کمیٹی بھاول

کراچی جیل مورخہ ۳۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء　　　اللہ اکبر

اہل ایمان سکتے ہیں کامل بعنوان جنوں　　　شان لاخوف علیہم شیوہ لایحزنوں

برادرم لطیف۔ السلام علیکم۔ تمہارا محبت نامہ بمبئی سے آیا تھا اس کو پڑھکر مجھکو بہت خوشی ہوئی اور دل پر تمہاری محبت اور اسلامی حمیت کا بڑا اثر ہوا۔ فقیر کا کیا ہے جہاں سایہ دیکھا وہاں آرام کیا۔ خدا کی زمین اور آسمان بہت وسیع ہے اور خود میرا ہندوستان اتنا بڑا ملک ہے کہ غیروں تک کو اتنا دیتا ہے کہ کھا کھا کر بدمست ہو گئے ہیں۔ میرا آغا صاحب گل خاں عمر خاں اور واسطے اور دیگر کام کرنے والوں کو بہت بہت سلام والدہ صاحبہ یہاں تشریف لائی ہیں ہر وقت ہزاروں مرد اور عورتیں ان کے پاس جمع رہتی ہیں۔ وہ بمبئی میں قیام کریں گی۔ دفتر خلافت میں اور میری جگہ کام کیا کریں گی۔ بس سمرنا کیلئے روپیہ جمع کرنا اور ان کو بھیجنا بڑا کام ہے ادہر ہم لوگ ہنسی خوشی جیلخانوں کو بھر دیں گے۔ اودہر روپیہ سمرنا جانا چاہیئے۔

تمام بھائیوں سے میری یہی خواست ہے کہ روپیہ جلد جلد جمع کریں تمام گانوں ضلعوں اور صوبوں میں یکساں روپیہ جمع ہو۔ گل خاں بھائی اور عمر خاں سے ان کو میرا یہ پیغام تمام برادروں کو پہنچا دیں۔ سب بھائیوں کو سلام۔ خدا اسلام کا بول بالا کرے اور ہم کو سوراج عطا کرے۔ بھائی بھی اچھے ہیں۔ ان کی بیگم صاحبہ بمبئی ہیں وہ کرزنانہ شاخ کا انتظام دیکھیں گی۔ اچھا ہوا خلافت کی موٹر بیکار نہیں رہے گی۔ دعائیں یاد رکھنا خدا کا شکر ہے کہ اب تک کلمہ حق کہتے ہیں ہم لوگوں نے دریغ نہیں کیا ملک کی کیا شان ہے۔ ہم کو الگ اس کے ذریعہ سے رتبہ دیا اور تمام ہندوستان میں کلمہ حق کی تشہیر کردی جنکو فتوے کی خبر نہیں تھی ان کو اب خبر ہو گئی۔ عجیب لطف کی

خدا سب کو توفیق دے۔ غالباً ۱۱۔ اکتوبر مقدمہ جج کے یہاں ہوگا۔ جلد ختم ہو۔ ہم لوگ بہت آرام میں ہیں۔ برادران کراچی کھانا اور سامان اس کثرت سے بھیجتے ہیں کہ جیل میں گھر سے زیادہ آرام ہے۔ آب و ہوا بہت عمدہ ہے اور جیل خوبصورت عمارت ہے۔ والسلام (تمہارا بھائی شوکت علی خادم کعبہ)

ڈاکٹر کچلو کا سکھ قوم کو پیغام مبارکباد

ایک سکھ کارکن نے ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو سے کراچی جیل میں ملاقات کی۔ اس وقت ڈاکٹر کچلو صاحب نے اسی ملاقاتی کے ہمدست سکھ قوم کے نام مندرجہ ذیل پیغام مبارکباد ارسال کیا:۔

میں کراچی جیل سے سکھ قوم کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اس نے اپنی سنٹرل لیگ منعقدہ لائل پور کے تیسرے جلاس میں ترک موالات کا رزولیوشن بدیں اصرار کہ "جو لوگ جو گورنمنٹ کی سول یا فوجی ملازمت میں ہیں وہ اپنی ملازمت ترک کر دیں" پاس کر دیا ہے۔ نیز میں اپنی توقع کا اظہار کرتا ہوں کہ تمام سکھ برادران جنگ آزادی میں اپنی بہادری اور استقلال کا ثبوت دیتے ہوئے نہایت موزوں اور شاندار طریقہ سے اس رزولیوشن پر لبیک کہیں گے اور اس کی تعمیل کریں گے۔

علی برادران و دیگر رہنمایان قوم کی گرفتاری پر اکابرین ہند کے خیالات

قائد اعظم مہاتما گاندھی جی کی ترچناپلی میں ہلکہ انداز تقریر

علی برادران کی تجویز کا اعادہ

۲۰۔ ستمبر کو ہندوستان کے قائد اعظم مہاتما گاندھی جی نے ترچناپلی میں نزول اجلال فرمایا۔ اس موقعہ پر یہاں کی میونسپل کمیٹی کی طرف سے مہاتما جی کی خدمت میں ایک تہنیت نامہ پیش کیا گیا۔ اس تہنیت نامہ کے جواب میں مہاتما جی نے جو تقریر فرمائی۔ اس میں علی الاعلان آپ نے علی برادران کی تجویز کو دہرایا۔ یہ تقریر تامل زبان میں طبع ہو کر بکثرت تقسیم ہو چکی ہے جو حسب ذیل ہے:۔

میں اور کانگریس دونوں جرم کر چکے ہیں۔

آپ سب کو معلوم ہوگا کہ مولانا شوکت علی کو بمبئے میں ۱۷۔ ماہ حال کو گرفتار کیا گیا اور یہی عزت پنجاب میں ڈاکٹر کچلو کو بھی عطا کی گئی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ گورنمنٹ نے کیوں ڈاکٹر کچلو کو گرفتار کیا۔ مگر بمبئی گورنمنٹ نے اپنی مہربانی سے پبلک کو بتا دیا ہے کہ کیوں علی برادران کو گرفتار کیا گیا۔ گورنمنٹ بمبئی نے پہلی وجہ یہ بتائی ہے کہ اونہوں نے فوج کی وفاداری میں خلل ڈالا ہے۔ گورنمنٹ کی مراسلت میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح اونہوں نے فوج کی وفاداری میں خلل ڈالا۔ علی برادران نے

کانفرنس کراچی میں ایک تحریک میں حصہ لیا جس میں مسلمانوں سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ ہر مسلمان کو تنبیہہ کر دی جائے کہ فوج میں نوکری چھوڑ دے اور ہر مسلمان سپاہی کو اسلام کا حکم سنا دے کہ برطانی فوج میں نوکری کرنا گناہ ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں کراچی کی تاریخی کانفرنس میں شریک نہیں ہوا اگر میں موجود ہوتا میں بھی اس تحریک کی تائید کرتا۔ (قہقہہ) ایک مسلمان ہی یہ بات کہہ سکتا ہے کہ ایک مسلمان کے لئے موجودہ حالت میں برطانی فوج میں نوکری کرنا گناہ ہے یا نہیں مگر ایک ہندو کی اور ایک ہندوستانی کی حیثیت سے میں اپنا اور ہر ہندوستانی کا فرض یہی جانتا ہوں کہ برطانوی فوج میں یا گورنمنٹ کے کسی دیوانی محکمہ میں نوکری کرنا گناہ ہے اور اگر اس قسم کا عام اعلان کرنا برطانی فوج کی سپاہ کی وفاداری میں خلل ڈالنا ہے تو میں اس جلسہ سے اور اس جلسہ کے ذریعہ گورنمنٹ ہند سے کہتا ہوں کہ میں نے بھی برطانوی فوج میں نوکری کرنیوالے سپاہیوں میں خلل ڈالنے کا جرم اور انڈین نیشنل کانگریس نے ستمبر میں بمقام کلکتہ کیا ہے اور پھر ناگپور میں عمداً اس کو دہرایا ہے۔

ہر ملازم ملازمت چھوڑ دے

ہم نے اگر کانگریس میں خاص خاص سپاہیوں اور گورنمنٹ کے خاص خاص ملازمین سے نہیں ملے ہیں تو اس کی یہ وجہ نہیں کہ ہمارا ارادہ نہیں تھا بلکہ اصلی وجہ یہ ہے کہ ہم اس قابل ہی اب تک نہ ہو سکے ہمارے بدنصیب ملک میں افلاس لاکھوں دیہاتی مردوں اور دیہاتی عورتوں کو فاقہ میں مبتلا کر رہا ہے۔ اس لئے اب تک ہم سے یہ ممکن نہ ہوا کہ ہم خاص خاص سپاہیوں کو ہدایت کر سکیں کہ وہ اپنے وطن کیلئے اور اپنے مذہب کیلئے اپنی نوکری ترک کردیں اور اپنا فرض ادا کریں۔ میں گورنمنٹ کو متنبہہ کرنا چاہتا ہوں کہ جوں ہی ملک چرخے اور سوراجیہ کا مقصد سمجھ جائیگا اور جوں ہی سپاہیوں اور دوسروں میں چرخے کی آمادگی پیدا ہو جائیگی۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر مجھ میں طاقت باقی رہی اور اس گورنمنٹ نے مجھے ذاتی آزادی دے رکھی ہے باقی رہی تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں ہر سپاہی کو ملوں گا۔ اور گورنمنٹ کے دیوانی سررشتوں کے ہر ملازم سے ملوں گا اور کہوں گا وہ اپنی نوکری ترک کرے اور چرخہ اختیار کرے مگر اب اس وقت بھی میں ہر سپاہی کو جو اپنے آپ کو ہندوستانی کہتا ہے اور گورنمنٹ کے ہر ملازم کو دعوت دیتا ہوں کہ اگر اس نے سودیشی کا پیغام سمجھ لیا ہے تو اس کا یہ فرض ہے کہ اس گورنمنٹ کے ماتحت اپنی نوکری ترک کردے جس نے اس ملک کو بے زبان بنا دیا ہے۔ جس نے اسلام کو ذلیل ہی کیا اور جس نے جلیانوالہ باغ کے خون کا اپنے آپ کو ذمہ دار بنا رکھا ہے میں کہتا ہوں کہ ہر شخص کے لئے اس گورنمنٹ کے ماتحت نوکری کرنا گناہ ہے اور اگر سودیشی میں انہیں امید نظر آتی ہے تو ان کے لئے بہتر یہ ہوگا کہ اس گورنمنٹ کی نوکری چھوڑ دیں۔

اس گورمنٹ میں بہادروں کو جگہ نہیں

دوسری وجہ جو گورمنٹ بمبئی نے بتائی ہے وہ یہ ہے کہ ان برادران نے تشدد پیدا کرانے والی تقریریں کی ہیں۔ میں علی برادران کو جانتا ہوں اور میں تقریباً ان کی تمام تقریروں سے واقفیت رکھتا ہوں اور میں اس حیثیت سے اس الزام سے بالکل انکار کرتا ہوں۔ علی برادران نے ہمیشہ خلوت وجلوت میں میری واقفیت کے مطابق لوگوں کو تشدد کے خیال سے باز رکھا ہے اور میں آپ سے وہ وجہ کہہ دوں گا کہ کیوں گورمنٹ نے اپنا پنجہ دونوں برادران پر دراز کیا ہے۔ وہ جوانمرد ہیں۔ صداقت شعار ہیں اور وہ اپنے مذہب کے اور اپنے وطن کے عاشق ہیں اور انہوں نے ہندوستانیوں پر ایسا اثر پیدا کرلیا ہے کہ کسی اور ہندوستانی نے اپنی زندگی میں ان پر ایسا اثر پیدا نہیں کیا۔ مسلمانوں میں ان کے نام کی دلبستگی ہے اور لاکھوں ہندوؤں اور مسلمانوں کے دلوں میں ان کے لئے محبت کی جگہ ہے وہ ہندو مسلم اتحاد کے اس طرح حامی ہیں کہ کوئی مسلمان اس طرح حامی نہیں بنا۔ اس گورمنٹ میں جوانمردوں اور آزادوں کے لئے اور صداقت شعار لوگوں کے لئے اور وطن و مذہب کے عاشقوں کیلئے جگہ نہیں ہے۔ مگر میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ جوش میں بھر کر تشدد میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔

گورمنٹ معافی مانگیگی

میں ہندوستان کے تمام ہموطنوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اس قسم کے شدید اشتعال کے باوجود انہوں نے امن قائم رکھا ہے۔ جس کو میں فدایان امن کہتا ہوں مجھے امید ہے کہ جو امن ہندوستان میں قائم ہے وہ برطانی سنگینوں کے خوف سے نہیں بلکہ یہ ہمارے وعدہ کا نتیجہ ہے جو ستمبر میں کیا گیا اور دسمبر میں دہرایا گیا اگر موجودہ وآیندہ اشتعال کے باوجود بھی ہم نے اپنا وعدہ قائم رکھا اور آخر تک امن کو ہاتھ سے نہ دیا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہی گورمنٹ خلافت کو نقصان پہنچانے اور پنجاب میں غلطی کرنے اور علی برادران سے غلطی کرنے کی معافی مانگے گی۔ ہم کو یہ جان لینا چاہئے کہ یہ گورمنٹ کس چیز کی حامی ہے۔ سالہا سال سے اس کی بنیاد زیادہ تر تشدد پر رہی ہے اور یہی اس کا ماوی وملجا ہے۔ پچھلے بارہ مہینوں میں ہم نے گورمنٹ کو بارہا پیام دیا ہے کہ وہ جو چاہے کرے اگر ہم عمداً اور ارادتاً آگ میں کود رہے ہیں تو ہم آگ کو الزام نہ دیں کہ وہ ہمیں جلا رہی ہے سابقہ تجربوں سے ہمیں معلوم ہوگیا ہے کہ یہ گورمنٹ چند معاملات میں کیا کرسکتی ہے۔ ہم نے گورمنٹ کے خلاف آگ سلگائی ہے۔ اب ہم نامردی سے بھاگنے نہ لگیں اور آج جس فتنہ میں ہم مبتلا ہو رہے ہیں اگر ہم اس میں ثابت قدم رہیں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم تین مہینے کے اندر ہی ہندوستان میں سوراج قائم کردو گے اور تم اپنے آپ کو آزاد کہہ سکو گے۔

مہاتما جی کا علی برادران کی گرفتاری پر مسلمانان ہند کے نام پیغام

علی برادران کی خدمات کا اعتراف

پیارے ہموطنو! علی برادران کی گرفتاری سے ہر ہندوستانی کے دل میں چوٹ لگی ہے دونوں بہادر بھائی اپنے ملک کے سچے اور حقیقی شیدائی ہیں۔ لیکن سب سے پہلے وہ پکے اور صادق مسلمان اور بعد میں سب کچھ ہیں۔ ایسا ہی ہر مذہبی آدمی کو ہونا چاہئے۔ علی برادران سالہا سال سے نیک کام انجام دے کر اسلام کے بہترین نمونہ رہے ہیں ان دونوں نے خلافت کے مسئلہ کو وہ ترقی دی جس کی مثال کسی دیگر ہندوستانی سے نہ بن پڑی چونکہ وہ سچے ہیں جو کچھ انہوں نے چندواڑہ کے ایام نظربندی میں محسوس کیا اسی کے جرأت کی۔ ان کی دراز نظربندی نے کسی قسم کی ان کے اندر کمزوری پیدا نہیں کی۔ وہ آزاد ہونے پر ویسے ہی بہادر نکلے جیسے کہ وہ داخل ہوئے تھے۔ نظربندی کے اختتام پر انہوں نے اپنے آپ کو سچا قوم پرست بنایا اور یہ پایۂ ثبوت کو پہنچا دیا جس پر ہمیں اب فخر ہے۔ علی برادران نے اپنی سادگی، انسانی ہمدردی، اور غیر متزلزل طاقت سے ہزاروں لوگوں کے خیالات میں ایک ہیجان و جوش پیدا کر دیا یہ بات کسی دوسرے مسلمان کو نصیب نہیں ہوئی۔ انہیں اوصاف کی وجہ سے وہ ہمکو محبوب ہیں۔ اس لئے ان کی جدائی شاق ہے وہ میرے لئے ناقابل جدائی تھے۔ اب میرے دست و بازو کٹ گئے۔ جہاں تک مسلمانوں سے تعلق تھا شوکت علی میرے ہادی و رہنما تھے۔ انہوں نے ہمیشہ مجھے راہ مستقیم دکھائی ان کی تجویز مدبرانہ اور عالی و پُر امن تھی۔ ہندو مسلم اتحاد کو میں ان دونوں بھائیوں کی وجہ سے سلامت سمجھتا تھا جس کی حقیقت کو وہ ایسی اچھی طرح سمجھتے تھے کہ دوسرا شخص اس سے قاصر ہے۔

مسلمانان ہند کا موجودہ فرض

ان کی عدم موجودگی سے ہم کو رنجیدہ اور ناامید نہ ہونا چاہئے ہمیں سیکھنا چاہئے کہ ہم میں سے ہر ایک یہ کہہ کر تنہا کھڑا ہو کہ ہمارا خدا الغافی اور حقیقی رہنما ہے۔ ناامید ہونا مذہب کے اصول کے بالکل خلاف ہے علی برادران کی صرف اسپرٹ ہی ہمارے ساتھ نہیں بلکہ وہ مصائب کو برداشت کرتے ہوئے اس سے زیادہ بہترین خدمات انجام دے رہے ہیں۔ جب کہ وہ اپنی ہمت، امید، طاقت کے مطابق ہم میں رہ کر انجام دیتے تھے اس وقت سے زیادہ بہتر پر امن ترک موالات کا راز ہمارے اس خیال میں مخفی ہے کہ ہم اپنی منزل مقصود کو تکالیف سے حاصل کریں۔ خطابات کی واپسی، کونسلوں عدالتوں سے کشیدگی کیا چیز ہے یہ ایک ادنیٰ تکلیف کی میزان آزمایش ہے۔ یہ زندگی کی تکالیف کا پیش خیمہ ہے۔ جتنی زیادہ تکالیف کے ہم متحمل ہوں گے اتنی ہی جلد اپنی منزل مقصود پر پہونچیں گے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جلسے اور جلوس ہم کو در نصرت تک نہیں پہنچا سکتے بلکہ مصائب کو خاموشی

کے ساتھ برداشت کرنے سے بہت جلد فتح ہماری لونڈی ہو جائے گی۔ مسلمانو! میں نے تمہارے مسئلہ کو اپنا مسئلہ بنالیا ہے۔ کیونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ ایک سچا مسئلہ ہے۔ مسئلہ خلافت کو میں نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ تم کسی غلطی پر جمے ہوئے نہیں ہو۔

پرامن ترک موالات پر تبصرہ

قدر تم نے اپنے حصول مقصد کیلئے پاک راستہ اختیار کیا ہے اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہندو اور مسلمانوں نے تمدنی نقصان عظیم اٹھایا۔ اور ہم لوگ اپنے مذہب میں بھی کمزور ہو گئے ہیں اور مذہبی محبت کو بالکل ترک کر دیا ہے ہم دوسروں سے امید کرتے رہتے ہیں کہ وہ ہمارے مذہب کو زندہ رکھیں اور ہمارے لیے اور ہمارے مذہب کیلئے جانیں دیں۔ لیکن اب ہم نے وہ طریقہ اختیار کیا ہے جو ہم میں سے ہر ایک کو خدا پر اعتماد رکھنے پر مجبور کرتا ہے۔ اسلئے ہم کو وہ طریقے اختیار کرنے چاہئیں جو ہمارے مخالف کے خلاف ہوں اور جن کے لئے خدا کی مہربانی مخصوص ہو۔

یہ ایک بڑا دعویٰ ہے جو ہم اپنے لئے کر رہے ہیں۔ ہم اس تھوڑے سے وقت میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں صرف اس صورت میں جبکہ ہمارے طرائق گورنمنٹ کے بالکل خلاف ہوں۔ اس لئے ہماری تحریک کی بنیاد مکمل اور پرامن طریقہ پر قائم کی گئی ہے۔ جبکہ گورنمنٹ کی آخری پناہ تشدد ہے بغیر اس کے کسی قسم کی طاقت پیدا نہیں کیجا سکتی اگر ہمارے اندر استقلال نہ ہوگا تو گورنمنٹ کا تشدد ہماری اس تحریک کو فنا کر دیگا لیکن ہمارا پرامن ترک موالات لفظاً خیالاً عملاً صداقت کا پہلو لئے ہوئے ہونا چاہیے۔ اور ہم کو اپنے پرامن ترک موالات کے پروگرام میں پکا عقیدہ رکھنا چاہیے میں ہر ایک مسلمان سے کہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ وہ اس کو خوب سمجھ لے خواہ کیسا ہی غصہ کا موقع کیوں نہ ہو کہ صرف پرامن طریقہ ہی اس سال کے اندر اندر مکمل کامیابی حاصل کرا سکتا ہے پرامن ترک موالات ایک منفی پروگرام نہیں ہے۔ ذرا غور کرو کہ سات کروڑ مسلمانوں کے متفقہ ارادہ کا کیا مطلب ہو سکتا ہے کیا ہم لوگوں کو کامیابی نہیں ہو سکتی ہے۔ اگر تمام خطاب یافتہ، وکلاء، طلباء، اپنے کالج وغیرہ چھوڑ دیں لیکن نہیں انہیں بہت ہی کامیابی ہوئی کہنے کو تو سات کروڑ مسلمان ہیں اور بائیس کروڑ ہندو لیکن سچے مسلمان اور ہندو بہت ہی کم ہیں اس لئے اگر ہم کو کامیابی نہ ہوئی تو اس کا باعث ہماری ہی ذلت ہے۔

برادران میرے خیال میں بالکل معصوم ہیں بد امنی و تشدد کے بالکل خلاف اصول جو کچھ ان کی طاقت میں اور مذہب کی خدمت ہو سکتی تھی کی۔ اب اگر خلافت اور پنجاب کے مظالم کی تلافی اور سوراج اس سال میں قائم نہ ہو سکا تو یہ قصور تمہارا اور میرا ہے۔ ہم کو پرامن رہنا چاہئے لیکن ہم کو مردہ نہ ہونا چاہئے۔ سپاہیوں کے فرائض

کے متعلق علی برادران کے اصول کو دہرانا چاہئے اور جیل میں جانا چاہئے۔ ہمیں اس کے سوچنے کی ضرورت نہیں کہ تحریک ہم میں سے بہترین آدمی کی عدم موجودگی کی وجہ سے نہیں چل سکتی۔

یہ بھی خیال نہیں کرنا چاہئے کہ ہم سوراج کے قابل نہیں اور نہ خلافت اور پنجاب کے مظالم کی تلافی کر سکتے ہیں اور ہمکو بالاعلان ہزاروں جلسوں میں یہ کہنا چاہئے کہ موجودہ گورنمنٹ کی ہر قسم کی ملازمت گناہ ہے۔

انتظار فیصلہ

از جناب امام الاحرار مولانا ابوالکلام صاحب آزاد دہلوی مدظلہ العالی

مسٹر محمد علی، شوکت علی، ڈاکٹر سیف الدین کچلو۔ مولانا حسین احمد۔ پیر غلام مجدد، شنکر آچاریہ جی کی گرفتاری پر کامل دو ہفتے گذر چکے ہیں۔ وہ کراچی کے جیلخانہ میں مقید ہیں اور وہیں کی ایک عمارت میں مجسٹریٹ کے سامنے ان کا مقدمہ پیش ہوا ہے۔ ابتدائی کارروائی جو قانونی اصطلاح میں "تحقیقات" کے نام سے موسوم کی گئی ہے۔ ختم ہو چکی ہے۔ اور اب سشن کی کارروائی شروع ہونے والی ہے۔ چند دنوں تک اس کا ہنگامہ بھی گرم رہیگا پھر بالآخر فیصلہ کا دن آئیگا اور نام نہاد عدالت اپنا آخری فیصلہ سنا دے گی۔

ایک دوسرا مقدمہ لیکن ٹھیک اسی طرح ایک دوسرا مقدمہ بھی ہے جو ایک عدالت میں پیش ہو چکا ہے اس عدالت کی بھی حکومت ہے اس کا بھی قانون ہے اس کی بھی جزا و سزا ہے وہاں بھی مجرموں کی پکار ہوتی ہے اور وہاں کے لئے بھی ایک فیصلہ کا دن آیا کرتا ہے۔

یہ چند انسانوں کا نہیں بلکہ قوموں اور ملکوں کا مقدمہ ہے اور دنیا کی کسی ٹھہرائی ہوئی عدالت میں نہیں بلکہ خدا کی ازلی و ابدی عدالت کے سامنے پیش ہو چکا ہے۔ حق باوجود اپنی تمام بے سروسامانیوں کے مدعی ہے اور باطل اپنے تمام سامانوں اور طاقتوں کے ساتھ مدعا علیہ ہے۔ ایک طرف ہندوستان ہے اور ہندوستان کی ۳۲ کروڑ مخلوق ہے۔ چالیس کروڑ پیروان اسلام ہیں اور تمام ایشیا و افریقہ ہے۔ اجڑی ہوئی آبادیاں۔ ویران شہروں کے کھنڈر۔ خون کے سیلاب۔ بیواؤں کے آنسو۔ یتیموں کی چیخیں اور مظلوم اور روندی ہوئی زمینوں کے ایک ایک کونے۔ ایک ایک ذرے کی فریادیں ہیں۔ دوسری طرف انسانی تاج و تخت کا غرور ہے۔ ظلم کا گھمنڈ ہے۔ طاقت کی سرشاری ہے۔ دولت کے خزانے ہیں فوجوں کی قطاریں ہیں۔ ہولناک ہتھیاروں کے ذخیرے ہیں اور انسان کی مادی حیثیت و سطوت اور دنیاوی قہر و اقتدار کا بے خوف اور بے باک دعویٰ ہے۔ یہ دونوں فریق مالک الملک اور احکم الحاکمین کے تخت جلال کے آگے کھڑے کئے جا چکے ہیں۔ عدالت اپنا کام کر رہی ہے قانون

اٹل اور بے پناہ ہے اور حکم ناگزیر اور لابدی ضرور ہے کہ انتظار ختم ہو اور ضرور ہے کہ نتیجہ کا دن آجائے۔ وہ آئے گا اور بالآخر الکیمین فیصلہ سنایا جائیگا۔

فاذا جاء امر اللہ قضی بالحق وخسر ھنالک المبطلون! (۴۰-۷۸)

کراچی کے مقدمہ کی طرح یہ مقدمہ بھی نیا نہیں ہے۔ نہ تو نوعیت کے اعتبار سے اور نہ واقعات کے اعتبار سے اور نتیجہ کے اعتبار سے۔ دنیا کی پوری تاریخ صرف ان ہی دو مقدموں کی روئداد ہے۔ انسان کی عدالتوں نے ہمیشہ فیصلہ کیا ہے اور خدا کی عدالت بھی ہمیشہ فیصلہ کرتی رہی ہے۔ انسان نے ہمیشہ دعویٰ کیا ہے۔ من اشد منا قوۃ مجھ سے بڑا دنیا میں کون ہے۔ اور خدا نے ہمیشہ جواب دیا ہے کہ سب سے بڑا میں ہوں۔ اور میرا فیصلہ

اولم یروا ان اللہ الذی خلقھم ھو اشد منھم قوۃ؟ (۴۱-۱۴)

پھر انتظار کس فیصلہ کا کرنا چاہئے؟ اس کا جو کراچی کی عدالت سنائیگی؟ یا اس کا جو خدا کی عدالت سنائیگی۔

کراچی کے فیصلہ کا انتظار بے سود ہے۔ اس کے لئے انتظار کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ جواب کی ضرورت ہے۔ اور وہ وہی ہے جو پہلے بھی ہمیشہ ایسے فیصلوں کیلئے دیا جا چکا ہے فاقض ما انت قاض۔ انما تقضی ھذہ الحیوۃ الدنیا (۲۰-۷۲) "تم جو کچھ فیصلہ کرسکتے ہو کر دیکھو۔ تم زیادہ سے زیادہ یہی کرسکتے ہو کہ اس دنیا کی فانی زندگی کیلئے کوئی حکم دے دو۔ اس سے زیادہ تمہارے بس میں کیا ہے"؟

لیکن اگر انتظار کرنا ہے تو دوسرے مقدمہ کے فیصلہ کا کرنا چاہئے۔ وان ادری اقریب ام بعید ما توعدون (۲۱-۱۰۹)

انتظار

سچا انتظار وہی ہے جو سچی طیاری کے ساتھ ہو۔ پھر کیا واقعی ہم منتظر ہیں؟ اور کیا واقعی ہم نے اپنے تئیں فیصلہ کا حقدار اور سزاوار ثابت کر دیا ہے۔

شاید ہی کسی انسانی جماعت نے اتنے تھوڑے دنوں کے اندر اتنی بڑی بڑی باتیں کہی ہوں گی جیسی ہم نے گذشتہ اٹھارہ مہینوں کے اندر کہی ہیں۔ ہم نے وہ بڑے سے بڑا دعویٰ کر دیا ہے جو دنیا میں انسان کرسکتا ہے لیکن اب تک ہم نے وہ چھوٹے سے چھوٹا کام بھی نہیں کیا جو اتنے بڑے دعووں کے بعد کیا جا سکتا ہے۔

ہم نے ایمان اور عمل کا اعلان کیا ہے اور ان دو باتوں کے بعد دنیا کی اور کون سی بڑائی ہے جو باقی رہ جاتی ہے لیکن اب تک نہ تو ہمارے دلوں میں سچا ایمان پیدا ہوا ہے نہ ہمارے کاموں میں سچا عمل دکھائی دیتا ہے۔

ہم نے حق اور سچائی کا لفظ منہ سے نکالا ہے، اور اس سے بڑھکر کوئی آواز نہیں جو آدمی کے منہ سے نکل سکتی ہے لیکن اب تک نہ تو حق کا پورا پورا ہمیں یقین ہوا ہے اور نہ سچائی کی سچی لگن ہمارے دلوں سے لگی ہے۔

ہم نے ایثار اور قربانی کی راہ اختیار کی ہے اور اس سے بڑھکر فتحمندی کی کونسی راہ ہے جو انسانوں پر کھل سکتی ہے لیکن اب تک ہم ایثار سے ناآشنا ہیں اور غرض اور ذات کی پرستش سے ہمارا دل خالی نہیں ہوا۔

ہم نے کہا ہے کہ ہمارے لئے جانبازی اور سرفروشی کا وقت ہے اور وہ گھڑی آگئی ہے . . . . جب انسان کیلئے بجز اپنے کو کھو دینے اور قربان کر دینے کے اور کوئی چارہ باقی نہیں رہتا لیکن اب تک ہمارا یہ حال ہے کہ اپنا تھوڑا سا مال اور تھوڑی سی آسائش بھی تج دینے کیلئے تیار نہیں۔!

ہم نے اس خدا کا پاک نام لیا ہے جس کو ہم چھوڑ چکے ہیں، اور اس شریعت کا ذکر کیا ہے جس کو صدیوں سے بھلا چکے اور پھر ان دونوں ناموں کی نسبتوں سے اپنے فرائض کا اعلان کیا ہے وہ فرائض کیا ہیں! یہ ہیں کہ سب کچھ دے ڈالو اور سب کچھ قربان کر ڈالو!

قل ان کان آباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموها وتجارة تخشون کسادها ومساکن ترضونها احب الیکم من الله ورسوله وجهاد فی سبیله، فتربصوا حتی یاتی الله بامره والله لا یهدی القوم الفاسقین (۹ : ۲۵) اگر ایسا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ تمہیں دنیا اور دنیا کی چیزیں پیاری ہیں۔ باپ بھائی بیوی، خاندان اور اس کے رشتے ناتے راہِ حق سے روک رہے ہیں مال و متاع کا عشق دامنگیر ہے۔ کاروبار کے مندے پڑ جانے سے ڈر رہے ہو۔ مکان و محل کی آسائشوں میں جی اٹکا ہوا ہے اور تمہارے پاؤں ان زنجیروں میں ایسے بندھ گئے ہیں کہ خدا کی پکار بھی انہیں نہیں ہلا سکتی تو یقین کرو کہ خدا بھی اپنے کاموں کیلئے تمہارا محتاج نہیں۔ ایمان اور سچائی کی راہ چھوڑتے ہو تو چھوڑ دو۔ اور نتیجہ کا انتظار کرو۔ یہاں تک کہ خدا کو جو کچھ کرنا ہے کر دکھلائے۔ خدا نافرمانوں پر کامیابی کی راہ نہیں کھولتا"

لیکن اس پر بھی ہماری بدبختی اور شقاوت کا یہ حال ہے کہ ابتک ہمنے کچھ بھی نہیں دیا۔ اور اب تک ہم نے کوئی قربانی بھی نہیں کی۔ ہم نے شریعت کے حکموں کا دنیا میں ڈھنڈھورا پیٹا۔ لیکن خود اس پر عمل کرنے کیلئے تیار نہ ہوئے۔

ہم نے جان تک دیدینے کا اعلان کیا لیکن اس وقت تک مال بھی قربان نہ کر سکے۔ ہم نے اپنا پورا جسم و وجود قربان کر دینے کا دعویٰ کیا لیکن اب تک جسم کا لباس بھی قربان نہ کر سکے۔ ہم نے قوموں اور ملکوں سے لڑنا چاہا۔ لیکن

اب تک اپنی [غفلت] کو بھی شکست نہ دے سکے ہم نے اسلام اور ملک کے دشمنوں کو شکست دی اور ... اب تک اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کی غفلت اور انکار فتحیاب ہے۔

ہم جب تک اپنی غفلت و سرشاری [کو شکست] نہیں دیں گے دنیا کو شکست نہیں دے سکتے۔

ہم نے کہا کہ بستر پر کانٹے بچھ گئے اور توشک کی جگہ شعلوں اور انگاروں نے لے لی۔ اب دنیا دیکھنا چاہتی ہے کہ بیدار راتیں اور بے چینی کی کروٹیں کہاں ...

ہم نے کہا کہ دل کے ٹکڑے ہو گئے اور جگر میں ناسور پڑ گئے لیکن دنیا نے دیکھا کہ جن کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تھے وہ عیش و راحت کے اسیر ہیں اور جن کے جگر میں ناسور تھے ان کی زندگی میں غم و الم کی کوئی بے قراری نہیں!

کیا ہم نے نہیں کہا کہ ہم پیاسے ہیں؟ تو کیا ہمارا چہرہ سوکھا ہوا، حلق ہمارے ہونٹوں پر پپڑیاں جمی ہوئیں اور کیا ہمارے حلق میں کانٹے پڑ گئے ہیں۔

جمالِ حال شود ترجمانِ استحقاق   دلیلِ آبِ گہر تفتگی و تشنہ لبی ست

جب ایسا نہیں ہے تو کیونکر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم کو صبحِ فتح و فیصلہ کا انتظار ہے اور ہم واقعی اس گھڑی کے لئے اپنے آپ کو تیار کر چکے؟

قول و فعل

فی الحقیقت انسان کی عالمگیر اور دائمی گمراہی یہی ہے کہ وہ جس قدر کہتا ہے اس قدر کرتا نہیں۔ اس کا عمل قول سے متضاد ہوتا ہے اور اگر متضاد نہیں ہوتا تو مختلف ضرور ہوتا ہے۔ ان کی تمام نامرادیوں اور خسران کی بڑی علت یہی ہے۔ قرآن حکیم نے جا بجا اس بات کو واضح کیا ہے۔

یا ایہا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون ۔ کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون

مسلمانو! تم کیوں ایسی بات منہ سے نکالتے ہو جو کرتے نہیں؟ اللہ کے حضور میں یہ بات بڑی ہی ناراضی کا موجب ہے کہ تم کہو مگر کرو نہیں۔ اگر ہم کسی عمل حق کا ارادہ نہ کریں تو یہ ہماری محرومی ہے لیکن دعویٰ کر کے عمل نہ کیا تو یہ صرف محرومی ہی نہیں بلکہ اللہ کے غضب کا موجب ہو گی۔ مندرجہ بالا آیۃ سے یہ بات واضح ہو گئی ہے۔

اسی طرح قرآن حکیم نے بنی اسرائیل کی شقاوتوں میں سے ایک بڑی شقاوت یہ بتلائی ہے کہ وہ آزمائش سے پہلے آزمائش کی گھڑی کے لئے بڑی بے قراری ظاہر کرتے تھے ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ ہمارے لئے ایک امیر نامزد کر تاکہ ہم اپنے دشمنوں سے مقابلہ کریں۔

فلما کتب علینا علاً القتال. تولوا الا قلیلا منهم والله علیم بالظالمین (۲: ۱۲۲) لیکن جب
لڑائی میں کا حکم دیا گیا تو بہت تھوڑے اپنے قول کے پکے نکلے۔ باقی سب قول قرار سے پھر گئے۔"

سورۂ احزاب اور سورۂ محمد میں منافقوں کا حال بھی ایسا ہی بتلایا ہے۔ ولقد کانوا عاهدوا الله من قبل لا یولون الادبار وکان عهد الله مسئولا۔ (۳۳: ۱۵) ویقول الذین امنوا لولا نزلت سورة فاذا انزلت سورة محکمة وذکر فیها القتال رایت الذین فی قلوبهم مرض ینظرون الیک نظر المغشی علیه من الموت (۴۷: ۲۲)

فرض پس اگر ہم واقعی حق وباطل کے فیصلہ کے طلبگار ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم خود اپنے عمل کے لئے ایک آخری فیصلہ کریں اور اپنے عمل کو قول کے مطابق کر دکھائیں۔ جب تک ہم خود فیصلہ نہ کریں گے۔ ہمارے ساتھ یہ فیصلہ نہ کیا جائیگا۔ ذالک یوعظ به من کان منکم یومن بالله والیوم الآخر!!

علی برادران و دیگر رہنمایان کا مقدمہ اور جناب وائسرائے ہند

از امام المناظرین مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری ایڈیٹر اہلحدیث

مقدمہ کراچی جس میں معزز سرداران قوم مولانا حسین احمد۔ مولوی نثار احمد۔ علی برادران۔ ڈاکٹر کچلو وغیرہ گرفتار ہیں اس میں وجہ الزام یہی ہے کہ ان لوگوں نے ایک ایسی قرارداد پیش کی۔ اور اس کی تائید کی جس کا مطلب یہ ہے کہ فوجی نوکری از روئے شرع اسلام ناجائز ہے۔ ملزموں کی طرف سے یہ جواب دیا گیا کہ ہم نے ایک شرعی حکم مسلمانوں کو پہنچایا ہے۔ جو قرآن وحدیث میں موجود ہے۔ اس حکم کے پہنچانے پر ہمیں ماخوذ کرنا اور مقدمہ چلانا در اصل ہمارے مذہب اسلام کی ہتک کرنا اور اس میں بے جا مداخلت کرنا ہے۔ اس کے جواب میں حضور وائسرائے بہادر کو خود ایک تقریر کرنی پڑی جس سے اس مضمون کی اہمیت ثابت ہوتی ہے وائسرائے بہادر فرماتے ہیں "یہ کہنا سخت غلطی اور ناانصافی ہے کہ ان مقدمات سے مذہب اسلام پر حملہ کرنا مقصود ہے" ہمارے خیال میں وائسرائے بہادر نے جس مضمون کی نفی کی ہے۔ اس کا قائل کوئی بھی نہیں کسی نے یہ نہیں کہا کہ اسلام پر حملہ کرنا مقصود ہے۔ پھر نہیں معلوم حضور وائسرائے بہادر جیسا روشن دماغ جس کی عمر عدالتی کاموں میں بال کی کھال اتارنے میں خرچ ہوئی ہو۔ ایک ایسے مضمون کی نفی کرنے پر اپنا قیمتی وقت کیوں لگائے اور اصل بات کا ذکر تک نہ کرے اصل بات صرف یہ ہے کہ ملزموں کی طرف

سے کہا گیا ہے کہ ہم نے ایک شرعی حکم مسلمانوں کو پہنچایا ہے جس کا پہنچانا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ ایسے
یک کام پر جس کا بحیثیت مسلمان ہونے کے ہم پر فرض ہے، ہمیں گرفتار کرنا مذہب اسلام پر حملہ کرنے اور
ذہبی مداخلت کرنے کے برابر ہے یہ نہیں کہا کہ اس سے مقصود یہ ہے کہ اسلام پر حملہ ہو۔ مقصود اور لازم
یں بہت فرق ہے۔ ملزم اس کو مقصود نہیں بتاتے بلکہ اس کا لازمہ قرار دیتے ہیں۔ رہا یہ امر کہ یہ حکم شرعی
ہے یا نہیں؟ اس کے متعلق شہادت علماء کی معتبر ہونی چاہئیے جس طرح ایک قانونی مسئلہ کی نسبت ایک
بیرسٹر اور جج کی رائے بہ نسبت ایک مولوی کے زیادہ وزن دار ہے۔

ہمیں یہ سن کر حیرت ہوئی ہے کہ ادہر تو حضور وایسرائے بہادر ملزمین کی تردید فرماتے ہیں۔ اور اُن کے گواہوں
کے بیان یعنی علماء کے فتوے کو ضبط کرتے ہیں۔ یہ اختلاف ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ اچھا اگر ملزم اپنی صفائی
میں یہ ثابت کرنا چاہیں کہ ہم نے جو کچھ کہا۔ اس میں ایک مذہبی حکم کی تبلیغ ہے۔ تو وہ اس "ڈیفنس" میں سوائے
علماء اسلام کے کس کو پیش کر سکتے ہیں؟ قانونی حکم کو بتانے اور باریکیوں کی تہ تک پہنچنے کیلئے کسی بیرسٹر یا
جج بلکہ چیف جج کی ضرورت ہے تو مذہب اسلام کے احکام کو سمجھانا سوائے علماء اسلام کس کا حق ہو سکتا ہے
وایسرائے کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ احکام اسلام خصوصاً ان کے فرائض سے جو ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان
کے متعلق ہیں، واقف نہیں۔ اس لئے ہم آپ کے معلومات میں اضافہ کرنے کو صرف ایک حدیث نقل کرتے ہیں
مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۲۲ پر منقول ہے جس کے الفاظ یہ ہیں المسلم اخو المسلم لا یظلم ولا یسلمہ
یعنی حضرت پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ خود اس پر ظلم کرے نہ
اس کو ہلاک کرے نہ کبھی تباہی میں ڈالے۔ یہ حدیث صاف بتاتی ہے کہ کسی مسلمان کا کوئی حرکت یا کوئی فعل
یا جس سے دوسرے مسلمان کو تکلیف یا نقصان جان یا مال پہنچے بحیثیت مذہب اسلام کے حرام ہے یہ
حدیث اپنے معنی میں جس قدر وسعت رکھتی ہے اہل بصیرت سے مخفی نہیں۔ اس لئے ہم اپنی کم فہمی کا اظہار
کرتے ہوئے اعتراف کرتے ہیں کہ ہم حضور وایسرائے بہادر کی تقریر کو ملزموں کی تقریر کا جواب نہیں سمجھتے۔

علی برادران و دیگر رہنمایان قوم کی گرفتاری

جمیع اکابرین ہند کا متفقہ تاریخی اعلان

سرکاری ملازمت کے متعلق اظہار رائے ہر ایک شخص کا پیدائشی حق ہے

علی برادران و دیگر رہنمایان

قوم ہی کو فنا ہے ۔ سے متعلق تجویز منظور کی ۔ جس کی بنا پر ایک کمیونک معنونہ ۱۵ ستمبر ۱۹۲۱ء میں جن خیالات کا اظہار
کیا گیا ہے ۔ ان کی بنا پر ہم دستخط کنندگان مندرجہ ذیل اپنی انفرادی حیثیت میں یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ ہر
ایک شخص کا یہ پیدائشی حق ہے کہ وہ گورنمنٹ کی سول یا فوجی محکموں میں ملازمت کرنے یا کرتے رہنے کے متعلق
اپنی رائے کا بغیر کسی قسم کی روک ٹوک کے اظہار کر دے ۔

سرکاری ملازمت منافی وقار قومی ہے

ہم مندرجہ ذیل اشخاص بطور اپنی رائے کے یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ کبھی ہندوستانی
کا بطور ایک سویلین کے اور بالخصوص بطور ایک سپاہی کے موجودہ طرز حکومت
کی نوکری کرنا ہمارے قومی نشان کے خلاف ہے ۔ کیونکہ اس طرز حکومت نے ہندوستان کو اقتصادی ، اخلاقی
اور سیاسی حیثیت سے ذلیل کر دیا ہے اور فوج و پولیس کو ہمارے قومی ولولوں کو دبانے کیلئے استعمال کیا ہے
جیسا کہ رولٹ ایکٹ کے متعلق ایجیٹیشن کے موقع پر ہوا ہے ۔ نیز اس نے ہمارے سپاہیوں کو عربوں ، مصریوں
ترکوں اور دیگر اقوام کی آزادی کچلنے کے لئے استعمال کیا ہے ۔ جنہوں نے ہندوستانیوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا

ہر ایک ہندوستانی سپاہی سویلین نوکری چھوڑ کر دیگر ذرائع معاش تلاش کرے

ہماری یہ بھی رائے ہے کہ ہر ایک ہندوستانی سپاہی اور سویلین
کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی گورنمنٹ سے قطع تعلق کر کے اپنے
گذر اوقات کے لئے دیگر ذرائع معاش تلاش کرے ۔

بمبئی ۴ ۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء

بوقت ساڑھے چھ بجے شام

عبدالباری لکھنؤ	جواہر لال نہرو الہ آباد	ایم کے گاندھی ستیہ گرہ آشرم سابرمتی
ابوالکلام آزاد کلکتہ	ایس ۔ ای ۔ اسٹوکس کوٹ گڈھ	ایچ ۔ ایم ۔ ایچ ۔ ح ۔ ایم چھوٹانی بمبئی
موتی لال نہرو الہ آباد	ایم ۔ ایس ۔ اینی امراوتی	لالہ لاجپت رائے لاہور
سروجنی نائیڈو بمبئی	خلیق الزماں لکھنؤ	اجمل خاں دہلی
وٹھل بھائی جے پٹیل احمد آباد	کے ایم عبدالغفار دہلی	عباس ایس طیب جی احمد آباد
این ۔ سی کیلکار پونہ	کرشنا نیل کانتھ کرگپی بلگام	وی جے پٹیل بندرا
گنگا دھر بال کرشنا دیش پانڈے بلگام	کونڈ وینکٹا پایہ گنتور	ایم ۔ آر جیکار بمبئی
ایم ۔ اے انصاری دہلی	جی ہر سیروتم راؤ مدراس	سی راج گوپال آچاریہ مدراس
جمنا لال بجاج بمبئی	آزاد سبحانی کانپور	... چھوٹانی بمبئی

ادی گوکھلے پونہ	حسرت موہانی کانپور	ایم۔ آر۔ جیکار ناگپور سی پی
۔ جے منکر بمبئی	مہادیو ایچ۔ ڈی۔ سائی ستیہ آشرم سیرامتی	ڈی۔ ڈی ڈیشین بھساولی
رجی فراجی بمبئی	احمد حاجی صدیق کھتری بمبئی	جے رام داس دولت رام حیدرآباد سندھ
ور راجندر پرشاد گنڈی راداکرسن ضلع اندھیرا		ڈی۔ ایس وجایا راگڈ لاہور
ایل برابانیا اندہرا گنٹور	انسویا سرابھائی احمد آباد	جتیندر لال ایل بنرجی کلکتہ
ر حسین قدوائی دہلی	شیام سندر چکراوتی کلکتہ	راجیندر پرشاد پٹنہ
الیس منجے ناگپور	یعقوب حسن مدراس	بی۔ ایس سبرابایا اندھیرا

علی برادران و دیگر رہنمایان قوم کی اقامت و طعام وغیرہ کے انتظامات

معزز و محترم فدایان ملک و ملت کے مشاغل

مولانا شوکت علی مجذوب۔ محمد علی فقیہ اور ڈاکٹر کچلو عالم دین بن کر نکلیں گے

ہم کے نامہ نگار خصوصی مقیم کراچی کی ایک مراسلت مؤرخہ ۱۱ اکتوبر کے مطابق جیل میں پہلے تو ملاقات کرنے کی سختیاں تھیں مگر اب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے عام اجازت دیدی ہے کہ صبح کو دس بجے تک اور پھر تین بجے سے بجے تک ہر شخص مل سکتا ہے۔ حکم میں "اعزہ و احباب کے" الفاظ ہیں اور آخری اصطلاح میں ہر مسلمان ہر ہندوستانی شامل ہے۔ مگر جیل یہاں سے بہت دور ہے اس لئے سوائے ہم لوگوں (جو خاص مقدمہ کیوجہ سے ہوئے ہیں) اور یہاں کے مخصوص لوگوں کے کوئی نہیں جاتا ہے۔ ہمیں مقدمہ کی تیاری میں اس قدر غولی تھا کہ باوجود اس اجازت کے بھی مجھے اب تک جانیکا موقع نہ ملا تھا کل میں گیا۔ سپرنٹنڈنٹ جیل کے ں کے دالان میں ساتوں ملزم بلائے جاتے ہیں اور سب لوگ ملتے ہیں۔ کل ایک گھنٹہ تک ہم لوگ وہاں رہے ت علی صاحب تو بالکل جذب کی حالت میں رہتے ہیں۔ بالکل مست۔ ان کی جیل خانہ سے آنے کے بعد نسبت ب تو ایک زبردست فقیر اور مجذوب ہو کر نکلیں گے۔ ہر وقت قرآن کا ورد رہتا ہے۔ شہادت کی آرزو میں ار پڑھتے رہتے ہیں۔ محمد علی صاحب زبردست فقیہ بن کر نکلیں گے بلکہ میرا اعتقاد تو یہ ہے کہ وہ زبردست مجتہد ں گے ڈاکٹر کچلو کیلئے "مولانا" کی سند ابھی سے تیار کر رکھئے اس لئے کہ فقہ اور تفسیر کی کتابیں منگائی ہیں اور ں زبان علوم کی تکمیل کر رہے ہیں۔ مولانا حسین احمد صاحب سے پڑھتے ہیں مولوی نثار احمد اور پیر غلام مجدد صاحب

کے متعلق ہیں کوئی رائے نہیں قائم کر سکا۔ مولوی حسین احمد اپنا سفر نامہ مرتب کر رہے ہیں۔ جیل میں کھانا یہاں (خلافت کمیٹی) سے پک کر دونوں وقت جاتا ہے ہم ہی لوگوں کے ساتھ ان لوگوں کا کھانا بھی پکتا ہے۔ مگر صبح کا کھانا وہاں آٹھ بجے پہنچنا چاہئے اس لئے رات ہی سے پکتا ہے آٹھ بجے پہنچا دیا جاتا ہے جس کو وہ لوگ دوپہر کو کھاتے ہیں۔ اور رات کا کھانا چار بجے سہ پہر ہی کو قاعدہ کی رو سے بھیجا جاتا ہے۔ پہلے ہر کس کو علیحدہ علیحدہ رکھا گیا تھا۔ مگر اب دو دو آدمی ایک مکان میں کر دیئے گئے ہیں۔ تین تین کمروں کے بنگلے ہیں جن میں دو دو آدمی اس طرح رہیں (۱) مولانا شوکت علی اور نثار احمد صاحبان (۲) ڈاکٹر کچلو اور پیر غلام مجدد صاحبان (۳) مولانا حسین احمد صاحب اور محمد علی صاحب (۴) شری شنکر آچاریہ علیحدہ ہیں۔ دو گھنٹے کیلئے سب لوگ ایک ساتھ ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک دوسرے سے نہیں مل سکتے۔ فی الحال تو لفضلہٖ کوئی تکلیف نہیں ہے جیل خانہ کے اسٹاف کے لوگ جس میں پارسی، عیسائی سب شامل ہیں سب کا ادب کرتے ہیں اور قیدی ہر طرح خدمت کرتے ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ جیل جو انگریز ہے وہ خود بھی شوکت علی صاحب کا اس قدر گرویدہ ہو گیا ہے کہ دن کا اکثر حصہ ان کے پاس گذارتا ہے۔"

بلبل نیم کہ نالہ کشم درد سر دہم
قمری نیم کہ طوق بگردن در افگنم

پروانہ نیم کہ بہ یکدم شوم در عدم
شمعم کہ سوزم و دم بر نیاورم

اللہ اکبر

"گلشن میں اسیری کے مزے یاد کریں گے"

موازنہ مذہب و قانون

یعنی

اجلاس سشن کی روداد

معہ

خطوط و پیغامات ندائیان حق

اور

آرائے اکابرین قوم و جرائد
ہند

کچھ کر گئے ہیں جو یہاں ہیں وہ انگشت نما
دنیا میں بدنام ہی نکوکار رہیں گے

باخبر ہیں وہ کہ کام سے ہیں جن پہ پیچھے الزام
جو کام ہیں ان کا ہی انجام ہے کرنا

علی برادران و دیگر رہنمایان قوم کا مقدمہ عدالت سیشن میں

پہلے روز کی مفصل کارروائی

خالق دینا ہال کا نظارہ ۲۴ اکتوبر کو خالق دینا ہال کراچی میں مسٹر کینیڈی جوڈیشیل کمشنر سندھ کی عدالت میں رہنمایان ملک یعنی علی برادران، ڈاکٹر کچلو، مولانا حسین احمد، مولانا نثار احمد، پیر غلام مجدد اور شری شنکر آچاریہ کے مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ علی الصباح لوگ ہال کے باہر جمع ہونے شروع ہوئے جہاں کافی تعداد میں پولیس متعین تھی۔ ہال کے احاطہ میں فوجی سپاہیوں کا پہرہ تھا۔

نشستوں کا انتظام انتظامات ابتدائی عدالت کی طرح تھے۔ بجز اس کے کہ جج کیلئے ہال میں ایک بلند چبوترے پر ایک چھوٹا سا پلیٹ فارم بنایا گیا تھا اور جج کے داہنی جانب پانچ ممبران جیوری کے لئے لکڑی کے پلیٹ فارم پر پانچ کرسیاں رکھی گئی تھیں۔ چبوترے کے سامنے جج کے بالمقابل سررشتہ دار اور ترجمان بیٹھے ہوئے تھے۔

پیروکار سرکار و ملزمان حکومت کی طرف سے صوبہ ہائے متحدہ کے مسٹر راس السٹن ایڈووکیٹ جنرل اور مسٹر ٹی جی الفنسٹن پیروکار تھے اور لیڈران کی طرف سے کوئی وکیل وغیرہ نہیں تھا۔ شریعت اسلام کے معاملات میں لیڈران کو مشورہ دینے کے لئے آئین اسلامی کے ماہر مولانا عنایت اللہ لکھنوی بھی موجود تھے۔

لیڈران کی آمد عدالت لیڈران خالق دینا ہال میں ٹھیک ۱۱ بجے قبل دوپہر داخل ہوئے اور تمام اشخاص ان کی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ لیڈران قیدیوں کی بند گاڑی میں لائے گئے جس کے آگے پیچھے موٹر کاریں تھیں جن میں یورپین اور ہندوستانی سوار تھے۔ مسٹر راس السٹن گیارہ بجکر ۲۲ منٹ پر آئے اور جج ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے آیا۔

آغاز کارروائی مسٹر الفنسٹن۔ مجھے فرد جرم کی ایک کاپی چاہئے۔ میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے جرم میں ان الفاظ "آپ ساتوں ملزم" کے بعد یہ الفاظ کسی وقت یا اوقات پر اور مابین فروری ستمبر سنہ ۱۹۲۱ء کے بجائے" از فروری سنہ ۱۹۲۰ء تا ستمبر سنہ ۱۹۲۱ء ہونا چاہئے۔

عدالت کے سوال کرنے پر مولانا محمد علی نے کہا: "تارکان موالات کی حیثیت سے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہم سب مقدمہ کو صرف سمجھنا چاہتے ہیں آپ جو چاہیں لکھیں۔"

جج۔ بیٹھ جایئے۔ میں ایسا نہیں چاہتا۔

مسٹر الفنسٹن۔ میں چاہتا ہوں کہ دفعہ ۱۲۰ کے بعد دفعہ ۱۱۵ بھی لکھی جائے۔ دفعہ ۱۲۰ میں درج ہے کہ سازش کنندہ جماعت کو سزا دی جانی چاہیئے۔

چونکہ اس نے اعانت مجرمانہ کی ہے اس لئے جرم دو حصوں میں تقسیم کر دینا چاہیئے (۱) تنہا مجرمانہ کارروائی کرنا اور (۲) سپاہیوں کو ادائے فرائض سے باز رکھنے کی سازش میں شریک ہونا۔ وہ سازش کی حد سے آگے نکل گئے ہیں، اور انہوں نے فی الحقیقت بعض سپاہیوں کو ورغلانے کی کوشش کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ دوسرے پیراگراف میں تبدیلیاں کی جائیں۔

جج۔ کیا آپ نے منظوری حاصل کی ہے؟

الفنسٹن۔ دفعہ ۱۰۹ کے لئے منظوری لینے کی ضرورت نہیں بجز ۵۰۵ کے جس کی منظوری دی گئی ہے!

محمد علی۔ جرم میں پہلے ہی حسب مرضی ترمیم کیا جا چکی ہے۔ میرا خیال ہے کہ عدالت میں ہم پر واضح کر دیا گیا تھا کہ از فروری سنہ ۱۹۲۰ء تا ستمبر سنہ ۱۹۲۱ء نہیں بلکہ از فروری سنہ ۱۹۲۱ء تا ستمبر سنہ ۱۹۲۱ء ہے۔ ہمیں اس سے قبل خاص طور پر معلوم ہونا چاہیئے تھا جب کہ دفعہ ۱۳۱ کی رو سے ہمیں عمر قید کی سزا دی جا سکتی ہے اور اس کے متعلق ہمارے خلاف کسی قسم کی شہادت نہیں ہوئی۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ بات مجسٹریٹ کے دماغ میں تھی کہ از فروری سنہ ۱۹۲۰ء تا ستمبر سنہ ۱۹۲۱ء ہے یا سرکاری وکیل کے دل میں؟

اب جس صورت میں عدالت ماتحت کی کارروائی کو لغو و فضول گردانا جاتا ہے تو مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں مقدمہ کی سماعت کرانے سے کیا حاصل ہے جبکہ یہاں فیصلے پر پانی پھیرا جا سکتا ہے۔

سرکاری وکیل نے کہا تھا کہ وہ محض خفیف تبدیلی کرنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ خفیف تبدیلی نہیں ہے۔ ابتدائی مجسٹریٹ کے عائد کئے ہوئے جرم کے لئے تیار ہونے کیواسطے [illegible] جیل میں جدوجہد کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ بلکہ اس کی مطلق پرواہ نہیں کی گئی۔ جج نے انہیں کہا کہ بیٹھ جایئے۔

مصرحہ تحت ترمیم کردہ جرم جوڈیشل کمشنر سندھ و سیشن کورٹ کی عدالت میں بارہ مقدمہ نمبر ۲ بابت سنہ ۱۹۲۱ء ملزمان کے سامنے پڑھا گیا:۔

آج بتاریخ ۲۴۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء بی سی کینیڈی آئی سی ایس جوڈیشل کمشنر سندھ کی عدالت کراچی میں مندرجہ ذیل (۱) مولانا محمد علی رامپوری (۲) مولوی حسین احمد دیوبندی (۳) ڈاکٹر سیف الدین

کچلو امرتسری (۴) پیر غلام مجدد مٹیاری (۵) مولانا نثار احمد کانپوری (۶) بھارتی کرشنا تیرتھ جی عرف وینکٹ
اور (۷) مولانا شوکت علی رامپوری۔ جنہیں ایس ایم ملانی سٹی مجسٹریٹ کراچی نے سماعت مقدمہ کے لئے
سشن سپرد کیا، عدالت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اور آپ ساتوں ملزمان کسی وقت یا اوقات میں مابین فروری
سنہ ۱۹۲۰ء و ستمبر سنہ ۱۹۲۱ء کراچی اور برطانی ہند کے دیگر مقامات میں مسلمان افسروں اور سپاہیوں کو فوجی ملازمت
سے باز رکھنے کی مجرمانہ سازش میں شریک تھے اور آپ نے دفعہ ۱۲۰ ب/ ۱۱۵ و دفعہ ۱۳۱ تعزیرات ہند کے
تحت قابل تعزیر جرم کا ارتکاب کیا۔ جو اس عدالت سشن کے اختیار کے اندر ہے۔ مزید برآں (مولانا محمد علی
نے غالباً ۹ جولائی سنہ ۱۹۲۱ء کو کراچی میں اس قسم کے الفاظ کہے کہ "اس وقت ہر مسلمان کیلئے برطانی فوج میں ملازم
رہنا یا بھرتی ہونا یا دوسروں کو بھرتی ہونے کی ترغیب دینا مذہباً ناجائز ہے"۔ ان الفاظ سے ملزم کا یہ ارادہ تھا (یا
اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے) کہ مسلمان افسر اور سپاہی اپنی اپنی ملازمتوں سے سبکدوشی حاصل کر لیں اور ملزم
نے دفعہ ۵۰۵ تعزیرات ہند کے تحت قابل تعزیر جرم کا ارتکاب کیا۔ جو عدالت سشن کراچی کے اختیار کے اندر
ہے۔

اور مزید یہ کہ مزبورہ سازش کی تائید و تقویت میں جولائی یا اگست سنہ ۱۹۲۱ء کے دوران میں سازشی جماعت کے ایک
رکن یا اراکین نے مسلمان افسروں کو ملازمت سے برطرف ہو جانے کی ترغیب دینے کیلئے کوشش کی اور اگزبٹ
۴۳ کی صورت میں ان میں چھوٹی چھوٹی کتابیں تقسیم کیں گویا آپ نے دفعہ ۱۲۰ ب/ ۱۰۹ و ۱۳۱ تعزیرات ہند
کے تحت قابل جرم کا ارتکاب کیا جو عدالت سشن کراچی کے اختیار کے اندر ہے۔

اور آپ (ملزمان از نمبر ۲ تا نمبر ۷) نے مولانا محمد علی کے ساتھ سازش کر کے ان کی طرح دفعہ ۵۰۵ تعزیرات ہند کے
تحت مزبورہ جرم کا ارتکاب کیا اس لئے آپ بھی دفعہ ۱۰۹ و ۵۰۵ تعزیرات ہند کے تحت مجرم ہوئے اور یہ جرم
عدالت سشن کراچی کے اختیار کے اندر ہے۔

(مولانا محمد علی نے غالباً ۹ جولائی سنہ ۱۹۲۱ء کو کراچی میں دفعہ ۵۰۵ یا دفعہ ۱۳۱ تعزیرات ہند کے تحت اس جرم کا
ارتکاب کیا ہے۔ جس کے مرتکب دس سے زیادہ اشخاص ہوئے ہیں۔ آپ نے آل انڈیا خلافت کانفرنس میں
کہا کہ "بالعموم تمام مسلمانوں اور بالخصوص تمام علماء کا فرض ہے کہ آیا یہ مذہبی احکام (مزبورہ الفاظ کا حوالہ دیتے
ہوئے) ہر ملازم فوج مسلمان کے ذہن نشین کئے گئے ہیں" گویا آپ نے دفعہ ۱۱۷ تعزیرات ہند کے تحت قابل
تعزیر جرم کے مرتکب ہوئے جو اس عدالت سشن کے اختیار کے اندر ہے۔

اور آپ (ملزمان از نمبر ۲ تا نمبر ۷) نے مولانا محمد علی کے ساتھ سازش کر کے ان کی طرح دفعہ ۱۱۷ تعزیرات ہند کے تحت مذکورہ جرم کا ارتکاب کیا۔ لہذا آپ بھی زیر دفعہ ۱۰۸ اور ۱۱۷ تعزیرات ہند کے تحت قابل تعزیر جرم کے مرتکب ہوئے۔ جو اس عدالت سشن کے اختیار کے اندر ہے۔

مولانا محمد علی نے جرم کی نقول طلب کیں۔ کیونکہ اس میں بہت سی تبدیلیاں کی گئی تھیں اور فرمایا۔

جیوری کو مخاطب کرنے سے پہلے میں عدالت کو اس بات سے مطلع کرنا چاہتا ہوں۔ کہ مجسٹریٹ نے میرے بیان کا نہایت ضروری حصہ حوالہ قلم کرنے سے پہلے ہی ہمیں مجرم قرار دے دیا چنانچہ میرے محترم دوست مولانا حسین احمد کے بیان کو عدالت نے سنا گو نہیں مجسٹریٹ نے محض یہ لکھا کہ وہ قرآن شریف کی چند آیات پڑھکر سنا رہے تھے۔ مگر امر واقعہ یہ ہے کہ وہ حدیثیں بیان فرما رہے تھے۔ ہندوؤں کے زبردست روحانی پیشوا شنکر آچاریہ کا بیان نہیں لیا گیا۔ کیونکہ وہ اپنے سنیاس کے قواعد کے مطابق کھڑے نہیں ہوئے تھے۔ ڈاکٹر کچلو کا بیان قلمبند نہیں کیا گیا۔ اور صرف لکھ لیا گیا کہ انہوں نے حکومت کو سب و شتم کیا ہے۔

اس کے بعد مولانا نے کہا کہ انگریزوں نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی ہم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ہمارے مذہبی معاملات میں کبھی دست اندازی نہیں کریں گے۔ جیسا کہ ملکہ وکٹوریہ کے اعلان میں مندرج ہے۔

جج نے کہا کہ یہ بے محل گفتگو ہے۔

مولانا محمد علی نے کہا۔ عدالت خواہ ہمارے متعلق کچھ خیال کرے ہم اپنا بیان دینا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ قرارداد منظور کرنا ہمارے مذہبی احکام کے مطابق ہے۔ عدالت نے پہلے ہی ہمیں نقصان پہنچانے کی ٹھان لی تھی جیسا سرکاری وکیل کے مراسلہ محررہ ۲ ستمبر کے جواب میں اس نے لکھا تھا کہ مقدمہ سشن سپرد کر دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں آپ ڈویژنل کمشنر بھی مقدمہ سشن سپرد ہونے سے قبل یہ دیکھنے کے لئے آیا تھا کہ آیا ہال اس مطلب کے لئے مناسب ہے یا نہیں۔

جج نے جواب نہ دیا۔

اس کے بعد فرد جرم اردو میں پڑھکر سنائی گئی۔

ملزمان محترم سے اقبال جرم کے متعلق دریافت کیا گیا۔

ڈاکٹر کچلو کچھ کہنا چاہتے تھے ان سے دریافت کیا گیا کہ وہ کس معاملہ پر اظہار خیالات کرنا چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر کچلو نے کہا کہ جرم میں جو ترمیم کی گئی ہے وہ قانون کے خلاف ہے اس نے مقدمے کی صورت بالکل

بدل دی۔ اگر ایسا ہی ہے تو یہ تماشے کا دوسرا حصہ ہے؛

ان سب سے اقبال جرم کے متعلق دریافت کیا گیا۔

مولنا محمد علی نے کہا۔ "میں اقبال جرم نہیں کرنا چاہتا"

مولنا شوکت علی۔ ہم آزاد ہیں ہمیں اس عدالت کے سامنے اقبال کرنے کی مطلق ضرورت نہیں۔

سرکاری وکیل۔ ساتویں ملزم کے خلاف ایک گواہ شہادت کیلئے طلب کیا گیا۔ وہ نہ آسکا۔ او میں نے بروز شنبہ

ملزم کو اس کے بیان کی نقول اس کے فائدے کیلئے یہ معلوم کرنے کی غرض سے دے دیں کہ وہ کیا کہنا چاہتا

ہے۔ لیکن ابھی اس میں کچھ اضافہ کرنا ہے۔

اس نے درست کیا ہوا بیان عدالت کو دے دیا۔ (انتخاب جیوری)

جج نے ایک بکس میں سے چند کاغذات نکالے اور اعلان کیا کہ حسب ذیل ممبران جیوری منتخب کئے گئے ہیں

(۱) مسٹر دیارام گردل۔ عمر تقریباً ۲۳ سال کلرک فوربز اینڈ کمپنی

(۲) مسٹر سی ڈی بوزا۔ کلرک رالی برادرز؛

(۳) مسٹر رامچند تلسی داس کلرک رالی برادرز؛

(۴) مسٹر ڈکروز کلرک بمبئی کمپنی؛

(۵) مسٹر ڈی کرچل کلرک دفتر جنگی؛

ممبران جیوری نے مسٹر رامچند تلسی داس کو فورمین (سرگروہ) مقرر کیا۔ ان سے حلف لیا گیا کہ وہ خدا کو حاضر و نا

ظر جان کر جیوری کے سپرد کردہ مقدمہ کی پیروی اور شہادت کے مطابق حقیقی فیصلہ کریں گے۔

پیر تراب علی کی معافی کیلئے بیفہانہ کوشش فرد جرم ممبران جیوری کے سامنے پڑھکر سنائی گئی اور سرکاری

وکیل نے ان کے سامنے تمام جرائم بیان کرکے کہا کہ جرائم مختلف ہیں اور انہیں صرف ایک ہی جرم کی پیروی

کرنا ہے باقی تمام جرائم کے متعلق انہیں صرف اسیسروں کی طرح کارروائی کرنی ہے۔

پہلا جرم زیر دفعہ ۱۲۰ ب د ۱۱۵۔ ۱۳۱ تعزیرات ہند ہے۔ اس نے دفعہ ۱۳۱ کے تمام الفاظ پڑھکر سنائے۔

اس نے کہا "خاص طور پر یہ بات نوٹ کیجئے کہ اگر صرف کوشش ہی کیجائے تو بھی جرم مکمل ہے۔ آپ کو اس

سے کچھ غرض نہیں۔ کہ کوشش کامیاب ہوئی یا ناکام۔

اس کے بعد اس نے "سازش" کا مفہوم پڑھکر سنایا اور کہا:۔

دفعہ کے متعلق میں پہلے اس بات پر زور دینا چاہتا ہوں کہ اگر وہ شخص کوئی جرم کرنے کیلئے ایک وقت
ق ہو جائیں تو وہ دونوں سازشی جماعت کے رکن ہیں۔

کی علت غائی خواہ کچھ ہی ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں۔ آپ کو صرف اس بات کا فیصلہ کرنا ہے۔ کہ آیا ملزمان
سلمان سپاہی یا سپاہیوں کو ملازمت چھوڑ دینے کی تحریک لانے پر متفق ہوئے۔ دو ملزمان نے زیر بحث قرا
ی تائید بعض دیگر مقامات پر بھی کی ہے اور اس بات کا اعلان کیا ہے کہ وہ موجودہ حکومت کو تہ و بالا کر کے جمہوریت
گے۔ دیگر ملزمان نے اس قرارداد کی بیان بھی تائید کی تھی۔

ن فروری ۱۹۲۲ء سے ستمبر ۱۹۲۱ء تک تمام وقت سازش میں شریک نہیں رہے۔ لیکن ان تاریخوں میں بعض
ت پر رہے ہیں اور اگر وہ ان اوقات میں اکٹھے شریک سازش رہے ہیں یا نہیں۔ اگرچہ ہم ثابت کریں گے کہ
کٹھے سازش میں رہے ہیں۔ مگر یہ بھی غیر ضروری ہے۔

جس کیلئے آپ بحیثیت ممبر جیوری ضرورت ہے وہ دفعہ ۱۲۰ ب اور ۱۰۹ تعزیرات ہند ہے (دونوں کو
ملا کر پڑھا جائے) اس میں مذکور ہے کہ سازش کے کسی رکن کی طرف سے کوشش کی گئی تھی۔ اور اگر موجود
ن اس سے بالکل لاعلم بھی ہوں تو بھی اگر سازش کے کسی ایک ممبر نے جس سے ان ملزمان کا تعلق ہے۔
شش کی ہے۔ تو ملزمان نے بھی جرم کیا ہے۔ یہاں آپ کی بحیثیت ممبر جیوری ضرورت ہوگی۔ اس کے
سرکاری وکیل نے دفعہ ۱۰۹ پڑھی

سان افسران فوج کو ورغلانے والے اشتہارات افسران نے پیش کئے۔ جو یا تو انہوں نے خود وصول کئے رہتے
یں انہوں نے دیکھا تھا۔

شش عنوان نمبر ۱ کہ فوجی نوکریاں نہ کریں اور نمبر ۲ کہ وہ دوسروں کی بھرتی میں مدد نہ دیں کے تحت آتی ہے
اور سپاہی بھرتی نہ کرائیں تو فوج کی تعداد قائم نہیں رکھی جا سکتی۔ الزام کے اس حصے کے متعلق آپ کی
ممبر جیوری ضرورت ہوگی۔

میں ان دفعات کے تحت شہادت پر بحث کروں گا۔

ئی شخص ایسا فعل کرتا ہے جس کا ارادہ بحیثیت مجموعی سازش کا ہے اور جس کا وہ ایک ممبر ہو۔ تو تمام جو سازش
ممبر نہیں کئے جاتے ہیں۔ سارے جرم کے مجرم ہیں۔ پہلے ان گواہوں کی شہادت لی جائے گی۔ جو آل انڈیا
ت کانفرنس میں ملزم کی تقریر کے متعلق ہے۔ گواہ بہت دیر سے آیا ہے اگر عدالت کو اعتراض نہ ہو۔ تو

شہادت کے شروع میں اس کی شہادت لی جاسکتی ہے۔ جمعیت العلماء کے رزولیوشن کا گورنمنٹ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں جس کا ملزم نمبر ۵ ایک شریک ہے۔ دوسری بات فتوے کی ہے۔ وہ ملزمان نے جو آل انڈیا خلافت کمیٹی بمبئی کے سکرٹری ہیں۔ فتوے کی کچھ کاپیاں حاصل کیں جنہیں انہوں نے اپنی ایجنسیوں کی وساطت سے مفت تقسیم کیا۔ دو دیگر ملزمان کے فتوے پر دستخط ہیں۔

جمعیت العلماء کی کارروائی فتوے کے ہمراہ چھاپی گئی۔ دس ہزار کاپی چھاپنے کا حکم دیا گیا۔ مگر دو ہزار سے زائد چھپیں جو مسٹر عبدالغنی سپرنٹنڈنٹ مرکزی خلافت کمیٹی کے حوالے کی گئیں۔ ایک گواہ وہ بھی ہوگا۔ اس بات پر ان ملزمان نے مختلف مقامات پر تقریریں کی ہیں۔ شوکت علی نے ۷ اجون کو پونہ میں تقریر کی۔ ۹ تاریخ کو محمد علی نے ایسا ہی ایک رزولیوشن پیش کیا جس کی تائید ڈاکٹر کچلو نے کی۔ وہی رزولیوشن کراچی کانفرنس میں بیان پیش کیا گیا اس کے بعد اس نے رزولیوشن کا انگریزی مضمون پڑھا جو محمد علی نے بلگام کانفرنس میں پیش کیا تھا۔ رزولیوشن تمام کا تمام محمد علی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ یہ ۱۹ جون کو پیش کیا گیا۔

اس کے بعد کراچی رزولیوشن ہے۔ یہ رزولیوشن گورنمنٹ کے حکم استغاثہ میں شامل ہے۔ (سرکاری وکیل نے اسے پڑھا) یہ رزولیوشن تقریباً دو ہزار اشخاص کے روبرو پیش کیا گیا جن میں اکثر مسلمان تھے علماء کی تعداد بھی معقول تھی۔ زمان شاہ۔ محمد بخش اور صوبجات متحدہ کے دو رپورٹر اس بارے میں شہادت دیں گے۔ ملزم نمبر ا نے رزولیوشن پڑھا۔ ملزم نمبر ۲ نے اسے پیش کیا۔ ملزم نمبر ۳ نے اس کی تائید کی۔ ملزمان نمبر ۴۔ ۵ اور ۶ نے بھی اس کی تائید کی اور ملزم نمبر ۷ نے اگرچہ تقریر نہیں کی مگر جب ووٹ لئے گئے تو کھڑے ہو کر اتفاق کیا۔ اس کا ملزمان نمبر ا و ۳ سے گہرا تعلق ہے۔ وہ سبجکٹ کمیٹی میں بھی موجود تھا اور تقریر کرتا ہوا سنا گیا۔ اس کے لباد سے آپ جان سکتے ہیں کہ وہ آسانی سے پہچانا جاسکتا ہے۔ اس کی پونہ والی تقریر اور آل انڈیا خلافت کانفرنس میں ۱۹۲۱ء میں تقریر اور اس کی نوشہرہ فیروز پور والی تقریر ایک جیسی ہیں۔ ان میں ویسے ہی الفاظ ہیں۔ جہاں تک دفعات ۱۳۱ و ۱۲۰ کا تعلق ہے۔ یہ مقدمہ کا خاکہ ہے۔ اس کے بعد اس نے دفعہ ۵۰۵ کی عبارت پڑھی رزولیوشن میں جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ زیر دفعہ مذکور جرم قرار پاتے ہیں۔ رزولیوشن کے الفاظ یہ ہیں۔

"بحالات موجودہ مسلمانوں کے لئے کسی طرح بھی فوج میں رہنا۔ فوج میں داخل ہونا یا دوسروں کو فوج میں بھرتی ہونے کی ترغیب دینا حرام ہے۔"

جج۔ یہ صرف رائے ہے۔ اس میں فتوے کا کوئی ذکر نہیں۔

ی وکیل۔ یہ صرف رائے نہیں بلکہ ایک حتمی بیان ہے۔
محمد علی سے جج نے کہا کہ اس کا پہلا حصہ پڑھا نہیں گیا۔ یہ خلافت کمیٹی کی رائے ہے۔
کے بعد سرکاری وکیل نے لفظ اہانت جرم کی تعریف کی آخری الزام باہم پیوست ہیں۔ اور دفعات ۵۰۵
سے متعلق ہیں۔
میں یہ الفاظ ہیں کہ یہ دیکھنا ہر مسلمان وغیرہ وغیرہ کا فرض ہے کہ یہ پالیسی فوج میں ہر مسلمان ملازم کے ذہن
ن کردئے جائیں۔ اور اس طرح محمد علی نے دس سے زیادہ اشخاص کو جرم کا پایا اہانت جرم بذات خود ایک
ں جرم ہے۔ یہ دفعہ ۱۱۷ کے تحت آتا ہے۔
الزام میں آپ دفعہ ۱۲۰ ب کو ۱۳۱ کے ساتھ اور ۱۲۰ ب کو ۵۰۵ کے ساتھ ملا کر پڑھیں سے جو جرم لازم آتا ہے وہ
بران جیوری کے پیش نظر رہیگا۔ باقی دیگر الزامات کیلئے آپ بحیثیت اسیسران اپنی رائے دیں گے۔
غلام مجدد صاحب نے کہا کہ آپ پیر تراب علیشاہ کے رات کے وقت دس گیارہ بجے جیل میں بھیجے جا
ے خلاف گورنمنٹ کے رویہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ جو انہیں معافی مانگنے کی ترغیب دینے آئے تھے۔
پ نے کہا کہ پیر تراب علیشاہ آپ کے پاس کیوں آیا تھا اور اس لئے یہ کہہ کر معافی مانگنے کے لئے کہا تھا کہ
مسٹر پٹیل نے بھیجا ہے کہ تمام دوسرے ملزمان نے معافی مانگ لی ہے اس نے یہ بھی کہا تھا کہ میں افضل
دوست ہوں۔ اور ایسے ہی علی برادران ہیں۔ ورنہ انہیں دو سال قید سخت کی سزا دیجائیگی۔ اور ساتھ ہی
پیسنی پڑے گی وغیرہ وغیرہ۔ آپ نے قطعی طور پر کہا کہ وہ چکی پیسیں گے مگر معافی نہ مانگیں گے۔ جج نے
س کا کوئی جواب نہ دیا۔
لینا محمد علی ہم عدالت سے چاہتے ہیں کہ وہ ایسے لوگوں کے رات کے وقت ہمارے پاس آنے کے خلاف
ری مدد کرے۔ زمان شاہ۔ محبوب شاہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کراچی مستغیث نے قریب قریب
ہادت دی۔ جو وہ عدالت ماتحت میں دے چکا تھا اور جسے ہم درج کر چکے ہیں۔
رکاری وکیل کا ایک سوال یہ تھا۔ ملزم نمبر ۶ کی تقریر کے بعد کیا ہوا؟
م۔ تب مولنا محمد علی نے حاضرین سے کہا کہ اگر وہ رزولیوشن منظور کرنا چاہتے ہیں تو کھڑے ہو جائیں
لینا محمد علی نے اعتراض کیا کہ اگرچہ دیگر ملزمان مولوی اور مولینا اور دیگر القاب سے پکارے جاتے ہیں۔ مگر شری
شنکر اچاریہ کے نام کے پہلے کوئی لقب وغیرہ استعمال نہیں کیا جاتا آپ نے کہا کہ وہ ڈنکٹ رام نہیں ہیں

ملکہ شری شنکر آچاریہ ہیں۔ شنکر آچاریہ نے بھی کہا کہ اگر انہیں ان کا لقب نہیں دیا جاتا تو اس کا خاص نام شری کرشنا جاتی ہے۔

جج نے آپ سے کھڑے ہو کر تقریر کرنے کے لئے کہا۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا کہ یہ ان کے قواعد سنیاس کے خلاف ہے۔ مولانا محمد علی نے کہا کہ اگر انہیں شری شنکر آچاریہ کی طرف سے بولنے کی اجازت نہیں۔ تو انہیں اپنے لئے تو بولنے کی آزادی حاصل ہے۔ اس کے بعد آپ نے کہا کہ مولانا شوکت علی اور انہیں ان کی بیتو جیل کی رہائی کے بعد فوراً ہی فرنگی محل لکھنؤ کے عظیم الشان اور قدیم ترین مرکز علوم اسلامی کی طرف سے جس کے رئیس اس وقت مولانا عبدالباری ہیں۔ مولانا کی معزز ڈگری دی گئی تھی۔

سرکاری وکیل کا دوسرا سوال یہ تھا کہ کانفرنس میں کوئی اور رزولیوشن بھی تھا جسے حاضرین نے کھڑے ہو کر پاس کیا ہو۔

گواہ۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ صرف ایک رزولیوشن تھا جس میں مطالبات کی تجدید کی گئی تھی۔

سرکاری وکیل۔ اس حالت میں اس سے مراد رزولیوشن کی منظوری ظاہر کرنا تھا۔ یا صرف مطالبات کی تجدید کرنا۔

گواہ۔ صرف اپنے مطالبات کی تجدید کرنا۔

اس کی گواہی کے بعد فتوے کا انگریزی ترجمہ سرکاری وکیل نے ممبران جیوری کو پڑھ کر سنایا۔ سرکاری وکیل نے چاہا کہ اس کے اقتباسات پڑھ دے مگر جج نے کہا کہ سارا پڑھا جائے۔

پیر تراب علی کی معافی کیلئے سفیہانہ کوشش

پیر غلام مجدد صاحب نے یہاں پر پھر کہا کہ پیر تراب علی شاہ اور دوسرے لوگ ۸۔ ۹ بجے رات کے درمیان ان کے پاس آئے تھے اور کہا تھا کہ انہیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور بعض اعلیٰ افسران نے بھیجا ہے تاکہ وہ مجھے معافی مانگ لینے پر آمادہ کریں۔ ورنہ مجھے قید سخت کی سزا دی جائے گی اور چکی پیسنی پڑے گی۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ انہوں نے ان سے یہ بھی کہا تھا کہ علی برادران اور دوسرے معافی نامہ داخل کر چکے ہیں۔ انہیں بھی ایسا کرنا چاہئے۔ ورنہ ۵ سال قید سخت کی سزا دی جائے گی وغیرہ وغیرہ۔ لیکن پیر صاحب نے ظاہر کیا کہ مذہب کی خاطر وہ خود بھی پس جانے کو تیار ہیں۔ انہیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم سے جیل میں آنے دیا جاتا ہے۔ اور پھر ایسے وقت میں جبکہ جیل بند ہوتا ہے اور رات کے ۸۔۹ بجے یہ لوگ فرداً فرداً ان کے پاس بھیجے جاتے ہیں۔ یہ لوگ ہمیں معافی مانگنے

سکے لئے کہکر ہماری توہین کرتے ہیں۔

لنچ کیلئے اجلاس عدالت کا التوا اس کے بعد عدالت ۱ بجے ایک گھنٹہ کے وقفہ کیلئے برخاست ہوگئی

لنچ کے بعد کی کارروائی ۲ بجے زمان شاہ کی بقیہ شہادت ہوئی۔ مسٹر محمد بخش ڈپٹی کلکٹر ہالا اور مسٹر لخت حسین کی شہادت ہوئی۔ ان کی گواہی وہی تھی جو وہ عدالت ماتحت میں دے چکے ہیں لہذا حصہ اول ملاحظہ فرمایئے۔

لخت حسین کی گواہی ایک گھنٹہ یا زیادہ عرصہ تک جاری رہی۔ کیونکہ سرشتہ دار نے مولانا حسین احمد اور ڈاکٹر کچلو کی تقریروں کا انگریزی ترجمہ پڑھکر سنایا۔

پہلے روز کی کارروائی کا اختتام پہلے روز کی کارروائی ۵ بجکر ۵ منٹ پر ختم ہوئی۔

علی برادران و دیگر رہنمایان قوم کا مقدمہ عدالت سشن میں

دوسرے روز کی مفصل کارروائی

خالق دینا ہال کا نظارہ خالق دینا ہال میں ۲۵۔ اکتوبر کو منگل کے روز مسٹر کنیڈی کے روبرو ساتوں لیڈران کا مقدمہ پیش ہوا۔ ابتدائی عدالت کی تحقیقات کے بعد حکام نے احاطۂ عدالت میں جس قدر پولیس اور فوج کر رکھی تھی اگرچہ آج اس سے بہت کم تھی لیکن خالق دینا ہال سے ملحق این۔ جے ہائیسکول کے احاطہ میں رائفلوں سے مسلح گوروں کا ایک بہت بڑا دستہ کمربستہ کھڑا تھا اور خالق دینا ہال سے متصل مشرق کی جانب واقع دفتر انسپکٹر تعلیم کے احاطہ میں ہندوستانی سپاہیوں کی ایک رجمنٹ بھی تیار رکھی ہوئی تھی۔ ہال کے باہر لوگ بکثرت تھے لیکن بعد میں پولیس نے انہیں وہاں سے ہٹا دیا۔

لیڈران کی آمد عدالت گیارہ بجنے میں ابھی کچھ منٹ باقی تھے کہ لیڈران محترم بند گاڑیوں میں لائے گئے حسب معمول ان کے ہمراہ فوجیوں سے لدی ہوئی موٹر لاریاں تھیں۔ جوں ہی کہ انہوں نے ہال میں قدم رکھا ہے حاضرین تعظیم کیلئے کھڑے ہوگئے۔

سرکاری وکیل گیارہ بجکر ۵ منٹ پر آیا اور قبل اس کے کہ جج ہال میں داخل ہو مسٹر لخت حسین گواہوں کے کٹہرے میں داخل ہوگیا۔ سرشتہ دار نے اسے جج کے آنے تک کرسی پر بیٹھ جانے کو کہا۔

آمد جج پر لیڈران کا کھڑے ہونے سے انکار سرخ وردی پہنے ہوئے چپراسی نے ہاتھ میں چاندی کی چھڑی

لئے ہوئے ہال میں داخل ہو کر جج کے آنے کی اطلاع دی۔ جج جس وقت داخل ہوا ہے۔ متعدد لوگ کھڑے ہو گئے لیکن لیڈران محترم بدستور بیٹھے رہے۔ لیڈران کو کھڑے ہونے کے لئے کہا گیا۔ مگر انہوں نے کھڑا ہونے سے انکار کر دیا۔ اس پر ان کی کرسیاں اٹھا لینے کا حکم دیا گیا۔ لیڈران نے خود ہی کرسیاں خالی کر دیں اور فرش پر بیٹھ گئے۔ مولانا محمد علی نے شری شنکر آچاریہ کیلئے فرش پر اپنا کوٹ اتار کر بچھا دیا جس پر سوامی جی بیٹھ گئے۔

جج نے انہیں کھڑا ہونے کو کہا لیکن انہوں نے کھڑا ہونے سے انکار کر دیا۔

مسٹر بانڈ پبلک پراسیکیوٹر سے کہا گیا کہ وہ لیڈران کو کھڑا کریں۔ مسٹر بانڈ مولانا محمد علی کے پاس آیا۔ اور انہیں کھڑا ہونے کو کہا:

مولانا محمد علی۔ کس قانون کے تحت؟

سررشتہ دار نے جج کے الفاظ دہرائے۔ عدالت کے احترام میں۔

مولانا محمد علی نے کہا اگر انہیں حکومت کا احترام ہوتا۔ تو عدالت میں ان پر مقدمہ نہ چلایا جاتا۔ جج جو چاہے کر سکتا ہے۔ وہ صرف انہیں جبر سے کھڑا کرا سکتا ہے۔

عدالت۔ اگر تم اس پر مصر ہو تو تم پر توہین عدالت کا مقدمہ چلایا جائیگا۔ اس پر لیڈران مطمئن رہے۔ اور ذرا گھبراہٹ ظاہر نہ کی۔ تب انہیں کہا گیا کہ ان پر توہین کا مقدمہ چلایا جائیگا۔

آغاز کارروائی سرکاری وکیل نے اس کے بعد جج کو بتایا کہ زمان شاہ کے بیان میں کچھ خفیف غلطیاں رہ گئی ہیں۔ اور کہا کہ اگزبٹ نمبر ۸ ویسی ہی تحریر ہے۔ جیسا کہ اردو کی دستاویز۔ اور صرف وہ ریزولیوشن کے مضمون کے متعلق ہے۔ جو گورنمنٹ کے حکم میں درج ہے۔ سرکاری وکیل جب ادھر مشغول تھا۔

مولانا محمد علی کھڑے ہوئے اور کہا "میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت کیا ہو رہا ہے۔ مجھے بھی معلوم ہونا چاہئے"۔ جج نے ان سے بیٹھ جانے کو کہا۔

مولانا محمد علی۔ میں آپ کے حکم سے بیٹھنے اور کھڑے ہونے سے انکار کرتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے عدالت ماتحت میں کہا تھا۔ میں اپنی مرضی بیٹھوں گا۔ اگر آپ میری بات سننا نہیں چاہتے۔ تو آپ کو ہمارے مقدمہ کی سماعت کی کوئی ضرورت نہیں۔ بلکہ ہمیں فوراً سزا دیدیجئے۔

جج نے کہا۔ کہ آپ کا رویہ احمقانہ ہے۔

مولانا محمد علی - احمقانہ ہو یا دانشمندانہ اس کا محاکمہ کرنا آپ کا کام نہیں ۔ میں خوب جانتا ہوں کہ یہ دانشمندانہ ہے ۔ میں قابل نفرت حکومت کا احترام کرنے کیلئے تیار نہیں ۔ اگر آپ ہماری بات سننا نہیں چاہتے تو بہتر ہے ۔ اس سوانگ کو بند کیجئے ۔ اور ہمیں سزا دیجئے ۔ عدالت کو کچھ اختیار ہونا چاہیئے ۔ اگر نہیں ہے تو آپ قانون پاس کر سکتے ہیں اگر چاہیں تو پھانسی پر لٹکا دیں ۔ یا گولی مار دیں ۔

اس کے بعد سرکاری وکیل نے لخت جیمین پر انہیں لائینوں پر سوال کرنے شروع کئے ۔ جیسا کہ ماتحت عدالت میں ہوتے تھے سوائے اس کے کہ مولانا نثار احمد کی تقریر مولانا محمد علی کی تقریر کا انگریزی ترجمہ اور ریمارکس سررشتہ دار نے لفظ بہ لفظ پڑھے ۔ حسب ذیل نئے سوال گواہ سے کئے گئے ۔

سرکاری وکیل ۔ آپ کے نوٹ کہتے ہیں کہ وہاں پر بلند پکار تھی ۔ کیا وہاں بہت جوش بھی تھا (کانفرنس منعقدہ کراچی بماہ جولائی گذشتہ) ؟

گواہ ۔ میں نے نوٹ کیا ہوا تھا کہ وہاں شور تھا ۔

سرکاری وکیل ۔ شور کا باعث کیا تھا ۔

گواہ ۔ بے شک وہاں کسی قدر سرگرمی تھی ۔

سرکاری وکیل ۔ کون شور کر رہا تھا ۔

گواہ ۔ حاضرین ۔

سرکاری وکیل ۔ ملزم نمبر ا کی اصل جائے سکونت کون سی ہے ؟

گواہ ۔ ریاست رامپور ۔ واقع روہیلکھنڈ ۔ صوبجات متحدہ ۔

سرکاری وکیل ۔ اور ان کی موجودہ جائے قیام ؟

گواہ ۔ وہ مراد آباد اور علی گڈھ میں رہتا ہے ۔

جج (گواہ سے) کیا تم اسے جانتے ہو ۔

گواہ ۔ میں اسے جانتا ہوں ۔ میں نے اسے نہر آدفعہ دیکھا ہے ۔

سرکاری وکیل ۔ ان کی اب بود و باش مراد آباد اور علیگڈھ میں ہے ؟

گواہ ۔ علی گڈھ کالج کے سلسلے میں ۔

سرکاری وکیل ۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ ملزم نمبر ا ریاست رامپور کا ملازم بھی تھا ۔

گواہ۔ میں نہیں جانتا۔

سرکاری وکیل۔ ملزم نمبر ۲ کی جائے اقامت کون سی ہے۔

گواہ۔ دیوبند ضلع سہارن پور۔ صوبجات متحدہ۔

سرکاری وکیل۔ اور ملزم نمبر ۵ نثار احمد

گواہ۔ وہ کان پور کا رہنے والا ہے۔

سرکاری وکیل۔ ملزم نمبر ۔

گواہ۔ ریاست رام پور۔

سرکاری وکیل۔ اس کی موجودہ جائے قیام۔

گواہ۔ اس کا مکان تو رامپور میں ہے لیکن وہ وہاں اکثر نہیں رہتا۔ بمبئی میں رہتا ہے۔

جج (گواہ سے) وہ شیعہ ہے یا سنی۔

گواہ۔ میں نہیں جانتا۔

تب سررشتہ دار نے تخت حسین کا بیان اردو میں ملزمین کو سنایا۔

عدالت نے مولانا محمد علی سے پوچھا "گواہ پر کوئی جرح کروگے" مولانا کھڑے ہوگئے اور کہا:۔
یہ کیسے ہے کہ عدالت مجھ سے سوال کر رہی ہے جبکہ وہ جو کچھ میں کہتا ہوں۔ اس کے سننے کے لئے تیار نہیں۔ اگر میں مقدمہ میں حصہ لوں۔ اور پوچھوں کہ کیا کیا جا رہا ہے تو عدالت اس کو نوٹ نہیں کرتی۔ جب تک کہ میں کھڑا نہ رہوں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ عدالت اپنی روش بدل رہی ہے۔

جج۔ آپ جرح کریں گے یا نہیں؟

مولانا محمد علی۔ پہلے میں یہ پوچھوں گا۔ آیا میں عدالت کو متوجہ کرنے کا مستحق ہوں یا نہیں۔ جب کہ سرکاری وکیل گواہ کے بیان میں ان نئے الفاظ کا اضافہ کر رہا ہے جو اس میں نہیں ہیں۔

جج۔ میں خیال نہیں کرتا۔

مولانا محمد علی۔ اگر مجھے یہ حق حاصل نہیں کہ میں کسی بیان کے متعلق سرکاری وکیل کی تجویز دربارہ تغیر و تبدل کے سلسلہ میں کوئی سوال کر سکوں۔ تو مجھے ایک طویل یا مختصر فہرست دیدی جائے جس سے ظاہر ہو کہ کہاں میرے حقوق شروع ہوتے ہیں۔ اور کہاں عدالت کی مہربانی۔ اور میں مؤخر الذکر صورت میں کوئی سوال

نہ کروں گا۔

جج نے کہا کہ یہ دخل در معقولات ہے۔

مولانا محمد علی۔ یہ دخل در معقولات نہیں۔ میں نے کئی مقدمات دیکھے ہیں۔ جہاں یہ وکلاء بغیر کسی اشتعال کے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اپنی مرضی کے مطابق اضافہ یا تبدیلی کی تجویز پیش کر دیتے ہیں۔

جج۔ آپ جرح کریں گے یا نہیں۔؟

مولانا محمد علی۔ جب تک میرے سوال کا جواب نہ ملیگا۔ میں جواب نہیں دوں گا۔ تب عدالت نے دیگر لیڈران سے پوچھا کہ وہ گواہ پر جرح کریں گے یا نہیں۔

ڈاکٹر کچلو۔ میں کسی ایسے سوال کا جواب دینا نہیں چاہتا۔ جہاں میری بے عزتی ہوتی ہو۔

پیر غلام مجدد صاحب نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔

تب شان بہادر کو بلایا گیا۔ اور سرکاری وکیل نے اس سے تقریباً وہی سوال کئے۔ جو عدالت ماتحت میں کئے گئے تھے۔ لیکن لیڈران کی تقریروں کا ترجمہ جیسا کہ اس نے قلمبند کیا تھا۔ حرف بحرف پڑھا گیا۔

جج۔ نے سرکاری وکیل سے پوچھا کہ اگر رپورٹیں ایک ہوتیں۔ تو ایک ہی تقریر کی دو رپورٹیں پیش کرنے کی کیا ضرورت لاحق ہوئی تھی۔ سرکاری وکیل نے کہا کہ ہیں تو ایک ہی۔ مگر قدرے اختلاف ہے۔

گواہ کی رپورٹ کردہ تقاریر کے دوسرے تراجم نہ پڑھے گئے اور سرکاری وکیل نے کہا کہ سوائے چند لفظوں کے ایک ہی ہیں۔

سرشتہ دار نے شان بہادر کے بیان کا اردو ترجمہ سنایا۔

اس سے اگلا گواہ باسر لال جواہر لال ہندو دفتر کمشنر کا شارٹ ہینڈ کلرک تھا۔ اس نے جگت گرو شری شنکر اچاریہ کی تقریر کے جو ۹۔ جولائی کی شام کو انہوں نے کی تھی۔ انگریزی میں نوٹ لئے تھے۔ گواہ نے کہا کہ تقریر رزولیوشن نمبر ۶ پر تھی اس کا باقی بیان وہی تھا۔ جو عدالت ماتحت میں دیا جا چکا ہے۔ اور ہمارے اخبار میں چھپ چکا ہے۔

تب سرشتہ دار نے ممبران جیوری کیلئے تقریر کا انگریزی مضمون تمام و کمال پڑھکر سنایا۔

جج نے کہا کہ تقریر میں کچھ نہیں ہے اور کہ ملزم نے صرف عام باتوں پر تقریر کی ہے۔ آخر میں اس نے حاضرین سے اپیل کی ہے کہ رزولیوشن کو بالاتفاق منظور کریں۔

اس کے بعد مسٹر ہنگ چند ہمین داس ہندو ہیڈ ماسٹر ہائی سکول اور رپورٹر ڈیلی گزٹ گواہ تھا۔ سرکاری وکیل کے سوال کے جواب میں اس نے کہا کہ تقریروں کی رپورٹ اس نے ڈیلی گزٹ کیلئے اپنے نوٹوں سے تیار کی تھی لیکن رزولیوشن پاس ہونے ۱۰ جولائی کے نیو ٹائمز سے لیا تھا۔ اور اس نے اپنی رپورٹ ۱۱ جولائی کو ڈیلی گزٹ کے دفتر میں دی تھی۔ رزولیوشن نمبر ۶ کی رپورٹ جیسا کہ ڈیلی گزٹ کو دی گئی اور مسلات یا مخفی میں بطور اگزیبٹ شامل مسل ہو چکی ہے۔ کل کی کل سررشتہ دار نے ممبران جیوری کیلئے پڑھی۔

اس سے اگلا گواہ مسٹر سنترہ اسسٹنٹ ایڈیٹر ڈیلی گزٹ تھا۔ رزولیوشن نمبر ۶ کے متعلق رپورٹ مطبوعہ ڈیلی گزٹ سررشتہ دار نے کل کی کل پڑھکر سنائی۔ اس سے اگلا گواہ مسٹر ہری رام شیو رام اخبار نیو ٹائمز کا رپورٹر تھا۔ جج نے کہا کہ رزولیوشن کے متعلق زیادہ گواہان کے بلانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس کا بیان جیسا کہ سرکاری حکم ہے ثابت ہو چکا ہے۔ لیکن سرکاری وکیل نے رزولیوشن نمبر ۶ کے الفاظ کو ثابت کرنے کیلئے اور گواہ پیش کرنے پر اصرار کیا۔

سرکاری وکیل نے چند سوالات کے جوابات میں اس نے کہا کہ اگرچہ اس کی مادری زبان چونکہ سندھی ہے اسلئے وہ رزولیوشنوں کو جو سندھی زبان میں پیش کئے گئے۔ اچھی طرح سمجھ سکا۔ اس سے اگلا گواہ مسٹر گوبند جسوانی ایڈیٹر نیو ٹائمز تھا۔ چھٹے رزولیوشن کے متعلق رپورٹ جیسا کہ نیو ٹائمز میں شائع ہوئی تھی اور جگت گرو شنکر آچاریہ کی تقریر خاص طور پر عدالت میں تمام و کمال پڑھی گئی۔

جج۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ ۱۸ جولائی کے پرچہ میں جو رزولیوشن اس نے چھاپے تھے وہ مستند تھے۔ گواہ نے کہا میں نے مسٹر خاں سکریٹری خلافت کمیٹی سے درخواست کی تھی کہ آل انڈیا خلافت کانفرنس میں جو رزولیوشن پاس ہوئے ہیں۔ ان کا انگریزی ترجمہ بھیج دے۔

اگلا گواہ مسٹر عبدالغفور زردار مسلمان تھانہ دار سی۔ آئی۔ ڈی سندھ تھا اس نے بیان کیا کہ وہ کنیا پاٹھ شالا گیا تھا۔ جہاں سپاہیوں سے دریافت کرنے پر اسے معلوم ہوا کہ سبجکٹ کمیٹی کی میٹنگ ہو رہی ہے مزید براں اس نے کہا کہ اس نے مولانا شوکت علی کی تقریر کو سنا کیونکہ وہ اس کے موٹاپے کی وجہ سے اس سے بہت مانوس تھا مولانا آہستہ آہستہ بول رہے تھے اس نے یہ بھی کہا کہ وہ اگلی شام کو بھی وہاں گیا تھا اس نے متفقہ فتوے کی کاپی شناخت کی جو اسے اگست میں موصول ہوئی تھی۔ اور جب اس نے ملن شاہ کے حوالے کر دیا تھا یہ کاپی اسے ایک پٹھان نے کراچی شہر میں دی تھی جس نے اسے پڑھنے کیلئے کہا۔ کیونکہ وہ (گواہ)

بھی محکمہ پولیس میں ملازم تھا۔

اگلا گواہ فتح بہادر ہیڈ کانسٹبل سی۔آئی۔ڈی تھا۔اس نے ظاہر کیا کہ اس کی ڈیوٹی کینیا پاٹھ شالا پر تھی جہاں خلافت کانفرنس ہونے والی تھی۔اور مولانا محمد علی۔مولانا شوکت علی۔ ڈاکٹر کچلو وہیں ٹھیرے ہوئے تھے۔ اس کے بعد اس نے اوقات بتلائے جن پر اس کی ۹ جولائی کو کینیا پاٹھ شالہ۔ نوکری تھی۔اور مولانا شوکت علی اور ڈاکٹر کچلو کو ایک گاڑی میں اور مولانا محمد علی کو دوسری گاڑی میں شام کے وقت آتے دیکھا تھا سبجکٹ کمیٹی میں بہت سے لوگ جمع تھے۔ وہ مولانا شوکت علی کی آواز نہ پہچان سکا۔ آدھی رات کے بعد پھر اس کی نوکری تھی۔اور اس نے رات کے ½ ۱ بجے کینیا پاٹھ شالا میں مولانا شوکت علی مولانا محمد علی اور ڈاکٹر کچلو کو آتے دیکھا تھا۔ اگلا گواہ عثمان غنی ہیڈ کنسٹبل سی۔آئی۔ڈی پولیس تھا۔اس نے بیان کیا کہ اس کی نوکری کینیا پاٹھ شالا پر تھی جب کہ خلافت کانفرنس ہو رہی تھی۔ وہ ۹ جولائی کو ۸ بجے صبح سے ۱۲ بجے دوپہر تک حاضر تھا۔اس نے وہاں چند آدمیوں کو سبجکٹ کمیٹی کے لئے آتے دیکھا۔ شام کے وقت بھی اس کی ڈیوٹی تھی۔ اس نے مولانا شوکت علی کی آواز سنی تھی۔ وہ بلند آواز سے بولتے تھے۔ اس نے کہا کہ اس نے انہیں پہلے بھی بولتے ہوئے سنا ہے؛

لیڈران کا سماعت کارروائی و جرح سے انکار پوچھے جانے پر کیا وہ گواہان پر جرح کریں گے جن کی ماتحت عدالت میں شہادت ہو چکی ہے۔ لیکن یہاں نہیں لی جاتی!

ملزمان نے کہا کہ جو کچھ یہاں ہو رہا ہے وہ اسکو سن ہی نہیں رہے اسلئے وہ کسی پر جرح کرنا نہیں چاہتے۔

لنچ کیلئے اجلاس عدالت کا التوا اس کے بعد عدالت ۲ بجے ایک گھنٹہ کے آرام کیلئے برخاست ہو گئی

لیڈران کا فوٹو لیا گیا ۲ بجکر ۴۸ منٹ پر خالق دینہ ہال کے احاطہ میں مسٹر بائلڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے مولانا محمد علی مولانا شوکت علی۔ ڈاکٹر کچلو اور پیر غلام مجدد کا اکٹھا فوٹو لیا۔ مولانا شوکت علی کرسی پر بیٹھے تھے۔ مولانا محمد علی ان کے دائیں پہلو میں۔ ڈاکٹر کچلو ان کے بائیں پہلو میں اور پیر غلام مجدد مولانا شوکت علی کے پیچھے کھڑے تھے باقی تین لیڈران نے غالباً فوٹو اتروانا پسند نہیں کیا؛

لنچ کے بعد کی کارروائی لنچ کے بعد کوئی اہم کارروائی نہیں ہوئی۔ البتہ ہوا اس وقت کسی قدر رو بہ سکون ہو گئی تھی اور مولانا محمد علی صاحب کہیں کہیں خوش مزاجانہ اور بہت مرتبہ مناسب ریمارک کرتے رہے

علی برادران و دیگر رہنمایان قوم کا مقدمہ عدالت سشن میں

تیسرے روز کی مفصل کارروائی

خالق دینا ہال کا نظارہ علی برادران و دیگر رہنمایان قوم کے تاریخی مقدمہ کی ۲۶ اکتوبر کو سشن کی تیسری پیشی تھی مسٹر کینیڈی جوڈیشنل کمشنر سندھ کے روبرو ۱۱ بجکر ۵ منٹ قبل از دوپہر مشہور خالق دینا ہال میں پھر پیش ہوا جن لوگوں کے پاس داخلہ عدالت کے ٹکٹ تھے وہ ۱۰ بجے سے قبل ہی ہال کے باہر مجتمع ہونے شروع ہو گئے تھے ناظرین میں ۹۰ فیصدی مولائی اصحاب معلوم ہوتے تھے کیونکہ عیسائی خواجہ میمن زمیندار سرکاری ملازم اور کچھ طلباء سے کمرہ عدالت کھچا کھچ بھر گیا تھا جبکہ ۱۰ بجکر ۵ منٹ پر اس کو کھول دیا گیا تھا۔

لیڈران کی آمد پر اظہار احترام ۱۰ بجکر ۵۵ منٹ پر علی برادران و دیگر رہنمایان قوم کمرہ عدالت میں داخل ہوئے اور ان کے داخل ہوتے ہی حاضرین اظہار احترام کیلئے کھڑے ہو گئے۔ کل کی طرح آج بھی لیڈران کرام فرش پر بیٹھ گئے۔ اسی پر تقریباً تمام حاضرین ماسوا چند وکیلوں کے جن کی تعداد ۱۵ تھی لیڈران کی طرح فرش نشین بن گئے اور اپنی کرسیاں علیحدہ کر کے یہ ثابت کر دیا کہ ان کو اپنے اسیر لیڈران کا کس قدر احترام ملحوظ ہے۔

آغاز کارروائی مقدمہ کی روئداد کے آغاز سے قبل سررشتہ دار نے لیڈران کو مطلع کیا کہ عدالت ان کے بیانات کو تسلیم نہیں کریگی اگر انہوں نے بیٹھے ہی بیٹھے بیان دیئے اس لئے یا تو وہ خود کھڑے ہو کر بیان دیں یا کسی اور شخص کو بیان پڑھنے کیلئے کہدیں جو کھڑا ہو کر ان کا بیان پڑھے۔

گواہان استغاثہ اس کے بعد باقاعدہ کارروائی شروع ہوئی اور مندرجہ ذیل گواہان کو استغاثہ کی جانب سے پیش کیا گیا دھرم چند سب انسپکٹر محکمہ تفتیش جرائم پونہ مسٹر ایلبجر کرسٹو فرسن جیلر والٹیر جیل زمیان ہرفرجی داروغہ ڈسٹرکٹ جیل کراچی رہنید رناتھ مین قائم مقام ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کرم اور کرنل گائڈ آف ولیٹرن کمانڈ والٹیر کے ڈپٹی جیلر کو جرح کیلئے پیش کیا گیا لیکن ملزموں نے اس پر جرح کرنے سے انکار کر دیا۔ مسٹر ڈبلیو ڈبلیو سمارٹ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کراچی کی شہادت کو ترک کر دیا گیا۔ پونہ سی۔ آئی۔ ڈی کے سب انسپکٹر نے بیان دیا کہ گوکاک کی خلافت کانفرنس میں فوجی ملازمت کے متعلق ایک ہی رزولیوشن پیش ہوا تھا۔ والٹیر جیل کے داروغہ نے مولانا محمد علی کے کاغذات پر قبضہ کرنے اور ان کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کراچی کو بھیجے جانے کے متعلق شہادت دی۔

مولانا محمد علی کا اعتراض اس شہادت پر مولانا محمد علی نے اعتراض کیا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ وزیگاپٹم اور

میرے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی اس وقت ارونہ جیل ہو جود نہ تھا اور نہ ہی میرے کاغذات پر کبھی قبضہ کیا گیا۔

اس کے بعد مسٹر نریمن نے چند خطوط اور تاروں کے متعلق تصدیق کی۔ یہ تاریں وغیرہ دوران حراست میں مولانا محمد علی نے کراچی سے روانہ کی تھیں۔ سرنیدر ناتھ سین نے خلافت کانفرنس آسام کے پاس کردہ رزولیوشن متعلقہ فوجی ملازمت شہادت دی اور کہا کہ اس کانفرنس کے صدر مولانا شوکت علی تھے۔

کرنیل گائر نے فوجی ملازمت کے قواعد و ضوابط بتلاتے ہوئے کہا کہ ویسٹرن کمانڈ کی متعدد پلٹنوں کے سپاہیوں کے پاس اس قسم کے پمفلٹ موصول ہوئے تھے جن میں انہیں فوجی ملازمت کے ترک کرنے کا مشورہ دیا گیا تھا یہ پمفلٹ مولانا محمد علی کو دکھایا گیا۔

پمفلٹ پر مولانا محمد علی کا اعتراض

مولانا محمد علی نے پمفلٹ کے متعلق کہا کہ میں عدالت کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرانی چاہتا ہوں کہ قرآن مجید سے اس پمفلٹ میں جو آیات منقول ہیں ان میں غلطیاں ہیں چنانچہ مولانا نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھکر "من یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا الیما" بتایا کہ آیت مذکور میں جو تہدید عذاب الہی ہے وہ واحد کیلئے ہے مگر مطبوعہ پمفلٹ میں جمع کیلئے ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ ترجمہ مولانا محمود کا ہے اس کے بعد مولانا نے پیر غلام مجدد اور دیگر اسیر لیڈران کے بتانے پر دوسری غلطیاں دکھائیں

جج کا ملزمین کے بیانات کو شامل مسل کرنے سے انکار

شہادت استغاثہ کے ختم ہو جانے پر جج سے استصواب کیا کہ کیا ملزموں کے وہ بیانات جو انہوں نے ابتدائی عدالت میں پیش کئے تھے شامل مسل ہونے چاہئیں کیونکہ میرے خیال میں یہ بیان ان تحریری بیانات کی ذیل میں نہیں آتے جن کیلئے قانون میں شمولیت کی اجازت ہے اور یہ بیانات مذکورہ صدر میں ان امور کی تشریح نہیں کیگئی جن کے متعلق شہادت پیش ہوئی ہے۔

جج کو مولانا کا دندان شکن جواب

اس پر مولانا محمد علی نے کہا کہ جملہ ملزم یہ چاہتے ہیں کہ انہوں نے جو تحریری بیان عدالت ابتدائی میں داخل کئے تھے وہ شامل مسل کئے جائیں مولانا نے کہا کہ یہ بیانات شہادت کی تشریح کرتے ہیں۔ کیونکہ ہماری تشریح یہ ہے کہ ہمیں احکام اسلام کی پیروی کا حق حاصل ہے اور رزولیوشن زیر بحث کا منشا احکام قرآن کو عملی صورت دینے کا ہے۔ جو کہ تعزیرات ہند سے بالاتر ہیں۔ ملکہ وکٹوریہ نے ایک سے زیادہ مرتبہ عہد کیا تھا کہ ہماری ہندوستانی رعایا کے ہر فرد و بشر کو اپنے مذہب کی پیروی کا پورا پورا حق حاصل ہوگا۔ اگر یہ عہد نہ کیا جاتا تو ہندوستانی اس کی متابعت قبول نہ کرتے بلکہ ان کے اعلان میں کوئی شرط

درج نہیں ہے ہم نے عدالت ماتحت میں جو تحریری بیانات پیش کئے تھے ان سب کا مقصد یہ ثابت کرنا تھا کہ اس بارے میں قرآن کریم کیا تعلیم دیتا ہے۔ لہذا یہ بیانات مقدمہ کے ساتھ پورا تعلق رکھتے ہیں اگر قرآن شریف میں یہ ہدایت موجود ہو کہ مسلمانوں کو کسی ایسی گورنمنٹ کی ملازمت نہیں کرنی چاہئے جو قرآن کی تعلیم کے خلاف بعض کارروائیاں کرے تو ملزم مسلمانوں کو بتا کہ وہ غلط راستہ پر چل رہے ہیں۔

جج۔ بیان کا مدعا یہ ہونا چاہئے کہ اس میں معاملات کی تشریح کی جاوے۔

مولانا۔ ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ قطعی الزام سے متعلق ہے اور کوئی بات غیر متعلق نہیں کہی گئی ہے۔

جج۔ اس موقعہ پر جج مداخلت کرنے ہی کو تھا۔ مگر مولانا نے اپنی تقریر جاری رکھی۔

مولانا۔ میرے برخلاف الزام ہی کیا ہے۔ یہی نہ کہ میں نے رزولیوشن کو پڑھا اور حاضرین سے درخواست کی کہ اگر آپ اسے منظور کرتے ہیں تو کھڑے ہو جائیے۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے مذہبی احکام کی تعمیل میں ایسا کیا اور ملکہ وکٹوریہ شہنشاہ ایڈورڈ و شاہ جارج وقتاً فوقتاً جو وعدے کرتے رہے ہیں ان کے بھروسے پر مجھے ایسا کرنے کی جرأت ہوئی کیا اب ہمیں بتلایا جاتا ہے کہ ان شاہی معاہدوں کو قانونی حق حاصل نہیں ہے۔ اور ہمیں تعزیرات ہند کو اپنی نئی مذہبی کتاب ماننا چاہئے۔

جج۔ میں اس مقدمہ کو نہ ایک مذہبی نزاع میں تبدیل کر سکتا ہوں اور نہ انہیں آپ کے مذہبی امور پر بحث کئے قابل سمجھوں۔

مولانا۔ تو پھر بہتر یہ ہے کہ آپ استعفا دیدیں اور اس جگہ پر اپنے سے کسی زیادہ قابل آدمی کو آنے دیں (قہقہہ)

جج۔ کیا کسی قاتل کو اس بنا پر بری کیا جا سکتا ہے کہ اس کا مذہب اس کو قتل کی اجازت دیتا ہے؟

مولانا۔ ہاں۔ اگر وہ ثابت کر سکے کہ اس کے مذہب نے اس کو قتل کی اجازت دی تھی اور اگر نہیں تو بادشاہ کیوں اس قسم کا اعلان کرتا ہے اس کو صاف صاف کہہ دینا چاہئے کہ ایسے افراد اور فرقوں کی حفاظت قانون نہیں کریگا۔ میرے مذہب میں اس قسم کا ظلم نہیں ہے۔ قرآن ایک مختصر سی کتاب ہے جو تکرار سے بری ہے اور اس میں جملہ احکام موجود ہیں۔ اگر مجھے مسلمان رہنا ہے تو ان کی پابندی مجھ پر لابد ہے۔ قرآن مجید ہی تمام مذہبی اختیارات کا مصدر و منبع ہے۔ ہماری تمام مذہبی کتب مبنی بر قرآن ہیں۔ حضور رسول اکرم صلعم کی حدیث شریف بھی اگر وہ قرآن مجید کے خلاف جائے تو درست نہیں تصور کی جا سکتی۔ علم کلام اور فقہ بھی ان ہی دونوں بنیادوں پر مبنی ہے۔ یہ تمام احکام مجھے اس امر کے مقتضی تھے جو کچھ کہ میں نے کیا ہے۔ آگے چل کر مولانا نے فرمایا کہ تخت نشینی کے وقت بادشاہ انگلستان کو جو قسم دی جاتی ہے۔ اس کی رو سے اس کا فرض ہے کہ وہ پروٹسٹنٹ

ہے اور اگر وہ پروٹسٹنٹ مذہب سے منحرف ہوجائے تو اسے فوراً معزول کیا جاسکتا ہے۔ جیسا چارلس اور جیمس ثانی
معزول کر کے انگلستان سے جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ اس پر جج صاحب نے پوچھا کہ کیا کسی قاتل کو اس بنا پر بری کیا
سکتا ہے کہ اس کا مذہب قتل کی اجازت دیتا ہے اور مولانا محمد علی نے کہا کہ ہاں اگر وہ یہ ثابت کر سکے کہ اس کے مذہب
نے اسے قتل کی تعلیم دی تھی۔ مسلمانوں کی وفاداری اس بات پر مشروط ہے کہ قرآن کریم کے خلاف کوئی کام اس سے نہ
یا جاوے۔ کیونکہ قرآن کریم کی ہدایات پر عمل کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے اور جو گورنمنٹ انہیں ان ہدایات پر عمل
نے سے منع کرے وہ مسلمانوں سے وفاداری کی امید نہیں کر سکتی۔

ج۔ تو پھر آپ یہ چاہیں گے کہ ایک چور کے ہاتھ کاٹ ڈالے جائیں۔

للنا۔ مجھے افسوس ہے کہ عدالت احکام اسلام کو نہیں سمجھتی ہے۔ ایک سارق کے ہاتھ ہر ایک اسلامی نظم و نسق
ں قطع کر دیے جائیں گے۔ یہ وہ حکم ہے جو اسلام اس پر عاید کرتا ہے۔ جونہی کہ کسی مقام پر ایک اسلامی نظم و نسق
ئم ہوجائیگا یونہی ایک سارق کے ہاتھ کاٹنے کیلئے کہوں گا اور ایک زانی شخص کو سنگسار کرنے کیلئے کہوں گا
لانکہ زنا آپ کے ملک میں کوئی جرم بھی نہیں ہے۔ برخلاف ازیں ہمارے مذہب میں ایک زانی کے لئے یہ
کام ہیں۔ اور اگر ہم کو قوت ہو تو ہم اس کے لئے اس کو سنگساری کی سزائے موت کا حکم صادر کریں گے۔
را مذہبی قانون یہ ہے کہ کسی سپاہی کو سوائے حق معاملہ کے جو ہمارے مذہب کے مطابق ہو کبھی دوسرے
لمان کے قتل کیلئے نہ کہا جائے۔ مجھے آپ ان احکام کا ایک مضمون بھیجیں اور میں ان تمام احکام کے ساتھ
ضر ہوا ہوں۔ اگر آپ مجھ سے میرے اس مذہبی قانون کے خلاف چلنے کیلئے کہیں گے تو یا تو میں اس حکومت سے
نکل جاؤں گا یا آپ کو لات مار کر نکال دونگا۔ میری دلیل ساری یہی ہے۔

کم بنا بر شمولیت مسل جج نے مختصر نویس کو حکم دیا کہ وہ اس کا حکم قلمبند کرے کہ ملزمان کے بیانات جو عدالت
نت میں دیئے گئے تھے وہ شامل مسل کئے جائیں اور سر رشتہ دار کو حکم دیا کہ وہ عدالت ماتحت کے بیانات جیوری
کے روبرو پڑھکر سنائے چنانچہ سر رشتہ دار نے مولانا محمد علی کا بیان پڑھنا شروع کیا اور ابھی وہ ختم نہیں ہوا تھا
عدالت ۲ بجے لنچ کیلئے برخاست ہوگئی۔

تیسرے روز لنچ کے بعد کی مفصل کارروائی

عدالت کا نظارہ ۲۳ اکتوبر کو علی برادران و دیگر رہنمایان قوم کے مقدمہ کی سماعت ایک گھنٹے کے وقفہ
کے بعد پھر ۳ بجے شروع ہوئی۔ وکلا کی تعداد لنچ سے قبل کی تعداد بہت زیادہ تھی۔

آغاز کارروائی | مولٰنا محمد علی صاحب کا بیان جو لنچ سے قبل پڑھا جانا شروع ہو گیا تھا۔ مگر پورا نہیں ہوا تھا ممبران جیوری کے فائدے کیلئے تمام و کمال پڑھکر شامل مسل کیا گیا۔

اس کے بعد ماتحت عدالت کے سوالوں کے متعلق مولٰنا حسین احمد اور ڈاکٹر کچلو کے جوابات اور ان پر مجسٹریٹ کے نوٹ جن میں یہ وجہ تھا کہ ملزمین کے بیانات بے محل ہونے کی وجہ سے معرض تحریر میں نہیں لائے گئے ممبران جیوری کے سامنے پڑھے گئے۔

اس کے بعد پیر غلام مجدد کا مکمل بیان جو ماتحت عدالت نے تحریر کیا تھا پڑھا گیا۔

مولٰنا نثار احمد کے جوابات بھی مجسٹریٹ کے نوٹوں کے ساتھ پڑھے گئے۔

شری شنکر آچاریہ کا بیان نہیں لیا گیا تھا۔ کیونکہ اونہوں نے کھڑے ہو کر بیان دینے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ یادک پڑھا گیا۔ مولٰنا شوکت علی کا بیان بھی نہیں لیا گیا تھا۔ کیونکہ مجسٹریٹ کے خیال میں وہ حکومت کو بے نقط سنا رہے تھے جج نے مولٰنا محمد علی سے پوچھا کہ آیا وہ عدالت کے بعض سوالات کا جواب دیں گے یا نہیں۔ مولٰنا نے اثبات میں جواب دیا اور عدالت نے ان پر حسب ذیل سوال کئے۔

عدالت: ۔ کیا آپ کا بیان جو پڑھکر سنایا گیا ہے درست ہے؟

مولٰنا: ۔ ضرور ایسا ہی ہوگا۔ میں اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

مولٰنا: ۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ مجھے بیان دینے کی اجازت دی جائے گی؟

عدالت: ۔ ہاں۔

عدالت: ۔ کیا اس قرارداد (مکمل پڑھی گئی) کی تحریک آپ نے کی تھی؟

مولٰنا: ۔ میں نے اس کی تحریک نہیں کی تھی۔ بلکہ اسے پڑھا تھا۔

عدالت: ۔ آپ نے اسے کس غرض کیلئے پڑھا؟

مولٰنا: ۔ بحیثیت صدر اسے پڑھنا میرا فرض تھا۔

عدالت: ۔ اسے کس نے پیش کیا تھا۔؟

مولٰنا: ۔ مولٰنا حسین احمد صاحب نے۔

عدالت: کیا آپ ماتحت کمیٹی میں موجود تھے؟

مولانا: ۔ میرا خیال ہے کہ شہادت میں اس کا مطلق ذکر نہیں۔ عدالت کو یہ کمی پوری کرنیکی کوشش نہیں

کرنی چاہئے۔

عدالت: کیا آپ نے یہ قرارداد منظور کی؟

مولنا: یہ بات میرے ان ابتدائی ریمارکس سے واضح ہے جو آپ نے پڑھے، وہ کثیر التعداد نہیں۔ عدالت نے انہیں پڑھا تھا۔

عدالت: کیا آپ کو یقین تھا کہ یہ قرارداد منظور ہو جائے گی؟

مولنا: ممکن تھا کہ یہ نامنظور کر دی جاتی۔ مگر مجھے امید تھی کہ اسے منظور کر دیا جائیگا۔

عدالت: کیا آپ کو توقع تھی کہ اس کی چند کاپیاں فوجوں میں پہونچ جائیں گی۔

مولنا: اگرچہ افواج وعامتہ الناس کے مابین علیحدگی کی ایک گہری خلیج حائل ہے۔ تاہم مجھے امید تھی کہ چند کاپیاں ان تک پہنچ جائیں گی۔

عدالت: کیا آپ کو اس بات کا خیال تھا کہ سپاہیوں پر اس قرارداد کا کیا اثر ہوگا

مولنا: مجھے اندیشہ تھا کہ حکومت نے انہیں پایۂ اخلاق وتہذیب سے اس قدر گرا دیا ہے کہ ان پر زیادہ اثر نہیں ہوگا۔ پھر بھی مجھے توقع تھی۔ کہ کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوگا اور میں خوش ہوں کہ کچھ اثر ہوگیا ہی

عدالت: کیا اس معاملہ کے متعلق آپ کے اور دیگر اشخاص کے مابین کوئی معاہدہ تھا؟

مولنا: نہیں۔ ہم نے کسی وقت بھی معاہدہ نہیں کیا لیکن میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہمیں اپنے کو مسلمان تصور کرنے کے وقت اس حکم پر ایمان لانا پڑتا ہے جس کا بجالانا ہر مسلمان کا فرض عین ہے۔ یہ حکم ٹھیک اس حکم کے اندر ہے۔ جو سؤر کا گوشت کھانے۔ شراب پینے۔ اور زناکاری سے منع کرتا ہی ہم سپاہیوں کو ورغلانے کی بجائے انہیں فرض خدا ادا کرنے کی تلقین کر رہے تھے۔ ہر مسلمان ایک معنی میں اپنے بھائی کا محافظ ہے۔ شریعت اسلام کی رو سے میں نے خیال کیا کہ مسلمانوں کو فوجی ملازمت نہیں کرنی چاہئے۔ میں عدالت کی عنان توجہ اس مراسلے کے الفاظ کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں جو ہم نے بتول کے جیلخانہ سے لارڈ چیمسفورڈ کو لکھا تھا۔ ہم نے اس میں صاف طور پر لارڈ موصوف کی توجہ اس اسلامی قانون پر مبذول کرائی تھی۔

مولنا نے اس خط کے دو فقرے پڑھکر سنائے جن میں ایک یہ تھا کہ "ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف جنگ ہرگز نہیں کر سکتے، جب تک ہمیں اس بات کا یقین نہ ہوجائے کہ اونہوں نے معاہدہ کی

خلاف ورزی کی گئی۔

اس کے بعد مولٰنا نے کہا:۔ وائسرائے کو یہ مراسلہ موصول ہوا۔ اور مجھے رہا کر دیا گیا۔ یہ جولائی ۱۹۱۹ء کا واقعہ ہے۔ ستمبر ۱۹۶۲ء میں جب میں انگلستان میں تھا۔ کانگریس نے تمام ہندوستانی سپاہیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر انہیں عراق عرب بھیجا جاوے۔ تو وہاں جانے سے انکار کر دیں اور اسی طرح ایک اور کانفرنس نے کہا کہ ہندوستانی سپاہیوں کو حکومت انگورہ کے خلاف جنگ کرنے سے انکار کر دینا چاہئے

سررشتہ دار نے تمام سوالات اور جواب کو پڑھا اور مولٰنا محمد علی سے کہا کہ ان پر دستخط کر دیں۔ لیکن جج نے اپنے پہلے سوال کے جواب میں مولٰنا کے صحیح الفاظ تحریر نہیں کئے تھے۔ جج نے مولٰنا سے سوال کیا کہ آیا ان کا بیان جو پڑھ کر سنایا گیا ہے درست ہے؟ مولٰنا نے جواب دیا کہ میں غیر متوجہ تھا۔ مجھے امید ہے کہ یہ درست ہوگا۔

جج نے "غیر متوجہ" کا لفظ تحریر کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن مولانا نے جواب دیا۔

میرے لئے اپنے بیان کو جو میں نے کئی دفعہ پڑھا ہے۔ توجہ سے سننا مشکل ہے۔ مزید براں اس میں میری توہین ہے۔ عدالت بھی کسی بات کو متواتر کان دھر کے نہیں سنتی۔

مولٰنا نے دوسرا اعتراض یہ کیا کہ آٹھویں سوال کے جواب میں "علیحدگی" والے جملے کے الفاظ ضرور درج ہونے چاہئیں۔ چنانچہ ایسا کیا گیا اور دستخط لے لئے گئے۔

مولٰنا محمد علی حسب وعدہ بیان دینا چاہتے تھے لیکن جج نے اجازت نہ دی۔ اور کہا کہ "آپ ممبران جیوری سے گفتگو کر سکتے ہیں۔ جو تحریر نہیں کی جائے گی" مولٰنا نے عدالت کے ایفائے وعدہ پر بہت اصرار کیا اور سرکاری وکیل نے بھی جج کی عنان توجہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۳۴۲ کی طرف منعطف کرائی جس میں یہ درج ہے۔ کہ ملزم کو ایک عام تقریر کی نہیں مگر شہادت کے متعلق بیان دینے کی اجازت ہے لیکن جج نے سننے سے انکار کر دیا۔

مولٰنا:۔ کیا اس موقع پر مجھے کسی قسم کا بیان دینے کی اجازت نہیں؟

جج:۔ نہیں۔

اس کے بعد مولٰنا حسین احمد سے عدالت نے دریافت کیا کہ آیا وہ عدالت کے سوالوں کا جواب دیں گے؟ لیکن انہوں نے فرمایا:۔ "اگر مولٰنا محمد علی کا بیان نہیں لیا جائیگا تو میں بھی کسی قسم کا جواب نہیں دونگا"

عدالت نے ڈاکٹر کچلو سے کہا: "کیا آپ سوالات کا جواب دیں گے؟"

ڈاکٹر کچلو: "مجھے کن حالات کے تحت جواب دینا چاہئے! کیا مجھے بیان دینے کا موقع دیا جائے گا؟ اگر نہیں تو میں کسی سوال کا بھی جواب نہیں دونگا۔ یہ تمام کارروائی ناجائز اور خلاف آئین ہے۔"

پیر غلام مجدد اور مولانا نثار احمد نے بھی وہی جواب دیا جو مولانا حسین احمد نے دیا تھا۔ اس کے بعد عدالت نے جگت گرو شنکر آچاریہ سے مخاطب ہو کر کہا: "عدالت دریافت کرتی ہے کہ کیا آپ پوچھے گئے سوالات کا جواب دیں گے؟"

جگت گرو: ہم بیان دینا چاہتے ہیں۔

عدالت: کیا آپ نے زیر بحث قرارداد کی تائید کی تھی؟

جگت گرو: ہم نے اتحاد ہندو مسلم اور مسائل خلافت وانگورہ کا ذکر کیا تھا۔ دیگر تفصیل معلوم نہیں۔ ہم دیر میں آئے تھے۔

عدالت: کیا آپ اس قرارداد کی تائید کر کے سپاہیوں کو ورغلانے کی کوشش میں حصہ لینا چاہتے تھے؟

جگت گرو: کراچی کے سنٹرل جیل میں داخل ہونے تک ہم اس بات کی خبر نہیں تھی کہ قرارداد میں فوج کا بھی کچھ ذکر ہے۔

عدالت: آپ نے صرف اتحاد ہندو مسلم اور ترک موالات کے عام مسائل پر تقریر کی ہے۔

جگت گرو: جو کچھ میں نے کہا۔ اس کی علت غائی یہ تھی کہ خادم دین کی حیثیت سے تحریک خلافت اور اتحاد ہندو مسلم کو تقویت دی جائے۔ اگر ہمیں اس وقت معلوم ہوتا کہ فوج کا مسئلہ بھی قرارداد میں شامل ہے۔ تو ہم یہ کہتے کہ مسلم و ہنود اپنے اپنے مذہب کی پیروی کریں۔

اس کے بعد عدالت نے مولانا شوکت علی سے دریافت کیا کہ آیا وہ عدالت کے سو[illegible] یں گے؟

مولانا نے کہا: "اگر عدالت مجھے اپنی پوزیشن کی توضیح کرنے کا موقع دینے کے متعلق [illegible] وعدہ کرے۔ تو میں [illegible] کے سوالوں کا جواب دینے پر بالکل رضامند ہوں۔ عدالت نے یہ شرط منظور کرنے اور مولینا سے جواب دینے سے انکار کر دیا (قہقہہ)

عدالت نے مولانا محمد علی سے پوچھا کہ آیا وہ کسی قسم کی صفائی پیش کرنا چاہتے ہیں؟

مولانا نے جواب دیا: "میں کسی قسم کی صفائی پیش نہیں کروں گا۔ البتہ بعض ممبران جیوری سے کچھ گفتگو کروں گا

کیونکہ مجھے بیان دینے کی اجازت نہیں دی گئی۔ جسے میں ناجائز بالکل خلاف قانون اور سراسر غیر آئینی سمجھتا ہوں۔"

مولانا حسین احمد نے کہا کہ کسی قسم کی صفائی پیش نہیں کریں گے۔

ڈاکٹر کچلو نے کہا کہ وہ صرف خدا اور قوم کے سامنے اپنی صفائی پیش کریں گے۔ پیر غلام مجدد اور مولوی نثار احمد نے بھی کوئی صفائی پیش نہ کی۔

جگت گرو نے جواب دیا۔ "ہمارے خلاف کوئی شہادت نہیں۔ اور ہم کسی قسم کی صفائی پیش کرنا نہیں چاہتے۔"

مولانا شوکت علی نے کہا۔ "میں قرآن شریف کو صفائی کے طور پر پیش کرتا۔ مگر چونکہ اس عدالت کو خدا کے ساتھ کچھ سروکار نہیں۔ اس لئے میں کوئی صفائی نہیں پیش کروں گا۔"

جب جج نے سرکاری وکیل سے پوچھا کہ اس نے جرائم میں الجھن ڈال دی ہے۔ تو اس نے توضیحاً عدالت کو بتایا کہ پہلے جرم کے ایسر کے عائد کردہ جرم سے اور دوسرا جبوری کے مقدمہ سے متعلق ہے۔ یعنی سپاہیوں کو ورغلانا۔ اس نے کہا کہ اگر سازش کی تائید و تقویت میں کوئی کارروائی کی جائے تو دفعہ ۱۲۰ ب کے مطابق سازش کیلئے بھی وہی سزا مقرر ہے۔ جو اعانت مجرمانہ کے لئے۔

مولانا محمد علی نے کہا۔ "میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کس قانون کے تحت ان تمام جرائم کو باہم خلط ملط کیا جا رہا ہے میرے دوست سرکاری وکیل کو ثابت کرنا ہے کیا۔ ارتکاب جرم کے وقت تمام ملزموں کو ضرور یکجا ہونا چاہئے لیکن اس نے اپنے ابتدائی ریمارک میں کہا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ تمام ملزمان ایک جگہ ہوں اور دفعہ ۲۲۹ ضابطہ فوجداری میں لکھا ہے کہ ایک ہی فعل کے ارتکاب کا یہ مطلب ہے کہ تمام ملزمان شروع سے آخر تک ایک جگہ ہونے چاہئیں۔"

اس پر مولانا نے بمبئی کی ایک قانونی کتاب سے اپنے اختلاف رائے کی تائید میں ایک واضح و مشرح دفعہ پڑھ کر سنائی۔ سرکاری وکیل نے کہا۔ "اور سازش کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں۔"

مولانا محمد علی نے کہا۔ "میں سازش کے متعلق نہیں۔ بلکہ مختلف دفعات کو باہم خلط ملط کرکے ان میں سے ایک فعل کو علیحدہ کرنے کے متعلق کہتا ہوں۔"

اختتام کارروائی

عدالت ۲ بجے شام برخاست ہوگئی۔

علی برادران و دیگر رہنمایان قوم کا مقدمہ عدالت سیشن میں

چوتھے روز کی مفصل کارروائی

خالق دینا ہال کا نظارہ | علی برادران و دیگر رہنمایان قوم کا تاریخی مقدمہ ۔ ۲۷ ۔ اکتوبر کو سیشن کی چوتھی پیشی تھی جبکہ مسٹر کینیڈی جوڈیشنل کمشنر سندھ کے روبرو مشہور خالق دینا ہال میں پیش ہوا لوگ پہلے تو کرسیوں پر بیٹھ گئے تھے ۔ مگر جب جج آیا تو کرسیوں کو علیحدہ کر کے مثل سابق فرش پر بیٹھ گئے ۔

لیڈران کی آمد پر اظہار احترام | ۱ بجکر ۵۰ منٹ پر رہنمایان حق داخل کمرۂ عدالت ہوئے اور حاضرین احترام کیلئے کھڑے ہو گئے ۔ اس کے بعد جج آیا مگر لیڈران بیٹھے رہے ۔

آغاز کارروائی جج نے آتے ہی دریافت کیا کہ آیا مسٹر دیوانچند ان کا قانونی مشیر ہے ؟

مولانا نے نفی میں جواب دیا ۔

سرکاری وکیل ۔ میں آپ کی عنان توجہ اگر ہو سکے نمبر ۲۶ شہادت مسٹر ٹیک چند کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں گواہ کا بیان ہے کہ اس نے اخبار نیو ٹائمز سے ترجمہ کیا تھا ۔

مولانا محمد علی ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سرکاری وکیل ذرا بلند آواز سے بولیں " تاکہ ہم ان کی بات سن سکیں "

جج نے سرکاری وکیل کے الفاظ دہرائے ۔

مولانا محمد علی ۔ کیا اس سے صحت الفاظ مقصود ہے ؟

جج ۔ نہیں ۔

مولانا محمد علی ۔ یہ اضافہ کتنی دفعہ کیا جا رہا ہے ۔

اس کے بعد سرکاری وکیل نے ممبران جیوری کے سامنے اپنی تقریر کی ۔

وکیل سرکار کی ممبران جیوری کے روبرو تقریر

حضرات مجھے اندیشہ ہے کہ میں انہیں پھر کس کا ذکر کروں جن کا اظہار میں نے کارروائی شروع کرنے وقت کیا تھا ۔ آپ کو معلوم ہے کہ دفعہ ۱۳۱ میں کیا کہا ہے ۔ اس میں درج ہے کہ ہز میجسٹی کی فوج کے افسروں یا سپاہیوں کو ورغلا کر ادائے فرض سے باز رکھنے کی کوشش کرنا جرم ہے ۔ اب آپ کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ اس قسم

کی محض کوشش کرنا ہی جرم ہے۔ یہ امر غیر ضروری اور قطعاً غیر ضروری ہے کہ اس فعل سے ملزمین کی علت غائی
کیا تھی زیر دفعہ ۱۲۱ محض ایسی کوشش کرنا ہی جرم ہے۔ لیکن مجھے کچھ اور بھی کہنا ہے۔ وہ یہ کہ ارتکاب جرم
کیلئے محض اتفاق آراء یا معاہدہ کرنا بھی سازش مجرمانہ کے تحت آتا ہے۔ مذکورہ دفعہ کے الفاظ یہ ہیں۔ خواہ ارتکاب
جرم کا معاہدہ عارضی یا ایک منٹ کیلئے یا دائمی ہو۔ اگر یہ معاہدہ ہو تو یہ ایک مجرمانہ سازش ہے۔ خواہ سازش کا مقصد
کچھ ہی ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں۔ یہ غیر ضروری بات ہے دفعہ ۱۲۰ الف میں یہ تشریح درج ہے۔ یہ قانون کا
ضروری نکتہ ہے جس کی طرف عدالت آپ کو متوجہ کرے گی۔ اور آپ کو اس کی ہدایات منظور کرنا ہیں۔

حضرات۔ ملزمین نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ یہ ان کا مذہبی فرض اور ایمان ہے۔ ہر شخص کا عقیدہ ایک سوال ہے
جو محض اسی کی ذات سے متعلق ہے عدالت اس پر بحث نہیں کرے گی۔ آپ جانتے ہیں کہ مذہبی کتابوں کے
الفاظ کو انفرادی و مجموعی طور پر لیا۔ اور متن کے ساتھ یا اس کے بغیر پڑھا جا سکتا ہے۔ ہر مذہب میں کئی فرقے
ہیں جو مختلف مسائل پر ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں۔

عیسائیت میں پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک۔ اسلام میں سنی اور شیعہ اور ایسا ہی ہندو مت اور دیگر مذاہب
میں مختلف فرقے موجود ہیں ہر شخص اپنے مذہب عقیدہ کو سچا سمجھتا ہے۔ ہم اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتے
کہ کن اشخاص کے عقائد درست ہیں۔ ہمیں ان کے معانی سے بحث نہیں اور یہ ملزمین کے ارتکاب جرم میں
بھی شامل نہیں۔ ملزمین کو دیگر اشخاص کی طرح اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ وہ جن مذہبی عقائد پر چاہیں
عمل پیرا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ آیا انہوں نے مجرمانہ فعل کا ارتکاب کیا ہے یا نہیں۔ غالباً آپ کو یاد ہوگا کہ کل کراچی
مقدمہ کے دوران میں جج نے انسانی قربانی کا ذکر کیا تھا۔ اور مولانا محمد علی نے اس کا نہایت مناسب جواب دیا
تھا کہ اپنے احکام مذہبی کی پیروی کرنا ان کا فرض ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر مذہب انسانی قربانی کا حکم دیتا ہے
تو ملکہ معظمہ کا اعلان بھی اجازت دیتا ہے۔

مولانا محمد علی:۔ میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے ایسا نہیں کہا تھا۔ میں نے یہ کہا تھا کہ اگر یہ امر کا ذاتی
خیال یا رجحان طبیعت ہے تو اسے اجازت نہیں دینی چاہئے۔ لیکن اگر تمام دنیا میں اس بات کا اعلان کیا جاتا
ہے کہ یہ اس کا مذہبی فرض ہے تو اسے اس کی اجازت دی جانی چاہئے۔

سرکاری وکیل۔ حضرات۔ یہی اور بالکل یہی الفاظ ہیں جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں اگر کسی شخص کا یہ عقیدہ ہے
تو مذہب اس پر انسانی قربانی فرض ہے۔ تو اسے اس کی اجازت دی جانی چاہئے۔ اب میں مولانا محمد علی سے یہ پوچھنا

چاہتا ہوں کہ آیا انہیں خود سم ۔ ۵ یا ۶ سال کی اس مدت کیلئے فوج کی فارمیں پُر نہ کرنا پڑینگی جس کے اختتام پر سپاہی فوج کی ملازمت چھوڑ سکتے ہیں ۔ بہر حال اگر جنگ جاری رہے یا عنقریب جاری ہونے والی ہو یا ان کی کمپنی کے سپاہیوں کی تعداد میں تخفیف ہونے والی ہے تو وہ فوجی ملازمت نہیں چھوڑ سکتے ۔ کرنل گوائر نے کہا ہے کہ سرکاری اطلاع کے بموجب اختتام جنگ کی تاریخ یکم ستمبر ۱۹۳۰ء ہے ۔ اب جرم کا ارتکاب ایام جنگ میں کیا گیا ہے ۔ جب کہ کوئی سپاہی یکم ستمبر سے پہلے ملازمت نہیں چھوڑ سکتا ۔

ان سپاہیوں کو جو دوران جنگ میں بھرتی ہوتے ہیں جنگ کے بعد چھ ماہ کی مزید مدت تک فوج میں ملازم رہنا پڑیگا ۔ اس لئے تمام فوجی ملازم عدم ادائے فرض کے بغیر ملازمت نہیں چھوڑ سکتے مجرمانہ سازش اس امر کی مقتضی ہے کہ وہ ملازمت چھوڑ دیں ۔ معاف کیجئے میں اپنے الفاظ کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں ۔ میں نے کہا تھا کہ کرنل گوائر کے قول کے مطابق اختتام جنگ کی تاریخ یکم ستمبر ۱۹۳۰ء ہے ۔ یہ غلط ہے فی الحقیقت سرکاری اطلاع کے مطابق جنگ کے خاتمہ کی تاریخ یکم ستمبر ۱۹۳۱ء ہے ۔

دوسری بات یہ ہے کہ افسروں اور سپاہیوں کو دیگر اشخاص کو فوج میں بھرتی ہونے کی ترغیب نہیں دینی چاہئے کرنل گوائر نے کہا ہے کہ جب تک کمشنڈ اور نان کمشنڈ افسروں کی پارٹیاں نئے رنگروٹ بھرتی کرنے کے لئے مختلف اضلاع میں نہ بھیجی جائیں افواج کا انتظام و قوت قائم رکھنا غیر ممکن ہے دوسروں کو فوج میں بھرتی ہونے کی ترغیب دینا رنگروٹ فراہم کرنے والی جماعت کا فرض عین ہے ۔ یہ دوسری ضروری بات ہے ۔ اور ملزمان نے سازش کی اور کہا کہ مسلمانوں کے لئے مذہباً یہ امر ممنوع قرار دیا گیا ہے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کو فوج میں بھرتی ہونے کی ترغیب دیں ۔

میں آپ کی عنایت توجہ کرنل گوائر کی شہادت اور ان کی ماخوذ کردہ دو بھرتی کے فارموں کی طرف منعطف کراتا ہوں ہر سپاہی کو کوئی نہ کوئی فارم پر کرنی پڑتی ہے (مسل خواں نے کرنل گوائر کی شہادت ممبران جیوری کو پڑھکر سنائی) انہوں نے جج کے ایک سوال کے جواب میں کہا تھا کہ کوئی سپاہی ادائے زر سے بھی ملازمت نہیں چھوڑ سکتا ۔

یہ دو نکتے ہیں اور استغاثہ کا بیان ہے کہ ملزمان نے سپاہیوں کو ورغلانے کے متعلق معاہدہ کیا ۔ اور یہ امر غیر ضروری ہے کہ اس معاہدہ میں ان ہر دو مذکورہ بالا امور کا ذکر ہے یا صرف ایک کا ۔ کیونکہ یہ معاہدہ دونوں جرموں سے متعلق ہے ۔ اور یہ دونوں باتیں سپاہیوں کے لازمی فرض ہیں ۔

شہادتوں کے متعلق آپ کو مسلم ہے کہ ان کی کسی قسم کی جرح نہیں ہوئی۔ وہ بڑی حد تک تسلیم کر لی گئی ہیں اور یقیناً ناقابل تردید ہیں۔ مولانا محمد علی نے فتح بہادر کی گواہی میں ایک بات پر اعتراض کیا ہے جس سے یہ مراد ہے کہ وہ کسی دن بھی ۱½ بجے (شب) کنہیا پاٹھ شالا میں نہیں گئے۔ گواہی حرف بحرف درست ہے۔ کیونکہ "نیو ٹائمز" کے رپورٹر کے الفاظ سے اس کا پورا پورا ثبوت صحت باہم پہنچتا ہے۔ رپورٹ میں لکھا ہے کہ ۹ تاریخ کی شام کی کارروائی ۱۱ بجے (شب) ختم ہوئی۔ گواہ کے الفاظ کلیتہً درست ہیں۔ یہ ایک نکتہ ہے جو اگرچہ بالکل بے تعلق و غیر ضروری ہے۔ تاہم قاطبتہً درست ہے۔

"نیو ٹائمز" کے الفاظ یہ ہیں کہ "جلسہ ۱۱ بجے (شب) ختم ہوا"۔ اس طرح غریب سی۔ آئی۔ ڈی کو جو سب و شتم کیا گیا ہے وہ بالکل معقول و مناسب نہیں۔ مولانا محمد علی نے ایک اور بات پر اعتراض کیا۔ انہوں نے کہا کہ عبد الکریم کی شہادت جو اس نے ماتحت عدالت میں دی مسٹر شنکر داروغہ جیل کی اس شہادت سے غیر مماثل ہے جو اس نے اس عدالت میں دی۔ جج نے اس گواہی کا ملاحظہ کیا ہے۔ یہ غیر مماثل نہیں۔ ان دونوں شہادتوں میں کوئی فرق نہیں۔ شہادت کے خلاف صرف یہی اعتراضات ہیں۔ گواہی کے ضروری حصے مسلمہ ہیں۔ آپ کو اس بات کا فیصلہ کرنا ہے کہ شہادت میں کیا کچھ تخفیف ہو سکتی ہے۔ قانون شہادت کی دفعہ ۱۰ بہت وسیع ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ سازش کو ثابت کرنے کے لئے آپ شرکت مجرمی کے بعد ایک فعل کی شہادت پیش کر سکتے ہیں۔ خواہ وہ فعل کسی وقت کیا گیا ہو اور ملزم کو اس کے متعلق آگاہی ہو یا نہ ہو۔

میں مذکورہ بات کو ثابت کرنے کیلئے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ فرض کیجئے کہ ا ایک سازش میں شریک ہے اب اگر ب یورپ میں اس سازش کی اعانت کیلئے اسلحہ بہم پہنچائے۔ ج کلکتہ میں روپیہ فراہم کرے۔ د بمبئی کے لوگوں کو اس میں حصہ لینے کی ترغیب دے۔ ہ آگرہ میں پروپیگنڈا کیلئے ایک رسالہ شائع کرے۔ و ایک مراسلہ لکھے جس میں سازش کے حالات درج ہوں تو یہ تمام امور واقعہ اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے ایک شہادت ہیں کہ ا سازش میں شریک ہے۔ اگرچہ ا اس سے ناعلم ہے۔ اور اگرچہ یہ سازش ا کے شریک ہونے سے قبل بنا ہوئی وغیرہ۔

اب سازش کا آغاز فروری ۱۹۲۰ء میں ہوا۔ سازش کے پہلے فعل کا ارتکاب کلکتہ کے ٹاؤن ہال میں کیا گیا جہاں کراچی کی قرارداد سے مشابہ ایک قرارداد منظور کی گئی۔ اگرچہ اس میں اتنا ربط و عمق نہیں تھا۔ اگر آپ اس پر متفق ہیں کہ یہ سازش کی ابتدائی شہادت ہے تو تمام مجرم ہیں۔

ب جبراً تبدیل مذہب کا واقعہ لیجئے۔

ج نے سرکاری وکیل سے کہا کہ وہ اس کا ذکر نہ کریں۔

سرکاری وکیل نے کہا۔ "میں موپلاؤں کا ذکر نہیں کرنا چاہتا۔" گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے

سرکاری وکیل نے کہا اگر ایک مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ ایک غیر مسلم کو جبراً مسلمان بنانا اس کا مذہبی فرض ہے

تو ....

ولنا محمد علی جوہری کو اشتعال دلانے اور تعصب زور رسانی پہ آمادہ کرنے کے لئے جو بد صیبے تعلق معاملات

کا ذکر کیا جا رہا ہے، شہادت میں فسادات موپلا کا مطلق ذکر نہیں۔ اگر کسی شخص کا یہ خیال ہے کہ ہمارے اور

فسادات موپلا کے مابین کسی قسم کا تعلق ہے تو میں اسے اور حکومت کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ اسے ثابت کرے

ج نے کہا کہ میں نے بھی سرکاری وکیل سے کہا تھا کہ اس معاملہ کا ذکر نہ کرے۔

ولنا محمد علی۔ ہاں مجھے امید ہے کہ آپ سرکاری وکیل کی زبان کو لگام دیں گے اور انہیں بے محل بات کرنے

کی اجازت نہیں دیں گے۔

سرکاری وکیل نے اپنی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے کہا اگر کسی شخص کا یہ عقیدہ وایمان ہے کہ دوسروں کو جبراً اپنے

مذہب میں شامل کرنا اس کا دینی فرض ہے۔ تو کیا وہ ایسا کرنے کا مجاز ہے۔ فرض کیجئے کہ غیر مسلم اشخاص کا یہ

عقیدہ ہے کہ مسجدیں تباہ وبرباد کر دینی چاہییں۔ تو کیا مسلمان اس کی مخالفت نہیں کریں گے۔ وہ اپنے مذہب

کی رو سے اسے گناہ سمجھیں گے۔

حضرات! آپ کو مذہبی آزادی میسر ہے۔ مگر اپنی مرضی کے مطابق کسی جرم کے ارتکاب کا حق حاصل نہیں۔ اگرچہ

ملزمان راسخ العقیدہ وصادق الایمان ہیں تاہم نہ انہیں مذہب اس قسم کا حکم دیتا ہے اور نہ انہیں کسی جرم کے

ارتکاب کا حق حاصل ہے۔ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ آیا آپ کا عقیدہ درست ہے یا آپ کے مخالف کا۔

بات یہ ہے کہ آیا انہوں نے برطانی فوج کو ورغلانے کی کوشش کی یا نہیں۔ اس سے کوئی بحث نہیں کہ ان

کی علت غائی کیا تھی۔ اس مقدمہ میں انتہا درجہ کی اہم بات صرف یہی ہے۔ مذہب کی آزادی اور ارتکاب جرم

میں بین امتیاز ہے اور ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۲۸ میں اس کی تشریح موجود ہے۔ اب آپ کو دو جرموں کی طرف

نگاہ رکھنی ہے۔ پہلا جرم تو محض فوج کے سپاہیوں اور افسروں کو ورغلانا ہے اور دوسرا اگرچہ وہی ہے۔ مگر کسی قدر زیادہ

یعنی کہ قرار داد کے مطابق سپاہیوں کے ورغلانے کی واقعی کوشش کی گئی۔ استغاثہ کیلئے یہ ظاہر کرنا ضروری نہیں

کہ ملزمان کا کوشش کے ساتھ تعلق تھا جو حقیقت میں سپاہیوں کو ورغلانے کے لئے کی گئی۔ استغاثہ کیلئے یہ ظاہر کرنا ضروری نہیں کہ ملزمان کا کوشش سے تعلق تھا محض کوشش کا ہونا ہی بہت کافی ہے۔

پہلے اور دوسرے جرم میں یہ فرق ہے پہلے جرم پر آپ بحیثیت اسیسران رائے دیں گے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اگر دو شخص کسی جرم کے کرنے پر متفق ہوں تو یہ سازش ہے۔ بات یہ ہے کہ آیا آپ یقین کرتے ہیں یا نہیں کہ ملزمان سپاہیوں کو ورغلانے پر متفق ہوئے ہیں یا نہیں۔ شہادت اور ملزمان کی تقریروں کے ہوتے ہوئے دو میں سے ایک نتیجہ ہی پہنچنا ممکن ہے یعنی آیا ملزمان کا فوج کو ورغلانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اور وہ جاہل حاضرین کو محض بیوقوف ہی بنا رہے تھے۔ یا دیدہ دانستہ ان کی یہ خواہش اور ارادہ تھا کہ سپاہی فوج چھوڑ دیں۔ میرا یقین ہے کہ وہ ان کی تقریروں میں صداقت تھی جو کچھ ماتحت عدالت اور اس عدالت میں گذرا ہے۔ وہ آپ سن چکے ہیں اب آپ اپنے طور پر فیصلہ کریں کہ آیا ان کے لئے حاضرین کو بیوقوف بنانا ممکن تھا مجھے تو اس بات کا یقین ہے کہ جو کچھ ارادہ تھا۔ وہ انہوں نے کیا ان کی خواہش تھی کہ وہ نوکریاں چھوڑ دیں۔ اگر اس میں صداقت ہے تو انہوں نے مجرمانہ سازش کا جرم کیا ہے۔ اب حضرات! وہ کیا فرض ہے جس سے منحرف ہونے کی سپاہیوں کو تحریک کی گئی وہ فرض دو حصوں میں منقسم ہے پہلی ڈیوٹی ان کی بھرتی کے فارموں کے متعلق ہے جو کہ لی گار عدالت ماتحت میں شامل مسل کر چکے ہیں۔ ایک فوجی کے لئے لازم ہے کہ فارم کے اندر مذکورہ مقررہ میعاد تک ملازمت کرے۔ جب تک وہ میعاد ختم نہ ہو وہ ملازمت ترک نہیں کر سکتا۔ جنگ کے زمانہ میں جو سپاہی بھرتی ہوئے ہیں ان سے بھی اس کا تعلق ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ ان کو ایک جگہ بیٹھ کر سازش کرتے ہوئے ہی دیکھیں اتفاقی شہادت کو تسلیم کرنے کی تائید میں سرکاری وکیل نے انڈین لاء رپورٹ کے مقدمہ ۲۹۳ کا حوالہ دیا جس میں ملتفیث ایک گنوار تھا اور رامیشور دینو نامی کسی شخص سے نمونے کے طور پر کوئی دھات دیکر جو سونا نہ تھی۔ دھوکہ دیا دینو کے ساتھ وہاں پر ایک قوت جا نامی ایک شخص بھی تھا۔ اس نے اگرچہ زبان سے کوئی لفظ نہ کہا تاہم اسے سزا دی کیونکہ وہ دینو کے ساتھ تھا۔ اور اسے اس فریب کا علم تھا۔ اگرچہ جا نے کوئی جرم نہیں کیا تھا۔ لیکن حالات سے نتیجہ نکال لیا گیا۔

پس آپ کو شہادت سے یہ خیال اخذ کرنا ہے کہ آیا ملزمان فوج کے سپاہیوں کو ورغلانے کی کوشش کرنے کیلئے باہم شریک تھے یا نا اور اشخاص کیساتھ جرم کے متعلق پہلا فعل ۲۹ فروری ۱۹۲۱ء کو ہوا جب کہ ٹون ہال کلکتہ میں خلافت کانفرنس ہوئی اور مولانا شوکت علی اس میں موجود تھے۔ جس کے ثبوت میں وہ خود کہہ چکے ہیں کہ

کوئی بھی ایسی خلافت کانفرنس نہیں ہوئی جس میں وہ شریک نہیں ہوئے اور مسٹر سیر ینیدرو ناتھ سین کہہ چکے ہیں کہ (مولانا) شوکت علی وہاں موجود تھے۔ اب آپ آسانی سے یہ خیال کرسکتے ہیں کہ وہ وہاں تھے۔ یہ پہلی شہادت ہے۔ جہاں مولانا شوکت علی نے مسلمان سپاہیوں کے فرائض کی نسبت تقریر کی ہے۔

دوسری شہادت یہ ہے۔ ۲۔ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء کو آسام خلافت کانفرنس کے صدر (مولانا) شوکت علی ملزم نمبر ۲ تھے آپ نے اس میں تقریر کی اور تقریر کے دوران میں کہا کہ اگر خلافت کو نقصان پہنچا تو مسلمان گورنمنٹ سے قطع تعلق کرلیں گے اور فوج اور پولیس میں سے تمام مسلمان نکل آئیں گے۔

اس موقع پر مسز سروجنی نائیڈو و سیٹھ جمنالال بزاز ہال میں داخل ہوئے۔ مسز نائیڈو اور سرستی دیوی کو جیوری کے پاس کرسیاں دی گئیں۔ اور سیٹھ جمنالال خلافت کے رپورٹر کے پاس بیٹھ گئے۔ جب وہ ہال میں داخل ہوئے ہیں تو تمام حاضرین ان کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے۔

سرکاری وکیل نے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے رزولیوشن نمبر ۳ پڑھا جو آسام کانفرنس میں پاس ہوا تھا اور جس کا فوجیوں کی ترک ملازمت سے تعلق تھا۔

رزولیوشن میں لکھا ہے کہ اگر مسلمانوں کے مطالبات پورے نہ ہوئے۔ تو فوج میں ملازم مسلمانوں کو مستعفی ہونا پڑے گا۔ ورنہ سوشل طور پر ان کا بائیکاٹ ہوجائیگا۔ یہ ویسا ہی ہے جیسا کہ کراچی رزولیوشن۔ رزولیوشن عبدالمجید نے پڑھا تھا۔ اب رہا متفقہ فتویٰ ہم نہیں جانتے کہ وہاں کیا پاس ہوا۔ اس بارے میں کوئی باتامدہ مطبوعہ ریکارڈ نہیں۔ مگر وہ دہلی میں چھپا تھا۔ ملزمان اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ اس میں شریک تھے اور یہ صاف ظاہر ہے کہ اس کی تاریخ اشاعت ۶ ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء کے بعد کی ہے۔ کیونکہ پہلا فتویٰ جو شائع ہوا۔ اس میں وہ رزولیوشن موجود ہے۔ جو جمعیتہ العلماء نے ۹ ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء کو کلکتہ میں پاس کیا تھا۔ ملزمان نمبر ۳ و ۵ نے سب سے فتوے کے پہلے ایڈیشن پر دستخط کئے ہیں۔ بعد میں اسے ناتوان لوگوں نے شائع کیا ہے جو مذاق کر رہے ہیں۔ یا لوگوں پر مجوزہ اثر ڈالنے کے ارادے میں صداقت رکھتے ہیں۔ ملزمان کا بیان ہے کہ وہ صادق ہیں۔ یہ فوجیوں کو ورغلاتے ہیں۔ فتویٰ علماء کے جلسہ منعقدہ دہلی میں پاس ہوا اور عبدالعبید کی نگرانی میں حمیدیہ پریس میں شائع ہوا اس میں سوالات کے جوابات ہیں۔ میں ان میں سے ایک کا ذکر کرونگا۔ وہ مظہر ہے کہ ملازمت تمام سرکاری ملازموں کے لئے حرام ہے۔ بالخصوص پولیس اور فوج میں ملازمت بدترین گناہ ہے۔ کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ اس سے مراد فوج کو ورغلانا نہیں۔ کیا فوج کو ورغلانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ جمعیت العلماء کے جلسہ منعقدہ

۱۰ تا ۱۲ نومبر ۱۹۲۰ء بمقام دہلی کی کارروائی موجود ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ بنگال، سندھ اور دیگر اضلاع کے پانچسو علماء اس جلسہ میں موجود تھے۔ دوسرا رزولیوشن جو یہاں پاس ہوا مظہر ہے کہ برطانی حکومت کے ساتھ کسی مسلمان کیلئے تعاون کرنے کی مذہباً ممانعت ہے۔ رزولیوشن نمبر ۶ میں کہا گیا ہے کہ دشمنان مذہب کی فوج میں خدمت نہ کرو اور انہیں کسی قسم کی فوجی امداد نہ دو۔ اس رزولیوشن پر جنہوں نے تقریریں کیں۔ ان میں ملزم نمبر ۵ مولانا نثار احمد بھی ہیں۔ تمام رزولیوشن بالاتفاق پاس ہوئے تھے۔

شہادت کی اگلی شق فروری ۱۹۲۱ء کا ہے۔ جس مہینہ میں متفقہ فتویٰ دوبارہ اشاعت پذیر ہوا۔ اس پر متعدد لوگوں کے دستخط ہیں جن میں ملزمان نمبر ۲۔ ۴ اور ۵ یعنی مولانا حسین احمد۔ مولانا نثار احمد اور پیر غلام مجدد ہیں۔ اس کا سرورق مظہر ہے کہ اس کو ۵۲۴ تعلیمی اور مذہبی علماء نے پاس کیا ہے اور عبدالحمید کی نگرانی میں یہ شائع ہوا ہے۔ علماء کے جلسہ میں اسے منظور کیا گیا جو ۱۴ فروری ۱۹۲۱ء کو منعقد ہوا۔ دوسرے ایڈیشن میں بمقابلہ اول کے کچھ زیادہ ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ مذہباً حکومت کی نوکری کبیرہ گناہ ہے۔ پہلے ایڈیشن میں محض رائے دی گئی تھی اور دوسرے ایڈیشن میں اس سے زیادہ۔ اس میں مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اس پر عمل پیرا ہوں اور دوسروں کو اس پر عمل کرنے کی تلقین کریں۔ گویا مذہب کے احکام پر عمل پیرا ہونے کے لئے لوگوں سے درخواست ہے۔ یہ ایک بالواسطہ تحریک ہے۔

تاریخ دارالحکم پر دوسری بات مرکزی خلافت کمیٹی کی طرف سے فتوے کی تقسیم ہے۔ مسٹر عبدالغنی کا شامل کردہ سٹاک رجسٹر ظاہر کرتا ہے کہ فروری میں ۲۴ کاپیاں موصول ہوئیں جو کلرک کتب کو تقسیم کرنے کے لئے حوالہ کردی گئیں اور فروری۔ مارچ اپریل اور مئی میں انہیں تقسیم کیا گیا۔ مئی میں وہ ختم ہو گئیں۔

جج:۔ کیا وہ فروخت کی گئیں۔

سرکاری وکیل:۔ نہیں وہ بالکل مفت تقسیم کی گئیں۔ دوسری کتابیں چار آنے آٹھ آنے کو فروخت کی گئیں مگر یہ مفت تقسیم کی گئیں اس (عبدالغنی) نے اپنی شہادت میں یہ کہا ہے اور کتاب سے بھی یہ امر واضح ہے۔ کتاب کا پہلا کالم نمبر شمار ہے اور دوسرے سے نرخ مظہر ہے (ایسے ہوں کو تاریخ کہا گیا ہے) یہاں سے کہا جا سکتا ہے کہ مستغاثہ کی طرف سے یہ نہیں بتایا گیا کہ کسی ملزم نے اسے تقسیم کیا ہے قانون شہادت کی دفعہ ۱۰ کے مطابق یہ بے حقیقت ہے۔ مسٹر عبدالغنی نے کہا ہے کہ یہ کلرک کی ڈیوٹی تھی۔

کلرکوں کے فرائض مقرر ہیں کہ پانچوں سکرٹریان کی طرف سے مقرر کئے گئے ہیں۔ ڈاکٹر کچلو اور مسٹر شوکت علی

سکریٹری ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ گورنمنٹ کے ذمہ دار ہیں۔ لیکن یہ مان لیا جائے کہ ان میں سے کسی کو اس کا علم نہیں۔ اگر یہ سکریٹری کا بیان صحیح تسلیم ہوگا۔ عبدالغنی اسے جانتا ہے۔ وہ ملزمان کے ساتھ شریک سازش رہا ہے وہ بھی انہیں میں سے ایک ہے اس کی شہادت یہ ظاہر کرتی ہے۔

اس تاریخ دار حکم میں ایک اور شق فروری کی بھی ہے یعنی جمعیت العلماء کے جلسہ کی کارروائی کے ساتھ فتوے کی دوبارہ طباعت۔ عبدالغنی نے کہا ہے کہ اس نے ۱۴ فروری سنہ ۱۹۲۱ء کو ۵ ہزار کاپی چھاپے جانے کے حکم پر دستخط کئے ہیں۔ اس نے ہمیں بتایا ہے کہ ۱۲ جولائی کو اسے دو ہزار کاپیاں موصول ہوئیں۔ یہ دستاویز کتابچہ جلد مطبوعات کا مجموعہ ہے اول فتویٰ۔ دوسرے جمعیت العلماء کے جلسہ کی کارروائی اول کا حکم ہے کہ برطانی فوج میں ملازمت کرنا بہت گناہ ہے اور دوسرے میں حکم ہے کہ سرکار کی فوج میں مسلمانوں کا ملازم ہونا بھی ممنوع ہے انہیں سکریٹری مرکزی خلافت کمیٹی کے حکم سے دوبارہ چھاپا گیا۔ سر ورق ظاہر ہے کہ یہ آنریری سکریٹریان کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ گویا ایک نہیں بلکہ کئی ہیں۔ عبدالغنی نے کہا ہے کہ حکم اس نے بھیجا تھا۔ دو مطبوعات کا تعلق مسٹر کھتری کے متعلق ہے یہ کام ملزمان کا ہے کیونکہ مسٹر کھتری نے اسے اپنی طرف سے شائع نہیں کیا اور لکھا ہے کہ یہ سکریٹریان کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ نام شائع ہو جانے کے بعد ملزمان اپنی بے تعلقی کا اظہار کر سکتے تھے طباعت کا حکم ۱۴ فروری کو دیا گیا لیکن پریس بل سے یہ وقت اسے نہ بھیجا گیا۔ اسے دیر سے بھیجا گیا اور اسے ۲۱ جولائی ۱۹۲۱ء کو پریس سے واپس منگایا گیا کیونکہ کتابچہ جولائی میں دو ہزار کاپیاں وصول کرنے پر عبدالغنی کے دستخط ہیں۔ ضمانت! اس تاخیر کی وجہ کیا ہے یہ ہم نہیں جانتے۔ غالباً تاخیر سے ان کا مقصد یہ تھا کہ سپاہیوں کو ورغلانے کی اس مہم کو موثر بنانے کا وقت جلسہ ہے اور اسے جولائی تک ملتوی کر دیا گیا۔

۱۷ جون سنہ ۱۹۲۱ء کو (مولانا) شوکت علی، ڈاکٹر کچلو اور مسٹر محمد علی کے ہمراہ پونہ گئے اور (مولانا) شوکت علی نے وہاں اپنے وقت میں تقریر کی جب کہ چندہ جمع ہو رہا تھا اس نے بہت مختصر تقریر کی لیکن بہت ہی واضح۔ اس نے کہا کہ وہ حکومت اور لوگوں کو اس وقت تک مشتاق کرتا رہیگا جب تک فنڈ جمع نہ ہو جائے۔ اس نے کہا کہ فنڈ جو جمع ہو رہا ہے وہ موقوف شدہ فوجیوں کیلئے ہوگا اور جو فوجی ملازمت ترک کریں گے ان کو اس میں سے دیا جائیگا۔ یہ نہیں ہو ایک ہفتہ باقی ہی تھا ہے جلسہ گاہ کے اندر تین چار ہزار کی حاضری تھی فنڈ جاری کرنیکا فعل ظاہر کرتا ہے کہ ان کا ارادہ فوجیوں کو ورغلانا تھا۔ حاضرین کے دل سے نکل جانے کی کوئی بات نہ تھی۔ ان کی بدنیتی بالکل واضح ہے۔ ۱۹ جون کو (مولانا) محمد علی نے ایک ریزولیوشن پیش کیا اور ڈاکٹر کچلو نے اسکی

تائید کی۔ جو بادی باتوں میں دی ہے جو کہ کراچی رزولیوشن ہے (اس میں کہا گیا ہے کہ برطانی فوج میں مسلمانوں کے لئے نوکر ہونا یا دوسروں کو اس میں بھرتی ہونے کی ترغیب دینا مذہباً ممنوع ہے)

سرکاری وکیل نے رزولیوشن پڑھنا شروع کیا۔

جج :۔ آپ کیا پڑھ رہے ہیں۔

سرکاری وکیل۔ گوکاک رزولیوشن جو اگزبٹ نمبر ہے۔

گورنمنٹ کے ماہر شناخت تحریر کا بیان ہے کہ یہ (مولانا) محمد علی کا لکھا ہوا ہے۔ انسپکٹر جوشی اور تھانہ دار نروان نے کہا ہے کہ بمقام گوکاک جلسہ میں ۱½ ہزار آدمی موجود تھے۔ اگلی شق چھٹے رزولیوشن کے متعلق ہے۔ جو ۹۔ جولائی کو کراچی خلافت کانفرنس میں پاس ہوا تھا۔ آپ کو اس امر کی شہادت مل گئی ہے کہ ملزمان نمبر ۱ و ۳ و ۷ کنیا پاٹھ شالا میں اکٹھے رہے تھے۔ آپ کو ملزمان نمبر ۲ و ۱ کے ایک ساتھ ہونے کی بھی شہادت مل گئی ہے۔ کیونکہ وہ ۷۔ جولائی کو کوئٹہ میل کے ذریعہ ایک ساتھ آئے تھے۔

تب کانفرنس میں (مولانا) محمد علی کے خطبۂ صدارت کے بعد اس نے سبجکٹ کمیٹی کا ذکر کیا جس کا کام دوسرے روز کے لئے قرار دادوں کا مسودہ تیار کرنا تھا۔ (تب اس نے ریمارکس پڑھے جن کا ترجمہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس تھرپارکر نے کیا تھا) سبجکٹ کمیٹی میں مرکزی کمیٹی کے تمام اراکین شامل تھے۔ ڈاکٹر کچلو اور مسٹر شوکت علی اس کمیٹی کے سکرٹریان اور مسٹر محمد علی ممبر تھے۔

سی۔ آئی۔ ڈی کے دو سب انسپکٹران نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ملزم نمبر ۶ جگت گرو کو دوسرے ملزمان کے ساتھ دیکھا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے کپڑوں اور عمامہ کے ساتھ خوب پہچانا جاسکتا ہے۔ دو کانسٹبلوں کا بیان ہے کہ انہوں نے ملزمان نمبر ۳ اور ۷ کو ۹۔ جولائی کی صبح کو سبجکٹ کمیٹی میں شرکت کی غرض سے کنیا پاٹھ شالا کی گاڑی میں سوار جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ تین دیگر ملزمان کی موجودگی وہاں ثابت نہیں۔ لیکن انہوں نے کانفرنس میں سرگرم حصہ لیا۔

مسٹر شوکت علی نے اگرچہ کانفرنس میں تقریر نہیں کی۔ مگر سبجکٹ کمیٹی میں وہ بولتے سُنے گئے۔

مولانا محمد علی :۔ کیا سرکاری وکیل سبجکٹ کمیٹی میں مولانا شوکت علی کی موجودگی کے متعلق کسی شہادت کا حوالہ دے رہے ہیں۔

سرکاری وکیل :۔ عبد الغنی کا بیان ہے کہ اس نے مسٹر شوکت علی کی آواز اچھی طرح پہچانی۔ کیونکہ وہ موٹے آدمی

ہیں اور اونچا بولتے ہیں۔

مولانا محمد علی۔ لیکن آپ یہ کیسے نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ وہ سبجکٹ کمیٹی تھی۔

جج:۔ ہاں یہ سوال ہو سکتا ہے۔

مولانا محمد علی:۔ مولانا شوکت علی کی سبجکٹ کمیٹی میں موجودگی ثابت نہیں۔ گواہوں سے صرف یہ کہا ہے کہ انہوں نے ایک خاص عمارت کے اندر سے ان کی آواز سنی ہے۔

سرکاری وکیل نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا کہ فتح بہادر نے بھی کہا ہے کہ ۹ جولائی کی صبح کو اس نے مولانا شوکت علی کی آواز سبجکٹ کمیٹی میں سنی ہے۔ اس لئے یہ صاف ثابت ہے کہ وہاں سبجکٹ کمیٹی تھی اور (مولانا) شوکت علی وہاں بولے۔ اس طرح ہم نے ملزمان نمبر ۱-۲-۶ کو ایک جگہ ہونا ثابت کر دیا۔

۹۔ جولائی کی رات کو چھپا رزولیوشن ملزم نمبر ۱ کی طرف سے پیش کیا گیا۔ (سرکاری وکیل نے ان کے ابتدائی الفاظ اور رزولیوشن پڑھا) گوکاک اور کراچی رزولیوشن دونوں میں یک زبان ہو کر کہا گیا ہے کہ برطانی فوج میں رہنا مسلمان سپاہیوں کیلئے حرام ہے۔ الفاظ کے متعلق لخت حسین شان بہادر اور زمان شاہ کی شہادت موجود ہے یہ سب کے سب مسلمان ہیں۔ اور بظاہر تمام معزز ہیں۔ اور انہوں نے ملزمان کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دی ہوگی۔ گوکاک کا رزولیوشن خود (مولانا محمد علی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ جو تسلیم کیا جا چکا ہے۔

ملزم نمبر ۲ کی تقریر براہ راست فوج میں ملازمت کے متعلق تھی اس نے دو مسلمانوں کا قصہ بیان کیا جنہیں گولی ماری گئی تھی۔ ایک تو ترکی فوج کی طرف فرار ہو گیا تھا اور دوسرے کا کوئی اور جرم تھا جس شخص کو فرار کے جرم میں گولی ماری گئی تھی اس کی لاش ابھی گڑی نہ تھی کہ رات کے وقت اس کے قریب روشنی دیکھی گئی دوسرے کی نسبت اس نے کہا کہ مرنے کے بعد اس کا جسم سور کی شکل میں دیکھا گیا۔ اس کی تقریر میں ایک فقرہ یہ بھی تھا کہ اگر وہ اتحادیوں کی مدد کریں گے تو وہ گنہگار خیال کئے جائیں گے اور جو لوگ کسی طریق میں اتحادیوں کی مدد کرتے ہیں وہ ابنائے اسلام کے برباد کرنے والے ہیں۔ سرکاری وکیل نے تب ملزم کی تقریر کے چند فقرے پڑھے اور کہا۔ کہ اس نے اپنی تقریر میں اپنے آپ کو بہت واضح کر دیا ہے اور کہ اس کا کیا ارادہ تھا۔ ملزم نمبر ۳ کی نسبت یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس نے رزولیوشن کا سندھی میں ترجمہ کیا اور اس پر تقریر کی زمان شاہ نے ہمیں بتایا ہے کہ سندھی میں اس کے الفاظ کیا تھے۔ "نیو ٹائمز" میں بھی "فوج میں ملازمت" کے الفاظ چھپے ہیں۔

تب سرکاری وکیل نے رزولیوشن کا مضمون پڑھا جیسا کہ وہ ۱۰ جولائی کے نیو ٹائمز میں دیا ہوا ہے اور کہا کہ مزید

برآں مسٹر محمد شفیع کرم چند اور ڈپٹی گزٹ اور نیو ایج کے رپورٹروں نے بیان کیا ہے کہ پیر غلام مجدد نے رزولیوشن کا مضمون ان میں ترجمہ کیا اور اس پر تقریر کی [illegible] کے دوران بیان [illegible] نے کہا کہ رزولیوشن میں جو حکم ہے وہ ایک پرانا حکم ہے۔ ملزم نمبر ۲ نے جو کچھ کہا۔ اس پر مزید بحث کرنی فضول ہے۔

ملزم نمبر ۳ ڈاکٹر کچلو نے رزولیوشن کی تائید کی ہے؟ (ڈاکٹر کچلو کی تقریر کے چند فقرے اس نے پڑھے جو انہوں نے اس رزولیوشن پر کی تھی اور کہا کہ وہ بھی اپنے ارادے میں اپنے ہی مطابق اعتبار ہیں جیسا کہ ملزمان نمبر ۱ (۲)

اگلا نمبر ملزم نمبر ۵ مولوی نثار احمد تھا۔ اس نے بھی [illegible] باتیں کہی ہیں۔ سرکاری وکیل نے تقریر کے بعض فقرات پڑھے جو بالخصوص فوج سے متعلق تھے

اس کے بعد ملزم نمبر ۶ (جگت گرو شنکر اچاریہ) کی تقریر [illegible] بحث کرونگا جس وقت میں علیحدہ اس کے مقدمہ کا ذکر کرونگا۔

اب میں مسٹر محمد علی کے آخری ریمارکس کا ذکر کرتا ہوں (اس [illegible] پڑھے) ریمارکس سے ظاہر ہے کہ ملزم کس طرح احکام پر زور دینا چاہتا تھا۔

۸ جولائی کو مسٹر شوکت علی نوشہرہ فیروز کو کانفرنس میں شرکت کی غرض سے روانہ ہوگئے۔ وہاں انہوں نے اپنی تقریر میں یہی خیال ظاہر کیا۔ جو اس رزولیوشن میں یہاں ظاہر کیا گیا ہے یعنی کہ فوج میں نوکری کرنا حرام ہے۔ مجھے مزید کسی شہادت اور توضیح کی ضرورت نہیں۔ اب جہاں تک بد سازش کے ثبوت کا تعلق ہے۔ آپ کے پاس اس بات کی شہادت موجود ہے کہ رزولیوشن میں کس طرح اعلان کیا گیا ہے۔ اور کس طرح ان سب نے اس پر عمل پیرا ہونا چاہا۔ اس کے دو نتیجے نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے ارادہ کیا اور فوجیوں کے ورغلانے کے لیے انہوں نے باہم اتفاق کیا۔ مسٹر محمد علی نے اس عدالت میں ایک ریمارک کے اندر کہا ہے کہ فوج (حرام ہے) [illegible] مگر اس حالت میں [illegible] اس نے ان کو [illegible] پہنچانے کی توقع کی [illegible] طریقہ جو اختیار کیا گیا وہ یہ تھا کہ اشتہارات اور قراردادیں وغیرہ چھاپ کر عام طور پر تقسیم کئے جائیں۔ یہ بغیر سازش کے نہیں ہو سکتا۔ فوجیوں کو ورغلانے کے لیے ایک مجرمانہ سازش کا وجود بغیر کسی شبہ کے ثابت ہوگیا۔ اب میں ہر ایک ملزم کے انفرادی جرم پر بحث کروں گا۔

مولانا محمد علی | دفعہ ۱۰ ظاہر ہے کہ ایک آدمی کو مجرم قرار دینے کے لئے آپ کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ اس نے کیا کیا [illegible] الزامات [illegible] دوسروں پر [illegible] کرتے ہیں لیکن مولانا محمد علی کے متعلق اس کے اپنے افعال [illegible]

کانفرنس میں اس کا رزولیوشن پڑھنا اور پیش کرنا۔ عدالت کے روبرو اس کا بیان صاف طور پر ثابت کرتے ہیں
کہ وہ شریک سازش تھا۔ وہ رزولیوشن کا تجویز کرنے والا تھا۔

مولانا محمد علی۔ کون۔

سرکاری وکیل۔ اچھا انہوں نے صرف اسے پڑھا لیکن انہوں نے ایسا ہی رزولیوشن گوکاک میں پیش کیا
اس کے بعد اس نے وہ تمام سوالات جو عدالت نے کئے تھے اور جوابات جو مولانا نے بدھ کے روز دیئے تھے
پڑھے۔

اس نے کہا مسٹر محمد علی نے رزولیوشن کو منظور کیا۔ اور اس کے جوابات سے یہ واضح ہے کہ اس نے توقع کی کہ رزولیوشن
شائع ہو۔ افواج تک پہنچے اور کچھ اثر پیدا کرے۔ اگرچہ ان کی حالت پہلے ہی بگڑی ہوئی تھی۔

مولانا محمد علی۔ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ پچاس سال قبل ان کی اخلاقی حالت ایسی بگڑی ہوئی نہ تھی۔

سرکاری وکیل۔ ہاں ان کا یہ اپنا خیال ہے اور ان کا ارادہ صاف ہے۔

مولانا حسین احمد اب ہم ملزم نمبر ۲ کی طرف آتے ہیں ان کے خلاف یہ شہادت واضح ہے کہ سپاہیوں کو
ورغلانے پر جو لوگ متفق ہوئے ان میں سے ایک وہ بھی ہیں۔ یہ ضروری نہیں تھا کہ کوئی جلسہ ہو۔ یا جیسا کہ مولانا
محمد علی نے کہا ہے کہ انہوں نے کسی موقع پر اس کے متعلق کبھی بحث نہیں کی۔ لیکن اگر وہ باہم متفق ہوئے تو
ملزم نمبر ۲ کی اصل فتوے پر دستخط ہیں۔ اس سے بھی بڑھکر عدالت ماتحت میں وہ بیان دے چکے ہیں جس میں
انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے ملزم نمبر ۱ کی ان تمام باتوں میں تائید کی۔ جو اس نے کہیں اور کہ اس نے رزولیوشن
کی تائید کی تھی۔ اور وہ اب بھی ایسا کرنے پر تیار ہیں۔

ڈاکٹر کچلو ملزم نمبر ۳ مرکزی خلافت کمیٹی کا سکرٹری ہے۔ جس نے فتویٰ چھاپا اور بیکا تقسیم کیا۔ اس کمیٹی
نے مزید تقسیم کرنے کیلئے دو ہزار کاپیاں چھاپیں۔ گوکاک اور یہاں اس نے رزولیوشن کی تائید کی ہے اس لئے
وہ یقیناً ایک پارٹی ہے۔ مجسٹریٹ کے سوالات کے جوابات میں اس نے (مولانا) محمد علی سے اتفاق کیا ہے
اور وہ تارک موالات ہونے کی وجہ سے عدالت کی مدد کرنا نہیں چاہتے۔ چونکہ اس نے محمد علی کی تائید کی ہے
اور مولانا محمد علی کہہ چکے ہیں کہ وہ رزولیوشن کے حق میں ہیں۔ اس لئے یہ بھی مجرم ہوئے۔
گوکاک رزولیوشن کے متعلق اس نے کہا ہے۔ کہ اگرچہ انہیں یہ نہیں معلوم کہ اس کے الفاظ یہی ہیں۔ جو کراچی
رزولیوشن کے ہیں۔ مگر وہ اس کی تائید کرتے ہیں اس لئے ان کا پارٹی ہونا ثابت ہے :-

پیر غلام مجدد | عدالت ماتحت میں ملزم نمبر ۴ نے اپنے بیان کے اندر کہا ہے کہ اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ جنگ کرتا ہے۔ تو وہ جہنمی ہے اور جولائی کے مہینہ میں کانفرنس کے اندر جو رزولیوشن پاس ہوا وہ درحقیقت تیرہ سو سال سے پاس شدہ ہے اور اسے محمد علی نے پیش نہیں کیا۔ بلکہ خود خدا نے اس کا حکم دیا ہے۔ اس نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ اس نے متفقہ فتوے پر دستخط کئے ہیں۔ علاوہ ازیں اس نے رزولیوشن کا سندھی میں ترجمہ کیا اور اس پر تقریر کی۔

مولوی نثار احمد | ملزم نمبر ۵ بھی مجرم ہے۔ اس نے اصل اور دوبارہ جو فتویٰ شائع ہوا ہے۔ اس پر دستخط کئے ہیں۔ اور نومبر ۱۹۲۰ء میں جمعیت العلماء کے اندر اسی رزولیوشن کی تائید کی ہے۔ اس نے رزولیوشن کی تائید کی اور اس پر تقریر کی۔

جگت گرو | اب ملزم نمبر ۶ کو لیجئے ان کا بیان ہے کہ انہیں اپنی تقریر کے وقت قرارداد کے الفاظ معلوم نہیں تھے لیکن میں کہتا ہوں کہ اس میں ہرگز کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ کہ ان کا بیان نادرست ہے۔ مگر ٹیک چند رپورٹر "ڈیلی گزٹ" نے ۱۰ جولائی کے "نیو ٹائمز" سے قرارداد کی نقل لی تھی اس کا بیان مضبوط و ثابت شدہ ہے۔ کیونکہ قرارداد کے الفاظ ہر دو مذکورہ اخبارات میں ایک ہی تھے۔

ملزم پبلک کا ایک سرگرم کارکن اور مجاہد (ایجی ٹیٹر) ہے۔ انہوں نے نہ صرف قرارداد کی تائید کی۔ بلکہ اس کے حق میں زبردست تقریر کی۔

حضرات! کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ ایسی طویل و زبردست تقریر کرنے کے بعد وہ قرارداد یا اپنی تقریر کی طرف سے ایسے بے پرواہ تھے۔ کہ انہوں نے اخبارات کی رپورٹوں کا مطلق خیال نہ کیا؟ کیا وہ کسی اخبار کا مطالعہ نہ کریں گے؟ انہوں نے اپنی تقریر کے دوران میں اس قرارداد کو اہم ترین قرار دیکر اس پر زور ڈالا تھا۔ ۱۰ جولائی کے "نیو ٹائمز" کی خاص اشاعت میں قرارداد اور تقاریر شائع ہوئی تھیں۔ اور ۱۱ جولائی کو دوشنبہ کے روز تمام اخبارات میں کارروائی چھپی تھی۔ کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ اس مستعد و سرگرم سیاسی کارکن نے اس کے مطالعہ کی پرواہ نہ کی ہوگی۔ یہ قطعاً غیر ممکن ہے کہ انہوں نے قرارداد کے الفاظ دیکھے بغیر تقریر کی۔ انہوں نے ضرور اس قرارداد کو دیکھا ہے۔ کیونکہ ان کی تقریر ان کے ذوق و سرگرمی کی مظہر ہے۔ اس سے قطع نظر کر لیجئے اور دیکھئے کہ سلسلہ امور واقع کیا ہیں۔

وہ ملزم نمبر ۱ و ۷ (علی برادران) کی معیت میں کوئٹہ میل سے آئے اور ماتحت کمیٹی میں جاتے ہوئے دیکھے گئے

یان قراردادیں مرتب کی جانی تھیں۔ قرارداد نمبر ۲ محض اس لئے ریزولیوشن کی تجویز نہیں بلکہ اس میں دیگر امور کا بھی تذکرہ
تھا اس لئے یہ ضرور وہاں مرتب کی گئی ہے۔ اور ان کی تقریر پر بھی غور کیجئے کہ انہوں نے کہا کہ یہ قرارداد مہاوتیا
ہدایت ضروری ہے۔ آخر میں انہوں نے حاضرین سے کہا کہ اسے منظور کیا جائے اس سے پہلے ایسی ہی قراردادیں
دیگر مقامات پر منظور کی گئیں۔ یہ ریزولیوشن جمعیۃ العلماء کے جلسہ منعقدہ کراکاک میں پاس کیا گیا اور انہوں نے اسے
منظور پڑھا ہے۔ کیا وہ اس سے کلیتہً لاعلم ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ انہیں اس کی خبر نہیں تھی!

درحقیقت اس کا ایک ہی جواب ہے یعنی انہیں اپنی تقریر کے ماحصل کا یقیناً علم تھا۔ کیا انہوں نے اس ریزولیوشن
کے متعلق تقریر کی جس کا انہیں علم نہیں تھا؟ اب جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں سراسر نادرست دعویٰ ہے۔ حضرات! وہ
جاہل و ناخواندہ جاٹ نہیں بلکہ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص ہیں۔ اب وہ آپ کو یقین نہیں دلائیں گے کہ انہوں نے
ذکر کیا حاضرین سے اسے منظور کرنے کیلئے اپیل کی اور انہیں اس کا علم تھا اس سے آگاہی تھی۔ ان کو ضرور علم تھا
لیکن اب وہ اس کے عواقب و نتائج سے بچنے کی کوشش کر رہے ہیں انہیں یقیناً اس بات کا علم تھا۔ اس کے
متعلق دیگر ملزمان بحث و تمحیص کر رہے ہیں۔ مدعا اس سے اور کوئی بات ثابت نہیں ہو سکتی کہ دیگر چند ملزمان
نے فریب حیلہ سے کام لیکر ان سے اس قرارداد کے متعلق تقریر کرائی۔ لیکن تمام دیگر ملزمان صادق القول ہیں
اور وہ کبھی اپنے قول و فعل سے نہیں پھرے۔ بہر کیف ملزم نے نہایت ہوشیاری سے فتح اور رسول احکام کی
نافرمانی کا ذکر کرنے سے احتراز کیا ہے۔ مگر انہوں نے پرزور لہجے میں قرارداد کے متعلق تقریر کی ہے۔

مولانا شوکت علی | پہلے مجسٹریٹ کی عدالت میں ملزم نمبر ۲ کے جوابات چھٹے ملزم کے سوا باقی دیگر ملزمان کی
مانند صاف و واضح ہیں یعنی وہ آل انڈیا خلافت کانفرنس میں موجود تھے اور اگرچہ بدقسمتی سے انہوں نے اس قرارداد
کے متعلق تقریر نہیں کی تاہم انہیں اس سے پوری پوری ہمدردی ہے۔ ۶ مسلمان ملزموں نے اپنے لفظوں کا
پہلے بندوں اعتراف کیا ہے مگر ایک ہندو نے ایسا نہیں کیا۔ ملزم نمبر ۲ فروری ۱۹۲۰ء میں کلکتہ کے ٹاؤن
ہال میں موجود تھے۔ وہ خلافت کمیٹی بمبئی کے ایک سکرٹری ہیں اور اس لئے فتوے کے ذمہ دار ہیں۔

جولائی ۱۹۲۱ء میں انہوں نے پونا میں ایک تقریر کی جس میں انہوں نے اس فنڈ کو جس کیلئے وہ روپیہ فراہم کر رہے
تھے "موقوف شدہ سپاہیوں کے فنڈ" سے تعبیر کیا۔ اور نوشہرہ فیروزپور میں بھی انہوں نے یہی الفاظ کہے۔
وہ ماتحت کمیٹی کے بھی ویسے ہی ممبر ہیں۔ جیسے کہ مرکزی خلافت کمیٹی کے۔ وہ کانفرنس میں بھی موجود تھے اور اسٹیج
پر بیٹھے تھے۔ اور انہوں نے کھڑے ہو کر اس قرارداد کی تائید کی اور وہ بلند قامت ہونے کی وجہ سے ممتاز دکھائی دیتے

تقرآتے تھے۔

مولانا محمد علی: یہی وجہ تھی کہ وہ کھڑے نہ ہوئے۔

سرکاری وکیل:۔ ہر شخص کھڑا ہوا تھا۔

اس لیئے اتفاقی و با محل شہادت سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ وہ فروری ۱۹۲۰ء سے ستمبر ۱۹۲۱ء تک کی مدت میں کسی وقت یا اوقات میں شریک سازش رہے ہیں۔

جج نے کہا:۔ کیا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ملزمان کا مدعا فوج کے سپاہیوں کو ورغلانا نہیں تھا۔ بلکہ اس سے محض یہ مقصود تھا کہ حکومت کو اس خیال سے ہراساں کیا جائے کہ افواج میں ابتری پھیل جانے کا اندیشہ ہے اور اس طرح ملزمین حکومت سے جو چاہتے منوا لیتے۔

سرکاری وکیل:۔ حکومت ان کی بات سننے کو تیار نہیں تھی۔

جج۔ کیا آپ کے خیال میں حکومت رائے عامہ کی طرف مطلق توجہ نہ کرتی؟

سرکاری وکیل:۔ خیر فوجی سپاہیوں کو ورغلانے کا خیال ان کے دل میں تھا۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ آخر میں اس کا کیا نتیجہ نکلتا۔

تکمیل کوشش سرکاری وکیل نے سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہا:۔ دوسرا جرم یہ ہے کہ ملزمین نے جولائی و اگست ۱۹۲۱ء میں اشتہارات تقسیم کرنے کی مکمل کوشش کی۔ ممکن ہے کہ اشتہارات کسی ملزم کی طرف سے تقسیم کیئے گئے ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ملزمین کو اس کا علم نہ ہو۔ لیکن اگر سازشی جماعت کے کسی ایک رکن نے یہ کام کیا ہے تو بھی تمام ملزمین اس جرم کے مرتکب ہیں۔ اشتہارات تقسیم کرنے سے مقصد یہ تھا کہ فوجی سپاہیوں کو ورغلایا جائے۔ اور ملزمین کا مدعا بھی یہی تھا۔ ملزمان نمبر ۳ و ۵ نے تسلیم کیا ہے کہ انہوں نے اصلی فتوے پر دستخط کیئے ہیں اور ملزم نمبر ۴ نے مکرر شائع شدہ فتوے پر دستخط کیئے۔

اشتہارات میں فتوے کا خلاصہ درج ہے جو اشتہارات فوج کے سپاہیوں کو موصول ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض الہ آباد سے اور بعض کانپور سے ڈاک میں ڈالے گئے ہیں۔

کانپور ملزم نمبر ۵ (مولانا نثار احمد) کی جائے سکونت ہے۔ مولانا محمد علی نے کہا کہ وہ اشتہاروں کے لفافے دیکھنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ان پر کانپور کی بجائے کاشی پور کی مہر دیکھی تھی۔

لنچ کیلیئے برخاستگی عدالت لنچ کیلیئے برخاست ہوئی۔ اور ۲ بجے شام پھر نشست کی۔ سرکاری وکیل نے

اپنی تقریر شروع کی اور کہا :۔ عدالت کا خیال ہے کہ ممکن ہے کہ ملزمان کا یہ ارادہ ہو کہ حکومت کو خوفزدہ کیا جائے اور گھبراہٹ میں ڈالا جائے۔ لیکن حضرات! ملزمین کا یہ رویہ اور یہ امر واقعہ کہ انہوں نے اس ایک کام کو ۸ ماہ تک کس سرگرمی و مستعدی سے سرانجام دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ انہوں نے متانت و سنجیدگی کے ساتھ اپنا فرض ادا کیا ہے اور لوگوں کے دلی ارادوں کو صرف خدا ہی سمجھ سکتا ہے۔ ہم لوگوں کی شناخت محض ان کے افعال سے کر سکتے ہیں اور ملزمین کے افعال سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ کام کیا ہے اور انہوں نے اسے تسلیم بھی کر لیا ہے نہ تو ملزمین اور نہ ان کے مقلدین اس بات کو تسلیم کریں گے کہ یہ محض دھمکی یا آزمائش تھی۔

یہ اشتہارات فوج کے بعض مسلمان افسروں کو بھیجے گئے تھے۔ سازش مجرمانہ کیلئے اتفاق رائے لازمی ہے لیکن یہ بالکل غیر ضروری ہے کہ سب اراکین مل کر ایک جلسہ منعقد کریں۔

جج :۔ ممکن ہے کہ ارادہ مشتبہ ہو۔

سرکاری وکیل :۔ ہاں۔ او حضرات! کیا ۸ ماہ تک کام کرنا ملزمین کے مشتبہ ارادے کو ظاہر نہیں کرتا۔ انہوں نے فتوے کے دو ایڈیشن طبع کرائے ہیں۔ اور وہ پر زور لہجے میں کہتے ہیں کہ اس کی تحریر پر عمل کیا جائے۔ انہوں نے کراچی کی کانفرنس کے رزولیوشن پر تقریر کرتے ہوئے بھی کہا تھا کہ ہر مسلمان اور بالخصوص مولویوں کو چاہیئے کہ ان احکام کو فوجی سپاہیوں کے ذہن نشین کرائیں۔ صاف ظاہر ہے کہ ان کا مدعا یہ تھا کہ یہ اشتہار فوج کے سپاہیوں تک پہنچائے جائیں۔ اگر اشتہارات بھیجنے والا شخص اس سازشی جماعت کا رکن نہیں تھا تو اس کے اس فعل ہی نے اسے رکن بنا دیا۔ اشتہارات میں لکھا ہے کہ (۱) کافر کا معین بننا ناجائز ہے (۲) برطانی ملازمت میں داخل کرنا ناجائز ہے (۳) سرکاری یا نیم سرکاری درس گاہوں میں تعلیم حاصل کرنا نامناسب ہے (۴) آنریری عہدے پر بنا اور دیگر اعزازی عہدے یا خطابات منظور کرنا ناجائز ہے۔

یہ دفعات یہاں اسی ترتیب سے تحریر کیگئی ہیں جس ترتیب سے کہ اصلی فتوے میں مندرج ہے کہ فرق یہ ہے کہ فتوے میں دلیلیں بھی دی گئی ہیں۔ لیکن فوجی ملازمت کے متعلق ہو بہو وہی الفاظ لئے گئے ہیں جو فتوے میں درج ہیں۔

تقسیم اشتہارات کی واقعیت ثابت ہوگئی ہے۔ کرنل گارڈ اور دو ہندوستانی افسروں نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ یہ اشتہارات ان کی فوج میں موصول ہوئے۔

چار لفافوں پر جن میں اشتہارات تھے الہ آباد کے ڈاکخانہ کی مہر ثبت تھی۔

جج:- اس سے کچھ بحث نہیں کہ کس جگہ سے یہ اشتہارات بھیجے گئے ہیں؟

سرکاری وکیل:- ایک لفافہ کانپور سے بھیجا گیا تھا جو ملزم نمبر ۵ کی جائے سکونت ہے۔

مولانا محمد علی:- ہوشیار سرکاری وکیل نے میری تحریر حکومت کے ماہر شناخت تحریر کے پاس بھیجی۔ حالانکہ میں نے خود کہا تھا کہ یہ میری اپنی تحریر ہے۔ لیکن اونہوں نے ملزموں کی تحریریں اس کے پاس نہ بھیجیں۔ کیونکہ انہیں اندیشہ تھا کہ مبادا یہ تحریر خفیہ پولیس کے ان آدمیوں کی ہو جنہوں نے شہادت دی تھی کیونکہ وہ بھی الہ آباد سے آئے تھے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں میرے دوست مسٹر راس ایلسٹن بھی اس میں شریک نہ ہوں۔ کیونکہ وہ بھی الہ آباد سے آئے ہیں (قہقہہ)

جج نے کچھ کہا مگر سنا نہیں گیا۔

انہوں نے یہ نہیں کہا کہ میں ایسا کہتا ہوں بلکہ یہ کہ امر ممکن ہی ہے۔

مولانا محمد علی:- نہیں۔ میں نے کہا تھا کہ کانفرنس میں ایسا کہا ہے۔ مولانا محمد علی چاہتے تھے کہ جرائم کی بھی تشریح توضیح کر دی جائے۔ کیونکہ اونہوں نے کہا تھا کہ یہ غلط ملط کر دئے گئے ہیں۔ جج نے انہیں بتایا کہ پہلا جرم ورغلانے کی سازش ہے۔ دوسرا ترغیب کی حقیقی کوشش ہے۔

مولانا محمد علی:- اور کیا حقیقی کوشش اشتہاروں سے ثابت ہے۔

جج۔ ہاں۔

سرکاری وکیل (جیوری سے مخاطب ہو کر) مقدمہ زیر دفعہ ۵۰۵ صاف و آسان ہے۔ دوسرا جرم دیگر ملزمان (از نمبر ۲ تا نمبر ۷) کے خلاف ہے اور اس میں لکھا ہے کہ وہ جرم زیر دفعہ ۵۰۵ کے ارتکاب میں (مولانا) محمد علی کے ساتھ شریک تھے۔ شہادت وہی ہے جو پہلے عنوان کے تحت ہے۔

دوسرا جرم زیر دفعہ ۱۱۷ التعزیرات ہند ہے۔ اور یہ صرف مولانا محمد علی کے خلاف ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس ریزولیوشن کو پیش کیا اور دس سے زیادہ اشخاص کو جرم زیر دفعہ ۵۰۵ کے ارتکاب کی ترغیب دی۔ اس جرم پر آپ اسیسروں کی حیثیت سے رائے دیں گے۔

دوسرا الزام ملزمان نمبر ۲ تا نمبر ۷ کے خلاف یہ ہے کہ انہوں نے جرم زیر دفعہ ۱۱۷ کے ارتکاب میں مولانا محمد علی کے ساتھ سازش کی۔ اس لئے سازش پورے طور پر ثابت ہو گئی۔ اس جرم کے بارے میں جہاں استغاثہ نے ابتدائی مقدمہ دائر کیا ہے۔ ملزمین اس کے خلاف ثبوت دینے کو تیار نہیں تو جرم مکمل ہے۔

حضرات! اب آپ کو صرف عدالت کے روبرو شہادت پر فیصلہ سنانا ہوگا۔ اور اس سے بے تعلق بات کا یا جو کچھ ملزمین آپ سے کہیں اس کا کچھ خیال نہیں کرنا ہوگا۔ استغاثہ نے بلا واسطہ اور اتفاقی شہادت سے اپنی بات کو ثابت کیا ہے کہ ملزمین مجرم ہیں۔ اور آپ کو فیصلہ کرنا ہے۔ سرکاری وکیل نے اپنی تقریر ۲½ بجے شام ختم کی

رئیس الاحرار مولنا محمد علیؒ کی جیوری کے روبرو تہلکہ انداز تقریر

قوانین الہی اور قوانین انسانی کا فاضلانہ موازنہ

وکیل سرکار نے اپنی تقریر کوئی ساڑھے تین بجے ختم کی جس کے بعد تقریباً ۴ بجے جناب رئیس الاحرار مولنا محمد علی صاحب اپنی مندرجہ ذیل قابل یادگار، عالمانہ اور فاضلانہ تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔

ممبران جیوری کو مولنا کا ورغلانا

تقریر سے پہلے مولنا نے عدالت سے کہا:۔

کیا میں ممبران جیوری کو ادھر بلا سکتا ہوں۔ میں نے ان کے چہرے نہیں دیکھے۔ میں انہیں ورغلانا چاہتا ہوں (قہقہہ)

جج نے ممبران جیوری کو اپنی نشست تبدیل کرنے کیلئے کہا اور خود بھی ملزم کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا۔ عدالت کے کمرے میں بالکل خاموشی کا عالم تھا جبکہ مولنا محمد علی نے ممبران جیوری کو اپنی طرف مخاطب کر کے کہا

حضرات! میں نے جج سے ابھی آپ کے چہرے دیکھنے کی اجازت طلب کی ہے۔ کیونکہ میں ایک ممبر کے سوا باقی ممبروں کی صورت نہیں دیکھ سکا۔ اور میں نے یہ بھی کہا کہ میں جیوری کو ورغلانا چاہتا ہوں۔ بیشک اس کے پیچھے ایک اور ارادہ مخفی ہے جو عام نہیں بلکہ اس کے ساتھ رونما ہونے والا ایک آخری مقصد ہے لیکن میں کسی صورت میں آپ کے بعد کسی اور شخص کو نہیں ورغلاؤں گا کیونکہ ممکن ہے کہ سرکاری وکیل اس پر اعتراض کریں (قہقہہ) مگر بہر حال میں دیکھتا ہوں کہ میری ورغلانے کی کوشش کا نتیجہ نکلا۔ کہ میں نے جج کا رخ اپنی طرف پھیر لیا ہے۔

حضرات! میرا خیال ہے کہ میں آپ کا اسقدر زیادہ وقت نہیں لونگا جسقدر کہ میں لے سکتا ہوں اگر میں اپنے آپ کو یا اپنے رفقاء کو سزائے عبور دریائے شور پھانسی یا جیل (میں نہیں جانتا کہ ان میں سے کون سی سزا میرے لئے تجویز کی ہے) سے بچانے کے لئے صفائی پیش کرنیکا ارادہ رکھتا۔ تو میں آپ کا ایک منٹ بھی ضائع نہ کرتا میں کسی قسم کی صفائی پیش کرنا نہیں چاہتا۔ میں کوئی صفائی نہیں دونگا۔ وہ ہم نہیں جن کے مقدمہ کی سماعت ہو رہی

ہے بلکہ وہ حکومت ہے۔ وہ جج بذات خود ہے۔ اور وہ سرکاری وکیل ہے جن کے خلاف مقدمہ دائر ہے۔ اس لئے یہ میری صفائی کا سوال نہیں بلکہ ایک صاف و واضح نتیجہ ہے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ حکومت نے ماتحت عدالت میں پہلی دفعہ ہمیں ایک بالکل واضح و صریح نتیجے کے فیصلہ کرنے کا موقعہ دیا وہ صاف و صریح یہ نتیجہ ہے۔

خدائی اور انسانی قانون کی اہمیت کیا برطانی رعایا کے لئے خدا کا قانون زیادہ اہم ہے یا بادشاہ کا انسانی قانون؟ خواہ اسے ہز میجسٹی یا ہز امپیریل میجسٹی کہو۔ اس کی پوری پوری متابعت کرو۔ اس کے پورے پورے وفادار بنو۔ اس کی ہر طرح عزت کرو۔ خواہ جاپانی ہی ہو۔ مگر کیا یہ تمام وفاداری۔ یہ تمام عزت اس خدائی احترام وفاداری کے مقابلہ میں جو ہر ذی حیات ہستی کا مقدم ترین فرض ہے۔ ایک منٹ کیلئے بھی ٹھہر سکتی ہے؟

حضرات! میرا یہ خیال اپنے یا اپنے دوست ملزمین کی خاطر نہیں بلکہ آپ سب کے لئے ہے۔ افسوس ہے کہ آپ میں مسلمان ایک بھی نہیں۔ تین عیسائی ہیں اور دو ہندو۔ مگر اس کا کچھ مضائقہ نہیں۔ میں اکثر ہندوستانیوں سے گفتگو کیا کرتا ہوں میں نہیں جانتا کہ آیا آپ سب کے سب ہندوستانی ہیں لیکن آپ میں سے زیادہ ہندوستانی ہیں۔ اس لئے میں آپ کی اکثریت یعنی ہندوستانیوں سے گفتگو کر رہا ہوں۔ جو ایسے ملک کے باشندے ہیں جس کے گوشے گوشے اور چپے چپے میں مذہبیت کی روح سرایت کئے ہوئے ہے۔ جو قدیم الایام سے ایک روحانی ملک چلا آتا ہے۔ اور جس نے ہر زمانہ میں روحانیت کیلئے جد وجہد کی۔

تحمل کی تعریف حضرات! ہم تحمل کے متعلق بہت سی باتیں سنتے ہیں۔ میرے خیال میں (اور میرا خیال ہے کہ سرکاری وکیل بھی مجھ سے متفق نہیں ہیں۔ بہرحال) ہم سب کو تحمل کی ضرورت ہے۔ حکومت برطانیہ ہمیشہ سے مذہبی تحمل کی حامی رہی ہے کہ وہ ایک تحمل [illegible] ہے اور [illegible] میں خیال کرتا ہوں کہ اس بیسویں صدی کے زمانہ میں کوئی مذہب ملک برطانیہ نہیں ہوگا جو تحمل کے خلاف ہے لیکن آخر تحمل ہے کیا چیز؟ تحمل یہ ہے ایک مشہور شخص کہتا ہے۔ جناب مجھے آپ کی تقریر سے لفظ بلفظ سخت اختلاف ہے لیکن اس کو بیان کرنے دو میں آپ کے حقوق کی خاطر اپنا آخری قطرہ خون تک بہاؤں گا۔

یہ ہے تحمل۔ یعنی تحمل چاہتا ہے کہ جہاں ایک خیال کے لوگ ہوں وہاں اختلاف ہو کیونکہ لوگوں کے آرا میں وسیع خلیج ہے۔ ایک وہ شخص جو اپنے آپ کو متحمل کہتا ہے وہ ہر ممکن طریق سے تحمل کے لئے کھڑا ہوتا ہے اب آپ کہہ سکتے ہیں کہ ممکن ہے اس شخص کی رائے احمقانہ ہو۔ بہر نزدیک سرکاری وکیل

کی رائے بہت احمقانہ ہے۔ حکومت کی رائے سخت احمقانہ ہے۔ اس سے بحث نہیں کہ آیا لوگوں کی رائے درست ہے یا غلط۔ ممکن ہے کہ لوگوں کی رائے احمقانہ ہو۔ جب کوئی شخص یا جماعت آپ کو اپنی رائے قائم و مستحکم کرنے کی آزادی دے تو میرے خیال میں اس حق سے فائدہ اٹھانا آپ کا فرض ہے۔

قرار داد کراچی کا تذکرہ

حضرات! اب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ ہمارے خلاف کیا مقدمہ ہے؟ ہم تمام دنیا کو اس سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ پایانِ کار فیصلہ کا نتیجہ ان اشخاص میں جو اس ہال میں موجود ہیں یا کراچی کے چند ہزار لوگوں میں محدود نہیں رہیگا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ قرار داد جو یہاں منظور کی گئی۔ حاضرین کے اس تھوڑے سے مجمع کے لئے نہیں جس میں چند علماء اور چند ہزار لوگ شامل تھے۔ بلکہ بیشمار افراد کے لئے ہے۔ یہ سماعت مقدمہ تمام دنیا کیلئے ہے۔ ہم تحفظ قانون کیلئے اپنا حق لینا چاہتے ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ تائب ہو کر یہ کہے کہ ہمیں اپنی غلطیوں کا علم ہو گیا ہے (مسٹر راس السٹن کی طرف مخاطب ہو کر) یہ وہ الفاظ ہیں جو مسٹر راس السٹن نے مجھ سے میرے آخری الفاظ کے طور پر کہنا چاہتے ہیں۔ لیکن کیا حکومت ایسا کہیگی؟ کیا وہ اس آزادی یا ایمان پر کار بند ہوگی۔ حکومت صرف یہ کہہ سکتی ہے کہ "نہیں ہم قوی مضبوط اور طاقتور ہیں۔ ہمارے پاس ٹی ریڈ ناٹ ہوائی جہاز، زبردست فوج، کلدار توپیں اور تباہ و برباد کردینے کا سامان ہے۔ ہم مہیب و ہولناک طاقت کے مالک ہیں۔ ہمارے معاونین بکثرت ہیں۔ ہم آپ کے خیال کی پرواہ نہیں کریں گے"۔ اگر حکومت ایسا کہتی ہے تو ہم اسے سمجھ سکتے ہیں۔ اس لئے ہماری تمام تگ و دو اپنے کو بچانے کی غرض سے نہیں۔ بلکہ اس مسئلہ کو صاف کرنے کے لئے ہے۔ کیونکہ یہ ایک قومی مسئلہ ہے۔ بلکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر تاریخ عالم کا ایک بڑی حد تک مدار و انحصار ہے۔ آیا اس مہذب زمانے میں انسانی حکم خدائی حکم سے برتر سمجھا جائیگا۔ اس لئے تمام مقدمہ خدا اور انسان کے درمیان ہے۔ یہ سماعت مقدمہ ہے۔ تمام مقدمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ "کیا خدا انسان پر غالب آئیگا یا انسان خدا پر"؟

ممبران جیوری کو مولانا کا مشورہ

حضرات آپ یہاں ہیں۔ آپ کو اس سے کوئی تعلق نہیں۔ آپ اس وقت یہاں موجود تھے جب کہ جج نے ہمیں کھڑا ہونے کے لئے کہا۔ اور ہم نے انکار کر دیا۔ ہم نے جج کی عزت و تعظیم نہ کرنے کے خیال کو کبھی اپنے دل میں جگہ نہیں دی۔ ہم ایسے نادان نہیں کہ اس کے دل میں غیر ضروری ناراضی پیدا کریں۔ یا اسے بے وجہ دق کریں۔ لیکن یہ تمام سوال صرف انسانی عزت ہی کے متعلق نہیں ہیں اور میرے بھائیوں نے ماتحت عدالت میں کہا ہے اور اب آپ کے سامنے بھی کہتا ہوں کہ ہم کسی شخص کے

ساتھ غیر مشروط وفاداری کا اظہار نہیں کر سکتے۔ مجھے بادشاہ یا شاہی خاندان کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں کہنا ہے لیکن جہاں خدا کا سوال آجائے۔ وہاں میں اس حکومت کو ہرگز کوئی تکریم و عزت نہیں کر سکتا۔ جو مجھ سے اس بات کا مطالبہ کرے کہ میں خدا کا ذرا احترام نہ کروں۔ اس لئے تمام مسئلہ حقیقتاً خدا اور انسان کا مسئلہ ہے۔

سرکاری وکیل نے اپنے معاملہ کو بڑی ہوشیاری سے بیان کیا ہے۔ اس نے ان تمام امور کو بالائے طاق رکھ دیا۔ اب میں اسے اور جج دونوں کو چیلنج دیتا ہوں کہ اس اہم بات کا فیصلہ کرے۔ اس مسئلہ کو واقعہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر جج نے مقدمہ کے تمام امور پر اجمالی نظر ڈالتے ہوئے مسئلہ قانون پر بحث کی اور ہمیں سزا کا حکم سنا دیا۔ اگر جیوری کا فیصلہ ہمارے خلاف ہوا۔ اور اگر اس نے آپ کی رائے (اسیران کے طور پر ہے) کے بعد جج کی حیثیت سے اپنے حق سے فائدہ اٹھایا اور ہمیں مذہبی فرائض کی طرف سے آنکھیں بند کر کے مستوجب سزا قرار دیدیا۔ تو معاملہ صاف ہو جائیگا۔ اس سے کچھ بحث نہیں۔ کہ کون سی دفعہ یا کتنی دفعات ہیں۔ دفعہ ۱۲۰ اب م دفعہ ۱۳۱۔ ۱۰۹ وغیرہ جہاں تک میرا اپنا تعلق ہے میں ان دفعات اور مختلف الزامات کو دیکھکر عجب حیرانی کے عالم میں ہوں اور میں یہ شمار کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ مجھے کل کتنے سال کی سزا ملیگی (قہقہہ) میری صرف ایک زندگی ہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ اگر میرے استحقاق کے بموجب سزا دی گئی تو میری عمر کے سال مدت سزا کے لئے کافی ہوں گے یا نہیں۔ مگر یہ قطعتاً غیر ضروری ہے۔

غرض میں اس حکومت کی طرف سے اس عدالت کا فیصلہ چاہتا ہوں۔ خواہ ہندوستان کی عدالت اس شخص کی محافظت کرے یا نہ کرے جو یہ کہتا ہے کہ میرا فعل بعینہ وہی فعل ہے جس کا مطالبہ مجھ سے میرا مذہب اور میرا خدا کرتا ہے۔ بزرگ و برتر خدا عرش معلی سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے "اے انسان! میں نے تجھے ایک قطرہ خون سے پیدا کیا ہے تجھے یہ شان و شوکت اور سطوت و عظمت دیکر بلند مرتبے پر سرفراز کیا ہے میں نے یہ سب کچھ تیرے لئے پیدا کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تو صرف میری اطاعت کرے۔ اور کسی مخلوق کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرے" میرے دل میں بادشاہ کی عزت خواہ کتنی ہو۔ اگر وہ مجھے اطاعت الہی سے باز رکھیگا تو میں ہرگز اس کی اطاعت نہیں کروں گا۔ جج نے اس سے قبل اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ فرض کیجئے کہ ہندوں کے کسی فرقے میں انسانی قربانی کا حکم ہے۔ میں خیال نہیں کرتا۔ کہ کسی مذہب میں انسانی قربانی کا حکم ہے۔ یہ شخصی رائے کا سوال نہیں۔ ہمارے مذہب میں بہت سے فرقے ہیں۔ ہم آپس میں جھگڑتے ہیں کہ کونسا فرقہ راستی پر ہے

ر کون سا غلطی پر۔ خیر یہ صحیح و غلط کا سوال نہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ کونسا مذہب سچا ہے۔ اور کون سا جھوٹا یہ
ارے عقیدہ کا سوال ہے۔ کیا آپ کا یہ مطلب ہے کہ ملکہ معظمہ کے اعلان (۱۸۵۸ء) کے وقت تین کروڑ
ندوستانیوں میں سے ہر شخص تمام آسمانوں، زمینوں، سیاروں اور قمر و مریخ کے باشندوں پر یقین رکھتا تھا
ر شخص اس بات پر متفق تھا کہ یہ سچا اور صحیح عقیدہ ہے اور مذکورہ اعلان نے اس اعتقاد کیلئے لازم حفاظت کا
مہ اٹھایا خود "تعزیرات ہند" کیا چیز ہے؟ یہ اس حفاظت کی مظہر ہے کہ میں آپ کے مذہبی احساسات کو
دمہ نہ پہنچا سکوں۔ آج کے "ہندوستان ٹائمز" میں ہم نے پڑھا ہے کہ تین خادمان خلافت پر اس امر کا مقدمہ دائر کیا گیا
اونہوں نے پولیس کے ایک ملازم سے سرکاری ملازمت سے مستعفی ہو جانے کی درخواست کر کے اس کے
ذبات ملیہ کو ٹھیس لگائی ہے (قہقہہ) مجھے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ لوگ مجرم قرار دیئے جائیں گے
یک چھوٹا سا پتھر کا ٹکڑا ہے جسے بعض لوگ پوجتے ہیں اور جس طرح میں نماز پڑھتا ہوں۔ وہ بھی نہایت خشوع
شوع سے اس کی پرستش کرتے ہیں۔ مگر کیا آپ اسے محض پتھر ہونے کے باعث وہاں سے اٹھا سکتے ہیں۔
رگز نہیں؟ قانون کی رو سے اس کی حفاظت لازم ہے لیکن اس کی یہ وجہ نہیں کہ مذہب ایک پاکیزہ چیز ہے بلکہ
نسانی جذبات کا سکون و تحفظ منظور ہے اور یہ سبب بھی نہیں کہ موجد قانون کہتا ہے کہ یہ اچھا مذہب نہیں
لکہ انسانی جذبہ ہے۔ یہی جذبہ ہے جو کہتا ہے کہ بھائی کو نقصان نہ پہنچے اور اسی جذبے کی آپ کو حفاظت
لنا ہے جس کا مؤید یہ قانون ہے۔ میرا مقدمہ ملکہ معظمہ کے اعلان اور بادشاہ کے اعلان پر مبنی ہے۔ اسی
لئے جج کو اعلان کرنا ہے کہ آیا ان اعلانات کی کوئی وقعت ہے یا نہیں؟ ہم اسی سے یہ قانون لیں گے کیونکہ
پ نہ مجھ سے اور نہ میرے دوست سرکاری وکیل سے قانون لے سکتے ہیں۔ لیکن اس صورت میں یہ کسی
خص کی ذاتی یا چند مسلمانوں کی رائے کا معاملہ نہیں ہے۔ یہاں ایک فرقے یا ایک مذہب کا سوال نہیں جو
شخص اپنے کو مسلمان کہتا ہے۔ اس عمل کی خلاف ورزی کر سکتا ہے۔

قرآن مجید و حدیث کی اہمیت

(قرآن شریف کی طرف اشارہ کر کے) قرآن شریف کے اس انگریزی
رجمے کی طرف دیکھئے۔ یہ کتاب تکرارات سے لبریز ہے لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ یہ چھوٹی سی کتاب ہے اس
ی ضخامت صرف ۵۰۰ صفحے ہیں۔ یہی کتاب ہے جس میں ہمارے مذہبی قوانین درج ہیں۔ میں اس کی توضیح
رنا چاہتا ہوں تاکہ اس میں کسی قسم کی غلط فہمی نہیں ہو سکتی۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ میرے مذہب کی بنا رکھی ہے
یرا مذہب کسی خاص فرقے یا شخص سے تعلق نہیں رکھتا۔ یہی چھوٹی سی کتاب میرے مذہب کی اصل اصول

ہے۔ اس کے بعد پیغمبروں کی احادیث کا درجہ ہے۔
لیکن اس واحد کتاب کے متعلق مسلمانوں کا ایک بھی گروہ ایسا نہیں جسے اس کے لفظ کے ایک جزو سے بھی اختلاف ہو اس لئے آپ دیکھیں گے کہ ہمارے مذہب کی بنیادی چٹان (اصول) ایسی مضبوط ہے کہ اس میں ذرا بھی اختلاف رائے نہیں۔ اگر پیغمبر ایسا کہتے ہیں۔ اور اگر یہ روایات جو ان کے صحابہ سے ہم تک پہنچی ہیں۔ اس کتاب (قرآن کریم) کے خلاف یا متضاد ہوں۔ تو کوئی مسلمان انہیں قبول نہ کرے گا۔ ہم کسی ایسی بات پر یقین نہ کریں گے۔ جو پیغمبر نے کہی ہو اور وہ قرآن کے خلاف ہو۔ اور اگر وہ قرآن کے مطابق ہے۔ تو ہم اسے قبول کریں گے۔ میں موازنہ کرنا نہیں چاہتا لیکن جو کچھ میں بتانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ علم اصول قانون اور مکتبیات کی رو سے مسلمانوں کے مذہبی اصول کیا ہو سکتے ہیں؟ اگر ہمیں صداقت کو جانچنا ہے تو ان کی نسبت چاروں الہامی کتب (عدالت نے روک دیا)

عدالت:۔ کیا آپ اپنی صفائی میں تقریر کر رہے ہیں؟

آپ کا مطلب کیا ہے (سنا نہیں گیا)

مولانا محمد علی:۔ میں اپنے مقدمہ کو فرقوں کے اختلاف پر مبنی کرنا نہیں چاہتا بلکہ اپنے مقدمہ کو قرآن کریم کی مستحکم چٹان پر مبنی کرتا ہوں۔ اگر آپ مجھے وقت دیں تو میں ممبران جیوری کو سمجھا دوں۔ جسے میرے دوست نے بالکل چھوڑ ہی دیا ہے۔

عدالت نے جو کچھ کہا سنا نہ گیا۔

مولانا محمد علی:۔ عدالت ماتحت میں جو بیان دے چکا ہوں۔ اس میں یہ موجود ہے۔ اگر مجھے میرا مقدمہ واضح کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی تو میں بند کر دیتا ہوں۔

عدالت:۔ آپ مذہبی معاملہ کو کیوں درمیان میں لاتے ہیں جس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

مولانا محمد علی:۔ میرا خیال ہے کہ میں یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں کہ فرقوں کے اختلاف کے بغیر میرا مذہب کیا کہتا ہے۔ اور کہ یہ مذہب ہے۔ جس کی حفاظت قانون کرتا ہے۔ آپ کہہ دیں کہ قانون میرے مذہب کی حفاظت نہیں کرتا۔ جب مطمئن ہو جاؤں گا۔ میں نہیں جانتا آپ ممبران جیوری کے رو برو کس طرح مقدمہ کو اچھالا بیان نہیں کریں گے۔ اس لئے قبل اس کے کہ وہ اپنا فیصلہ دیں میں ممبران جیوری کے رو برو یہ بات کہنا چاہتا

دالت :۔ بہر نوع میں ممبران جیوری سے کہ دونگا یہ عذر ہے جو آپ پیش (سنا نہیں گیا)

ولٰنا محمد علی :۔ اس سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے بیان دینے سے پہلے ہی گویا جیوری کے سامنے اچھا لی
فیت بیان کر دی گئی ہے ۔

دالت :۔ آپ نے جرم کیا ہے یا نہیں (آگے سنا نہیں گیا)

ولٰنا محمد علی :۔ جب تک اعلان ملکہ معظمہ موجود ہے ۔ اس میں کوئی بات ایسی نہیں جو برطانی ہند میں جرم ہو
پ اس ملک میں کسی ہندو کو گائے ذبح کرنے کے لئے نہیں کہہ سکتے ۔ وہ آپ نے لوگوں کو رعایا بنایا ہے۔
پ نے ان کو ایک خاص حلف کا پابند کیا ہے ۔ یہ فارم ہے جس پر سپاہی بھرتی ہوتے ہیں ۔ لوگ حلف لیتے
یں کہ اس کے پابند رہیں گے ۔ ایک بھی ہندو جو یہ حلف لیگا گائے ذبح نہیں کریگا ۔ اگر اس کا افسر اس کو گائے
بح کرنے کا حکم دے ۔ اور ہندو سپاہی اس سے انکار کر دے تو کیا اسے عدالت میں گھسیٹا جائیگا ؟
ر کوئی کمانڈر یا ہندو یا مسلمان سپاہی کو گائے یا سور کی چربی سے لگے ہوئے کارتوس استعمال کرنے کو کہے جس
کہ نہ ہندو نہ مسلمان ہاتھ لگائیگا اور اس کے استعمال سے انکار کرے تو کیا اسے کسی عدالت میں قانون
کے زیر دبایا جائیگا ؟ ملکہ کا اعلان اس کی حفاظت کریگا ۔ کوئی مضایقہ نہیں ۔ آپ کا ضابطہ تعزیرات ہند
واہ کچھ کہتا ہو ۔ جب تک ملکہ حکمران ہے ۔ جب تک بادشاہ کی تصویر یہاں ہے اور آپ (جج) کو
شاہ سے حکم ملا ہے ۔ سندھ یا برہما میں بھی یہی بات ہے ۔ اگر ایسا نہیں ہے تو میں سمجھونگا کہ تمام باتیں فریب
یں ۔ اس فارم میں آپ دیکھیں گے ۔ (مولٰنا نے فارم پڑھا) فرض کرو کہ کسی شخص کو اس کا افسر گائے
بح کرنے کے لئے کہا اور وہ شخص اس سے انکاری ہے اور وہ اپنی مذہبی کتب اور شاستروں کا حوالہ
یتا ہے تو تعزیرات ہند کی کوئی دفعہ جیوری کی اس کہنے میں تائید کرے گی کہ اس شخص کو سزا ہو سکتی ہے
ر آدمی کا مذہب مطالبہ کرے تو قتل قتل نہیں ہو سکتا اور ملکہ نے اعلان کے ذریعہ ہمیں حفاظت میں لیا ہوا
ہے ۔ آپ اس ملک میں کہتے ہیں ۔ آپ اس کا اعلان کر چکے ہیں کہ آپ نے اس کو واضح کیا ہے کہ ان شرائط
ر جو کوئی بھی اس سلطنت میں وفادار رعایا ہوگا ۔ جو شخص بھی اس وفاداری کی شرط کے اندر نہ رہیگا ۔ وہ یا تو اس
لطنت سے نکل جائیگا یا تمہیں نہیں مار کر نکال دیگا ۔

یرے دوست (سرکاری وکیل) نے تم سے کہا ہے کہ ہم بڑے صادق ہیں اور کہ ہم لوگ بڑے راست باز ہیں
گرچہ اس نے یہ جملہ اپنی غرض کیلئے استعمال کیا ہے ۔ پھر بھی میں ان کا اس بارے میں شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن

حضرات! آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ ہم وہ لوگ نہیں جو خوف زدہ ہو جائیں گے۔ میں آپ کو تفصیلات میں چلنے کی تکلیف نہ دوں گا۔ ایک الزام ہمارے ارتباط کے متعلق ہے۔ ارتباط کس کے ساتھ؟ ارتباط اپنے بھائی کے ساتھ وہ تو اس وقت بھی موجود تھا جب کہ میں پیدا ہوا تھا۔ اتفاق رائے (قہقہہ) ہم ایک ساتھ رہے ہیں۔ جب ہم کالج میں تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ میری جیب سے روپیہ نکال لیا۔ جب میں نے روپیہ واپس مانگا تو انہوں نے میری پیٹھ پر تھپکی دی (قہقہہ) یہ ہے ارتباط۔ یہ اتفاق رائے۔ یہ سب حقیر شہادت ہے اصل بات تو یہ ہے کہ آیا ملکہ کا اعلان ایک مسلمان کی محافظت کرتا ہے یا نہیں۔ میری تمام بحث صرف یہ ہے کہ اگر ہم مسلمان سپاہیوں سے کہیں کہ برطانی فوج میں ملازمت کرنا چھوڑ دو۔ اور بھرتی ہونے سے انکار کر دو اور دوسرے لوگوں سے کہیں کہ بھرتی نہ ہوں اور کہیں کہ یہ سب کچھ قرآن کریم میں موجود ہے تو ہم بے گناہ ہیں۔ آپ ہمیں سزا نہیں دے سکتے۔ تعزیرات ہند کو قرآن کریم پر کوئی فوقیت نہیں۔ یہ ہے سارا مقدمہ۔ اگر میں غلطی پر ہوں تو جج صاحب فیصلہ کر دیں میں اسے منظور کر لوں گا۔

مولینا کا گورنمنٹ کو چیلنج

حضرات! آپ کو سرکاری وکیل نے جو کچھ شخصی رائے کی نسبت کہا ہے قبول نہیں کرنا چاہیئے ابھی آپ کو ایک آدمی کے شخصی جذبات کا لحاظ کرنا ہے۔

میں نے آپ کو حدیث اور قرآن کریم کی آیات سنائی ہیں۔ حضرات جیوری اور جج بر سر اجلاس ان مقولات سے اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ میں نے قرآن کریم کے طویل اقتباسات بھی دیئے ہیں کہ آپ آسانی سے مضمون کو سمجھ سکیں۔ میں کہتا ہوں کسی فرقہ کے کسی مسلمان سے آپ پوچھ لیں۔ کسی آدمی کو بلا لیں حتی کہ عدالت کے چپراسی کو بھی اور اس سے پوچھ لیں کہ آیا یہ قرآن میں لکھا ہے یا نہیں۔ وہ آپ کو آسانی سے بتا سکیگا اس میں آرا کا کوئی اختلاف نہ ہوگا۔ میں استغاثہ کو چیلنج کرتا ہوں۔ میں گورنمنٹ کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ کسی آدمی کو پیش کرے اور وہ بیان کر دے کہ یہ غلط ہے۔

شیعوں اور سنیوں کے درمیان اختلاف ہو سکتا ہے مسئلہ خلافت کے متعلق اختلاف ہے۔ شیعہ اس پر یقین نہ کریں۔ بعض دیگر معاملات کی نسبت اختلاف رائے ہے۔ ایسے آدمی ہوں جو اعزازی ملازمتوں کے ترک کرنے کے خلاف ہوں۔ وہ اس کی امداد چھوڑنے کے مخالف ہوں۔ یہ ایک دین کا معاملہ ہے۔ آپ امداد لے سکتے ہیں یا چھوڑ سکتے ہیں۔ بہر حال ان کی تعداد بہت کم ہے۔ جنہوں نے اپنے آپ کو گورنمنٹ کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے اور ممکن ہے وہ ایسا کہیں۔ لیکن جہاں تک ایک آدمی کے قتل کا مسئلہ ہے۔ کوئی

اختلاف رائے نہیں۔ اصل نکتہ ہے۔

آپ حضرات میں الزام کی نسبت کہنا چاہتا ہوں میں آپ کو بتاؤں کہ بہت سی دفعات آپ کے سامنے پڑھی گئی ہیں۔ انہیں صرف ابتری پیدا کرنے کی غرض سے ایک ساتھ جمع کر دیا گیا ہے حالانکہ دفعہ ۲۳۳ ضابطہ فوجداری کہتی ہے کہ مختلف الزامات ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے (مولانا نے ۲۳۳ دفعہ پڑھی)

عدالت: ۔آپ کو ممبران جیوری کے روبرو اس کے پڑھنے کی ضرورت نہیں اس اخیر وقت میں الزامات دوبارہ بدلے نہیں جا سکتے۔

مولانا محمد علی: ۔عام قاعدہ یہ ہے کہ شخصیت الگ ہونی چاہیئے اور الزام الگ ہونا چاہیئے۔ اگر ایسا کیا گیا تو الزام کا پہلے سے فیصلہ کر لیا جائیگا۔ اور حضرات جیوری کا فیصلہ پہلے ہی ہو جائیگا۔

میں نہیں جانتا کہ ان کو کیوں اکٹھا کیا گیا ہے۔ لیکن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کراؤن نے یہ سازش کی ہے کہ قانون کی متعدد دفعات محض ہر شخص کو پریشانی میں ڈالنے کے لئے سامنے رکھدی جائیں۔ میں نہیں جانتا کہ آپ میں سے کسی شخص نے انہیں اچھی طرح سمجھا ہی ہے یا نہیں۔ میں بالکل نہیں سمجھا کہ پہلا الزام کیا ہے دوسرا الزام کیا ہے اور ممبران جیوری کی حیثیت سے آپ کے اور اسیسروں کی حیثیت سے آپ کے اور جج کے روبرو کیا کچھ پیش کیا جائیگا۔ اس کے متعلق مجھے پورا پورا علم نہیں۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ تمام معاملہ یہ ہے کہ ہم پر ۲ جرموں کا الزام لگایا گیا ہے۔ پہلا جرم سازش کیلئے اتفاق رائے اور دوسرا ارتکاب جرم کی کوشش ہے فعل مجرمانہ کا ارتکاب کرنے کے لئے اتفاق رائے جس سے یہ مجرمانہ سازش بن جاتا ہے اور دوسرے اس سازش کی تائید و تقویت میں کاروائی کرنا۔ یہ دو الزام ہیں۔

اور میرے بیان کا مسئلہ جو غالباً فوجی سپاہیوں کو ورغلا کر وفاداری سے باز رکھنے کے متعلق ہے اس کے بعد اکثر لوگوں کی تخفیف کا سوال آتا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے سامنے فیصلے کے لئے صرف یہ معاملہ پیش کیا جائیگا کہ سازش کی تائید و تقویت میں کوشش کی گئی ہے لیکن میں پہلے الزام یعنی اتفاق رائے پر بحث کروں گا۔

حضرات! مجھے پورا پورا یقین نہیں کہ آپ میں سے کسی صاحب کو یہ معلوم ہو گا کہ دفعہ ۱۲۰ ب اور ۱۲۰ الف تعزیرات ہند میں شامل ہوئے بہت مدت نہیں گذری۔ کونسل کے جس اجلاس میں یہ دفعات منظور کی گئی تھیں۔ میں اس میں موجود تھا۔ میں لنچ کے وقفے میں رپورٹروں کی گیلری میں بیٹھا تھا اور وہاں سے اٹھکر

کونسل کے ہال میں چلا آیا۔ میں اس ممتاز اخبار نویس کے پاس بیٹھا تھا جس نے ابھی حکومت کے تحت ایک اعلیٰ عہدہ منظور کیا ہے۔ سر ولیم ونسنٹ نے میرے پاس آ کر کہا۔ آپ سازش کرا رہے ہیں۔ میں نے کہا آپ جانتے ہیں کہ سازش کرنے میں اتفاق رائے ضرور ہے اور میں ہرگز کسی کے ساتھ متفق الرائے نہیں (قہقہہ) کسی قسم کا اتفاق رائے نہیں ہوا۔ یہاں یا ماتحت عدالت میں اتفاق رائے کے متعلق کسی قسم کی شہادت قلمبند نہیں کی گئی۔ قیاس و احتمال کا معاملہ ہے۔ میرے خیال میں اس قیاس گمان کی بنا پر مجھے عبور دریائے شور کی سزا دی جانے والی ہے۔ مجھے اپنی اہلیہ اور بچوں سے اور اپنے ملک سے جو میرے نزدیک سب سے زیادہ اہم ہے جدا کیا جانے والا ہے اور یہ سب کچھ قیاس و ظن کی بنا پر ہوگا کسی گواہ نے یہ نہیں کہا کہ اس کے متعلق کچھ بحث و تمحیص ہوئی۔ میں کلیتہً متیقن ہوں کہ آیا جج ہم سے سوال کر کے کمی پوری کر رہا ہے۔ میں نے کہا کہ ہم نے فوج کے کسی معاملہ پر کبھی بحث نہیں کی۔ ہم سے کہا جاتا ہے کہ ملازمین استغاثہ سے زیادہ واقف امور ہیں۔ میرے خیال میں یہ بالکل درست امر ہے۔ فی الواقع استغاثہ کو بہت کم باتیں معلوم ہیں اور وہ پولیس کی مدد سے اپنی معلومات بڑھانا چاہتے۔ مگر انہیں ابتدائی مجسٹریٹ کے سامنے اپنی تمام کوششیں صرف کر دینا چاہئے تھیں۔

حضرات آپ نے عدالت سے میرا وہ بیان جو ماتحت عدالت میں دیا گیا تھا بنفسہٖ سن لیا ہے۔ اس بیان میں میں نے ان تمام امور کی اصلیت کھول کر رکھ دی ہے۔ اگر آپ صرف اسے سننے کی تکلیف گوارا کریں تو میں آپ کو تمام اصلیت بتا دوں گا۔ خیر۔ لوگوں کا خیال ہے کہ میں بہت صاف گو شخص ہوں۔ ہم بہت صاف دل شخص ہیں آپ جان جائیں گے کہ ہم راستباز و صادق القول بھی ہیں۔ جہاں تک مذہب اسلام سے ہندوستانی مسلمان فوجیوں کو آگاہ کرنے کے بارے میں اتفاق رائے کا تعلق ہے۔ جس دن سے کوئی شخص اپنے کو مسلمان کہتا ہے۔ اس روز سے قرآن شریف کے احکام کی تعمیل اس پر فرض ہو جاتی ہے۔ اگر میں کسی حکم کے ایک حصے کو بھی تسلیم نہ کروں تو میں مسلمان نہیں۔ خواہ میں بہت ہی زیادہ گنہگار رہوں۔ اس کا کچھ مضائقہ نہیں کہ میں سخت عاصی و خطاوار ہوں۔ اس صورت میں بھی جب تک میں کسی حکم قرآنی کو نامنظور نہیں کرتا۔ میں مسلمان ہوں لیکن جس وقت میں نے تسلیم احکام سے انکار کر دیا خواہ میں کتنا ہی زبردست کیوں نہ ہوں۔ میں مسلمان نہیں۔ اسلئے جو احکام قرآن کریم میں درج ہیں۔ ان کی رو سے میرا فرض ہے کہ جا کر ان ارشادات کو دنیا کے ہر شخص حتیٰ کہ غیر مسلموں تک پہنچا دوں۔ میرے دوست مولانا حسین احمد کی مثال لیجئے وہ مدینہ منورہ میں تعلیم و تدریس کرتے رہے ہیں۔ وہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن

مرحوم کے شاگرد ہیں اور دس سال تک وہاں رہے ہیں وہ وہاں حدیث شریف کا درس دیا کرتے تھے۔ فرض کیجیے کہ وہ اپنے گھر کے باہر بیٹھکر قرآن شریف کی یہ آیت پڑھ رہے ہیں کہ جو شخص کسی مسلمان کو عمداً قتل کرے گا اسے جہنم میں سزا ملیگی، خدا اس سے خفا ہو جائیگا۔ خدا اس پر لعنت بھیجے گا۔ خدا نے اس کے لئے سخت سزا تجویز کی ہے فرض کیجیے جب وہ یہ آیت پڑھ رہے ہیں تو ایک مسلمان سپاہی پاس سے گذر رہا ہے۔ کیا آپ یہ کہیں گے کہ مولینا حسین احمد نے جرم زیر دفعہ ۵۰۵ کا ارتکاب کیا ہے؟ اگر آپ ایسا کریں گے تو تحمل کے متعلق یہ تمام گفتگو کیوں کی جارہی ہے۔ کیا وہ کلام ربانی کی تلاوت نہیں کر سکتے؟ فرض کیجیے کہ ایک مسلمان سپاہی ان کے پاس آیا ہے کیا وہ مجرم ہوگا۔ اس لئے کہ انہوں نے اس کے سامنے آیت پڑھی ہے۔ اب دوسری مثال لیجیے ایک سپاہی مولانا کے پاس آکر کہتا ہے "مولانا میں جاننا چاہتا ہوں کہ اسلامی قانون کیا ہے۔ مجھے عراق عرب جاکر خلیفۃ المسلمین کے خلاف جنگ کرنے کا حکم ملا ہے۔ کیا میرا وہاں جانا از روئے اسلام جائز ہے"؟ مولانا کہتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے اگر وہ کہدیں کہ جائز ہے تو کافر ہو جاتے ہیں۔ اور اگر وہ خاموش رہیں تو خدا اور تمام دنیا ان پر لعنت بھیجیگی۔ اس لئے وہ کہیں گے "نہیں"۔ جب کوئی شخص ان سے آکر دریافت کرے کہ اس کے متعلق اسلام کیا کہتا ہے۔ اور سچے وہ صداقت سے آگاہ ہونا چاہتا ہے۔ تو معلم مذہب ہونے کی حیثیت سے ان کا فرض یہی ہے کہ وہ فوراً جواب دیں لیکن اگر وہ تعزیرات ہند کے خوف سے اپنا مذہبی فرض ادا نہ کریں تو ان پر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔

اور لیجیے ایک مولانا ریل میں سفر کر رہے ہیں وہ دیکھ رہے ہیں کہ مسلمان دیگر مسلمانوں خلافت یا مجاہدین کے خلاف جنگ کرنے کیلیے۔ عراق عرب جا رہے ہیں۔ مولانا انہیں کہتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ رسول کریمؐ (روحی فداہ) ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دوسرے کو قتل کر کے کافر نہ بنو۔ کیا قانون مولانا کی کوئی حفاظت نہیں کریگا؟ آپ کہہ دیں کہ "خیر نماز کے دوران میں ان کے لئے ایسا کہنا درست و جائز ہے لیکن جب کوئی شخص ان کے پاس آکر اسلامی قانون کے متعلق دریافت کرے تو مذہبی شخص کی حیثیت سے ان کے لئے ایسا کہنا جائز ہے۔ لیکن ان کا یہ فرض نہیں کہ وہ گھر جاکر کھلم کھلا اس کا اعلان کریں اس صورت میں ایسے ورغلانا کہیں گے۔ اور ان پر دفعہ ۱۱۷، ۱۳۱ الف یا ۱۳۱ ب کا اطلاق ہوگا۔

طریقۂ نجات انسانی مگر میں کہتا ہوں کہ یہ بھی عدم تحمل ہے کیونکہ قرآن کریم میں صاف طور پر ارشاد ہے "کہ کون نجات پائیگا اور کون نہیں"۔ (مولانا نے قرآن کریم کی آیات پڑھکر سنائیں) اس چھوٹی سی آیت میں جس میں تاریخ عالم کی قسم کھائی ہے۔ لکھا ہے کہ میں تاریخ عالم کی قسم کھاتا ہوں یعنی گذشتہ زمانے کی قسم۔ بیشک ہر شخص ...

لوگ نیک کام کریں گے اور دوسروں کو نیکی کی ترغیب دیں گے اور ناکام رہنے کی صورت میں بھی وہ ہمت و جرأت کا اظہار کریں گے حصول نجات کیلئے ایک مسلمان کے واسطے جن شرائط کی ضرورت ہے وہ اس چھوٹی سی آیت میں مندرج ہیں۔ انسان کی نجات اس بات پر منحصر ہے کہ وہ ایماندار رہے اور سے اپنے مسلک ایمان پہ گامزن ہونا چاہیئے جس شخص کا عقیدہ و ایمان اسلام ہے وہ نماز پڑھتا ہے۔ زکوٰۃ دیتا ہے۔ سچے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کرتا ہے۔ مکہ معظمہ جا کر حج کرتا ہے اور کسی شخص کو ایذا نہیں دیتا۔ کیا آپ خیال کرتے ہیں۔ کہ ان باتوں کے بغیر آپ کی نجات ہو جائے گی؟ نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ آپ کو ان تین امور پر ضرور کاربند ہونا چاہیئے آپ کو ہر شخص کے پاس جا کر ان نیک کاموں کی تبلیغ کرنی چاہیئے۔ آپ کو ضرور اس مقدس تعلیم کی اشاعت کرنی چاہیئے آپ کو اپنا ہی پیٹ پالنے کیلئے پیدا نہیں کیا گیا۔ آپ کو اپنے ہمسایوں کی بھی خدمت کرنا ہے۔ اس لیئے ہر مسلمان میں ان باتوں کا ہونا ضروری ہے (۱) ایمان کی مضبوطی (۲) احکام مذہبی کی متابعت اگر کوئی مسلمان کہے کہ وہ ایماندار ہے اور اس کے باوجود کسی دوسرے مسلمان کو جائز و معقول وجہ کے بغیر قتل کر دے۔ اگرچہ یہ اس کا ایمان ہے کہ قرآن کریم کے احکام کے مطابق اسے کسی مسلمان کو قتل کرنا نہیں چاہیئے مگر وہ اس حکم کی تعمیل نہیں کرتا۔ اور اسے منسوخ کر دیتا ہے۔ تو وہ کافر ہے۔ مثلاً ایک شخص جس کے خیال میں ایک فعل گناہ ہے۔ لیکن پھر بھی وہ اس کا مرتکب ہوتا ہے۔ وہ سچا مسلمان نہیں لیکن فرض کیجئے کہ ایک شخص خیال کرتا ہے کہ فلاں کام گناہ ہے۔ اور وہ بیکار نہیں بیٹھتا۔ بلکہ دوسروں سے جا کر کہتا ہے کہ یہ گناہ ہے۔ اور اگر اس کی مساعی ناکام رہتی ہیں اور اسے زیر دفعہ ۵۰۵ مجرم قرار دیکر جیل میں بھیج دیا جاتا ہے تو اس صورت میں وہ کیا کریگا۔ اسے ضرور ہمت و جرأت کا اظہار کرنا چاہیئے۔ خواہ اسے حوالات میں دیدیا جائے۔ زندان بلا میں محبوس کر دیا جائے یا پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔ مگر اسے ضرور ہمت و جرأت کا اظہار کرنا چاہیئے۔ اسے کسی سزا کے خوف سے خدائی قانون کو بدلنے کی ہرگز کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ اسے اس قانون پہ عمل پیرا ہونا اور تمام نتائج و عواقب برداشت کرنا چاہیئیں حضرات! جنت النعیم میں داخل ہونا سہل نہیں ایک اردو شاعر کہتا ہے:-

۵ منہ نہیں کترانا اور نماز پڑھنا۔ اسے کہتے نہیں مسلمانی سارے تمام مزبورہ فرائض ادا کرنا ہیں۔ کیونکہ ان تمام احکام پر عامل ہونا مذہباً ہم پر فرض ہے۔ فقط یہی کافی نہیں کہ مجھے جنگ میں نہیں جانا چاہیئے۔ مجھے جا کر دوسرے مسلمانوں کو یہ ترغیب دینا ہے کہ وہ اپنے بھائیوں سے لڑنے کے لئے جنگ میں شامل نہ ہوں میں انہیں ہر ممکن ذریعے سے سمجھاؤں گا اور جبر و تشدد سے نہیں بلکہ اپنے مذہبی احکام کی اچھی طرح تشریح کر کے نیز اس

سے رفع ہو جائیگا۔ جب ہم نے ان لوگوں کو جنگ میں جانے اور مسلمانوں کو قتل کرنے سے باز رکھ کر اس گناہ سے بچا لیا تو ہم خود محفوظ ہو گئے۔

حضرات! کرنل گائر کی طرح ایک فوجی افسر بمبئی گیا۔ اس کا نام کرنل ہیچ ہے۔ کسی کلب میں اس فوجی افسر نے بری باتوں کے علاوہ ہماری (علی برادران) کی گرفتاری کا بھی ذکر کیا (اگرچہ مقدمہ ابھی تک زیر سماعت ہے لیکن مجھے یہ بات کہنی ہے) اور کہا کہ وہ فوجی سپاہیوں کو ورغلا رہے ہیں۔ کیونکہ اگر سپاہیوں کو ورغلا کر ملازمت کرنے سے باز رکھا جاتا ہے۔ تو وہ ورغلانے والوں کے ساتھ کیا اظہار وفاداری کر سکتے ہیں؟ لیکن ورغلانے والا کون ہے؟ اصلی ورغلانے والے کرنل ہیچ اور کرنل گائر ایسے لوگ ہیں۔

انسان کا پہلا فرض خدا کو ماننا ہے۔ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ انسان کو پیدا کرنے سے قبل روحوں سے سوال کیا گیا "الست بربکم"۔ (کیا میں تمہارا خدا نہیں ہوں) انہوں نے کہا ہاں! خیر۔ حضرات! اگر آپ ان روحوں کو گناہ کا مرتکب سمجھتے ہیں۔ تو انہیں پھانسی پر لٹکا دو۔ ہم ایسے مذہبی لوگوں کا فرض خدا کی متابعت کرنا ہے۔ وہ کرنل ہیچ ایسے لوگ ہیں۔ جو ہمیں ورغلا کر فرائض الٰہی ادا کرنے سے باز رکھنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ میرا ایمان ہے۔ اگر آپ کو خدا پر ذرا بھی یقین ہے تو آپ کا فرض اولیں طاعت الٰہی ہے کیا یہ مسیح پر ایمان رکھنے والے عیسائیوں کا فرض نہیں ہے کیا ہندوؤں کا عقیدہ نہیں۔ کیا کرشن جی مہاراج کی اطاعت کرنا ان کا مقدم ترین فرض نہیں پھر بھی ہم بادشاہوں کی اطاعت کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر بھی ہم وفاداری کے متعلق گفتگو کرتے ہیں لیکن اپنے خالق ذوالجلال کی وفاداری پر؟ ایک مسلمان نے نہیں بلکہ ایک انگریز ایچ۔ جی ویلز نے جنگ کے بعد ایک چھوٹی سی کتاب لکھی جس میں تمام برطانی قوم کی خصوصیات مندرج ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپ میں سے کسی شخص نے اسے پڑھا ہے یا نہیں۔ مصنف کتاب اس میں کیا لکھتا ہے؟ وہ لکھتا ہے کہ مذہب پہلی اور آخری چیز ہے جس شخص نے اپنی زندگی مذہب سے شروع کر کے مذہب ہی پر ختم نہیں کر دی۔ اس نے ایک اعلیٰ زندگی بسر نہیں کی۔ اسے طاعت الٰہی کر کے فرض خدا ادا کرنا ہے۔ ممکن ہے اس کے دل میں قدرے احترام اور وفاداری ہو مگر امتحان و آزمائش کے وقت یہ راسی وفاداری اور احترام ان پرزہ ہائے کاغذ کے مانند ثابت ہوتے ہیں۔ جو ہوا میں منتشر ہو جائیں۔ یہ ہے جو ایک اعتدال پسند انگریز نے کہا ہے اور عجب حیرانی کی بات ہے کہ اس جنگ کے بعد خدائی قانون اس لئے بالائے طاق رکھا جانے والا ہے کہ انسانی قانون خدائی قانون پر غالب آ جائے گا۔

میں نے جج کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں کہا جب میں سوراجیہ حاصل کر لوں گا تو دیکھوں گا کہ میں اپنے ہم وطنوں کو ترغیب نہیں دیتا لیکن جب تک میں برطانی ہندین ہنا چاہتا ہوں۔ اس حفاظت کو ہاتھ سے جانے نہیں دونگا۔ اگر میں ہندو ہوتا تو بھی یہی الفاظ کہتا۔ سچ کیا کہتے ہیں (مولانا کو روک دیا گیا)

جج۔ بس

مولانا محمد علی :۔ بہت اچھا آپ نے مجھے "سچ" پر روک دیا ہے۔ اور کل میں "سچ" ہی سے شروع کرونگا (قہقہہ)

اختتام کارروائی عدالت ۵ بجے شام برخاست ہوئی۔

علی برادران و دیگر رہنمایان قوم کا مقدمہ عدالت سشن میں

پانچویں روز کی مفصل کارروائی

خالق دینہ ہال کا نظارہ علی برادران و دیگر رہنمایان قوم کا مقدمہ ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو جو اجلاس سشن میں پیشی کا پانچواں دن تھا مسٹر کینیڈی جوڈیشنل کمشنر کے روبرو مشہور خالق دینہ ہال میں ۱۱ بجے صبح کو پھر پیش ہوا۔ مسز سروجنی نائیڈو مس شاہانی ترکی۔ پیر مبارک شاہ ڈیس پر متمکن تھے اور ہال حاضرین سے پر تھا

لیڈران کی آمد پر اظہار احترام علی برادران و دیگر رہنمایان قوم کے داخل عدالت ہوتے ہی حاضرین باحترام و تعظیماً کھڑے ہو گئے اور جس وقت تک لیڈران نہ بیٹھ گئے وہ بھی نہیں بیٹھے۔

آغاز کارروائی رئیس الاحرار مولانا محمد علی صاحب نے جیوری کو مخاطب کر کے گذشتہ روز کے سلسلہ میں حسب ذیل اپنا بیان دینا شروع کیا :۔

رئیس الاحرار مولانا محمد علی کا معرکتہ الآرا بیان

قوانین الٰہی اور قوانین انسانی کا زبردست موازنہ

ملکہ وکٹوریہ کا اعلان ۱۸۵۸ء حضرات! میں آپ سے بیان کر رہا تھا کہ ملکہ وکٹوریہ نے ۱۸۵۸ء میں جو اعلان کیا تھا اور جس کی شاہ ایڈورڈ ہفتم مرحوم نے اپنی پندرہویں سالگرہ کے موقعہ پر ایک اعلان کے ذریعہ اور بادشاہ جارج پنجم نے تخت نشینی کے موقعہ پر راجگان اور باشندگان ہند کے نام اپنے خط کے ذریعے تصدیق کی تھی۔ وہ اعلان برطانی ہند میں ہر مجیسٹی کی رعایا کو اس کے جذبات اور مذہبی افعال کے بارے میں قانون کی حفاظت

ہیں لے چکا ہے اور میں آپ سے کہہ رہا تھا کہ یہی ہمارے تمام مقدمہ کی بنا رہے ہے۔ تعزیرات ہند یا کسی اور ضابطہ کے مطابق ہمارا جرم خواہ کچھ ہو۔ اگر کوئی شخص (ہندو مسلمان یا عیسائی کسی باشندے) ایک ایسا فعل کرتا ہے جو اس کا مذہب اس سے کراتا ہے۔ تو تعزیرات ہند یا کسی دوسرے قانون کے تحت جو برطانی ہند میں نافذ ہے گو وہ جرم ہی ہو لیکن وہ (دنیاوی) قانون اس کو ایسا کرنے سے باز نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ خود وہی قانون اس کا محافظ ہے۔ بہر نوع یہ مقدمہ حقیقت میں نہایت ہی اہم ہے۔ کیونکہ اس میں دیکھنا یہ ہے کہ آیا خدا کا قانون جاری رہتا ہے یا آدمی کا قانون خدا کے قانون پر غالب آتا ہے۔ آیا ملکہ کے اعلان کی کوئی قدر و قیمت ہے یا نہیں۔ آیا جج اس کا پابند ہے یا نہیں آیا جیوری پر وہ لازم آتا ہے یا نہیں۔ اگر جج نے مقدمہ کو اجمالاً بیان کر دیا تو میرے لئے مقدمہ کا سمجھنا ناممکن ہوگا۔ میں نہیں جانتا کہ جج اسے کیونکر بیان کرے اور یہی ایک نکتہ ہے جس پر جج کا بیان نہایت اہم ہوگا۔ آپ تو سرکاری وکیل سے مشورہ لے سکتے ہیں اور نہ مجھ سے البتہ آپ جج سے لیں گے لیکن ساتھ ہی اس کے حضرات! میں آپ کو سمجھا دینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر آپ نے آج ایک ہندو یا مسلمان یا ایک عیسائی کے اس حق کو نظر انداز نہ کر دیا۔ کہ وہ اپنے خدا کا فرض بجا لائے اور وہ کام کرے جو اس کا عقیدہ اس پر لازم قرار دیتا ہے۔ اگر آپ نے اسے ایسا کرنے کی اجازت نہ دی۔ اور اس کے اس حق سے انکار کر دیا تو میں کہوں گا کہ اس ملک میں ملکہ کے اعلان کی رو سے جو مذہبی آزادی دی گئی تھی۔ اس کی تباہی و بربادی میں تم خود بھی شریک ہو گئے یہ سوال کسی مذہب سے متعلق نہیں ہے۔ یہ سوال نہ تو ہندو مذہب کا ہے نہ عیسائی مذہب کا نہ اسلام کا اور نہ یہودیت کا بلکہ یہ تو ہر ایک مذہب سے متعلق ہے حتیٰ کہ ہر ایک دہریہ اور منکر خدا کو بھی یہ حق حاصل ہے۔ کیا ان لوگوں کی یہ آزادی چھین لی جائے گی۔ کیا آپ اس غصب میں شریک ہوں گے؟ کل میں آپ سے کہہ رہا تھا کہ مسٹر ایچ۔ جی ویلز نے اپنی کتاب میں کہا ہے کہ خدا ایک نظروں سے پوشیدہ اور غائب بادشاہ ہے اور اپنا ایک دوسرے ناول میں "خدا اور پادری کی روح" میں کہتا ہے کہ "جو کچھ کسریٰ کا (حق) ہے وہ کسریٰ کو دو۔ اور جو کچھ خدا کا ہے وہ خدا کو دو اور وہ کہتا ہے کہ وہ کسریٰ ہی ہے جو خدا کے ساتھ دنیا کی شرکت چاہتا ہے۔ جو کچھ کسریٰ کا حق ہے وہ اس وقت میں خدا کا نہیں ہے دنیا دو حصوں میں تقسیم ہو گئی ہے خدا اس کا واحد حکمران ہے اور اگر ایک بادشاہ کو یا کوئی انسان مخلوق جمہوریہ کا رئیس یا جج یا جیوری تم میں سے کوئی شئے طلب کرتا ہے تو وہ صرف اس خدا کے لئے اور خدا کی ہی وساطت سے طلب کریں گے اگر وہ تم میں سے کوئی ایسی شئے طلب کریں جو خدا کے خلاف ہے تو وہ مطالبہ پورا نہیں ہونا چاہئے۔ صرف ایک ہی خدا ہے جس کا حکم ماننا چاہئے

یہ جاپید مذہب ہے ہر مسلمان کا یہ مذہب ہے یہ کسی فرد واحد کے عقیدہ کا سوال نہیں ہیں حکومت کو چیلنج کرتا ہوں میں سرکاری وکیل کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اس مقدمہ میں کوئی مسلمان پیش کرے جو یہ کہہ سکے کہ باوجودیکہ خدا کہتا ہے اور گو اس کا یہ مذہبی فرض ہے لیکن اگر حکومت وقت کہے تو اسے وہ کام نہیں کرنا چاہئے۔ اگر کوئی مسلمان ایسا کہدے تو بہتر ہے میں گورنمنٹ کا ضرور بیرو ہو جاؤں گا اور جو مسلمان بھی ایسا کہے وہ مسلمان ہی نہیں ہاور یہ بات تو یقین ہے کہ ہندوؤں۔ عیسائیوں اور یہودیوں بلکہ ہر ایک کے مذہب میں جو خدا پر ایمان رکھتا ہے یہی درست ہے اس لئے آپ کو یہ دیکھنا ہے کہ برطانی ہند کا ہر مسلمان جہاں کہیں بھی رہتا ہے ملکہ کے اعلان کی حفاظت میں ہے۔ اسے اس قانون پر بلا حیل وحجت چلنا ہے۔

بتیول جیل سے مولانا کا وائیسرائے کو خط

جب ہم نظر بند تھے اس وقت بھی ہم نے وائیسرائے سے یہی بات کہی تھی جو ہم اب آپ سے کہہ رہے ہیں ۹ جولائی ۱۹۱۹ء کو ہم نے سپرنٹنڈنٹ بتیول جیل کی معرفت وائیسرائے کے نام ایک خط بھیجا تھا۔ اس میں ہم نے لکھا تھا کہ:۔

جب کہ حکومت بظاہر اس طریقہ سے آگاہ نہیں ہے جو کہ ہمارے مذہبی رنگ میں ہے اور ہمارے تمام افعال کو بشمول ان کے جو شمولیت کے غرض سے عام طور پر دنیاوی کہے جاتے ہیں رنگ دینے پر آمادہ ہے ایک بات واضح ہو جانی چاہئے اور وہ یہ ہے کہ اسلام اپنے معتقد کو اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ زیادہ یقین دہ ثبوت کے بغیر دوسرے معتقد کے خلاف مخالفانہ فیصلہ دے اور جب تک ہمیں اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ وہ بیہودہ ظلم کے مرتکب ہوئے ہیں اور انہوں نے اپنے مذہب کی حفاظت میں ہتھیار نہیں اٹھائے ہیں۔ ہم ایسے مسلمان بھائیوں کے خلاف جنگ نہیں کر سکتے۔ اور یہ اس جنگ کے بارے میں تھا جو ۱۹۱۹ء میں انگریزوں اور افغانوں کے درمیان ہونیوالی تھی۔ اب ہماری پوزیشن یہ ہے کہ جب تک اس بات کا بہتر ثبوت نہ مل جائے کہ امیر کا یہ فعل بغض و عداوت یا دیوانگی پر مبنی ہے بے شبہ ہم نہیں چاہتے کہ ہندوستانی سپاہی بشمول مسلمان افغانستان پر حملہ کریں اور اس پر قبضہ کر کے زیادہ پریشانی اور بے قراری کا شکار ہوں اور ہمیں اسلامی ملک کے تخلیہ و اسلام کی دنیاوی قوت کی بقیہ سلطنتوں کو رہنے دینے کیلئے ایک اور اپیل کرنی پڑے جیسا کہ پیچھے متعدد کی جا چکی ہیں۔"

پہلا یہ الزام تھا جو ہم نے گورنمنٹ پر لگایا تھا۔ دوران جنگ میں خلیفہ اور ان کے خلاف جو جہاد کر رہے تھے جنگ کرنے کیلئے گورنمنٹ کی امداد پر مسلمانوں کو ان کے مذہبی فرائض کے خلاف شریک جنگ کیا گیا۔ اس پر وائیسرائے نے ہم سے کیا سلوک کیا؟ اس نے زیر دفعات ۱۳۱۔ ۱۲۰ الف یا ۱۲۰ ب ہمیں پھانسی نہیں لٹکایا۔ اس نے ہمیں

عمر بھر کیلئے عبور دریائے شور نہیں کیا۔ اس نے صرف یہ کیا کہ ہمیں قید سے رہا کر دیا۔ اور انتظام کیا کہ ہیں انگلستان جائیں۔ اور وزیر اعظم اور کابینہ کے دوسرے اراکین کے آگے اسلامی قانون کو واضح کروں۔ لیکن اب ہم پر مجرمانہ سازش کا مقدمہ چلایا جاتا ہے۔ ہمارے مقدمہ میں جرم کیاہے۔ لاکھوں آدمی جو یہی باتیں بیان کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ہے۔ کیوں ان پر ہمارے ساتھ مقدمہ نہیں چلایا گیا۔ میں نے تو جرم کی نسبت آپ کو بتادیا ہے، لیکن آپ کے اس حال میں گنجایش نہیں۔ نہیں کسی حال میں بھی گنجائش نہیں ہے کہ ہر ایک کو اس حال میں کھینچ لائیں۔ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ ان کا مذہب ہے بر کسی فرد واحد کا ایمان نہیں ہے، یہ میرے ذاتی اعتقاد کا سوال نہیں ہے۔ میں جو اس قدر اکسفورڈ میں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے انگلستان گیا تھا میں جو انگریزوں کا نہایت ہی درست تھا۔ میں یہ اس لئے کہتا ہوں کہ میرا یہ مذہبی فرض ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی مسلمان برطانی فوج میں ملازم نہ ہو۔ میں نے یہ اس وقت بھی کہا تھا اور اب بھی کہتا ہوں اور میں یہ ہمیشہ کہتا رہونگا۔ اس کی پرواہ نہیں۔ خواہ مجھے پھانسی بھی لٹکا دیا جائے۔ اور مجھے امید ہے کہ جب میں مر جاؤں گا اور اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔ تو میرا لاشہ بھی قبر سے پکاریگا کہ مسلمانوں کا یہ مذہب ہے کہ مسلمانوں کے خلاف نہ لڑیں۔

عدالت نے مولنٰنا کو یہاں پر روک دیا۔ اور اس مطلب کی کوئی بات کہی کہ وہ انہیں یہاں مذہبی معاملات پر گفتگو کرنے کی اجازت نہ دیں گے۔

مولنٰنا۔ کیا آپ مجھے میرے قرآن کا حوالہ دینے کی اجازت نہ دیں گے۔ میرا قرآن کہتا ہے کہ یہ قانون ہے کیا میں آپ سے اس بات کی سند لوں کہ مسلمان کا قانون اس کا قرآن نہیں ہے!

عدالت:۔ قرآن کا قانون ملک کا قانون نہیں ہے۔

مولنٰنا:۔ میں تو صرف یہ کہتا ہوں کہ میرا قرآن مجھے ایسا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ میرا مطلب صرف یہ ہے کہ میرا قانون پہلا قانون ہے اور میں کہتا ہوں کہ ان تین اعلانات نے مجھے اپنی محافظت میں لیا ہوا ہے۔

عدالت:۔ میں اس کو آپ کے خلاف قرار دیتا ہوں۔ (قبول نہیں کرتا)

مولنٰنا:۔ میں بہت خوش ہوں کہ آپ نے اسے میرے خلاف قرار دیا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ جج نے اسے بادشاہ کے خلاف قرار دیا ہے۔ بے شک مجلس وضع قوانین میں ایک رزولیوشن پیش کیا تھا جس میں گورنمنٹ سے سفارش کی تھی کہ گورنمنٹ کے کسی ملازم بالخصوص مسلمان سپاہی سے یہ نہ کہا جائے کہ وہ اپنے مذہب کے

قانون کے خلاف جاتا ہے جو الیسر ائے نے اس میں کیا کیا۔ اس لئے رزولیوشن پیش کرنے کی اجازت نہ دی۔

مولانا کا دفعات ۵۰۵، ۱۲۰، ۱۰۹ کے متعلق اسیران کو مشورہ

اب میں اس الزام کی طرف آتا ہوں جو یہ آپ بحیثیت اسیسر لیتی بنائے دیں گے آپ سے کہا گیا ہے کہ کسی ایک گواہ نے بھی یہ نہیں کہا کہ ہم قرارداد ہوئی تھی۔ مگر میرا دوست کہتا ہے کہ یہ ایک قیاس ہے کیا آپ مجھے محض گمان پر پھانسی دیں گے جس کی قطعاً کوئی وجہ نہیں۔ سرکاری وکیل نے قانون شہادت کی دفعہ ۱۰ کا حوالہ دیا ہے دفعہ مذکورہ میں لکھا ہے کہ ایسی شہادت قابل قبول ہے۔ لیکن میرا دوست اس سے زیادہ چاہتا ہے۔ آپ شہادت کو بطور ثبوت ایسا قبول کرنے والے ہیں۔ گویا کہ وہ ایک مقدس کتاب ہے آپ یہ یقین کرنے والے ہیں کہ یہ شہادت میرے خلاف ہے یقین جانئے کہ مجھے اس بات کا ذرا بھی علم نہیں کہ میرا بھائی آسام گیا تھا۔ مجھے تو اب شہادت سے معلوم ہوا ہے اور یہ پہلا موقعہ ہے کہ مجھے اس کا علم ہوا۔

ایک دلچسپ آسٹریلوی حکایت

ایک قصہ ہے کہ آسٹریلیا میں ایک کسان تھا اس کا ایک بیٹا تھا۔ جو بہت ہی کم بولتا تھا۔ لوگ اسے بیوقوف کہتے تھے۔ اور اس کے باپ کی اس سے تذلیل ہوتی تھی۔ ایک دفعہ کسی کسان کی دعوت تھی مختلف مقامات کے متعدد کسان وہاں جمع ہونے والے تھے۔ بیٹا بھی وہاں جانا چاہتا تھا باپ نے کہا کہ میں تمہیں وہاں نہیں لیجاؤں گا۔ کیونکہ تم کوئی نہ کوئی بات وہاں کرو گے اور لوگ بیان جائیں گے کہ تم بیوقوف ہو۔ اور میری بےعزتی ہوگی بیٹے نے کہا کہ میں منہ سے ایک لفظ تک نہ نکالوں گا۔ اس شرط پر وہ آئے اس مجلس میں لیگیا۔ ایک کسان نے اس لڑکے سے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو۔ لڑکے نے کوئی جواب نہ دیا پھر سوال کیا گیا۔ اس نے پھر کوئی جواب نہ دیا۔ ایک دوسرے کسان نے اس سوال کرنے والے سے کہا کہ سوالات کرنے کا کیا فائدہ ہے۔ تم نہیں جانتے کہ وہ بیوقوف ہے۔ لڑکے نے چلا کر کہا۔ ابا! میں نے زبان تک نہیں ہلائی مگر انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ میں بیوقوف ہوں۔ یہی صورت میرے بھائی کے ساتھ پیش آئی ہے۔ سرکاری وکیل کو معلوم ہو گیا۔ مگر میرے بھائی نے کانفرنس میں کوئی تقریر نہیں کی۔

ہم سے توقع کی جاتی ہے کہ ہم سچ بولیں۔ گواہوں کی طرح نہیں۔ جنہوں نے جھوٹی باتیں [illegible] کی ہیں۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اس بارے میں ہمارے درمیان کبھی بحث و تمحیص نہیں ہوئی۔ لیکن فرض کرو کہ اس ہال میں کانفرنس ہو اور اس کے چھپے رزولیوشن میں یہ ہو کہ سوائے اس ایک خدا کے کوئی خدا نہیں ہے۔ اور محمد اس کا رسول ہے۔ کیا آپ ہمیں اس پر گرفتار کریں گے؟ یہ ہمارا مذہب ہے اور یہی ہمارا اگریمنٹ ہے۔ ہم نے رزولیوشن

پاس کیا ۔اس لئے کہ ہمارا مذہب ہم سے یہی کہلواتا تھا ۔اس کے سوا ہم میں کوئی اگریمنٹ نہیں ہے ۔جرم کی میعاد فروری ۱۹۲۰ء تا ستمبر ۱۹۲۱ء بیان کی جاتی ہے ۔سرکاری وکیل نے پورے ایک سال کا اس میں اضافہ کر دیا ہے کیونکہ مجسٹریٹ نے اسے فروری ۱۹۲۱ء تا ستمبر ۱۹۲۱ء کہا تھا ۔فرد جرم میں یہ ایک "خفیف" ترمیم ہے۔

جوں ہی کہ مولانا حسین احمد سے تقریر کرنے کیلئے کہا گیا ۔انہوں نے کہا ۔اور ریزولیوشن پیش کر دیا کہ اگر علانیہ یا خفیہ ،بالواسطہ یا بلاواسطہ حکومت انگورا کے خلاف پھر جنگ شروع کی گئی ۔تو کانگریس کے فیصلہ کے مطابق ہم سول احکام کی نافرمانی شروع کر دیں گے ۔اور جمہوریہ ہند کا اعلان کر دیں گے ۔گورنمنٹ ہم سے کہتی ہے کہ اگر تمہارے مقابلہ پر کوئی لڑنے والا نہیں ۔تو تم کو خود ہی اس میں لڑنا ہوگا ۔لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر اسلام کو تباہ و برباد کی کوشش ہوئی ۔تو یہ ہمارا فرض ہوگا ۔بلکہ ہماری ذمہ داری ہوگی ۔کہ کامل آزادی اور جمہوریہ ہند کا اعلان کر دیں ،یہ کوئی ڈھونگ نہیں ہے ۔اور نہ کوئی مذاق ہے ۔ہمیں اس جرم میں خواہ پھانسی پر لٹکا دیا جائے خواہ گولی سے اڑا دیا جائے ۔اس تمام سوانگ ۔اس تمام ساز و سامان ۔جج ،جیوری ،اور سرکاری وکیل کو جانے دیجئے بلکہ کرنل گائر یا کسی اور شخص کی سرکردگی میں محض ایک گولی چلانے والی جماعت کو حکم دیجئے اور اس کھیل کو ختم کیجئے یہ کوئی جرم نہیں ہے ۔بلکہ اسلام کے قانون کا اعلان ہے ۔اگر محض مذہبی قانون کا اظہار ایک مجرمانہ سازش ہے تو حکم دیدیجئے ۔مگر یہ حکم عیسائیوں اور ہندوؤں کیلئے بھی ایسا ہی ہوگا۔

تب آپ کو کہنا ہوگا کہ ایک ہندو کیلئے گائے کا ذبح ہونا جو گناہ ہے وہ بھی ایک مجرمانہ سازش ہے ۔اس امر کا فیصلہ جج کر سکتا ہے ۔آپ نہیں ۔ایک عربی مقولہ ہے کہ "خاوند صرف اپنی بیوی سے مشورہ لیتا ہے لیکن بات اپنی مرضی کے مطابق ہی کرتا ہے"۔ یہاں جج کی پانچ بیویاں ہیں وہ آپ سے صرف مشورہ کر لیگا ۔لیکن کریگا وہی جو اس کی مرضی ہوگی وہ آپ کے فیصلہ کا پابند نہیں۔

مولانا کی وضاحت ۔دفعہ ۱۳۱ کے متعلق ممبران جیوری کو مشورہ

اب میں دوسرے الزام کی طرف آتا ہوں ۔جس میں آپ جیوری ہیں یہاں آپ مطلق العنان ہیں ۔اس بات کا خیال رہے کہ آپ سب کا اتفاق ہو جو کچھ بھی آپ فیصلہ کریں ۔اتفاق بنائے رہیں تاکہ بعد میں یہ نہ کہا جاسکے کہ ہندو عیسائیوں کے خلاف تھے اور ریلی فورس کے مخالف تھا ۔مگر آپ کو انصاف ۔عدل اور ضمیر کے معاملہ میں متفق ہونا چاہئے دفعہ ۱۳۱ اس شخص کے متعلق ہے جو ایک سپاہی کو اپنے فرض سے ورغلانے کی کوشش کرتا ہے۔

عدالت: ۔آپ پر الزام ہے کہ آپ اس سازش کے ایک رکن ہیں ۔جس نے سپاہیوں کو ورغلانے کی

کوشش کی تھی۔

مولانا محمد علی نے اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا ہم پر الزام لگایا گیا ہے کہ ہم ایک سازش کے رکن ہیں جس کے مطابق ہم سے کسی نے سپاہیوں کو ورغلانے کی کوشش کی ہے۔ اب فرض کیجئے۔ مسٹر راس اسٹن الہ آباد میں رہتے ہیں اور کسی شخص کو کہ جو لاہور میں رہتا ہے ایک اشتہار موصول ہوتا ہے جو عربی زبان میں چھپا ہوا ہے جسے مسٹر راس اسٹن نابلد ہیں اور وہ اسے کسی کے پاس بھیجدیتے ہیں، یہ ایک آرگومنٹ ہے۔ قرآن کو چھاپنے سے قبل انتہا درجہ کی احتیاط کی جاتی ہے کہ وہ بالکل صحیح چھپے لیکن ایک شے جو الہ آباد میں چھپتی ہے۔ اور دوسری لاہور میں۔ اور دونوں ایک ہی ہاتھ کی لکھی ہوئی ہوں یہ ایک قیاس ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اس کا ثبوت کیا ہے۔ پولیس ہمیشہ ہمارے ساتھ ہوتی ہے۔ اور اگر وہ اشتہار بھیجدے تو کیا یہ کافی وجہ ہے کہ مجھے میری والدہ، میری بیوی بچوں۔ ملک، قوم اور میرے اہم کام سے علیحدہ کرکے مجھے عبور دریائے شور کر دیا جائے۔

اگر کوئی شخص ایک ہی قسم کے لفافے لیکر مختلف جگہوں سے بلکہ زیادہ تر الہ آباد سے جہاں سے مسٹر اسٹن آئے ہیں (قہقہہ) کچھ اشتہارات باہر بھیجدے۔ تو اس کے عوض میں مجھے پھانسی پر لٹکایا جائے گا۔ کیا اس سے یہ قیاس نہیں کیا جا سکتا کہ مسٹر راس اسٹن نے یہ بھیجے ہیں۔

کیا آپ مجھے اس لئے کالے پانی بھیجدیں گے کہ میرے دوست سرکاری وکیل نے اس قدر کڑک اور گرج دکھائی ہے۔ شہادت میں ذرا بھی یہ بات ثابت نہیں کی گئی۔ کہ کس نے وہ اشتہار لکھا۔ یہ کافی نہیں ہے کہ بعض سپاہیوں کے پاس وہ اشتہار پہونچا۔ اور وہ سخت پریشانی میں کرنل گائڑ کے پاس گئے۔ اور انہوں نے اس سے کہدیا کہ یہ نہایت خوفناک اشتہار ہے۔ ہمیں اس سے بچایئے۔ اس سے تو ہمیں ہمارا مذہب اور ہمارا فرض یاد دلایا جاتا ہے۔ ہم پر اشتہارات کی بھرمار ہو رہی ہے۔ اعلان کو چاہئے کہ ہماری حفاظت کرے۔ کیا یہ ثبوت کافی ہے، جس کیلئے ہمیں جلا وطن کیا جا رہا ہے۔ میں اس سے اپنی جان بچانا نہیں چاہتا بلکہ میں کہتا ہوں کہ اپنے آپ کو بچاؤ۔ سرکاری وکیل نے چار گھنٹہ تقریر کی۔ اور معاوضہ میں اچھی خاصی رقم وصول کرلی۔ اگرچہ اس کا یہ معاوضہ تم سب کی مشترکہ ماہانہ تنخواہ سے بھی زیادہ ہوگا۔

جج:۔ ذاتیات کے متعلق ذکر نہ ہو۔

مولانا میرا خیال تھا۔ کہ جہاں میں نے اتنے جرم کئے ہیں مجھے ایک اور خلاف ورزی کرنے کی اجازت ہوگی۔ (قہقہہ) یہ ہے اصل بات جس کیلئے آپ کو بحیثیت جیوری حلف دیا گیا ہے مقدمہ کے اس حصہ میں آپ خاوند بھی ہیں

اور بیوی بھی ۔ آپ مختار کل ہیں ۔ پولیس کا ایک سپاہی مجھے ملا اور اس نے دریافت کیا کہ کن دفعات کے
تحت مجھ پر مقدمہ چلایا گیا ہے ۔ میں نے یہ سب دفعات اس کو سنائیں اور اس نے جواب دیا یہ تو سب خود
ساختہ ہیں اور ان میں ابھی اضافہ ہو سکتا ہے ۔ عدالت ماتحت میں میں نے کہا تھا کہ میں خوش ہوں کہ جمعیت
العلماء نے یہ فتویٰ پاس کیا ہے ۔ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ ان پانچوں علماء پر بھی مقدمہ چلائے ۔ لیکن اس بارے
میں گورنمنٹ لارڈ کلائیو کی طرح ماڈریٹ ہے ۔ پانچوں میں سے ابھی دو کو پکڑا گیا ہے ۔ میری زندگی میں یہ پہلا
موقعہ ہے کہ میں نے اس اشتہار کو عدالت میں دیکھا ہے لیکن جو کچھ بھی سازش ہے ۔ جمعیت العلماء اپنا مذہبی
فرض ادا کر رہی ہے ۔ میرے شیر مسٹر معظم علی نے میری یہ غلطی درست کی ہے کہ جمعیت العلماء نے اشتہارات نہیں
بھیجے ہیں مگر مجھے امید ہے کہ اس سے تمام جعل سازی مبدل ہو جائے گی ۔ کیا یہ امر واقع ہے کہ ہم ساتوں میں سے
کسی ایک نے اشتہار بھیجا ہے ۔ یہ قیاس کی بات نہیں ہونی چاہیئے ۔ یہ محض واقعات پر خاک ڈال رہی ہے ۔
اب میں دفعہ ۵۰۵ کی طرف آ رہا ہوں بلحاظ میری ذات کے میں سب سے بڑا مجرم ہوں ۔ دفعہ میں لکھا ہے کہ جو
کوئی بھی منہ سے بات یا افواہ بیان کرے یا شائع کرے جس سے بری فوجیوں یا بحری ملاحوں کے فرض سے
غفلت کرنے کا احتمال ہو یا غفلت کریں تو اسے سزا دی جانی چاہیئے ۔ اس کا اطلاق ریاست رامپور پر بھی ہوتا ہے
جہاں میرے دادا نے ۱۸۵۷ء کے غدر میں ایک انگریز کی جان بچائی تھی ۔ اور اس کی حفاظت کی تھی ۔ اور جہاں اس کو
اس کے عوض میں جاگیر عطا ہوئی تھی بدقسمتی کی بات ہے کہ اس کا پوتا سپاہیوں کے ورغلانے کے جرم میں ماخوذ کیا
گیا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ ہر سپاہی کو سب سے اول خدا کا سپاہی بننا چاہیئے ۔ کیونکہ جب وہ پیدا ہوتا ہے ۔ تو وہ خدا
کی فوج میں ایک نئے رنگروٹ کے طور پر بھرتی ہوتا ہے ۔ میں نے آپ کو قرآن پڑھ کر سنایا تھا ۔ لیکن مجھے شاعر سنا
کا واقعہ یاد آ گیا ۔ جسے کسریٰ کے مرنے کے بعد اہل روما نے قتل کر دیا تھا ۔ اس لئے کہ سازش کنندہ سنا کی جگہ
غلطی سے گرفتار کر لیا گیا تھا ۔ شاعر نے کہا کہ میں تو سنا شاعر ہوں ۔ اس پر کسی نے کہا کہ بہت اچھا اسے اسکے
برے اشعار کی وجہ سے قتل کر دیا جائے ۔ پس میں نے سپاہیوں کو ان کا فرض یاد دلایا تھا ۔ اور ان سے کہا تھا
کہ زیادہ وفادار بنیں ۔ کرنل زیچ نے کہا تھا کہ اگر سپاہی نوکریاں چھوڑ دیں تو وہ ملک کا کیا سنوار لیں گے ۔ کیا میں یہ
نہیں کہہ سکتا کہ اگر وہ خدا کے سچے نہیں رہے تو کیا وہ بادشاہ اور ملک کے وفادار رہیں گے ۔ خدا سب سے بالا و برتر
ہے ۔ بادشاہ سے بھی کیونکہ بادشاہ نہ جان لے سکتا ہے اور نہ جان دے سکتا ہے اور خدا ایسا کر سکتا ہے
خدا ملک اور سب شے سے پہلے ہے ۔ اس دفعہ کے تحت جس شخص پر مقدمہ چلایا جائے ۔ اس کا ارادہ فوجی سپاہیوں

کو دور غلانے کا ہونا چاہیے۔ جو بیان میں نے دیا ہے وہ کیا ہے؟ کیا میں نے اس میں کوئی سازش کی ہے۔ تمام مسلمانوں کا یہ ایک مشہور مذہب ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ دفعہ ۱۱۷ ابھی مجھ پر لگائی گئی ہے جس میں لکھا ہے کہ کوئی شخص دس یا زیادہ اشخاص کے ساتھ جرم میں اعانت کرے۔ یہ نہ تو میرا بیان ہے اور نہ میری بنائے بلکہ اسلام کا قانون ہے۔ فرض کیجئے کہ عدن میں ایک انگریزی فوج ہے اور وہ ترکوں کے خلاف عراق میں لڑتا ہے۔ فرض کیجئے ایک سپاہی عربی جانتا ہے اور مولانا حسین احمد وہاں نماز پڑھ رہے ہیں اور فرض کیجئے کہ وہ سپاہی اس نماز کو سن کر اور عراق جانے سے انکار کرے اور کہے کہ مسلمانوں کا قتل کرنا اس کے مذہب کے خلاف ہے۔ کیا مولانا حسین احمد اس باعث سے مجرم ہیں کہ ان کی نماز سے سپاہیوں کے اپنے فرض میں غفلت کرنے کا احتمال ہے۔ اگر کوئی افسر ایک ہندو سپاہی کو گائے قتل کرنے کے لئے کہے اور وہ ایسا نہ کرے۔ تو کیا اسے سزا دی جائے گی۔ مجھے معلوم ہے کہ وہاں پر بعض برہمن تھے جنہوں نے مذہبی وجوہ کی بنا پر دوسروں کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا اور انہیں ویسے ہی سزا دی گئی تھی۔ گویا کہ انہوں نے جنگ میں نوکری کی ہوئی ہے۔ فرض کیجئے ایک افسر ایک سپاہی کو گائے کا گوشت کھلانے سے کہتا ہے کہ اس سے وہ مضبوط تو ہو جائیگا اور فرض کیجئے کہ گورنمنٹ اچار یہ سپاہیوں سے کہے کہ گورنمنٹ سب کی مالک ہے بیچارگی اور خصوصیت کا نشان ہے اور تم اس سے گورنمنٹ کی حفاظت کرنے کے لئے کہے۔ کیا اتنا کر اچار یہ مجبور ہے تب میں چیلنج کرتا ہوں کہ سپہ سالار سے لیکر ایک ادنیٰ سپاہی تک میں سے کوئی آ کر مجھے کوئی مسلمان دکھائے جو اپنے افسر کے کہنے پر اسلامی قانون کو توڑنے پر آمادہ ہو۔

وائسرائے کی کونسل میں یہ مسئلہ کیا ہے کہ مذہبی فرائض کو مخدوش کرنے کے متعلق ایک مسلمان کے حق کی نسبت ایک مسلمان ممبر اسمبلی میں تجویز پیش نہیں کر سکتا۔ اس نے اس تجویز کو اسی کونسل میں دیا ہے جس میں مجھے مدعو کیا گیا تھا۔ مگر میں نے کبھی سے کہا کہ میرے جانے سے بندرگاہ میں آؤ۔ تم جانتے ہو کہ جب وہ تمہاری خوشامد کرتے ہیں تو وہ تم کو بہت بڑھا دیتے ہیں اور انہوں نے مجھے کہا کہ لوگوں پر میرا بہت اثر ہے اور میری شخصیت بہت بڑی ہے اور مجھے کونسل میں جانے کی ترغیب دی گئی۔ میں نے کہا کہ جو بھی کونسل میں داخل ہوتا ہے اسے بازار میں پیٹ کے بل رینگنا پڑتا ہے۔

جج: آپ کا مطلب کیا ہے۔

مولانا: میں آپ کو اپنا مطلب بتا دوں گا۔ مجھے آپ کو یہ دکھانا ہے کہ ایک سپاہی کا فرض کیا ہے۔ بھرتی کے فارم

میں ایک سوال ذاتی کے متعلق رواج کا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ سپاہی اس سوال کا کیا جواب دیگا گورنمنٹ بہت (۹) ہے دوسرے رنگروٹوں سے متعدد سوال کرتی ہے کہ اگر انہیں کوئی اعتراض ہو تو اس پر کہہ دیں لیکن ایسا کوئی سوال نہیں کہ کیا تم کو اپنے مذہب کے خلاف جانے میں کوئی اعتراض ہے؟

قتل انسانی سرکاری وکیل نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص انسان کی قربانی پر یقین رکھتا ہے اور وہ میرے لڑکے کو قربانی کرنے کے لئے طلب کرے تو میں قانون کی حفاظت تلاش کروں گا بحیثیت تارک موالات کے میں آپ کے قانون کی پناہ نہ لوں گا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ایک بھی فرد بشر نہیں جو انسان کی قربانی پر ایمان رکھتا ہو اور اگر کوئی ایسا اعتقاد رکھتا ہے تو وہ انگریز ہے۔ ان کی بری اور بحری فوج ہے وہ چاہتے ہیں کہ لوگوں کو قتل کریں وہ چاہتے ہیں جہاں کہیں سے بھی ان کا جہاز گذرے۔ دوسروں کے جھنڈے برطانی برتری کو تسلیم کرتے ہوئے سرنگوں ہو جائیں۔

چور کی سزائے شرعی جج چور کی نسبت کیا حکم ہے اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔

مولینا۔ اگر اسلامی حکومت ہو اور ہاتھ کاٹنے کی نوبت آئے تو میں ایسا ہی کروں گا۔ ایک اسلامی حکومت کی تقسیم ایک غیر اسلامی حکومت کے مقابلہ میں میرا حساب کتاب مختلف ہوگا لیکن دونوں میں میں اپنی مذہب کی پابندی میں آزاد ہوں گا مسلمانوں سے یہ کہنا میرا فرض ہے کہ مسلمانوں کیلئے دوسرے مسلمانوں کا قتل کرنا مذہباً منع ہے۔

جج:۔ آپ کو اپنے پیغمبر کا خیال نہیں کرنا چاہئے۔

مولینا:۔ بیشک میں ان کے ارشادات کا خیال رکھونگا۔ آپ کو اپنے الفاظ واپس لینے چاہئیں۔

مولنا شوکت علی: یہ ایک گستاخی اور کفر کا کلمہ ہے۔

مولنا محمد علی:۔ میں اپنے مقصد کو ثابت کرنے کیلئے جج سے بحث و تکرار کرونگا۔ اگر آپ میرے اس حق سے انکار کرتے ہیں۔ تو اس سوانگ کو ختم کیجئے۔ پھانسی کا حکم پہلے دیدیجئے اور بیان بعد میں سنا دیجئیگا۔

جج:۔ اس کا ابھی وقت نہیں آیا۔

مولنا۔ میں نے تو ابھی دفعہ ۱۱ کا ذکر ہی نہیں کیا۔ کیا آپ مجھے ایک بھی ایسی مثال دکھا سکتے ہیں جہاں ملزم کو ممبران جیوری سے خطاب کرنے کی اجازت نہ دی گئی ہو۔ آپ نے میرے بیان دینے کے حق سے انکار کر دیا ہے اور میں کہتا ہوں کہ آپ اس میں غلطی پر ہیں۔ آپ نہیں جانتے کہ میں آپ کے قانون کی پیروی

نہیں کروں گا۔ بلکہ بادشاہ کے قانون کی جس کے آگے آپ کا سر بھی خم ہے آپ ممبران جیوری سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے قانون کو مانیں لیکن میں اسے نہیں مان سکتا کیا آپ بادشاہ کے قانون کا منع نہیں کریں گے۔ ایسا کہہ دیجئے۔ اور اس سوانگ کو ختم کر دیجئے مجھے ثابت کرنا ہے کہ میرا بیان جس کی بنا پر مجھے ملزم گردانا گیا ہے۔ قرآن میں موجود ہے کہ یہ غیر متعلق بات ہے۔

جج:۔ ہاں۔ بالکل غیر متعلق۔

مولانا:۔ میں اسے ختم کرتا ہوں اور دفعہ ۷۱ کی طرف آتا ہوں مشکل یہ ہے کہ آپ مجھے بار بار روک دیتے ہیں۔ کیا میں اس امر واقعہ کا ثبوت پیش نہیں کر سکتا کہ وہ بیان قرآن کریم میں موجود ہے۔

جج:۔ نہیں یہ غیر متعلق ہے۔

مولانا:۔ کیا میں صرف یہ کہہ دوں گا کہ وہ صحیح ہے اور اس کی سچائی کو ثابت نہ کروں۔ کیا ممبران جیوری مجھے اس بات کی تحریر دیدیں گے کہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ سب سچ ہے۔

جج:۔ نہیں۔

مولانا محمد علی:۔ نے بیان پڑھنا شروع کیا۔

جج:۔ اور

مولانا:۔ "اور" کا خیال نہ کریں مجھے پہلے حصہ کے متعلق بحث کرنی ہے۔

جج:۔ تب اپنے مقدمہ کی نسبت بحث کریں۔

مولانا:۔ اور میں آپ کے مقدمہ کی نسبت تو بحث نہیں کر رہا (قہقہہ)

جج:۔ میں آپ کی بات سننا نہیں چاہتا۔

مولانا:۔ آپ میری بات نہ سنیں۔ آپ شہادت کے وقت بھی سو رہے تھے۔ اب بھی سو سکتے ہیں میں ممبران جیوری سے خطاب کروں گا۔

جج:۔ بیٹھ جائیں۔

مولانا:۔ آپ مجھے میرے حق سے محروم نہیں کر سکتے۔

مولانا نے ممبران جیوری سے خطاب کرنا شروع کیا اور کہا حضرات جیوری! سررشتہ دار نے جج کے کہنے پر مولانا حسین احمد کو پکارا۔

مولانا حسین احمد اس وقت بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

مولانا محمد علی اپنی تقریر شروع کر رہے تھے کہ جج نے کہا کہ آپ عدالت کو تکلیف دے رہے ہیں۔

مولانا محمد علی:۔ میں عدالت کو کوئی تکلیف نہیں دے رہا۔

سرشتہ دار:۔ مولوی حسین احمد۔ انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

مولانا محمد علی:۔ یہ کیا مخول ہے مجھے ابھی ۵۰۵ کے متعلق ایک قانونی نکتہ پر بحث کرنی ہے۔

جج:۔ یہ ضروری نہیں۔

مولانا:۔ مجھے اپنی ضرورت دیکھنی ہے آپ سرکاری وکیل کو تو روک نہ سکے اور مجھے روک رہے ہیں کل آپ نے سرکاری وکیل کے ذریعہ مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آپ مجھے مذہبی قانون واضح کرنے کیلئے نصف گھنٹہ اور دینگے میں اس پر ضد کرنا نہیں چاہتا بحیثیت تارک الموالات یہ میرا کام نہیں۔ میں رنگلانے کے ارادے کے متعلق بحث میں ایک لفظ بھی نہ کہوں گا۔ مجھے صرف اپنے بیان کی سچائی ثابت کرنی ہے۔

جج:۔ آپ اختصار کے ساتھ ثابت کریں گے۔

مولانا:۔ بہت اختصار کے ساتھ۔

فدائیان حق حریت کی تاریخی نظائر

جو شخص ایک مومن کو عمداً قتل کریگا۔ اسے یہ سزائیں ملیں گی۔ دوزخ، غضب الٰہی، خدا کی لعنت اور اللہ کا عذاب عظیم۔ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو قتل کرنا صرف اس صورت میں جائز و حق بجانب ہے کہ قتل کیا جانے والا مسلمان منکر دین ہو یا زنا کا مرتکب ہوا ہو علماء نے اس کی تائید کی ہے۔ حکومت کو چاہئے تھا کہ مسلمانوں سے دریافت کرتی کہ آیا وہ اپنے دین کی خلاف ورزی کریں گے۔ اور کہتی کہ جو شخص ہماری سلطنت میں داخل ہوگا اسے اپنے مذہب کو پس پشت ڈالدینا ہوگا یہ معقول راستبازانہ طریقہ ہے میں نہیں کہتا کہ مسلمانوں کو دیہات میں لوٹ مار کرنے سے باز نہیں رہنا چاہئے۔ حکومت کیلئے ضروری تھا کہ ایک مسلمان سپاہی سے یہ سوال کرتی کیا تم گناہ کرنے پر رضامند ہو؟ اگر تمہارا جواب اثبات میں ہے تو آؤ ہم تمہیں آنکھوں پر بٹھائیں۔

جب اس نے یہ سوال نہیں کیا تو اس کے یہ معنی ہیں کہ حکومت سمجھتی ہے کہ شرع اسلام کی خلاف ورزی ایک مسلمان کا شعار نہیں۔ اب میں دفعہ ۱۲۰ کو لیتا ہوں جو ایا اس سے زیادہ اشخاص کی باہمی سازش مجرمانہ سے متعلق ہے جرم کیسا؟ یہ کوئی اتفاق رائے ہے اور نہ کسی قسم کی کوشش۔ اگر میں کہوں کہ یہ جرم نہیں ہے۔ تو کیا میں راستی پر

نہیں۔ جب کہ یہ سبب دور کر دیا جائے۔ یہاں دو تین پولیس کے افسروں نے حلف اٹھایا کہ اس کانفرنس میں جو میری زیر صدارت منعقد ہوئی تھی۔ دو تین ہزار اشخاص کا مجمع تھا۔ اب جو میں مہاتما گاندھی سے ملا تو انہوں نے کہا کہ مجھے یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی۔ کہ کم از کم نصف حاضرین ہندو تھے۔ مسٹر صاحب نے کہا ہے کہ کوکاک کی کانفرنس میں ۱۵۰۰ آدمی تھے۔ حالانکہ وہاں حاضرین کی تعداد ۱۰۰۰۰ سے کم نہ تھی۔ آپ بڑے شوق سے خرگوش کا گوشت کھائیے۔ اسے کھائیے اور ہضم کیجئے لیکن آپ کو پہلے یہ خرگوش پکڑنا ہے۔

اب فرض کیجئے کہ جو کچھ ہم نے کہا وہ یہ ہے کہ مذہبی احکام کو مسلمانوں تک پہنچانا علماء کا فرض ہے۔ فرض کیجئے کہ کسی آدمی نے کہا ہے کہ ایک شخص کو گولی سے مار ڈالنا مذہبی فرض ہے۔ اگر کرنل گائڈر ایسا کہے تو یہ کوئی جرم نہیں لیکن اگر میں کہوں کہ یہ پیغام مسلمانوں تک پہنچا دو تو وہ جرم ہے۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ قرآن کریم کا یہ پیغام مسلمانوں تک پہنچایا جانا چاہئے۔ کیا یہ جرم ہے؟ میں اصلی رزولیوشن پڑھنا چاہتا ہوں (مولانا نے اس قرارداد کا انگریزی ترجمہ پڑھنا شروع کیا جو محمود شاہ نے کیا تھا) مولانا نے اس کی ایک غلطی کی تصحیح کرتے ہوئے کہا:۔

یہ جلسہ ان ہی کا ہے۔ میں لخت حسین کے اصلی نوٹ چاہتا ہوں۔ میں نے صرف یہ کہا تھا کہ مذہبی احکام مسلمانوں تک پہنچا دو۔ اس مختصر پیراگراف کے کمبخت چھوٹے سپرنٹنڈنٹ پولیس نے مذہبی احکام کی بجائے "یہ احکام" لکھا ہے وہ اسے سمجھا ہی نہیں۔ میرے الفاظ یہ ہیں جو تمہارے آدمی لخت حسین نے نوٹ کئے ہیں۔ "یہ" کا لفظ کہیں نہیں۔ میں نے کہا ہے کہ اس معاملہ میں مذہبی احکام کی پیروی کرو۔ کیا آپ مجھے اس کی بنا پر تین سال کی سزا دے رہے ہیں۔ میں سزا سے نہیں ڈرتا۔

تاریخ میں لکھا ہے کہ جون آف آرک کو قتل کر دیا گیا۔ لیکن آج تمام فرانسیسی قوم اس کی عزت کرتی ہے۔ جارج واشنگٹن کو باغی سمجھا گیا مگر برطانوی قوم اسے محب وطن کے نام سے نامزد کرتی ہے۔ پائیلاٹ نہیں بلکہ مسیح قربان ہوا تھا۔ پائیلاٹ جج تھا۔ خدا قیامت کے دن پائیلاٹ کا فیصلہ کریگا۔ آپ کو قربان ہونے والے مسیح کیساتھ شریک نہیں ہونا چاہئے میں اس کی خاک پا ہوں۔ کمزوری مجسٹریٹ کی تقاضی نہیں۔ صداقت، صداقت ہی ہے۔ اگر میرا ضمیر مجھے کہے کہ یہ خدائی طاقت ہے تو کیا میں اسے اوروں تک نہ پہنچاؤں؟ میری کمزوری میرا جھوٹ نہیں۔ تاریخ اسلام پر نظر ڈالئے۔ رسول کریم (روحی فداہ) کا نواسہ شہید ہو گیا تھا۔ لیکن اب تمام مسلمان اس ماتمی تہوار پر ہر سال اشکباری کرتے ہیں۔

مولانا کا ممبران کو یادرہِ نجات کا مشورہ | مولانا نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ

ممبران جیوری کو اپنی روح اور نجات کا خیال کرنا چاہئے اور اس لئے آپ کو اپنا فیصلہ سنانا اور لارڈ ریڈنگ سرکاری وکیل مرجج اور لائڈ جارج کے قول سے مرعوب نہیں ہونا چاہئے قیامت کے دن ہر شخص کو اپنا اپنا حساب دینا ہے ممکن ہے کہ آپ میں سے بعض حضرات روز جزا پر ایمان نہ رکھتے ہوں۔ بلکہ تناسخ کے قابل ہوں لیکن روح سے حساب طلب کیا جائیگا۔ میں سزا سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا۔ میں مقدمہ کے متعلق بحث و تحیص کرکے گواہوں پر جرح کرسکتا تھا۔ کیونکہ مقدمہ نہایت کمزور تھا۔ میں اسکے پرخچے اڑا سکتا تھا۔ میں لارڈ چیف جسٹس کی رائے کو جو شملہ سے کہہ رہا ہے کہ اسلام پر کوئی حملہ نہیں کیا گیا۔ گواہی کے صندوق میں بند کرکے ٹکڑے ٹکڑے کرسکتا تھا۔ حملہ ہے اور ضرور ہے۔ اگر آپ محفوظ رہنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کے کاشانۂ دل میں ایمان کی شمع روشن ہے۔ تو آپ کو سرکاری وکیل کی باتوں سے یا اس وجہ سے مرعوب نہیں ہونا چاہئے کہ آپ اعلیٰ یا فورنر کی کمپنیوں میں ملازم ہیں جو گاندھی ٹوپی پر معترض ہیں۔ ہر شخص کو اپنے ضمیر کے مطابق اپنی حفاظت کرنا ہے۔ آپ کو اپنی محافظت کرنا ہے۔ مجھے اپنی صفائی خدا اور قوم کے سامنے پیش کرنا ہے۔ ہم مجرم نہیں مگر اس عدالت کے نزدیک خدا کی عدالت میں جج۔ سرکاری وکیل۔ اور تمام لوگ جمع ہوں گے۔ خدا کی سلطنت بلند ترین سلطنت ہے۔ یہ شاہ جارج کی نہیں بلکہ خدا کی سلطنت ہے جس وقت وہ مجھے طاعت الٰہی سے باز رکھے گا۔ خدا اسے سلطنت سے محروم کردے گا۔ یہاں مولٰنا محمد علی نے ختن الرسول (حضرت) علی اور ان کے جانشین کی مثال پیش کی۔ جو ایک یہود کو خدائی احکام کے مطابق قتل کرنے والے تھے۔ مگر انہوں نے اسے معاف کردیا۔ یہود نے (حضرت) علی کے منہ پر تھوک دیا۔ چونکہ اس فعل سے وہ خفا ہوئے تھے۔ اس لئے وہ یہود کو ذاتی غصہ کی بنا پر قتل کر دیتے مولٰنا محمد علی نے کہا کہ وہ حضرت علی کی طرح ذاتی اشتعال جذبات کی بنا پر کسی شخص کو حتی کہ ایک مچھر کو بھی نقصان نہیں پہنچائیں گے لیکن خدا کی راہ میں وہ کسی شخص کو یہاں تک کہ اپنے بھائی یا بیٹے کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔

مولٰنا کے اختتام پر کمرۂ عدالت کا نظارہ

رئیس الاحرار مولٰنا محمد علی صاحب نے اپنے بیان میں جو آخر میں پہنچکر نتیجہ نکالا وہ نہایت ہی پر اثر اور دلچسپ تھا چنانچہ حاضرین اس سے بیحد متاثر نظر آتے تھے۔ اور جب مولٰنا بیٹھ گئے تو حاضرین کی ایک بڑی تعداد کمرۂ عدالت سے باہر چلی گئی۔ اس لئے کہ دیگر ملزمین کے بیانات میں زیادہ دلچسپی کی امید نہ تھی۔

مولٰنا کا عدالت سے استفسار نماز

مولٰنا محمد علی صاحب نے عدالت سے دریافت کیا کہ آیا آج یوم جمعہ کو

نہیں مسجد میں جاکر نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے گی ۔ جج نے کہا کہ اس کو اس معاملہ میں کوئی بحث نہیں ہے اس لئے کہ ملزمان پولیس کی حراست میں ہیں اگر وہ اجازت دیدے تو جا سکتے ہیں ۔

مولانا حسین احمد مہاجر مدنی جانشین حضرت شیخ الہند کا بیان

ملکہ وکٹوریہ کا اعلان حضرت مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی جانشین حضرت شیخ الہند نادیہ مرقدہٗ نے رئیس الاحرار مولانا محمد علی صاحب کے بعد ایک بجکر ۲۵ منٹ پر اپنا بیان دینا شروع کیا آپ نے فرمایا کہ ۱۸۵۷ء کے زمانہ غدر میں حکومت برطانیہ نے ہندوستان کا جوش ٹھنڈا کرنے کیلئے شاہی اعلان جاری کیا جو تمام اطمینان بخش امیدوں پر مشتمل تھا ۔ یہ اعلان ہندوستان میں برطانی حکومت کا سنگ بنیاد تھا اس کے آخر میں لکھا ہے کہ حکومت ہندوستانیوں کی فلاح و بہبود کیلئے مصروف عمل ہوگی ۔ اپنے مقبوضات کو وسعت نہیں دیگی ۔ اور راجاؤں ۔ نوابوں اور عامتہ الناس کے حقوق کی حفاظت کرنے کیلئے اپنے وعدے پورے کریگی ہندوستانیوں کے ساتھ باشندگان نو آباد بات ایسا سلوک روا رکھا جائیگا ۔ باغیوں کو معافی دیدی گئی تھی ۔ یہ بھی تسلیم کیا گیا تھا کہ ہندوستانیوں کو مذہبی آزادی دیدی گئی ہے تاریخ اس امر کی مظہر ہے کہ ۱۸۵۷ء میں ان مذہبی جذبات کے باعث بغاوت رونما ہوئی ۔ جو دنیا کے دیگر ممالک میں کالعدم ہیں ۔ تاریخ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہندوستانی مذہب کی خاطر سب کچھ قربان کر دیتے ہیں ۔ اور ایسا ہونا بھی چاہئے کیونکہ خدا کا یہی ارشاد ہے روحانی مسرت کے سامنے دنیاوی فائدہ کی کوئی حقیقت نہیں ۔

مذہب بادشاہ کا قانون ہے کیونکہ اس برطانی مدبر نے ملکہ وکٹوریہ کی طرف سے اعلان جاری کیا ۔ یہ صرف ملکہ ہی کی طرف سے نہیں بلکہ دیوان عام و دیوان خاص کی طرف سے بھی تھا ۔ ایڈورڈ ہفتم اور شاہ جارج نے اس پر مہر تصدیق ثبت کی ۔

اس کا وہ حصہ جس میں مذہبی آزادی کا ذکر ہے مظہر ہے کہ ہماری یہ خواہش نہیں کہ ہم اپنی رعایا کو اس بات پر مجبور کریں کہ وہ ہمارے مذہبی احکام کی پیروی کرے ۔ کسی شخص کو اس کے مذہبی فرض کی انجام دہی سے باز نہیں رکھا جائیگا ۔ قانون کی رو سے سب کو مساوی درجہ دیا جائیگا ۔ ہم اپنے افسروں کو حکم دیتے ہیں کہ وہ عوام کی مذہبی آزادی میں مزاحم نہ ہوں ۔ ورنہ وہ ہماری ناراضی کا موجب ہوں گے ۔ اس کے بعد ہندوستانیوں کو سکون و اطمینان حاصل ہوگیا ۔ کیونکہ انہیں یقین تھا کہ یہ شاہی اعلان ہے اور اس پر عمل کیا جائیگا ۔

قرارداد کراچی کا تذکرہ جو قرارداد میں نے پیش کی وہ قرارداد نہیں بلکہ سب کا مذہبی فرض ہے ۔ یہ تیرہ سو

سال کا معاملہ ہے کوئی نئی بات نہیں اسے احتیاطاً قرارداد کہا گیا ہے کیونکہ اور فقرے بھی اس میں شامل ہیں یا نہیں اپنے مذہب اور ہندو اپنے دھرم کو جانتے ہیں۔ یہ مذہبی معاملہ ہے۔ اس کا فیصلہ کرنا [illegible] کا نہیں بلکہ علماء کا کام ہے۔ [illegible] جز ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ یہ مذہبی اصول ہے (۱) قرارداد کے الفاظ (۲) نفس مضمون۔ کہا ہے کہ پولیس کی ملازمت کرنا حرام ہے۔

لفظ حرام کی تشریح

حرام ایک مذہبی لفظ ہے ایسے صاف الفاظ ہیں حرام اسے کہتے ہیں جس سے شریعت صاف طور پر منع کرے۔ حرام وہ فعل ہے جس کے ارتکاب پر قہر الٰہی نازل ہوتا ہے [illegible] کی رو سے حرام ہے جو شخص اس کا مرتکب ہوتا ہے اس پر قہر الٰہی نازل ہوتا ہے جو شخص اس سے احتراز کرے وہ نیک کام کرتا ہے۔

مولانا محمد علی نے حرام کے متعلق فرمایا [illegible] کیونکہ اس نے [illegible] کسی شخص کو اس وقت تک مسلمان نہیں کہا جا سکتا جب تک کہ وہ قرآن کریم کے ہر لفظ کی صداقت پر ایمان نہ لائے [illegible] اغراض وغیرہ کے لئے قرآن شریف کی آیات کو [illegible] حرام ہے۔ حکومت نے اپنی [illegible] اغراض کے لئے محکمہ پولیس قائم کیا ہے۔ ایک [illegible] کا فرض ہے کہ وہ [illegible] ہر شخص [illegible] مذہب سے تعلق [illegible] اپنی تلوار کھینچ لے اور مکانوں کو مسمار [illegible] کر دے۔

قرآن میں قتل مسلم کی ممانعت

مسلمانوں کو قتل کرنا حرام ہے [illegible] خدا نے قرآن کریم میں سات جگہ مسلمانوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے [illegible] اس کے خلاف [illegible] کیسے [illegible] متعدد آیات پڑھ کر سنائیں۔

حدیث میں قتل مسلم کی ممانعت

اب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معتبر و مصدقہ احادیث [illegible] کرتا ہوں جو [illegible] مسلمانوں کو [illegible] فرمائی ہے کہ وہ ایک دوسرے کا [illegible] نہ بنیں۔

لنچ کیلئے اجلاس کا التوا

عدالت ۲ بجے بعد دوپہر لنچ کے لئے برخاست ہوئی اور ۳ بجے دوبارہ شروع ہوئی۔

مسلم کا قتل کفر ہے [illegible]

لنچ کے بعد حضرت مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی

جانشین حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہٗ نے اپنا بیان جاری رکھا اور معتبر احادیث نبوی توضیحاً بیان کیں آپ نے فرمایا۔ ہماری کتب مذہبی میں لکھا ہے کہ مسلمان کو کسی جائز سبب کے بغیر قتل کرنا کفر سے دوسرے درجہ پہ ہے۔

حرمت شراب و ... اور حرمت قتل مسلم کا فرق

بعض ایسے افعال ہیں مثلاً شراب پینا اور سور کا گوشت کھانا جو اگرچہ مذہباً حرام ہیں مگر ایک مسلمان کو ان کا مرتکب ہونا پڑتا ہے۔ اگر بادشاہ اسے قتل کی دھمکی دے کر ایسا کرنے پر مجبور کرے۔ اگر وہ بادشاہ کا حکم ماننے سے انکار کرے اور بادشاہ اسے اس جرم میں قتل کیدے تو وہ مجرم ٹھہرایا جاتا ہے دوسرے ایسے افعال بھی ہیں۔ مثلاً روزہ افطار کرنا وغیرہ جن میں ایک مسلمان کو سزائے موت کے تحت بھی بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہے لیکن اگر ایک بادشاہ ایک مسلمان سے یہ کہے کہ تم فلاں مسلمان کو قتل کردو ورنہ تمہیں گولی سے اڑا دیا جائیگا تو اسلام میں اس مسلمان کیلئے یہ حکم ہے کہ اپنی جان قربان کردو۔ مگر اپنے مسلمان بھائی کو قتل نہ کرو۔

حرمت ملازمت انگریزی کی توجیہ

مولنانے ایک کتاب لکھی۔ جس میں یہ سوال درج تھا کہ آیا انگریزوں کی ملازمت جائز ہے؟ جواب یہ دیا گیا تھا۔ کہ اگر ایک مسلمان سے کہا جائے کہ تم دوسرے مسلمان کو قتل کرو۔ یا لحم الخنزیر کھاؤ۔ تو ایسی ملازمت حرام ہے۔ مولنانے کہا کہ یہ ۰۰ سال پہلے کی لکھی ہوئی ہے۔ آپ نے اس حکم کے ثبوت میں ایک اور ۵۰ سالہ کتاب کا حوالہ دیا۔ احکام قرآنی کو دوسرے شخصوں تک پہنچانا بھی مذہبی فرض ہے۔ قرآن کریم ہمیں یہ بھی حکم دیتا ہے کہ خود فوج میں جاکر سپاہیوں سے کہیں کہ مسلمانوں کیلئے ایسی ملازمت کرنا حرام ہے۔ لیکن ہم وہاں نہیں گئے۔ اور یہ ہماری کمزوری ہے ایک عالم دین ہونے کی حیثیت سے مسلمان سپاہیوں تک یہ پیغام پہنچانا میرا فرض ہے۔ کیونکہ ملکہ وکٹوریہ نے اعلان کیا تھا کہ کسی شخص کے مذہبی امور میں مداخلت نہیں کی جائے گی۔ جنہوں نے یہ بیجا مداخلت کر کے ہمیں تنگ کیا ہے۔ وہ فی الحقیقت حکم شاہی کی خلاف ورزی کے ذمہ دار ہیں۔ اگر کوئی مسلمان عالم دین ہمیں احکام قرآنی کے عدم تعمیل کے لئے کہے تو ہم اس کی بات نہیں مانیں گے مولنانے اس مخالفت کی تائید میں ایک حدیث کا حوالہ دیا۔

متفقہ فتوی علمائے ہند کا تذکرہ

کسی نے یہ بیان نہیں کیا کہ میں ماتحت کمیٹی میں موجود تھا۔ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ میں نے اس فتوے پر دستخط کئے ہیں جن ... ۵۰۰ دستخط ہیں اور عالم دین ہونگی

حیثیت سے ایسا کرنا میرا فرض تھا کسی مسلمان کو احکام قرآنی کی خلاف ورزی نہیں کرنا چاہیے۔ اس استغاثہ کے متعلق لارڈ ریڈنگ نے کہا ہے کہ مسلمانوں کے مذہب میں مداخلت نہیں کی گئی۔

وائسرائے ہند، وزیر ہند اور وزیر اعظم برطانیہ کو اعانت حصول سوراج کا مشورہ

میں یہ معلوم کر کے خوش ہوں کہ سرکاری وکیل اور جج نے کہا ہے کہ احکام قرآنی کو پیش نظر نہیں رکھا جائیگا۔ اور اس سے بھی زیادہ خوش ہوں گا۔ اگر لارڈ ریڈنگ مسٹر مانٹیگو اور لائڈ جارج اس بات کا اعلان کر دیں کہ مسلمانوں کو تمام احکام قرآنی پر عمل پیرا ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ یہ ہمارے لئے بہتر ہوگا اور سوراج ۹ ماہ کے بجائے ۳ ماہ میں حاصل ہو جائیگا۔ میں ڈنکے کی چوٹ اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے لئے برطانی فوج میں ملازمت کرنا حرام ہے۔

ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو کا بیان

ڈاکٹر صاحب کا ممبران جیوری کو مشورہ

فخر پنجاب جناب ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو نے چار بجے شام کو جیوری سے کار روائی اپنا بیان دینا شروع کیا آپ نے جیوری کو مخاطب کر کے فرمایا کہ قبل اس کے کہ میں استغاثہ کے متعلق بحث کروں میں چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں۔ یہ معاملہ ایک طرف سات کروڑ ہندوستانی مسلمانوں کی آزادی اور دوسری طرف برطانیوں سے متعلق ہے اور اس استغاثہ کی خبریں شملہ انڈیا آفس اور تمام دنیا میں پہنچ چکی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس سماعت مقدمہ کی اہم ترین معنی خیزی کو اچھی طرح محسوس کر کے اپنے ضمیر کے مطابق فیصلہ سنائیں۔

جج:- سوال یہ ہے کہ آیا آپ کو الزام کے متعلق کچھ کہنا ہے یا نہیں۔

ڈاکٹر کچلو:- میں عدالت کو اپنا بیان نہیں دوں گا بلکہ ممبران جیوری کے سامنے سماعت مقدمہ اور تحریر کردہ شہادت کی اہمیت کو واضح کر دونگا۔ میں بیرسٹر تھا۔ لیکن ترک موالات کی بنا پر میں نے عدالت سے مقاطعہ کر لیا ہے۔

یہ معمولی نہیں بلکہ ایک نہایت اہم مقدمہ ہے۔

شنکر آچاریہ جی و سرکاری گزٹ کا حوالہ

سرکاری گزٹ میں شنکر آچاریہ کے متعلق جو ۲۲ کروڑ ہنود کا مذہبی سردار ہے اور اس لئے میرا بھی سردار ہے ایک اعلان درج تھا میں اسے دیکھکر خوش ہوا۔ کیونکہ ہنود حکومت کو بہتر طریق پر جان لیں گے۔

اصول مذہب اور تعزیرات ہند

اگر تعزیرات ہند میں کوئی ایسی دفعہ ہے جو مذہبی آزادی دیتی ہے تو میں اس دفعہ کے تحت آتا ہوں۔ میں سرکاری وکیل کی جدوجہد کی تعریف کرتا ہوں لیکن جب وہ نتیجہ یہ نکلے کہ ہمارے گواہوں پر کوئی جرح نہیں کی اور نہ ہی کوئی وکیل ہی کیا۔ تو انصاف کا مطالبہ کرنا ان کا فرض تھا۔ میں اس بات کی محافظت کرتا ہوں کہ اصول مذہب اور تعزیرات ہند میں کسی قسم کا فرق نہیں جس کمیٹی نے اسے مرتب کیا تھا اس نے آزادی کو پیش نظر رکھ کر اس کے ابواب کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا تھا۔ میں اعضائے قوانین کا تحریر کردہ اقتباس پڑھنا چاہتا ہوں۔

یہ قانون اس اصول پر مبنی ہے کہ ہر شخص کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے کا اختیار ہے۔ مگر کسی دوسرے شخص کے مذہب کی تحقیر و توہین کرنے کا اسے کوئی حق حاصل نہیں۔ تمام ایسی شرائط پوری طرح ہندوستان پر عائد ہوتی ہیں۔ اگر مسلم خود یہ سمجھیں کہ حکومت ان کے مذہب میں سخت اندازی کر رہی ہے۔ اس کتاب میں مسائل مذہبی کی تفصیل کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

شہادت استغاثہ میں بد دیانتی سے کام لیا گیا

گواہی کے متعلق استغاثہ کے بارے میں میں کہتا ہوں کہ یہ غیر مکمل ہیں۔ میں یہ ثابت کرتا ہوں کہ کوئی شخص اس کے برعکس ثابت کر کے دکھائے شہادت صرف غیر مکمل نہیں۔ بلکہ اس کی تحریر سے بددیانتی بھی ظاہر ہوتی ہے۔ میں نے ابتدا میں ہی کہا تھا کہ میں اس مقدمہ کو ایک مضحکہ خیز تماشا سمجھتا ہوں اور حکومت نے دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کیلئے اس کی عنان انتظام اپنے ہاتھ میں لی ہے۔ میں تارک موالات ہوں۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت نے کس خیال سے اور کس سبب کی بنا پر یہ مقدمہ چلایا ہے۔ قاعدہ ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مجسٹریٹ پر رعب ڈالنے یا اسے ضرر پہنچانے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔ ایک دفعہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ماتحت عدالت کی کارروائی میں مداخلت کی۔ اس نے ایک پولیس کے افسر کو حکم دیا کہ وہ (مولانا) محمد علی کو چھڑا دے۔ یہ غیر معقول و بے ضابطہ مداخلت ہے۔ ابتدائی مجسٹریٹ کیلئے لازمی ہے کہ وہ پہلے یہ بیان کرے کہ کس جرم کے تحت ملزم پر مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔

اور سرکاری وکیل نے ۲۷ تاریخ کو دو گواہوں کے متعلق جو درخواست دی تھی اس پر مجسٹریٹ نے تحریر کیا تھا کہ گواہوں کو عدالت سشن میں طلب کیا جائے گا۔ اس سے مجسٹریٹ کی ہٹ دھرمی اور ناانصافی ظاہر ہوتی ہے جس نے اختتام شہادت سے قبل ہی ہمیں سشن سپرد کر دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ میں چاہتا

ہو سکا کہ جج ان غیر آئینی کارروائیوں پر غور کرے۔ ضروری ہے کہ مجسٹریٹ مقدمہ کے واقعات اور تحریر کردہ شہادت کے سلسلے میں ملزمین کے بیانات تحریر کرے۔ مجسٹریٹ نے میرا بیان تحریر نہیں کیا۔ کیونکہ اس نے مجھے انگریزی میں بیان دینے کے لئے کہا تھا۔ آپ ملزم کو کسی خاص زبان میں بیان دینے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ چکبت گروپ کا کوئی بیان نہیں لیا گیا۔ کیونکہ وہ کھڑے نہیں ہوئے تھے۔ میں یہ ظاہر کر رہا ہوں کہ کاغذات غیر مکمل ہیں اور ان میں بددیانتی سے کام لیا گیا ہے۔

عدالت ماتحت کی بے ضابطگیاں

اس مقدمہ میں جج نے پہلے مولانا محمد علی کو بیان دینے کی اجازت دی۔ لیکن بعد میں انکار کر دیا۔ یہاں بھی شنکر آچاریہ کو بیٹھے بیٹھے بیان دینے کی اجازت دی گئی کیونکہ کھڑے ہونا ان کے مذہب کے خلاف ہے۔ مولانا محمد علی کے سوائے کسی شخص کا بیان ماتحت عدالت میں نہیں لیا گیا۔

الزام انگریزی زبان میں پڑھا گیا۔ اور بعض ملزمان انگریزی نہیں سمجھتے یہ بھی سخت بے قاعدگی ہے۔ ماتحت عدالت میں سرکاری وکیل سے کہا گیا کہ وہ دلائل دے۔ ملزمین سے مقدمہ پر بحث و تحقیق کریں۔ مولانا محمد علی سے وعدہ کیا گیا کہ وہ سرکاری وکیل کے دلائل کا جواب دیں لیکن یہ وعدہ ایفا نہ کیا گیا یہ معمولی نہیں بلکہ نہایت اہم بے ضابطگیاں ہیں جو ملزمین کے لئے ضرر رساں اور تمام سماعت مقدمہ کو بگاڑ رہی ہیں مجسٹریٹ فرد جرم گھر سے لکھ کر لایا تھا۔ میں چیلنج دیتا ہوں کہ کوئی شخص ثابت کرے کہ یہ عدالت میں لکھی گئی ہے۔ اختتام مقدمہ پر مجسٹریٹ نے فی الفور فرد جرم پڑھنا شروع کی سیشن سپرد کرنے کا حکم بھی ابھی نہیں دیا گیا تھا۔ میں ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک مضحکہ خیز سوانگ یا تماشا ہے اور ماتحت عدالت کی کارروائی غیر آئینی بے قاعدہ اور بے ضابطہ ہے اور عدالت انہیں مجرم قرار نہیں دے سکتی یا سزا نہیں دے سکتی۔

یہ ان تین حصوں کا پہلا جزو ہے جن میں میں ماتحت عدالت کی بے قاعدگیوں کو منقسم کرنا چاہتا ہوں۔ دوسرا جزو یہ ہے جس وقت کوئی عدالت ملزم کو سیشن سپرد کر دیتی ہے۔ ماتحت عدالت کا اختیار ختم ہو جاتا ہے لیکن مجسٹریٹ نے ۲۴ گھنٹہ کے بعد اس بات کو محسوس کیا۔ کہ اس نے چند غلطیاں کی ہیں۔ اس نے ہمیں سیشن سپرد کرنے کے دوسرے دن بعد طلب کر کے الزام اردو میں پڑھکر سنایا۔ یہ امر تمام سماعت مقدمہ کے لئے نقصان دہ ہے۔

جب مقدمہ اعلیٰ عدالت میں پیش ہو تو یہ معلوم کرنا اس کا فرض ہے کہ کیا ماتحت عدالت کی کارروائی مطابق

آئینی جو باقاعدہ ہے۔ ماتحت عدالت کا فرض ہے کہ وہ ملزم سے صفائی کے گواہوں کی فہرست پیش کرنے کو کہے۔ مجسٹریٹ نے پہلے یہ سوال نہیں کیا۔ بلکہ مقدمہ کو سشن سپرد کرنے کے بعد ایسا کیا۔

تیسرا جزو یہ ہے کہ الزام مرتب ہونے اور سشن سپرد کرنے حکم کی منظوری کے بہت دن بعد جیل میں زائد سماعت مقدمہ جاری رکھی گئی۔ میرے سوال پر مجسٹریٹ نے کہا کہ اسے ایسا کرنے کا اختیار ہے زائد شہادت قلمبند کی گئی۔ قانون کے رو سے الزام مرتب کرنے سے پہلے تمام شہادت تحریر کی جانی چاہئے۔ زائد شہادت کے یہ معنی ہیں کہ سشن سپرد کرنے کے حکم کی منظوری سے قبل شاید نئی شہادتوں کی ضرورت پڑ جائے۔ لیکن یہ بددیانتی ہے۔ زائد شہادت کے بعد بھی مجسٹریٹ کا فرض تھا کہ وہ ہم سے گواہ پیش کرنے کے متعلق دریافت کرتا۔ اس نے ایسا نہیں کیا۔ پہلی دفعہ ایک گواہ نے شنکر آچاریہ کی تقاریر کا ذکر کیا تھا۔

یہ مقدمہ تاریخ ہند کا ایک نیا باب ہے

ماتحت عدالت کا ترتیب دادہ الزام اس عدالت میں وسیع اور مدت جرم میں ایک سال کا اضافہ کر دیا گیا۔ یہ عدالت اس اعتبار سے کہ عدالت میں ایک نیا گواہ پیش ہوگا ایسا کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتی تھی۔ یہ صرف ماتحت عدالت میں تحریر کردہ شہادت کی روشنی میں دفعات الزام کی ترتیب بدل سکتی ہے یہ امور تمام سماعت مقدمہ کو بگاڑ رہے ہیں۔ میں آپ کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ مقدمہ نہایت اہم ہے۔ بوجہ تاریخی واقعہ ہے جس سے تاریخ ہند کا نیا باب شروع ہوتا ہے۔

مولانا محمد علی ایک فاضل شخص ہیں۔ مولانا حسین احمد علوم اسلام کے زبردست ماہر ہیں۔ ۲۲ کروڑ ہندو سری شنکر آچاریہ کو اپنا مذہبی پیشوا سمجھ کر نہایت قدر و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ پیر غلام مجدد کے ہزاروں مرید ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ اس مقدمہ کی اہمیت اور معنی خیزی کو محسوس کریں۔ کیونکہ اس کا اثر نہ صرف ہندوستان میں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی وسعت پذیر ہوگا۔

اشتہار اور متفقہ فتوے کا ذکر

سنہ ۱۹۱۹ء میں مجھ پر سازش کا الزام لگایا گیا تھا میں کہتا ہوں کہ میں ایک مجاہد و انقلاب انگیز شخص ہوں۔ میں متیقن ہوں کہ انقلاب انگیزی دو ذریعوں سے موثر و کامیاب ہو سکتی ہے۔ ایک تو پرامن ترک موالات سے اور دوسرے ان ذرائع سے جو روس، فرانس اور انگلستان میں اختیار کئے گئے تھے۔ جن کیلئے میں تیار ہو سکتا ہوں اس استغاثہ سے یہ مقصود ہے۔ کہ مجاہدہ خلافت کا گلا گھونٹ کر اتحاد ہندو و مسلم کو کمزور کر دیا جائے۔ میں فیصلے کی مطلق پرواہ نہیں کرتا۔ مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں۔ میں ایمانا کہتا ہوں کہ میں اس حکومت کو پرامن ترک موالات سے نیست و نابود کر دینا

چاہتا ہوں۔ کیونکہ میرا ملک اس امر کا متقاضی ہے۔ اس مجاہرہ کی علت غائی یہ ہے کہ ہندوستان میں بھی آزادی وسیاسی کا لطف اٹھایا جائے۔

اگر میری تقریر تعزیرات ہند کے تحت آتی ہے تو میں جج سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھے خفیف نہیں بلکہ شدید سزا دے۔ میں نے اس وقت بھی مولانا حسین احمد کے پیش کردہ رزولیوشن کی تائید کی تھی اور اب بھی تائید کرتا ہوں۔ اس وقت ہندوستان میں یہ خبریں موصول ہوئی تھیں۔ کہ انگلستان حکومت انگورا کے خلاف بلاواسطہ یا بالواسطہ یونان کو مدد دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ مذکورہ قرارداد منظور کی گئی۔ میں سرکاری وکیل کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ جو یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم نے تمام دیگر قراردادوں سے اس قرارداد کو زیادہ اہمیت دی ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ ہم نے اس قرارداد کو زیادہ اہمیت دی ہے۔ کلکتہ ناگپور اور دیگر مقامات میں تمام خلافت اور کانگریس کمیٹیوں نے اس قسم کی ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں ترک موالات کے نظام عمل کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو فوجی ملازمت چھوڑ دینے کا موتمہ ہے۔ حکومت ہند اور انڈیا کونسل اس سے آگاہ ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ تمام قرارداد کے معنی سمجھ لیں۔ اس میں لکھا ہے کہ کانگریس کے مشورہ سے ہم سول احکام کی نافرمانی شروع کر دیں گے۔ مجھ پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ میں نے زیر بحث قرارداد کی تائید کی اور سپاہیوں کو ورغلانے کے متعلق سازش میں شرکت کی۔ کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ میں یا کسی اور ملزم نے حقیقتاً سپاہیوں سے کہا ہے کہ وہ ملازمت ترک کر دیں۔ میں ایک سپاہی سے یہ نہیں کہتا کہ وہ حکومت کی اطاعت کرنا چھوڑ دے یا اپنا فرض ادا نہ کرے میں اسے بتانا چاہتا ہوں کہ فوج میں ملازمت کرنا گناہ ہے میں اسے ملازمت چھوڑنے پر مجبور نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ اس پیغام سے مطلع کرنا چاہتا ہوں۔ اگر اس کے دل میں ایمان کی جھلک موجود ہے تو وہ ملازمت سے استعفا دیگا ورنہ نہیں۔ عدم ادائے فرض اس کا فطری نتیجہ نہیں صرف استعفا دیکر ملازمت سے سبکدوش ہو جائیگا۔ ہم نے بیرسٹروں کو بھی مقاطعہ عدالت پر مجبور نہیں کیا۔ ہم نے صرف کانگریس کا فیصلہ ان تک پہنچایا ہے۔ اگر میں آزاد ہوتا تو فوجی سپاہیوں سے کہتا کہ خواہ ان کا کورٹ مارشل بھی کر دیا جائے۔ مگر وہ ملازمت سے دست کش ہو جائیں۔ سول احکام کی خلاف ورزی کا وقت ابھی نہیں آیا لیکن مجھے امید ہے کہ ملک میں جلد اس کا آغاز ہو جائیگا۔ اظہار سازش کیلئے دو شخصوں کے مابین اتفاق رائے کو پایہ ثبوت تک پہنچانا ضروری ہے۔ کیا کوئی شخص ثابت کر سکتا ہے کہ کوئی سے دو ملزم کسی وقت سپاہیوں کو ورغلانے کے لئے متفق الرائے ہوئے؟ اس کے متعلق قطعاً کوئی شہادت موجود نہیں

اس احتمال و قیاس سے ہے۔ مگر آپ کو اپنے فیصلہ کی بنیاد ان قیاس پر نہیں رکھنی چاہیئے۔ میں نے صرف موٹی موٹی باتوں کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ میں شہادتوں کو عمیق نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہتا۔

اس مقدمہ میں کسی اتفاق کے [illegible] مجرمانہ فعل کا وجود نہیں۔ مجرمانہ فعل کو ثابت کرنے کیلئے جو اشتہار پیش کیا گیا اسے شخص نے چھاپا ہے جسے ہم نہیں جانتے۔ اشتہار میں کسی کا نام درج نہیں اس مطلب کی کوئی شہادت بھی نہیں گزری اس میں لکھا ہے کہ ازالۃ الاشاعت (اینٹی گاؤکشی) دہلی کے جنرل سکریٹری نے یہ اشتہار شائع کیا ہے۔ آخر سوال کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی ایسی بات درج نہیں جسے اسلام نے منظور نہ کیا ہو۔ دہلی میں بہت سے مطابع ہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ منتظمین مطابع کو شہادت دینے کیلئے طلب کریں۔

مولانا محمد علی نے کہا [illegible] اجازت [illegible] آگے بڑھونگے [illegible] دینا نہیں چاہتے۔ آپ کو غالباً یاد ہو گا [illegible] سیشن میں سماعت مقدمہ بہت جلد شروع ہونی چاہیئے۔ عدالت [illegible] برخاست ہوئی۔

تحریف کلام مجید یا اس کے معنے بدلنا گناہ ہے

[illegible] اور [illegible] ایک ہی قسم اور ایک ہی [illegible] میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں [illegible] ہم نہیں جانتے کہ کس نے چھاپا ہے اشتہار میں بہت سی غلطیاں ہیں [illegible] لکھا ہے کہ [illegible] وصل [illegible] ایسا ہی [illegible] قرآن شریف کا [illegible] گناہ ہے [illegible] شائع نہیں ہو سکے گے لیکن اگر [illegible] تو بھی [illegible] نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم نے [illegible] سکتا ہے کہ اس نے اپنے مذہب کو [illegible] کے لئے [illegible] نہیں کی تھی۔ بلکہ اس نے یہ [illegible] تھا کہ [illegible] کی پرواہ نہیں کریگا۔

لیکن اس سے قبل استغاثہ کو ثابت کرنا ہے کہ کسی قسم کا اتفاق [illegible] مولانا محمد علی نے [illegible] ثابت نہیں [illegible] تھا۔

سب سے بڑی بات [illegible] نہیں [illegible] حاضری نہیں بلکہ [illegible] کا انتہا ہے کہ [illegible] آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میرا بیان [illegible]

سنا ہے۔ میں آپ سب کا سپاس گزار ہوں۔ مجھے کسی ایک فرد سے کسی قسم کی نفرت یا ناراضی نہیں۔ مگر میں حکومت کا سخت مخالف ہوں۔ جو خلافت کو تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہے اور میں کہتا ہوں کہ حکومت میرے ملک، میری قوم اور میرے مذہب کی دشمن ہے۔ مہاتما گاندھی عدم تشدد پر عمل پیرا ہیں۔ کیونکہ وہ بہت ترقی پذیر فتہ ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ میں آج قائل عدم تشدد ہوں۔

اگر خلافت کا تصفیہ نہ ہوا تو نتیجہ برا نکلے گا۔

لیکن اگر حکومت نے خلافت کو آزاد نہ کیا تو نتیجہ بہت خطرناک ہوگا۔ میں ستیہ اگرہی ہوں یعنی میں اپنی تمام زندگی میں سچ بولنا چاہتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ لوگ آخر تک پرامن رہیں گے اور میں اس مقدمہ اور اس تماشہ کی مطلق پرواہ نہیں کرتا۔

اختتام کارروائی

ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو کے بیان کے بعد عدالت نے چھ بجکر دس منٹ پر اجلاس برخاست کیا۔

علی برادران و دیگر رہنمایان قوم کا مقدمہ عدالت سشن میں

چھٹے روز کی مفصل کارروائی

خالق دینا ہال کا نظارہ

۲۹ اکتوبر ۱۹۲۱ء یوم ہفتہ کو بوقت ۱۱ بجے صبح علی برادران و دیگر رہنمایان قوم کا مقدمہ جس کی یہ چھٹی پیشی تھی مسٹر کینیڈی جوڈیشنل کمشنر سندھ کے روبرو مشہور خالق دینا ہال میں پھر پیش ہوا۔ ہال معتقدین لیڈران و دیگر شوقینوں سے پر تھا۔

لیڈران کی آمد پر اظہار احترام

جس وقت علی برادران و دیگر فدایان حق داخل کمرہ عدالت ہوئے تو حاضرین نے اپنی جگہوں سے کھڑے ہو کر اظہار احترام کیا۔ ازاں بعد سررشتہ دار نے پیر غلام مجدد صاحب سندھی جیوری کے روبرو ایڈریس دینے کو کہا اور پیر صاحب نے سندھی زبان میں مندرجہ ذیل ایڈریس دیا۔

پیر غلام مجدد سندھی کا بیان

مذہب کو قانون پر تفوق

دنیاوی قوانین اور قانون تعزیرات ہند کا پورا ادب و احترام مجھے ملحوظ ہے لیکن صرف اسی وقت تک جب تک یہ قانون ہمارے قرآن پاک کے احکامات یا ہمارے مذہبی جذبات میں کسی قسم کی مداخلت نہ کرے۔ لیکن جس وقت کوئی دنیاوی قوت ہمیں ہمارے مذہب میں لاپروائی برتنے پر مائل کرے اسی وقت ہم بحیثیت مسلمان کے یہ خیال کرتے ہیں کہ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس طاقت سے ہر قسم

کے تعلقات منقطع کرلیں۔ خدائے بزرگ و برتر قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو اس کے قانون سے واقف ہیں اور دوسروں تک اسے نہیں پہنچاتے ہیں۔ ان پر اس کا غضب نازل ہوگا اور میں ایک مسلمان ایک عالم اور پیر ہوں اس لئے میرا فرض زیادہ اہم اور زیادہ نمایاں ہے میرے پروردگار نے جو فرائض میرے سر عائد کئے ہیں۔ ان سے میں اس کے احکامات کی تبلیغ کرنے پر مجبور ہوں اگر ہم لوگوں نے جو کچھ کہا ہے وہ ایک جرم ہے تو اسکول کا ہر مسلمان معلم جو اپنے شاگردوں کو قرآن پاک پڑھاتا تھا اور اس کے معنی سمجھاتا ہے وہ بھی ہمارے ساتھ مجرم ہے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس سے مجھے خوف یا اندیشہ ہو میں نہ جیل سے ڈرتا ہوں اور نہ پھانسی سے۔ اگر خداوند عالم کے ارشادات کے ادب و احترام میں۔ میں سزا کا مستوجب قرار دیا جاؤں تو میں اپنے مذہب کیلئے تکالیف اٹھانا اپنے لئے باعث خوش قسمتی سمجھوں گا۔

قتل مسلم آپ سب حضرات اس سے واقف ہیں کہ مسلمان عام طور پر خلافت کا کس قدر ادب و احترام کرتے ہیں لیکن اس کا حکم دیا گیا ہے کہ اگر خلیفہ اسلام بھی اپنے فرائض کو پورا نہ کرے جو قرآن پاک کی طرف سے ان پر عائد ہوتے ہیں۔ تو مسلمان انہیں بھی نظر انداز کر سکتے ہیں میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ گورنمنٹ ہم سے کیا کرانا چاہتی ہے۔ اگر وہ کسی ایسی بات کرنے کو کہے جس کی ہمیں قرآن پاک نے ممانعت کی ہے تو ہم ایسا کرنے سے انکار کرتے ہیں خواہ وہ ہمیں پھانسی پر لٹکانے کی کیوں نہ دھمکی دے۔ حضرات! اگر آپ اپنے مذہب کا احترام کرتے ہیں تو آپ ایک مسلمان کے نقطۂ نظر کو بھی سمجھیں گے۔ جس کے لئے اس کا مذہب اتنا ہی پیارا ہے جتنا وہ آپ کیلئے ہے۔ قرآن پاک نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے کہ ہم سخت ترین سزا کی حالت میں بھی ایک مسلمان کو قتل نہ کریں۔ اب کیا آپ ہم سے کہتے ہیں کہ ہم اس قادر مطلق کی گورنمنٹ کے احکامات کی تعمیل نہ کریں جس کی خوشنودی پر ہماری موجودہ زندگی اور ہمارا مستقبل دونوں مبنی ہیں اور ایک دنیاوی حکومت کے احکامات کی تعمیل کر کے اپنے ضمیر کو ماریں اور اپنے خدائے پاک و برحق کے ہاتھ سے دائمی سزا کی تکلیف برداشت کریں۔ ہم نے صرف ایک مرتبہ رزولیوشن کی تحریک و تائید کی تھی لیکن ان ہزاروں مسلمانوں کے متعلق کیا حکم ہے۔ جو قرآن پاک کی ان آیات کی روزانہ تلاوت کرتے رہتے ہیں۔ کیا آپ انہیں ایسا کرنے سے روک سکتے ہیں؟ کیا آپ انہیں حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دیں گے۔ اور اگر آپ نے ان کے ساتھ ایسا سلوک کرنے کی دھمکی دی تب بھی وہ ہنستے کھیلتے پھانسی پر چڑھنا گوارا کریں گے بمقابلہ اس کے کہ اپنے اس فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کریں جو اس پر خدائے کریم کی طرف سے عائد ہوتا ہے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فتویٰ حرمت ملازمت غیر اسلامی

ایک صدی قبل مولانا عبدالعزیز صاحب رح نے فرمایا تھا کہ ایک غیر اسلامی گورنمنٹ کی ملازمت "حرام" ہے تب کسی نے بھی اس فرمان کے خلاف صدائے احتجاج نہیں بلند کی تھی ان کا فتویٰ ضبط نہیں کیا گیا تھا تو پھر ہمارا فتویٰ کیوں ضبط کیا جاتا ہے؟ ۵۰ سال گذرے جب ایک دوسرے زبردست عالم نے یہی بات کہی تھی اور ان کا فتویٰ ہر سال شائع کیا جاتا ہے ہماری طرح ان کو یہ حکم نہیں دیا گیا تھا کہ قانون تعزیرات ہند کے مختلف دفعات کے ماتحت ان پر مقدمہ چلایا جائیگا لیکن شاید ملکہ وکٹوریہ زیادہ عقلمند تھیں انہیں دوسروں کے مذاہب کا سچا محافظ و احترام تھا اور اس لئے اونہوں اس کا اعلان کر دیا تھا کہ وہ اپنی رعایا کے مذاہب میں ذرہ برابر مداخلت کو بھی گوارا نہ کرینگی

پیر صاحب کے جد امجد اور شہنشاہ جہانگیر کا واقعہ

جب میرے جد شیخ عبدالمجدد کو جن کی درگاہ شریف پٹیالہ میں ہے شہنشاہ جہانگیر نے طلب کیا اور یہ حکم دیا کہ اس دروازے سے جو پست تھا ہو کر گذریں تو پیر صاحب نے جواب دیا کہ جو سر اونہوں نے خدا کے آگے جھکا دیا اسے وہ خدائے پاک کے سوا کسی دوسرے کی درگاہ میں نہ خم کریں گے شہنشاہ برہم ہوئے اور انہیں گوالیار کے جیلخانہ میں بھیجدیا کچھ عرصہ کے بعد شہنشاہ کو اپنے اس فعل پر تاسف ہوا اور اونہوں نے پیر صاحب سے معافی مانگی۔

گورنمنٹ پچھتائیگی اور تلافی کریگی

مجھے بھی امید ہے کہ یہ گورنمنٹ بھی اپنے اس فعل پر پچھتائیگی اور اپنی غلطیوں کی تلافی کرے گی۔ چھ ماہ سے میں ضلع کراچی میں کوٹری اور ٹاٹا کے مقامات پر قرآن حکیم انہیں آیات کی تبلیغ کر رہا ہوں لیکن اس وقت کوئی کارروائی نہیں کی گئی شاید گورنمنٹ نے ہندو مسلم اتحاد اور سوراج کے متعلق ہمارے متفقہ مطالبہ کو دیکھتے ہوئے اب مسلمانوں کے مذہب کو تباہ و برباد کرنے کی طرف خیال کیا ہے لیکن وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہو گی۔ اور میں اور میرے خاندان کے کل مرد و زن اس کے لئے تیار ہیں کہ اگر ہمیں ہمارے مذہبی احکامات کی تعمیل کا صلہ مصائب و تکالیف کی صورت میں دیا جاتا ہے تو وہ اسے خندہ پیشانی سے برداشت کریں۔

مولانا نثار احمد کانپوری کا بیان

پیر غلام مجدد صاحب سندھی نے اپنا ایڈریس قریب ڈیڑھ گھنٹے کے ختم کیا جس کے بعد جناب مولانا نثار احمد صاحب کانپوری سے کہا گیا کہ ممبران جیوری کے روبرو اپنا ایڈریس پڑھیں۔ چنانچہ مولانا نے اردو میں جیوری سے خطاب کیا آپ کے الفاظ مغلق تھے۔ انگریزی میں ترجمہ نہیں ہو سکا اور کانا جیوری مشکل ہی سے سمجھ سکے ہونگے

آپ نے شہادتوں پر تنقید کی اور ان مسلمانوں پر اظہار نفرین کیا جنہوں نے شہادتوں میں جھوٹ بولا اور خدا اور خدا کے رسول کے خلاف دروغ بافی کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنی صفائی کیلئے نہیں بول رہا ہوں۔ بلکہ یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ مقدمہ ایک کھیل ہے۔ ایک تماشہ بنا ہوا ہے۔ آپ ایک مشہور برگزیدہ عالم ہیں آپ نے قرات سے قرآن کی آیات پڑھیں اور ان کا ترجمہ سنایا آپ کے اشاروں سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ خطیب ہیں۔ مولانا نے اپنی تقریر میں ۲۰ منٹ لئے۔ مگر طرز ایسا پراثر تھا معلوم ہوتا تھا کہ ان کی تقریر کا ان جیوری پر بھی اثر ڈالے بغیر نہ رہ سکی۔

جگت گرو سری شنکر آچاریہ کا بیان

مولانا نثار احمد صاحب کانپوری کے ایڈریس کے بعد جناب جگت گرو سوامی شنکر آچاریہ جی سے کہا گیا کہ وہ جیوری کے سامنے اپنا ایڈریس دیں۔

گرفتاری کارروائی مقدمہ کا حوالہ

۱۲ بجکر ۲ منٹ پر گرو جی نے اپنا تحریری بیان نکالا جس کے متعلق انہوں نے کہا کہ وہ عدالت کے سامنے پڑھینگے۔ عدالت نے ریمارک کیا کہ یہ نہایت طویل ہے اس لئے کہ کل ایڈریس فل اسکیپ کاغذ کے ۶۰ صفحوں پر ٹائپ کیا ہوا تھا۔ ان کا پورا بیان لکھنا بہت مشکل تھا اس لئے کہ وہ بہت تیزی کیساتھ پڑھ رہے تھے۔ عدالت نے انہیں بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت دی۔ انہوں نے اپنے بیان میں اپنی گرفتاری اور کارروائی مقدمہ کا حوالہ دیا اور بتایا کہ وہ کیونکر ورگیہ روڈ اسٹیشن پر لائے گئے تھے اور وہاں سے کراچی کے جیلخانہ میں لیجائے گئے تھے۔ گرفتاری کے وقت انہیں اس کی اطلاع نہ دی گئی کہ وہ کہاں لیجائے جائینگے۔ ان سے یہ ایک بیکار جھوٹ بولا گیا تھا کہ وہ کراچی نہیں لیجایا جا رہا ہے۔

کراچی کانفرنس کا تذکرہ

اس کے بعد آپنے فرمایا کہ ہم خلافت کانفرنس منعقدہ جولائی گذشتہ میں شریک ہوئے۔ ہم نے (جیسا کہ استغاثہ کا بیان ہے ایک مرتبہ نہیں بلکہ) دو مرتبہ تقریر کی۔ ہم اردو سندھی زبان بالکل نہیں جانتے اس لئے ہمیں کانفرنس کی کارروائی کی تفصیلات معلوم نہ ہوئیں۔ نہ ہم نے اس سے پہلے کبھی اسکو دیکھا تھا۔ زیر بحث رات کو ہم پنڈال میں پہنچے۔ اور ڈاکٹر کچلو نے ہم سے ہندو مسلم اتحاد اور مسئلہ خلافت اور انگورہ گورنمنٹ کے مضمون پر تقریر کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ ہم نے ان باتوں کے متعلق اپنے ہندوانہ روحانی نقطہ خیال سے تقریر کی۔ ہم نے اسلام کے مقامات مقدسہ اور گورنمنٹ انگورہ کے مصائب والآم کا ذکر کیا

فوج کے متعلق قرارداد

جگت گرو سری سوامی شنکر اچاریہ جی نے قرارداد متعلق فوج

[illegible] گئے کیونکہ ہر ایک سچے ہندو اور بالخصوص سنیاسی کی نظر میں تمام مذاہب مقدس ہیں اگر کہیں
زبردست کمزوروں پر زیادتی کریں تو اس کو سنیاسی ایشور کے قانون محبت و انصاف کی خلاف ورزی سمجھتا
ہے اس طرح پر ہم نے تقریر میں اسلام کے موجودہ خطرہ کے متعلق مذہبی خیالات کا اظہار کیا تھا ہم نے فوج
کے متعلق کوئی لفظ بھی زبان سے نہیں نکالا صرف یہاں کراچی جیل میں آکر ہیں ریزولیوشن سے کہ اس حصہ کا
وشوا [illegible] ہوا جو ہندوستانی فوجوں کے متعلق ہے حملہ ہے آلہ بیان کی تصدیق استغاثہ کی پیش کردہ شہادتوں
اور [illegible] سے ہوگی اس طرح پر ان الزامات میں ہم بالکل بے گناہ ہیں جو ہمارے خلاف لگائے
گئے ہیں۔ فوج کے مسلمان سپاہیوں کے متعلق جو سوال ہے وہ تنہا ہر ایک ایسا سوال ہے جس کا تعلق
صرف مسلمانوں سے ہے ہم نے خود قرآن شریف اور اسلام کی مذہبی کتب کو نہیں پڑھا اس بارے میں یہ
بات اگر کچھ وقعت رکھ سکتی ہے تو وہ اسلام کے دینی پیشوا ہیں نہ ہم اور نہ غیر اسلامی حکومت کے اہلکار بلکہ
خالص مذہبی معاملات میں مسلمانوں کی رائے حق بجانب سمجھی جاتی ہیں۔ آگے ہیں کانفرنس کے وقت یہ
معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] کا سوال ہے تو ہم نے [illegible] قانون سے اپنی اپنی رائے کا اظہار کر دیتے اور کہہ دیتے
کہ جس طرح ہم ہندوؤں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے دھرم کے مطابق کام کریں اور ہندو دھرم کے احکام بالخصوص
اسی طرح ہم مسلمانوں سے بھی یہ امید اور خواہش رکھتے بلکہ ان کو اصرار کرنا چاہیے کہ اسلامی احکام
پر اعتقاد رکھیں اور ان پر غور کریں اور عقیدت کے ساتھ ان پر عمل پیرا ہوں۔

تقدس مآب پوپ کی کوشش حفاظت

ہمارا مذہبی عقیدہ ہے کہ تمام مذاہب کے لوگوں کو اور گورنمنٹ کو بھی اسی اصول
پر عمل کرنا چاہیے اس لئے اسلام کے دینی پیشوا اس بات پر جس نتیجہ پر پہنچے
ہیں اس کو قبول کر لیتے۔ کیونکہ اس صورت میں یہ مذہب کا سوال بن جاتا ہے اور مروجہ قوانین اور
ضابطوں کی حد سے باہر ہو جاتا ہے۔ ہمیں ٹیلیگراف پویا بابت جولائی و ستمبر سنہ ۱۹۲۱ء سے معلوم ہوا ہے کہ تقدس
مآب پوپ دوم نے جنگ کی مصیبتوں کو کم کرنے اور خود جنگ کا خاتمہ کرانے کی خاطر اگست سنہ ۱۹۱۷ء میں ایک
غیر جانبدارانہ مشورہ پیش کیا تھا اس کی ہستی سے انکار کرنے والی طاقتوں سے اس مشورہ کے خلاف اظہار
ناراضگی کیا تھا پھر انگلستان، فرانس، روس اور اٹلی کے درمیان ایک سمجھوتہ اس کا ہوا تاکہ تقدس مآب
پوپ دوم کو صلح کی آخری گفت و شنید میں حصہ نہ لینے دیا جائے۔ کیونکہ وہ صداقت اور غیر جانبداری کے لئے
دیوانہ ہے قوموں کی لیگ نے بھی بڑی ہوشیاری سے پوپ دوم کو اپنے اندر شامل نہیں ہونے دیا۔ [illegible]

طرح پر لنگ نے تقدس مآب پوپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ بلکہ خود اپنے آپ کو نقصان پہنچایا۔ تقدس مآب پوپ کی طرح ہم بھی راجا اور پرجا کو ہمارے مشورہ کی خواہ پرواہ کی جائے اور خواہ صرف اسے نامنظور کیا جائے بلکہ اس کے خلاف اظہار ناراضگی بھی کیا جائے اور اس کے لئے ہمیں سزا بھی دی جائے بہر حال ہم پر کچھ اثر نہیں۔

وہ سنیاسی نہیں بلکہ اصلی شنکر آچاریہ ہیں

وہ ایک سیاسی شنکر آچاریہ نہیں ہیں بلکہ شاردا پیٹھ کے اصلی شنکر آچاریہ ہیں اور ہزاروں اشخاص انہیں ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ عجیب حیرت کی بات ہے کہ انہیں "بمبئی کرانیکل" کو جو ایک حامی ترک موالات آرگن ہے پڑھنے کی اجازت دی جاتی ہے لیکن "ینگ انڈیا" اور "نیو انڈیا" پڑھنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

ملزم ملا نے کہا کہ سی۔ آئی۔ ڈی رپورٹروں نے کانفرنس میں پیر غلام مجدد کی تقریر کے جو نوٹس لئے ہیں وہ چونکہ سندھی زبان میں ہوئی ہے اس لئے پوری طور پر نہ لئے جا سکے ہوں گے اور انہوں نے یہ بتایا کہ ان کی تقریر پر جو شہادت مبنی ہے وہ بھی سچی نہیں ہو سکتی ہے اپنی تقریر کے دوران میں انہوں نے متعدد مرتبہ اپنے اس حق کو بیان کیا کہ انہیں جگت گرو شری شنکر آچاریہ آف شاردا پیٹھ کہنا چاہئے اور بمبئی کے ڈائرکٹر آف انفارمیشن نے جو نوٹ شائع کیا تھا۔ اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔

لنچ کیلئے التوائے اجلاس

شری شنکر آچاریہ نے اپنے بیان کے صرف ۳۰ صفحے پڑھ سکے تھے کہ عدالت ۱ بجے لنچ کیلئے برخاست ہو گئی۔

لنچ کے بعد کی کارروائی

۲ بجے سہ پہر کو لنچ بعد عدالت نے پھر اپنا اجلاس شروع کیا اور رشتہ دار نے شری شنکر آچاریہ جی کے اپنا ایڈریس ختم کر چکنے کے بعد مولانا شوکت علی صاحب سے کہا کہ وہ ارکان جیوری کے روبرو اپنا ایڈریس دیں۔

مولانا شوکت علی کا بیان

مولانا کی ارکان جیوری کو ہدایت

مولانا شوکت علی صاحب نے ارکان جیوری کے سامنے اپنا ایڈریس دیتے ہوئے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ میں آپ کا آدھ گھنٹہ سے زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ مگر ممکن ہے کہ بمشکل یہ وقت لوں اس لئے کہ میں اپنے بھائی کا سا چالاک نہیں ہوں اور نہ ان کی طرح درمیانی مداخلتوں کے باوجود اپنے سلسلہ خیال کو قائم رکھ سکتا ہوں اس لئے اگر آپ حضرات صبر خاموشی کے ساتھ میرے بیان کو

سنیں گے اور درمیان میں مداخلت نہ کریں گے۔ تو آپ کو زیادہ دشواری پیش آئے گی میں خود چاہتا ہوں کہ مقدمہ آج ہی ختم ہو جائے تاکہ ہمارے اعزا ہمارے ساتھ یا ہمارے بغیر آج ہی روانہ ہو سکیں۔

خلافت پروپیگنڈا میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لینے کا اعتراف

میں اس کا معترف ہوں کہ میں خلافت پروپیگنڈا میں نہایت سرگرمی کے ساتھ حصہ لیتا رہا ہوں۔ مجھے اپنے مقدمہ کی پرواہ نہیں ہے۔ لیکن میں سچی بات کہنا چاہتا ہوں۔ مولانا نثار احمد جو دفعہ ۱۲۴ (الف) کے ماتحت اب بھی سزائے قید بھگت رہے ہیں اور جو متھرا کے جیل خانہ سے یہاں لائے گئے ہیں۔ ان کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب وہ خلافت کانفرنس کے وقت گوالک سے کراچی آئے تھے تو ہمارے ساتھ کنبا یا ٹھ شالہ میں مقیم تھے اس وقت غریب نثار احمد بخار میں مبتلا تھے۔ سبجیکٹ کمیٹی میں بھی انہوں نے کوئی حصہ نہیں لیا تھا۔ لیکن چونکہ وہ بہت بڑے واعظ ہیں۔ تو ان سے اس شب کو خلافت کانفرنس میں تقریر کرنے کی درخواست کی گئی تھی اور بخار کے باوجود وہ تقریر کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے آپ نے ہم لوگوں کے خیالات کو سن کر یہ معلوم کر لیا ہوگا کہ جب کوئی مسلمان کسی مسلمان عالم کے پاس اس کی رائے دریافت کرنے کی غرض سے جائے۔ تو یہ اس کا فرض ہے کہ اپنی رائے دے۔ جگت گرو کے متعلق بھی میں ایک چھوٹی سی بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہمارے کراچی کے احباب نے ہمیں سری شنکر آچاریہ اور سر وجئی نیدو کو اپنے ساتھ خلافت کانفرنس میں لانے کی بابت تار دیا تھا چنانچہ میں ان دونوں کو مرکزی خلافت کمیٹی کی طرف سے اس کانفرنس میں لایا تھا۔

ہندو بھائی بھی خلافت کے لئے کوشاں ہیں

میں اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ میں مرکزی خلافت کمیٹی کا سکرٹری ہوں اور چونکہ میں نے ہندوستان کا دورہ کیا ہے۔ تو میں نے یہ دیکھا ہے کہ ہمارے ہندو بھائی اور بہنیں بھی اکثر مقامات پر مقصد خلافت کیلئے نہایت سرگرمی کے ساتھ کام کر رہی ہیں۔ مہاتما گاندھی بھی جب آتے ہیں تو میں ان سے بحث کرتا ہوں۔ ان سے جھگڑتا ہوں۔ لیکن عام طور پر جو تقریریں وہ کرتے ہیں وہ قاعدہ کے بموجب کسی رزولیوشن کے متعلق نہیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح اس رات کو جب جگت گرو کسی قدر دیر سے خلافت کانفرنس میں پہنچے اور جب میں نے اسی کی خواہش کی کہ وہ تقریر کریں تو میرے بھائی نے جو بہت عجلت پسند ہیں کہا کہ بہت دیر ہو رہی ہے اور کیا اس کے متعلق بہت کافی تقریریں نہیں ہو چکی ہیں۔ لیکن کوئی صاحب یہ بول اٹھے کہ جگت گرو کو ضرور بولنا چاہیئے اور چنانچہ میں نے ان سے تقریر کرنے کی خواہش کی۔ ان کی تقریر محض مقصد خلافت کے ساتھ ہندوؤں کی ہمدردی کو ظاہر کرنے والی تھی) یہ بالکل سچی بات ہے اور خدا اس کا شاہد ہے

جج نے وکیل اثبات جرم سے کہا کہ "کیا آپ یہ خیال نہیں کرتے ہیں کہ خلافت کانفرنس میں جو رزولیوشن پاس ہوئے تھے وہ محض گورنمنٹ کے لئے تھے اور ان کا منشا یہ تھا کہ گورنمنٹ مسلمانوں کے مطالبات کو پورا کرے۔"

مولانا شوکت علی نے اپنے سلسلہ بیان کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ مہاتما گاندھی اور میں دونوں عملی طور پر بھائی ہیں۔ ہم ایک دوسرے سے بہت زیادہ مشورہ کرتے ہیں۔ اور ہم لوگوں کی ہر ایک کوشش اس نیت سے ہوتی ہے کہ ہم اپنے مخلصانہ مطالبات گورنمنٹ کے ذہن نشین کر دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ ہمارے جذبات کا پاس لحاظ کرے یہ ایک بالکل سچی بات ہے۔

ہر وہ شخص جو میرے مذہب کو پامال کرنا چاہے اس سے میں نفرت کرتا ہوں۔

کرنل ویجوڈ ایک انگریز اور ایک عیسائی ہیں وہ یہاں مسئلہ خلافت کا مطالعہ کرنے کی غرض سے آئے تھے۔ جب وہ بمبئی کے عام جلسہ میں موجود تھے میں نے ان سے کہا کہ میرے دل میں آگ مشتعل ہے اور جس وقت گورنمنٹ مسلمانوں کے اماکن مقدسہ کا تخلیہ نہ کرے گی اور ہمیں خلافت و پنجاب کے مسائل کے متعلق اطمینان نہ دلائے گی میں انگلستان کا دشمن رہوں گا۔ میں گورنمنٹ اور ہر اس شخص سے جو میرے مذہب کو روندنا اور پامال کرنا چاہے نفرت کرتا ہوں۔ میں اس سے نفرت کرتا ہوں۔ میں آپ سے ایمانداری کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں اس سے نفرت کرتا ہوں لیکن ہر وہ شخص جو مجھے خلافت اور مذہب کے معاملہ میں مدد دے خواہ وہ ہندو ہو یا عیسائی لیکن میں اس کے آگے دوستی کا ہاتھ بڑھانے کو تیار ہوں۔ میں نے اس جلسہ میں کرنل ویجوڈ سے ہاتھ ملایا اور انہیں ہار پہنائے اس لئے کہ وہ ہماری مدد کرنے اور مسئلہ خلافت کا مطالعہ کرنے کی غرض سے آئے تھے باشندگان بمبئی کی طرف سے میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور خواہ کوئی شخص بھی ہو۔ جج ہو یا وکیل اثبات جرم، جیوری ہو یا کوئی شخص اگر وہ شخص مجھے اس معاملہ میں مدد کرے تو وہ میرا دوست ہے۔ جب میں جیلخانہ سے باہر آیا ہوں تو اس کے دو روز بعد میں نے ایک جلسہ کی صدارت کی تھی۔ چنانچہ اس وقت میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں انگلستان کا دشمن ہوں میں اس وقت اپنے کو انگلستان کی رعایا سمجھتا تھا۔ میں نے یہ خیال کیا کہ مسلمانوں کا وفد وائسرائے کے پاس اس غرض سے جانا چاہئے کہ وہ انہیں جا کر مسلمانوں کے جذبات سمجھائے اور ہم نے مسلمانوں کا ایک وفد حسب وزیر ہند کے پاس انگلستان بھیجنے کا تصفیہ کیا۔ گورنمنٹ آف انڈیا مہربان تھی اس نے ہم کو موقع دیا اور ہم وائسرائے کی خدمت میں باریاب ہوئے۔ ایمانداری صفائی اور اعتدال کے ساتھ ہم نے اپنے خیالات پیش کئے انہوں نے ہمارے جذبات کی اہمیت کو محسوس کیا اور ہمارے لئے روانہ راہداری کا بندوبست کر دیا۔ ہم مہینوں اپنے ہاں

وفد کے جواب کے منتظر رہے کہ جو انگلستان گیا ہوا تھا اور اس اثنا میں ہم نے یہاں کام کیا۔ اس لئے کہ یہ ایک ضمیر کا معاملہ تھا اور کوئی مذاق نہ تھا۔

۱۷ سال تک سرکاری ملازمت کر چکا ہوں

میں محکمہ افیون میں ۱۷ سال تک سرکاری ملازمت کر چکا ہوں گو مجھے اب پنشن نہیں مل رہی ہے لیکن پنشن کی فہرست میں اب بھی میرا نام ہے۔ میں ایک اچھا کھلاڑی تھا اور فٹ بال، ہاکی، کرکٹ، ورزش، باکسنگ (گھونسہ بازی) خوب جانتا تھا۔ مسٹر راس مسٹن آپ سے بتائیں گے کہ میں سب کچھ جانتا ہوں لیکن آج میں پاگل نہیں ہوں۔ میں پوری طور پر سمجھدار ہوں۔ لیکن کچھ ایسی باتیں وقوع میں آئی ہیں کہ انہوں نے میرے خیالات میں تلاطم و ہیجان پیدا کر دیا ہے۔ اگر آپ نے چھ سال قبل میرے بھائی کو دیکھا ہوتا تو آپ انہیں بالکل مختلف پاتے۔ اس وقت وہ ہزار ہا روپیہ کپڑوں پر صرف کرتے رہتے تھے۔ ہم نے تمام وہ کوششیں۔ جو ہم مسئلہ خلافت کو آسانی کے ساتھ طے کرانے میں کر سکتے تھے۔ کہیں گورنر بمبئی نے کہا تھا کہ وہ مسلمانوں کے مقصد کو سمجھتے اور محسوس کرتے ہیں۔ لیکن وہ بے بس ہیں اس لئے کہ معاملہ ہوم گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہے۔

وفد خلافت نے انگلستان میں کافی جد وجہد کی۔

جو وفد انگلستان گیا تھا وہ مسٹر مانٹیگو اور اکثر ممبران پارلیمنٹ سے ملا۔ یہ وفد گلاسکو، فرانس اور دیگر ممالک میں بھی گیا اور اس نے خلافت کے قائم رکھنے اور اس کی حفاظت کرنے کی بہت زیادہ کوشش کی۔ محمد علی نے بہت دنوں تک کوئی پیغام نہیں بھیجا۔ لیکن بالآخر یہ خبر آئی کہ فرانس ٹرکی کے ساتھ صلح کرنے اور مسلمانوں کے اماکن مقدسہ کا تخلیہ کرنے پر آمادہ ہے اور یہ کہ اٹلی نے ٹرکی سے صلح کر لی ہے۔ لیکن برطانیہ ہمیں مطمئن کرنے پر آمادہ نہیں ہے۔ ۵ نومبر ۱۹۱۴ء کو جب انگلستان اور ٹرکی کے مابین جنگ ہوئی ہے۔ اس وقت وائسرائے نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اسلامی اماکن مقدسہ حملہ سے محفوظ رہیں گے (اس موقعہ پر مولانا محمد علی نے انہیں آغاز جنگ کی تاریخ دلائی جس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ) میں اتنا ہوشیار اور چالاک نہیں ہوں جتنے میرے بھائی ہیں۔ اور ہمارے خاندان کا ایک آدمی اس کے لئے بہت کافی ہے (قہقہہ)

سلسلہ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے مولانا نے کہا کہ "ہمیں اس کی بہت زیادہ توقع تھی کہ حالات کی اصلاح ہو جائے گی۔ لیکن جب ہمیں معلوم ہوا کہ ہمیں انگلستان سے کچھ نہ مل سکیگا۔ تب ہم نے یہ خیال کرنا شروع کیا کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ اس کے بعد ہم نے اپنا پیغام کل ہندوستان میں پہونچا دیا۔ جب ہمیں یہ معلوم ہوا کہ گورنمنٹ

ہماری مدد نہ کرے گی تب ہم نے بہت غور و بحث کے بعد اس گورنمنٹ کے ساتھ ترکِ موالات کرنے کا تصفیہ کر لیا۔

مہاتما گاندھی ہمارے سردار ہیں

میں اس کا معترف ہوں کہ مہاتما گاندھی ہمارے سردار ہیں اور میں آپ سے یہ کہہ دیتا ہوں کہ وہ بہت زیادہ چالاک و ہوشیار ہونے کے باوجود کسی معاملہ کو طے کرنے سے پہلے اس پر دو مرتبہ غور کرتے ہیں۔ ہم نے بیٹھ کیا تھا کہ ہم گورنمنٹ سے استعانت میں بڑی مشکلات پیدا کی ہیں اور پہلی اگست سنہ ۱۹۱۹ء کو غیر تشددی ترکِ موالات شروع کرنے کا ارادہ کر لیا۔ کتنے ہزار میل میں نے سفر کیا ہے۔ کتنے ہزار میل مہاتما گاندھی نے سفر کیا ہے اور کتنے ہزار آدمی خلافت کے لیے کام کر رہے ہیں۔ اس کو ہم جانتے ہیں اور گورنمنٹ جانتی ہے۔ اینگلو انڈین اخبارات ہمارے متعلق کیا لکھتے ہیں۔ اس کی ہمیں پرواہ نہیں ہے۔ ہمارا سردار ہندوستان میں سب سے ٹھنڈے مزاج کا آدمی ہے اور اسے کبھی جوش نہیں آتا۔ خواہ یہ اخبارات اس کے متعلق کچھ ہی کیوں نہ لکھیں وہ اپنے دل میں اب بھی یہ خیال مضبوطی سے قائم کئے ہوئے ہے کہ یہ گورنمنٹ سرِ تسلیم خم کرے گی اور جب انگریز پنجاب اور خلافت کے متعلق ہمارے منصفانہ مطالبات کو تسلیم کر لیں گے اس وقت یہ گورنمنٹ معاف کر دی جائیگی۔

من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو

مولانا نے فرمایا کہ ایک فارسی ضرب المثل ہے کہ "من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو" لیکن میں صفائی کے ساتھ اظہار خیال کروں گا۔ اور اپنے بھائی کے متعلق صرف ایک بات کہوں گا۔ میں نے اپنے بھائی کی بہت کم سنی سے پرورش کی ہے۔ اسے پڑھایا ہے اسے تعلیم دی ہے۔ اسے انگلستان بھیجا ہے اور اب میں ایک لیڈر کی حیثیت سے اس کی تقلید کر رہا ہوں۔ لیکن اس میں دو کمزوریاں ہیں۔ ایک بات یہ کہ اگر ہندوستان میں کوئی بھی حامی آئین ہے۔ تو وہ میرا بھائی ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ عدالت کی کارروائیوں میں اتنی زیادہ مداخلت کر رہا تھا۔ لیکن آپ میرا عقیدہ جانتے ہیں۔ میں ایمانداری کے ساتھ یہ خیال کرتا ہوں کہ مذہب کے لئے مرنا اور مارنا اچھا ہے۔ لیکن ہم نے گورنمنٹ کو اس کا پورا موقعہ دیا کہ وہ کوئی مداخلت نہ کرے۔ ناگپور میں ہم نے کہا تھا کہ ہم ایک سال کے اندر سوراج حاصل کر لیں گے۔ ۳۰ ستمبر کو ہماری میعاد ختم ہو گئی۔ ہم نے حصول سوراج کے لئے ہر ممکن ذریعے استعمال کرنے کا خیال کر لیا تھا۔ میرا منشا جج صاحب آپ کی ہتک یا توہین نہیں ہے میں بہت ناچیز شخص ہوں اگر آپ چاہیں کہ ہم لوگ زمین پر رینگتے ہوئے چلیں تو ہم ایسا کریں گے۔ لیکن کسی زبردستی سے نہیں۔ بلکہ آزادی کے ساتھ۔ اگر آپ ہمارے ساتھ معقولیت و انصاف

پسندی کے ساتھ پیش آئیں۔ تو ہم آپ سامنے زمین پر ناک تک رگڑوا سکتے ہیں۔ میں آپ سے یہ کہتا ہوں جب ہم یہاں قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں تو میرا دل مجھ سے اندر سے کہتا ہے کہ قبلہ اب تمہارا نہیں ہے یہ اس کا ہے جس کے پاس نہ روپیہ ہے اور جو نہ تمہاری حفاظت کر سکتا ہے"!

غیر مسلم کو ارض مقدس پر قابض نہ ہونے دو

قرآن حکیم کا قانون یہ ہے کہ ارض مقدس پر غیر مسلم کا قبضہ نہ ہونا چاہیئے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ میرا کیا منشا ہے۔ لیکن میں آپ سے کہہ چکا ہوں کہ آپ کا جو دل چاہے آپ کریں۔ چاہے آپ ہمیں جیلخانہ بھیجیں یا سولی پر چڑھا دیں لیکن اگر آپ کل ہی شملہ چلے جائیں اور وائسرائے سے جا کر یہ کہدیں کہ ہمارے منصفانہ مطالبات کی طرف سے آپ کو اطمینان ہو گیا ہے اعلان سے یہ بھی کہہ دیں کہ مسلمانوں کے جائز مطالبات کو منظور کر لیں تو ہم خوش ہیں۔ لیکن اس وقت میرا مطالبہ کیا ہے؟ کیا میں کسی کی جائداد کا طالب ہوں۔ کیا میں چاہتا ہوں کہ جج کو پھانسی دیدی جائے تاکہ میں اس کی کرسی پر بیٹھ جاؤں (قہقہہ) نہیں۔ یہ میرا مطالبہ نہیں ہے بلکہ میں اپنی ذاتی نہیں چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے اماکن مقدسہ غیر مسلموں کے قبضہ واثر سے پاک ہو جائیں (یہ گرم ملک ہے) میں چاہتا ہوں کہ ملک کی گرم آب و ہوا یورپیوں کے دماغ کو پریشان کر دیگی۔ یہ وہ ملک ہے جہاں ہمارے آقا و مالک حضرت ختم رسل ہادی سبل حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم برہنہ پا پھرا کرتے تھے۔ آج میں کلی ہشتہ مدہوی کا حامی نہیں ہوں میں جیلخانہ میں ہوں تو میری ماں میری جگہ پر کام کر رہی ہیں اگر میرا بھائی جیلخانہ میں ہے۔ تو اس کی بیوی اس کی جگہ پر کام کر رہی ہے۔ گو وہ اتنی ہوشیار و چالاک نہیں ہے لیکن یہ پھر بھی دونوں ہم لوگوں سے زیادہ کام کر رہی ہیں جب کبھی میں کسی مقام پر گیا ہوں تو سیکڑوں بڑھی عورتوں اور بچوں نے مجھے خلافت کے لئے روپیہ دیا ہے۔ میں سنے یہی نظارہ ہر جگہ پایا ہے۔ آسام بھی اس سے مستثنےٰ نہیں کہا جا سکتا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہندوستان میں یہ جذبہ بہت شدت کیساتھ پھیلا ہوا ہے۔ مالابار کے متعلق۔ . . . . .

موپلوں کا ذکر نہ کرو

جج۔ موپلوں کا ذکر نہ کرو۔

مولانا شوکت علی:۔ میں موپلوں کا ذکر نہیں کر رہا ہوں میں کہنے یہ کہتا ہوں کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ اسے آپ سن کر بہت پسند کریں گے جو ہم مالابار گئے اور پہلے پہل ایک عام جلسہ میں تقریر کی۔ تو ہم نے دیکھا کہ ہاں کوئی کام کرنے والا نہیں ہے۔ مالابار ہمارا کمزور لوکیٹ ہے اور وہی موپلوں کے ہنگامہ کا ذمہ دار ہے۔ جہاں کہیں ہم مضبوط و طاقتور ہیں وہاں امن و انتظام ہے لیکن مالابار میں کوئی کام کرنے والا نہیں ہے۔

لیکن اینگلو انڈین اخبارات ہم پر بشمول مہاتما گاندھی مضحکہ اڑاتے ہیں۔ میں آپ سے یہ صاف کہہ دوں کہ جب میرے پاس کوئی شخص بھی آتا ہے تو وہ یہی کہتا ہے کہ اس طرح کے استبداد کو بالائے طاق رکھئے اور مجھے ہر ایک جج کو قتل کرنے کی اجازت دیجئے۔

آپ سے بحث نہیں ہے۔ جب اس قسم کا کوئی خیال پیدا ہوگا۔ تو میں اپنے تئیں قتل کرلوں گا میں اس شخص کو ایسا کرنے سے منع کرتا ہوں۔ ۳۱۔ دسمبر تک تو آپ کو امن و امان کا ٹکٹ مل گیا ہے۔

کل اسلامی ممالک تک ہماری آواز پہنچ گئی ہے

میں آپ سے یہ کہے دیتا ہوں کہ کل ملزمین کے دل میں یہ خیال ہے اور یہ خیال ایران، افغانستان، ٹرکی، عربستان، عراق اور مصر تک پہنچ گیا ہے میں آپ سے جانتا ہوں اس لئے کہ خلافت کمیٹی کے سکرٹری کی حیثیت سے اسلامی دنیا کے حالات سے مطلع ہونا میرا فرض ہے۔ ہمارا یہ پیغام کل دنیا میں پہنچ چکا ہے۔ میں آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ اب یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ اپنا ارادہ بدل دیں اور کوئی مختلف تصفیہ کریں۔ ہم نے وائسرائے کو بھی آگاہ کر دیا ہے۔ میں ارکان جیوری اور جج کی وساطت سے اس پیغام کو اعلیٰ عمال حکومت تک پہونچانا چاہتا ہوں۔ آپ جس خداترس اور ایماندار مسلمان سے چاہیں پوچھ لیں اور یہ معلوم کرلیں کہ ہم نے اپنے مطالبات میں حق بجانب ہیں یا نہیں۔ اگر مسلمان علماء انگلستان سے موالات کرنے کا فتویٰ دیدیں تو میں ملک معظم کی رعایا ہو جاؤں گا اور ان کے ساتھ مل کر کام کروں گا۔ علی گڈھ کالج کے پرنسپل مسٹر تھیوڈر بیک نے مجھے اس حیثیت و قابلیت پر پہنچایا ہے اور جب انگریزوں کے قتل کرنے کا خیال پیدا ہوتا ہے تو ان کی تصویر میری نظروں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ میں جنگ کو بچانا چاہتا ہوں تاکہ ہندوستان دوسرا مصر یا دوسرا آئرلینڈ نہ بنے۔ ہم ۳۲ کروڑ ہیں اور ہم ۶ ہزار میل کے فاصلہ پر ہیں اور قسطنطنیہ سے سہارنپور تک مسلمانوں کا ایک زنجیرہ بنا ہوا ہے۔ اگر ہندوستان نے آئرلینڈ کا طریقہ اختیار کیا تو ۷ کروڑ مسلمان اور ۲۲ کروڑ ہندو متحد و متفق ہو جائیں گے کیا ۲۹ کروڑ لوگوں سے جنگ کرنا مناسب وقت ہوگا ہم جانتے ہیں کہ ہم طاقتور ہیں۔

میں بھی ایک سپاہی ہوں

ایک سپاہی کا خون میری رگوں میں بھی دورہ کر رہا ہے۔ لیکن میں جنگ کو بچانا چاہتا ہوں۔ اس لئے کہ جنگ ہندوستان کی سرزمین پر ہوگی اور کراچی کے بہت سے مکانات تباہ و

برباد ہو جائیں گے اور بہت سے ہندو مسلمان قتل ہو جائیں گے ہندوستان کا ہر ضلع مالا بار ہے کہیں زیادہ طاقتور تھے اور کہیں زیادہ عالی دماغ لوگ اپنے میں رکھتا ہے۔ میں ان سے طاقت حاصل کر سکتا ہوں اگر کل ہندوستان کھڑا ہو جائے تو کیا اثر ہوگا۔ ہندو بھی مسلمانوں کے شریک ہو جائیں گے۔ لیکن ہم اس سے بچانا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ حالات پر غور کرے۔

انگریز مردوں اور عورتوں سے مجھے دوستی تھی

مسٹر راس السٹن مجھے اس وقت سے جانتے ہیں۔ جب میں لڑکا تھا اور جھانہ کی گوڑدوڑ میں حصہ لیا کرتا تھا میں محکمہ افیون کی اعلیٰ گریڈ میں کام کر رہا تھا جس میں زیادہ یوروپین مقرر کئے جاتے ہیں۔ میں مجلسی حیثیت سے بہت زیادہ ہر دلعزیز تھا اور انگریز مردوں اور عورتوں کا دوست تھا۔ اور وہ اب بھی ہمارے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے اور یہ امید ظاہر کرتے ہیں کہ گورنمنٹ ان غلطیوں کی اصلاح و تلافی کر دے گی جو اس نے ہمارے ساتھ کی ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ وہ خود بالکل مجبور ہو رہے ہیں۔ پنشن کی فہرست میں اب بھی میرا نام ہے۔

مجھے پاگل کتے نے نہیں کاٹا ہے

کسی پاگل کتے نے مجھے نہیں کاٹا ہے۔ میں اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ میں سلسلہ وار تقریریں نہیں کرتا ہوں۔ اس لئے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں دل سے کہتا ہوں۔ میں نے راس السٹن سے سوال کیا تھا کہ یہ کیا بات ہے کہ ہم لوگ جو ماضی میں کانگریس میں کوئی سرگرمی کے ساتھ حصہ نہیں لیتے تھے۔ اب اس وقت انگلستان کے خلاف ہیں۔ گذشتہ شب ایک یوروپین نے محمد علی سے سوال کیا کہ وہ کیوں کر انگریزوں کے خلاف ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ میں انگریزوں کا دوست رہوں گا۔ لیکن اسی وقت تک جب تک کہ وہ میرے مذہب کے خلاف نہ ہو جائیں۔ میں جانتا ہوں کہ میں صورت سے بھیانک اور بدمعاش معلوم ہوتا ہوں ایک مرتبہ میں دوڑ رہا ہیں تیس میل تک تیز تا چلا گیا تھا۔ اور ایک سال میں مسلسل ۹ ماہ تک میں کیمپنگ گراونڈ میں رہا ہوں۔ ایک مرتبہ میں نے سگار مار کر اس کو کھا لیا تھا۔ لیکن اس کے بعد سے میں نے اس وقت تک کسی چیز کو نہیں مارا ہے۔ البتہ اسلام کی راہ میں میں قتل بھی کروں گا۔

مراد آباد میں میرا کوئی مکان نہیں ہے

وکیل اثبات جرم نے جب مسٹر لخت حسین سے پوچھا ہے۔ تو انہوں نے کہا تھا کہ مراد آباد میں میرا کوئی مکان ہے یہ ایک غیر ارادی جھوٹ ہے۔ مجھے رامپور جانے کی اجازت نہیں ہے اس لئے میں گاہے گاہے اپنے ایک عزیز کے یہاں رامپور چلا جایا کرتا ہوں اور وہیں میری ماں اور میرے اعزا چلے آتے ہیں اور میں ان سے مل لیا کرتا ہوں۔ ان سے ملنے کے بعد میں پھر اپنے کام پر نکل

جاتا ہوں اور وہ امید واپس جاتے ہیں۔

میرے دادا کو انگریزی گورنمنٹ سے ایک جاگیر ملی تھی

میرے دادا نے غدر میں بہت سے انگریزوں کی جان بچائی تھی اور اس کے صلہ میں انہیں انگریزی گورنمنٹ سے ایک جاگیر ملی تھی اور میرے باپ کو بھی اس جاگیر سے ایک حصہ ملا تھا ہمیں بھی اپنے والد کے حصہ میں سے حصہ ملا تھا۔ لیکن ہم نے اس حصہ کو جب ہم بیتول جیل میں تھے اور انہیں بیوی بسر اوقات کے لئے روپے کی ضرورت تھی، ہم نے فروخت کر دیا تھا۔

نواب صاحب رامپور کو میرا بہت زیادہ خیال ہے

نواب صاحب رامپور کو میرا بہت زیادہ خیال ہے وہ محمد علی کا بھی خیال کرتے تھے لیکن انہیں میرا زیادہ خیال ہے۔ ایک دن جب ہم رامپور گئے ہوئے تھے اور نواب صاحب کے ساتھ کھانا کھا کر فارغ ہو چلے تھے کہ نواب صاحب نے ہم سے کہا کہ مسٹر بٹلر گورنر صوبجات متحدہ نے ان سے کہا ہے کہ وہ محمد علی اور شوکت علی کو خلافت کے لئے کام کرنے سے روکیں اس لئے کہ یہ دونوں انہیں بہت زیادہ تکلیف دیتے ہیں۔ چنانچہ اس کی بابت نواب صاحب نے ہم سے کہا کہ یا تو کام بند کر دو یا رامپور سے چلے جاؤ۔ میں نے ان سے کہا کہ "مسٹر بٹلر" کو خود یہ ہم سے کہنے دیجئے اور آپ ان کے لئے کیوں اپنے پاک کام کو کریں۔ انہوں نے کہا کہ وہ ایسا کرنے پر مجبور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے مراد آباد میں ایک چھوٹا سا مکان کرایہ پر لے لیا ہے۔ لیکن وہ مکان اس لئے نہیں ہے کہ وہاں سے سپاہیوں کے نام دو ورقے شائع کئے جائیں۔

آپ سپاہیوں کو شیشے کی الماری میں نہیں رکھ سکتے

لیکن آپ سپاہیوں کو ایک شیشے کی الماری میں نہیں رکھ سکتے ہیں اگر ہم برا کرتے تو ہم سپاہیوں کی ماؤں اور بیویوں تک پہونچ سکتے تھے اور ہماری کارکن خواتین سپاہیوں کی بیویوں کے پاس جا سکتی ہیں اور انہیں یہ ترغیب دے سکتی ہیں کہ وہ اپنے شوہر سے ملازمت کے ترک کرنے کو کہیں لیکن ہم نے اس وقت تک ایسا نہیں کیا ہے اس لئے کہ کانگریس نے اسکے متعلق کوئی حکم نہیں دیا تھا۔

۳۱ دسمبر تک سمجھوتہ کا موقع ہے

۳۱ دسمبر تک سمجھوتہ کا موقعہ ہے۔ لیکن اگلے سال میں جج صاحب آپ سے کہہ دوں کہ آپ یہاں نہ بیٹھے ہوں گے۔ اور کوئی دوسرا شخص آپ کی جگہ پر بیٹھا ہوگا۔ لوگ کہتے ہیں۔ کولمبو سے ایک جہاز منگایا گیا ہے۔ اور ہم لوگوں کو جلا وطن کرنے کے لئے تیار کر لیا گیا ہے۔ ذاتی طور پر مجھے جیل خانہ کی پرواہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر کچلو موٹے ہو رہے ہیں اور میں بھی موٹا ہو رہا ہوں۔

ہم اللہ میاں کے بدمعاش ہیں ایک بات مجھے اور کہنا ہے اس کے بعد میں بیٹھ جاؤں گا اور وہ یہ کہ میرے اور مہاتما گاندھی کے مابین زبردست اختلاف ہے۔ مولنا عبدالباری، مہاتما گاندھی اور مولینا حسین احمد اچھے اور متقی لوگ ہیں اور میں اور میری ہندوستانی قوم اللہ میاں کے بدمعاش ہیں۔ اب چونکہ ہندو مسلمان ایک دوسرے سے شیر و شکر ہو گئے ہیں۔ اس لئے انہیں علیحدہ کرنے کی کوشش کیجا رہی ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ محمد علی و شوکت علی کو گورنمنٹ انگورہ سے تنخواہ ملتی ہے اور وہ سچے اور ایماندار لوگ نہیں ہیں اور جب پنڈت مالوی (صلح قائم کرنے والے) مجھ سے اور گاندھی سے الہ آباد میں ملے تھے تو انہوں نے گاندھی سے وائسرائے سے ملنے کو کہا تھا اور وہ وہاں گئے۔ اس لئے کہ وائسرائے کا پتہ اچھے طریقہ پر معلوم ہوا تھا۔

مہاتما گاندھی اور وائسرائے کی ملاقات مہاتما گاندھی نے [illegible] قانون میں وائسرائے سے ۱½ گھنٹہ تک باتیں کیں۔ اس کے بعد انہوں نے ہمیں اس مضمون کا تار دیا کہ ہم ان سے ملاقات کریں۔ میں مصروف تھا۔ لیکن محمد علی ان سے ملے۔ انہوں نے ان سے کہا کہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ محمد علی و شوکت علی عدم تشدد اور منہ زبان سے کہتے ہیں۔ حالانکہ ان کا اصل منشا لوگوں کو تشدد کی طرف مائل کرنا ہوتا ہے۔ مہاتما جی چاہتے تھے کہ ہم باشندگان ہندوستان کے نام ایک اعلان شائع کریں جس سے ان کے مطالبات کو دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ جیل جاؤ اور میں خود بھی جیل جانا چاہتا ہوں لیکن جھوٹے الزام پر نہیں اس لئے ہم نے لوگوں کو عدم تشدد کا یقین دلاتے ہوئے ایک اعلان شائع کر دیا۔

ہندوستانی اب بہادر ہو گئے ہیں میں ایمانداری کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں آج عدم تشدد کی پیروی اور حمایت کر رہا ہوں۔ مہاتما گاندھی ہمارے سردار ہیں۔ ہندوستان کی تاریخ از سر نو مرتب کیجا رہی ہے خداوند دو جہان کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے اور گاندھی کی مساعی جمیلہ کا یہ نتیجہ ہے کہ جو ہندوستانی بزدل کہلاتے تھے۔ اب وہ بہادر ہو گئے ہیں اس لئے میں نے گاندھی کے حکم کی تعمیل کی اور اخبارات میں یہ پیغام روانہ کر دیا لیکن ہم نے اگر اس اعلان میں گورنمنٹ کو بھی مخاطب کیا ہوتا۔ تو گورنمنٹ کو زیادہ جری اور بہادر ہونا چاہیئے تھا اور اسے ایک راؤنڈ ٹیبل (گول میز) کی کانفرنس طلب کرنی چاہئے تھی۔ ایسا کرنے کی بجائے مہاتما گاندھی پر مضحکہ اڑایا گیا اور جیل میں بہت سے اشخاص سے کہا گیا کہ محمد علی اور شوکت علی نے معافی مانگ لی ہے۔ اسکا علم مسٹر ایس ایسٹن کو بھی ہے۔ ان سے معافی نامہ حاصل کیا گیا۔

نئے کارکن میدان میں آگئے

میں اس وقت وائسرائے میں کسی قسم کا تغیر نہیں دیکھ رہا ہوں وہ ترغیب و ہندہ کی صورت اختیار کئے ہوئے ہیں اور چاہتے تھے کہ دوسرے مسلمانوں کے روبرو ہمیں ذلیل و خوار کریں۔ میں خوش ہوں کہ اس مرتبہ نتیجہ بالکل صاف اور عیاں ہے۔ خداوند پاک کا شکر ہے کہ نئے کارکن میدان میں آگئے ہیں۔ ہمیں سپاہیوں کے ورغلانے کا خیال تک نہ تھا اس لئے کہ کانگریس اور خلافت کمیٹیوں نے ایسا حکم نہ دیا تھا۔ مجھے جیل کی مطلق پرواہ نہیں ہے۔ خداوند قادر و توانا نے اپنی رحمت و فضل سے مجھے جو کچھ بھی مرحمت فرمائی ہے اگر وہ سب مذہب کی راہ میں قربان ہو جائے تو اور زیادہ اچھا ہے۔

آخر میں میں مرنے اور مارنے پر مجبور ہو جاؤں گا

جس وقت تک وہ گورنمنٹ جس سے جج اور عدالت کا تعلق ہے اسلامی اماکن مقدسہ کا تخلیہ نہ کرے گی۔ اور جس وقت تک وہ خلافت اور پنجاب کے مسائل کے متعلق ہمیں اطمینان نہ دلادیگی اور ہمیں سوراج نہ دیدیگی۔ اس وقت تک حکومت کو توڑنے اور اس کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکنے کے لئے میں تمہارا دشمن ہوں۔ آج میں عدم تشدد کا پابند ہوں لیکن اگر مہاتما گاندھی ناکام رہے اور کل کوششیں بیکار ثابت ہوئیں تو اس وقت میں ماروں گا اور مر جاؤں گا۔ میں نے ایک شب میں بارہ تقریریں کی ہیں۔ میں کوئی گویا نہیں ہوں لیکن جب میں قید خانہ میں شادان و فرحاں ہوتا ہوں تو میں تین مشہور و معروف اشعار گایا کرتا ہوں۔

ہم آئرلینڈ و مصر کی نقلید نہ کرینگے

ہم کہتے ہیں کہ ہم آئرلینڈ، مصر اور اٹلی کی نقل نہ کریں گے۔ ہم سوراج کے لئے اپنے وسائل کو محفوظ رکھیں گے۔ اس کے بعد انہوں نے اردو کے چار شعر پڑھے اور اپنا بیان اس امید پر ختم کیا کہ گورنمنٹ کو ہوش و حواس میں لانے میں لوگ ان کی امداد کریں گے۔

اختتام کارروائی

مولینا شوکت علی صاحب نے اپنے بیان کو قریب ۶ بجے شام کے ختم کیا اس کے بعد عدالت نے اپنا اجلاس برخاست کیا دوران مقدمہ میں بہت زیادہ دلچسپی کا اظہار ہوتا رہا مگر ان تمام باتوں کے باوجود اجلاس باقاعدہ قائم رکھا گیا۔

فدائیانِ حق کے تاریخی مقدمہ کراچی کا آخری منظر

ارکان جیوری کا متفقہ فیصلہ جملہ ملزمان بے قصور ہیں

ادنیٰ الزامات پر عاملین قرآن کو دو دو سال قید بامشقت

جگت گرو شری شنکر آچاریہ جی کی بریت

خالق دینا ہال کا نظارہ محترم علی برادران و دیگر معزز زندانیان حق کے مقدمہ کی سماعت با اجلاس سیشن کا آخری دن یکم نومبر ۱۹۲۱ء تھا جب کہ مشہور خالق دینا ہال میں ان کا مقدمہ مسٹر کینیڈی جوڈیشنل کمشنر سندھ کے روبرو پھر پیش ہوا۔ شائقین کے اشتیاق کی کوئی حد آج نظر نہ آتی تھی۔ اور دس بجے سے قبل ہی لوگ عدالت میں جوق در جوق آنے شروع ہو گئے تھے۔

جج کس طرح فیصلہ سنائیگا۔ جیوری کیا فیصلہ دیگی؟ یہ تاریخی مقدمہ کیونکر اختتام پذیر ہوگا؟ یہ ایسے سوالات تھے جو ہر ایک شخص کے دل و دماغ میں گشت لگاتے تھے۔ تعطیلات دیوالی نے اہالیان کراچی کے اشتیاق پر تازیانہ کا کام کیا۔ ٹرمیں، تھیٹر، سینما، محفل گاہوں اور گلیوں میں تمام اقسام کی پیشین گوئیاں کی جاتی تھیں اور لوگ یکم نومبر کے ایسے مضطربانہ طور پر منتظر تھے جیسے کہ ایک طالب العلم اپنے یوم امتحان کا انتظار کیا کرتا ہے۔ الغرض احترام محبت۔ عزت۔ طرفداری۔ حب الوطنی، امید و بیم، شک تشویش اور بہت سے متشارک جذبات کا ایک طوفان تھا جو لوگوں کے دلوں میں امنڈا چلا آتا تھا۔

ہال میں جس قدر کرسیاں تھیں وہ ساڑھے دس بجے سے قبل ہی تمام پر ہو چکی تھیں اور ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ وہ جج کے قریب ترین کوئی نشست حاصل کرے تاکہ وہ جج کو جو کانا پھوسی کی طرح بولتا ہے سن سکے۔

لیڈران کی آمد پر اظہار احترام محترم علی برادران معہ دیگر معزز زندانیان حق کے ۱۱ بجے دن کی طرف کمرہ عدالت ہوئے اور حاضرین حسب دستور سابقہ ان کی احترام کیلئے کھڑے ہو گئے اور جس نے بیان کیا کہ نہ بیٹھ گئے وہ نہیں بیٹھے۔ جج اگرچہ اس روز بہت پہلے عدالت آ گیا تھا۔ مگر کمرہ میں "مذہبی احکام" کے موافق ہوا۔ تمام لیڈران ہمیش اندیش ہشاش و بشاش تھے۔ اس تمام وقفہ میں وہ ملتے بیلفار ہائیں۔ اور اس

منزا ہے اور

اپنی ان تصویروں پر جو احباب عقیدتمندوں نے کھینچی تھی دستخط کرنے اور مختلف اخبارات کے نمایندوں کے لیے مختصر پیغامات لکھنے میں مصروف تھے۔

آغاز کارروائی آج کے اجلاس میں حاضرین میں سے ہر ایک کو عربی کی اس مشہور ضرب المثل کی بخوبی تصدیق کا موقع ملا کہ

"الانتظار اشد من الموت"

کیونکہ جیوں جیوں گھنٹے کی سوئیاں آگے کو سرکتی جاتی تھی ویسے ویسے لوگوں کا تنفس زیادہ تنگ ہوتا جاتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کو اب تاب انتظار نہیں۔ آخر خدا خدا کر کے سیشن جج صاحب بارہ بجنے میں دس منٹ رہ گئے تھے کہ چیمبر سے نکل کر کمرہ عدالت میں تشریف لائے ان کے آتے ہی کارروائی باقاعدہ شروع ہو گئی۔ اور سررشتہ دار نے ارکان جیوری کے سامنے جج کا ایڈریس پڑھنا شروع کیا جو حسب ذیل ہے:۔

سیشن جج کا ارکان جیوری سے خطاب

ملزمین (۱) محمد علی ساکن رامپور۔

(۲) مولوی حسین احمد ساکن دیوبند۔

(۳) ڈاکٹر سیف الدین کچلو ساکن امرتسر۔

(۴) پیر غلام مجدد ساکن مٹیاری۔

(۵) مولوی نثار احمد ساکن کانپور۔

(۶) بھارتی کرشن تیرتھی عرف ... رہن۔

(۷) شوکت علی ساکن رامپور۔

الزام تم مذکورہ بالا سب ساتوں ملزمین نے فروری ۱۹۲۰ء اور ستمبر ۱۹۲۱ء کے مابین کے درمیانی کسی وقت (مقام) تمام باتوں کے لیے کراچی اور دیگر مقامات ہند برطانوی میں (ودیگر اشخاص) ایک مجرمانہ سازش کے فریق تھے ملک معظم کی فوج کے مسلمان افسروں اور سپاہیوں کو بہکا کر ان کے فرض سے ہٹانے میں نے ایک ایسے جرم کا ارتکاب کیا جو زیر دفعہ ۱۲۰ الف ۱۱۵ پر جو دفعہ ۱۳۱ پر مجموعہ تعزیرات ہند پڑھی جائے قابل سزا ہے اور عدالت سیشن کراچی کے حلقہ اختیارات میں آسکتا ہے مذکورہ بالا سے تم ملزمین پر فرد فرداً جرم لگایا جاتا ہے کہ سازش مذکور کی پیروی میں ان

سازش کے ایک ممبر یا ممبران کی طرف سے ماہ جولائی یا اگست ۱۹۲۱ء میں یا اس کے قریب مسلمان افسروں کو بہکانے اور ان کے فرض سے ہٹانے کی کوششیں اس طرح کی گئیں کہ کاغذ شامل مسل ۲۴ کی صورت کے اوراق ایسے افسران کو بھیجے گئے اور اس کارروائی سے تم نے ایک ایسے جرم کا ارتکاب کیا جو زیر دفعات ۱۲۰ ب ۱۰۹ دفعہ ۱۳۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے ساتھ پڑھے جانے پر قابل سزا ہے اور عدالت سشن کراچی کی حدود سماعت کے اندر ہے۔

مولانا محمد علی کے خلاف الزام اور مزید برآں کہ تم محمد علی نے بتاریخ ۹ جولائی ۱۹۲۱ء کراچی میں ایک بیان کیا جس کے الفاظ یہ ہیں کہ یہ امر موجودہ وقت میں ایک مسلمان کے لئے ہر طریقہ پر مذہباً حرام ہے کہ انگریزی فوج میں رہے یا فوج میں داخل ہو یا دوسروں کو فوج میں داخل ہونے کی ترغیب دے اس بیان سے تمہارا ارادہ یہ تھا یا اس کا احتمال تھا کہ حضور ملک معظم کی فوج کے مسلمان افسروں اور سپاہیوں کے اپنے فرائض کو ملحوظ نہ رکھنے یا اس میں قاصر رہنے کے باعث ہو اور اس کارروائی سے تم نے ایک ایسے جرم کا ارتکاب کیا جو زیر دفعہ ۵۰۵ مجموعہ تعزیرات ہند قابل سزا ہے اور عدالت سشن کراچی کی حدود سماعت کے اندر آتا ہے۔

باقیماندہ لیڈران کے خلاف الزام اور مزید برآں یہ کہ تم (ملزمین نمبر ۲ سے لیکر نمبر ۷ تک) نے مذکورہ بالا محمد علی کے ساتھ مذکورہ صدر جرم زیر دفعہ ۵۰۵ مجموعہ تعزیرات ہند کا ارتکاب کرنے کی سازش کی جس جرم کا اس نے اس سازش کی پیروی میں ارتکاب کیا اور اس کارروائی سے تم نے ایک ایسے جرم کا ارتکاب کیا جو زیر دفعہ ۱۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند جب کو دفعہ ۵۰۵ مجموعہ تعزیرات ہند کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے قابل سزا ہے۔ اور عدالت سشن کراچی کی حدود سماعت کے اندر آتا ہے۔

قرارداد کراچی اور مزید برآں یہ کہ تم محمد علی نے ۹ جولائی ۱۹۲۱ء کو یا اس کے قریب کراچی میں ایک ایسے جرم کے جو زیر دفعہ ۵۰۵ اور زیر دفعہ ۱۳۱ مجموعہ تعزیرات ہند قابل سزا ہے دس سے زیادہ آدمیوں کی طرف سے ارتکاب کئے جانے کی ترغیب دی۔ اس امر میں کہ تم نے آل انڈیا خلافت کانفرنس میں بیان کیا کہ یہ تمام مسلمانوں بالخصوص علی برادران کا فرض ہے کہ اس امر کی نگہداشت کریں کہ یہ مذہبی احکام (جو کہ ان الفاظ کے جو اوپر نقل کئے جا چکے ہیں) فوج کے ہر ایک مسلمان کے دل نشین کر دئے جائیں۔ اور اس کارروائی سے تم نے ایک ایسے جرم کا ارتکاب کیا جو زیر دفعہ ۱۱۷ مجموعہ تعزیرات ہند قابل سزا ہے اور

عدالت سیشن کراچی کی حدود سماعت کے اندر آتا ہے۔

اور مزید برآں یہ کہ تم ملزمان (نمبر ۱ سے ۲ تک) نے مذکورہ بالا محمد علی کے ساتھ مذکورہ جرم زیر دفعہ ۱۷ الف مجموعہ تعزیرات ہند کے ارتکاب کی سازش مذکور کی پیروی میں اس نے ارتکاب کیا۔ جو زیر دفعہ ۱۰۹ جس کو دفعہ ۱۷ الف مجموعہ تعزیرات ہند کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے قابل سزا ہے۔ اور اس عدالت سیشن کے حدود سماعت کے اندر آتا ہے۔

عدالت ماتحت کی روش میں کوئی بے ضابطگی نہیں ہوئی

جو سوالات آپ کے فیصلہ اور رائے کے لئے ہیں وہ درحقیقت بہت پیچیدہ نہیں ہیں۔ اور مجھے امید تھی کہ مجھے آپ کو زیادہ دیر تک نہ روکنا پڑے گا۔ مگر مقدمہ نے جو رنگ اختیار کیا ہے وہ اس امر کو قابل خواہش ٹھہرائیگا کہ میں ان معاملات پر جو فیصلہ کے لئے نہایت ضروری نہیں ہیں اپنے خیالات ظاہر کروں۔

قبل اس کہ ہم اصل بنائے مقدمہ پر بحث کریں میں عدالت ماتحت اور عدالت ہذا کی روئداد کی بابت ایک بات کہنی چاہتا ہوں جن دونوں پر دو ملزمان کی طرف سے کچھ ریمارک کئے گئے ہیں۔ چالان کرنے والے مجسٹریٹ کی عدالت میں دوران مقدمہ میں کوئی بے ضابطگیاں نہیں ہوئیں اور اگر مجسٹریٹ نے ایک ایسے مقدمہ میں جس کا فیصلہ محض عدالت سیشن سے ہو سکتا تھا اور جہاں شہادت اسی نوعیت کی ہوتی ہے جیسی یہاں ہے اور جہاں ملزم اپنی جوابدہی کو محفوظ رکھتے ہیں قبل از قبل اس کا امکان سمجھا کہ چالان ہونا چاہئے تو انہوں نے محض اس طریقہ پر کام کیا جیسا کہ ایک محتاط مجسٹریٹ کو کرنا چاہئے تھا۔ اس عدالت میں الزام میں جو تغیرات کئے گئے ہیں ان پر ملزم نے کچھ اعتراضات کئے ہیں۔ لیکن یہ تغیرات غیر مادی ہیں۔ اور انکا منشا محض یہ تھا کہ ملزمین کو ان الزامات سے جو ان کے خلاف ہیں زیادہ صحت کیساتھ اطلاع دی جائے۔ اگر ملزمین نے موزوں اور مناسب وقت پر یہ کہا ہوتا کہ یہ تغیرات انہیں جوابدہی میں مضرت پہنچانے والے ہیں تو اس وقت عدالت نے اس پر ضرور غور کیا ہوتا کہ آیا اس کے التوا پر غور کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ لیکن اس وقت ایسا کوئی اعتراض نہیں پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح۔ عدالت نے اس امر کو خاص طور پر ملحوظ رکھا ہے کہ کوئی ایسی شہادتیں نہ پیش کی جائیں جو چالان کی کا۔روائی میں چالان کرنے والے مجسٹریٹ کے سامنے نہ پیش ہوئی ہوں تاکہ ملزمین کے خلاف مقدمہ پر کوئی برا اثر پڑے۔

میں نے نرمی برتنے میں غلطی کی ہے

اس عدالت میں مقدمہ کی جو کارروائی ہوئی ہے۔ اس

کے متعلق میں خیال کرتا ہوں کہ ملزم اس کا اعتراف کریں گے کہ اگر یہ مقدمہ کسی پیشہ ور وکیل کے ہاتھ میں ہوتا اور اسے اس مقدمہ کی جوابدہی میں جتنی ڈھیل دی جاتی اس سے زیادہ ملزمین کو اس میں ڈھیل دی گئی ہے اور یہ کہ اگر عدالت کو بعض بعض موقعوں پر زید و عمر کے وقار کو نہیں بلکہ انصاف کے رعب و وقار کو قائم رکھنا پڑا ہے لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے سختی کے مقابلہ میں نرمی برتنے میں کسی قدر غلطی کی ہے۔

الزامات کی تشریح

قبل اس کے کہ ہم مقدمہ سے بحث کریں میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے خیالات کو کل پریشان کن معاملات سے بالکل پاک و صاف کرلیں۔ ملزمین کے خلاف خاص الزامات سازش کے ہیں۔ سازش کے خاص مسئلہ پر آپ حضرات سے فتویٰ چاہا جاتا ہے۔ بغیر کوشش کے سازش کے چھوٹے الزام کا تعلق بحیثیت ایک جج کے محض میری ذات سے ہے جن کا فیصلہ آپ حضرات کی امداد اور مشورہ سے میں کرونگا لیکن اس پر میں عملدرآمد کرنے کے لئے پابند نہ ہونگا۔ البتہ میرا یہ بھی ارادہ ہے کہ میں بحیثیت جج کے اس الزام کو بھی آپ ہی کے ہاتھ میں چھوڑ دوں۔ جہاں تک اس عدالت کا تعلق ہے میں خیال کرتا ہوں کہ دو الزامات ہیں جو ایک دوسرے سے اس حد تک علیحدہ ہیں کہ آپ حضرات کے فیصلہ کو ان دونوں میں پابند کرنے والا نہ تسلیم کرنا کچھ مناسب اور آپ حضرات کے آداب کے مطابق نہ ہوگا۔ ایک نتیجہ لیکن مختلف سازش کے متعلق مجھے چاہئے کہ میں (آپ حضرات کی امداد اور مشورہ سے) خود ہی نتیجہ مرتب کروں۔ اس لئے سازش کے متعلق آپ حضرات کو کوئی رائے قائم کرنی چاہئے اور ملزمین اور گورنمنٹ کے مابین جس چیز کا آپ کو فیصلہ کرنا ہے وہ یہ ہے کہ آیا ملزمین اس سازش کے مجرم تھے جس کا پہلے دو الزامات میں حوالہ دیا جا چکا ہے۔ ملزمین پر سیڈیشن یا غداری کا مقدمہ نہیں چلایا جا رہا ہے۔ اور اگر آپ حضرات یہ فیصلہ کریں کہ ملزمین سازش کے مجرم نہیں ہیں تو پھر وہ بری کئے جانے کے مستحق ہوں گے۔ خواہ آپ ان کے طرز عمل کو کیسا ہی لغویانہ یا غدارانہ کیوں نہ سمجھتے ہوں۔

الزامات تک محدود رہنا چاہئے

مزید برآں میں آپ سے اس کی استدعا کرتا ہوں کہ آپ اپنے دماغ سے ان کل باتوں کو نکال دیں جو ملزمین نے اس امر کے متعلق کہی ہوں جس کو مختصراً گاندھی کی گفت و شنید سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔ ملزمین پر تشریح شدہ اور صاف و صریح الزامات کے ماتحت مقدمہ چلایا جا رہا ہے اور ایسے افعال کے ماتحت نہیں چلایا جا رہا ہے جو موجودہ الزامات کے تحت میں نہیں آتے ہیں۔ میرا ارادہ اس مسئلہ پر دوبارہ بحث کرنے کا نہیں ہے۔

میں آپ سے یہ بھی کہوں گا کہ آپ اپنے دماغ سے ان کل خیالات کو جو آپ نے خلافت کے ایجی ٹیشن کے متعلق خیالات میں پہنچے ہوں نکال دیں۔ ملزمین پر اس لئے مقدمہ نہیں چلایا جا رہا ہے کہ وہ خلافت ایسوسی ایشن کے ممبر ہیں اور مالابار کے افسوسناک واقعات کے سلسلہ میں ان کی ذمہ داری کے متعلق ہمارے پاس ذرہ برابر بھی شہادت موجود نہیں ہے۔ آپ کو یاد رہے ان کے اوپر یہ صاف و صریح الزامات لگائے گئے ہیں کہ انہوں نے فوج کے سپاہیوں کو ان کے فرائض سے ورغلانے کی سازش کی۔ اور اس کے سوا ان پر کوئی دوسرا الزام نہیں ہے۔

مولانا شوکت علی کی قتل کی دھمکی کا حوالہ

اس کے ساتھ ہی آپ کو پوری احتیاط رکھنی چاہئے کہ ہم خارجی شخصی خیالات یا ہمدردیوں سے مرعوب و متاثر نہ ہوں۔ شنبہ کو شوکت علی نے ۲۱ دسمبر کے فوراً ہی بعد ہمیں بالواسطہ قتل کئے جانے کی دھمکی دی تھی اگر گورنمنٹ نے ان کے بعض مطالبات منظور نہ کئے لیکن اگر وہ یا دوسرے ملزم مجرم ہیں تو ہمیں انہیں خوف کی وجہ سے رہا نہ کرنا چاہئے اس لئے کہ ہمیں ان کا خوف نہیں ہے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ نہ تو شوکت علی اور نہ ان کے فدائی ایسے کوئی ہیں جو ہماری معینہ زندگی میں سے ایک پل بھی کم کر سکیں اور نہ دوسری طرف ہمیں یہ کرنا چاہئے کہ اگر وہ بیگناہ ہیں تو ہم انہیں محض یہ ظاہر کرنے کیلئے سزا دیں کہ ہمیں ان کی دھمکیوں کی پرواہ نہیں ہے۔

ملزمین کی قابلیت کا اعتراف

دوسری طرف یہ ممکن ہے کہ کسی شخص کے دل میں بعض ملزمین کی طرف سے ہمدردی و احترام کے خیالات جائز طور پر پیدا ہوں بعض ملزمین فاضل اور متقی معلوم ہوتے ہیں اور بعض کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ "اگر وہ صحیح راستہ پر گامزن ہوتے تو قوانین ان سے زیادہ کسی کے رہین منت نہ ہوتے" میں اس مقولہ کا بقیہ حصہ اس موقعہ پر نقل نہیں کرتا ہوں۔ اس لئے کہ مجھے امید اور توقع ہے کہ وہ باموقعہ نہیں ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ اگر ان لوگوں نے یہ راستہ اختیار کیا ہوتا تو اسلام، یہ سلطنت اور یہ ملک ان سے بہت زیادہ بہرہ اندوز و مستفید ہوتا۔ ان کا راستہ خواہ مجرمانہ ہو یا نہ ہو لیکن یہ توڑ پھوڑ اور علیحدگی کی دیوار ہے جو صرف تباہی بربادی کی طرف رہنمائی کر سکتی ہے البتہ اتحاد و موالات ہی کا راستہ ایسا ہے جو امن و امان اور فلاح و بہبود کی طرف رہنمائی کر سکتا ہے تاہم ہم اس پر اپنے گہرے تاسف کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اپنے بادشاہ کی عدالت کے کٹہرے میں بعض ایسے ملزمان موجود ہیں جنہیں یہاں ہونے کے بجائے حضور ملک معظم کے مشیروں کی حیثیت سے اعلیٰ مدارج پر ہونا چاہئے تھا لیکن اس کے باوجود

ہمارا رنج ہمیں فرض کی راہ سے ہٹانے والا نہ ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ فرض کا تقاضا یہ ہے کہ کٹہرے کے ملزمین کے مقدمہ کا فیصلہ ملک کے مروجہ قانون اور عدالت کے روبرو پیش شدہ شہادتوں کے بموجب کیا جائے۔

مسئلہ ٹرکی کے متعلق خیالات مسئلہ ٹرکی کے متعلق جو ہمارے خیالات ہیں۔ انہیں بھی ہمیں کسی طور پر اپنے اوپر غالب نہ ہونے دینا چاہیئے۔ ممکن ہے کہ ہم سے بعض کا یہ خیال ہو کہ ٹرکی کے ساتھ بہت سخت برتاؤ کیا گیا اور آل عثمانؓ کے متعلق ہم خیال کر سکتے ہیں کہ خواہ خلافت کیلئے انہیں کوئی حق ہو یا نہ ہو لیکن وہ برسوں سے یہ خلافت کا چیمپین (حامی) ووارث اسلام کے سرحدی قلعوں کا محافظ اور ان کے مقابلہ میں اس عظیم الشان مذہب اور اس وسیع الشان تہذیب کی تلوار و نیزوں کا محافظ ضرور رہا ہے اور ہمیں ان لوگوں کے ساتھ جو اس وقت اس درجہ مغموم و متاسف ہو رہے ہیں ہمدردی ہو سکتی ہے کہ اس زمانہ میں جب ہر چھوٹی چھوٹی قوم آزادی کا مطالبہ کر رہی ہے تو اسلام کی ایک مخصوص و نامزد شدہ سلطنت کو اس کے قدیم دار السلطنت میں دھمکی دی جا رہی ہے۔

دوسری طرف دوسرے لوگ یہ خیال کر سکتے ہیں کہ اس میں کوئی حیرت و تعجب کی بات نہیں ہے اگر وہ چیز جو تلوار کے ذریعہ سے حاصل کی گئی ہے تلوار ہی کے ذریعہ سے لی جا رہی ہے اور اگر خداوند ذوالمنن نے دوسرے سے لیکر ایک سلطنت کو کوئی چیز دیدی ہے۔ تو اس پر رنج و افسوس کی کوئی وجہ نہیں ہے لیکن کٹہرے کے ملزمین کے ساتھ انصاف ملک کے مروجہ قانون اور شہادت کے بموجب ہوگا اور ہمارے ان جذبات کے مطابق نہ ہوگا چہ خواہ مخالف ہوں یا موافق۔ لیکن جو ملزمین نے اس معاملہ کے مختلف پہلوؤں کے متعلق لئے ہیں۔

ملزمین کے ذہنی ابہام و غلطے جہاں تک فرقی خیالات یا غلطیوں کا تعلق تھا اب چونکہ ہم نے اپنے دماغ کو ان خیالات سے پاک کر دیا ہے جو اس طرح کی رنگت سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے ہمیں اپنے دماغ سے وہ غلطی بھی نکال دینی چاہیئے جو ملزمین نے پیدا کرنے کی کوشش کی تھی۔ ملزمین نے اپنی جوابدہی میں پوری کوشش کیساتھ ان دو حدوں کو قائم رکھا ہے۔

اولاً یہ کہ ان کا مذہب انہیں بعض افعال کے ارتکاب پر مجبور کرتا ہے۔

ثانیاً یہ کہ ہر وہ قانون جو انہیں ان افعال کے ارتکاب سے روکے جن کے کرنے کا ان کے مذہب نے انہیں حکم دیا ہے تو اس کا جواز لازم نہیں آتا۔ اور

ثالثاً یہ کہ سرزمین کے مروجہ قانون کو توڑنے کے الزام کے جواب میں یہ کہنا اور ثابت کرنا کافی ہے کہ جو فعل ایک جرم سمجھا جاتا ہے وہ وہی ہے جس کے کرنے کا اسے اس کے مذہب نے حکم دیا ہے۔

اعلان شاہی قانون کو نہیں توڑ سکتا

اس مقدمہ میں پہلا دعویٰ بالکل مہمل بے موقعہ ہے اس لئے کہ دوسرے دونوں دعوے سچے نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنی بحث کو ملکہ وکٹوریہ اور ان کے قائم مقاموں کے اعلانات پر مبنی قرار دیکر بعض قوانین کے عدم جواز کو ثابت کیا ہے۔ وہ آئینی حکمران تھے۔ اور انہوں نے آئینی مشیروں کو مقرر کر لیا تھا۔ اور کانسٹی ٹیوشن کے لئے کوئی اصول انوکھا نہیں ہے۔ تبتنا یہ اصول کہ بادشاہ کا اعلان قانون کے جواز کو نہیں روک سکتا۔ اس لئے کہ قانون بجائے خود بادشاہ کی مرضی اور رائے کا ایک نہایت اہم پہلو ہے اس لئے ہر وہ اعلان جو رعایا کو اس کے مذہب کی کامل آزادی عطا کرے وہ ملک کے مروجہ قوانین میں سے کسی ایسے قانون کو جس کے ماتحت بعض افعال مستحق سزا قرار پاتے ہیں نہیں توڑ سکتا لیکن یہ مان لینا چاہئے کہ ملک کے یہ قوانین اعلانوں کی مخالفت نہیں کرتے ہیں۔ یہ فرض کرنا ہی غیر موزوں اور غیر مناسب ہے لیکن اگر کسی وقت یہ ظاہر ہوگا کہ کسی اعلان اور کسی ایسے قانون کے مابین کوئی فرق تھا تو ہمیں آپ کا اقرار کرنا ہوگا کہ ہماری ناچیز ذہانت و ذکاوت اتنی کافی طاقتور نہ تھی کہ ہم دونوں کے معنی سمجھ سکتے اور ہمیں سرزمین کے قانون کا نافذ ہوگا جس پر عملدرآمد کرنے پر ہم مجبور ہیں۔

خوش قسمتی سے یہاں کوئی ایسا تصادم نمایاں نہیں ہے۔ اعلان ہر شخص کو اس کے مذہب کی آزادی کے ساتھ استعمال کا یقین دلاتا ہے۔ وہ اسے اس کی اجازت نہیں دیتا کہ اپنے مذہب کے پردے میں وہ دوسروں کے حقوق پر حملہ کرے اور نہ وہ اسے اس بادشاہ کے حقوق پر حملہ کرنے کی اجازت دیتا ہے جس کی حفاظت کا وہ طالب ہے ہر جگہ اور خصوصاً اس ملک میں کیسا ہنگامہ برپا ہوتا۔ اگر تبلیغی مذہب خود موسیٰ بجود کے اصول پر سختی کے ساتھ عملدرآمد نہ کیا جاتا۔ اس سلطنت میں مختلف مذاہب و ملت کے لوگ اس کثیر التعداد میں آباد ہیں کہ مشکل سے کوئی ایسا جرم نکلے گا جسے کوئی نہ کوئی شخص مذہب کے پردے میں نہ کرتا ہو۔ اسی لئے اس ملک کی قانون ساز جماعت نے اپنی رعایا کے مذہبی حقوق کا بہت زیادہ لحاظ خیال رکھا ہے بعض افعال کو ممنوع قرار دیدیا ہے۔ اور یہ وہ افعال ہیں جن کا امتناع تہذیب کے مفاد کے لئے ضروری ہے۔ اور اس جماعت نے ان ممنوعات کو توڑنے پر سزا رکھی ہے اور ہمیں اس کی ہدایت کی ہے کہ اگر ان ممنوعات کی طرف سے بے اعتنائی برتی جائے تو ہم ان سزاؤں کو نافذ کریں۔

مذہب اور قانون میں تصادم اگر سوءِ اتفاق سے کوئی شخص اپنے کو اس تکلیف دہ رزولیوشن میں پائے کہ اس کا مذہب اور اس کا ضمیر صفائی اور خلوص کے ساتھ اوسے کسی ایسی راہ عمل کے اختیار کرنے پر مجبور کرتا ہو جسے سرزمین کا مروجہ قانون ممنوع قرار دیتا ہو تو اسے چاہئیے کہ اگر وہ قانون کی سزا اُس سے بچنا چاہتا ہے تو یا تو قانون کے بدلوانے کا انتظام کرے اور یا ملک کو چھوڑ دے۔ اگر وہ ان دونوں میں سے ایک بات بھی نہ کریگا اور برابر قانون شکنی کرتا رہیگا تو اسے سزا ہونی چاہئیے وہ کسی چیز کو پسند و ناپسند نہیں کرسکتا ہے۔ وہ یہ نہیں کرسکتا ہے کہ جب چاہے سرزمین کے مروجہ قانون کی حفاظت کا خواہشمند ہو اور جب چاہے اسے توڑ دے۔

مذہب اور ضمیر پر قانون کی فوقیت ایک ایسا شخص جسے اس کا ضمیر سرزمین کے مروجہ قانون کو توڑنے کو کہے اور جو اسے توڑ دے ممکن ہے کہ اس کی طرف سے ہمارے قلب میں ہمدردی و احترام کے خیالات پیدا ہوں لیکن وہ ہماری سزا سے نہیں بچ سکتا ہے۔ آیا ایگزیکٹیو کو ایسے معاملات و مقدمات میں قانون کی امداد حاصل کرنی چاہئیے یا نہیں یہ محض ایک ضرورت و مصلحت کا سوال ہے۔ انٹیگون سے لیکے کیوپل کے زمانہ تک ہر زمانہ و وقت تک شہدار گذرے ہیں اور ہر زمانہ میں ضدی مذہبی مجنون بھی ہوئے ہیں۔ قانون ان دونوں میں کوئی امتیاز نہیں کرسکتا ہے وہ صرف یہ کرسکتا ہے کہ اس کا پتہ لگائے کہ جس پر قصوروار ہونے کا الزام لگایا جاسکتا ہے وہ مجرم ہے یا نہیں۔ اگر وہ مجرم پایا جائے تو اسے سزا دے اور اسے ایگزیکٹیو گورنمنٹ کے ہاتھ میں چھوڑ دے کہ وہ اپنے اختیار تمیزی پر اس سے اس سزا پر عملدرآمد کرائے یا نہ کرائے اور انعام و صلہ کی امید کو (اگر ملزم نے اپنے کو اس کا مستحق ثابت کیا ہے) ملزم کے پاس چھوڑ دے جو ہمارے دنیاوی لعنتوں و ملامتوں کی بہت اچھی طریقہ پر تلافی کردے گی۔

قتل مسلم کے متعلق خیالات کہ آیا مذہب اسلام ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کو قتل کرنا غیر قانونی قرار دیتا ہے یا ملزمین اس اصول کی اشاعت کرنے پر مجبور رکھے یا ملزمین سچائی کے ساتھ اس کا اعتقاد رکھتے تھے کہ وہ ایسا کرنے پر مجبور ہیں اور اس طرح پر قتل کیا جانا غیر قانونی ہے۔ یہ وہ سوالات ہیں جن کا کوئی تعلق اس مقدمہ سے نہیں ہے اور یہ یقیناً اس موقعہ پر بے محل ہیں اور میں یہ خواہش کرسکتا تھا کہ اس قسم کے کل سوالات کو اس الزام سے علیحدہ رکھتا لیکن ملزمین نے ان سوالات کو نہایت فصاحت و بلاغت اور علمی قابلیت کے ساتھ بار بار اٹھایا ہے۔ گو مباحثہ بہت زیادہ دلچسپ تھا لیکن میں نے اوسے روکنے کی کوشش کی کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ تنقیحات ایک دوسرے سے خلط ملط ہوجائیں اور یہ بھی

نہیں چاہتا تھا کہ اس مقدمہ کی کارروائی ان اصولوں کی تبلیغ و اشاعت کا آلہ بنے جنہیں میں خطرناک اور غیر مدلل سمجھتا ہوں۔ انکے ڈیفنس (جو ابدی) کو نقصان پہونچائے بغیر میں ایسا نہیں کر سکتا تھا اور اس لئے مجھے اس کی اجازت دینی پڑی کہ بہت سے مقدمہ کے ریکارڈ میں ایسے بہت سے بے ربط مضمون کو جو پروپیگنڈا کے لئے تھا قلمبند ہونے دوں۔ اس لئے میں بادل ناخواستہ اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مجھے اس معاملہ کے متعلق رائے ظاہر کرنی چاہئے۔ اس معاملہ میں جو صحیح اصول ہے ان کا میں بلا شک اعلان نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں محض مختصر طور پر ان چند شکوک کو آپ کے غور و خوض کیلئے پیش کر رہا ہوں جو ملزمین کی راسخ العقیدگی کی پوزیشن کے متعلق بہتر سے قلب میں پیدا ہوئے ہیں۔

رزولیوشن میں اور نیز ملزمین کی دلائلوں میں اس مسئلہ کی وضاحت نہایت وسیع معنی میں کر دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ایک مسلمان کیلئے دوسرے مسلمان کو قتل کرنا حرام ہے اور وہ یہ ہے جس کی قطعی ممانعت کر دی گئی اور جس کا اگر کفارہ نہ دیا جائے اور توبہ نہ کی جائے تو اس فعل کا کرنے والا عذاب جہنم کا مستوجب ہوگا قرآن کریم میں اس کی صاف طور پر توضیح کر دی گئی ہے۔ لیکن کلام پاک میں زنا یا شرک سے منع کرنے کے متعلق جو آیات درج ہیں ویسی سختی کے ساتھ ممانعت اس آیت میں نہیں کی گئی ہے اس لئے کہ اس کا اعتراف کیا ہے کہ وہ ایسے معاملات ہیں جنمیں ایک مسلمان قانونی طور پر قتل کیا جا سکتا ہے یعنی جس موقعہ پر کہ وہ خود قاتل ہو اور مقتول کے اعزا خون بہا لینے پر طیار نہ ہوں اور دوسرے موقعہ پر جب ایک مسلمان کو زنا کے جرم پر معقول شہادتوں کی بنا پر سزا دی گئی ہو۔ اس کے علاوہ اس آیت میں حادثات ذاتی تحفظ، غلطی یا اس کے دیگر امور کی تشریح نہیں کی گئی ہے۔ اس لئے یہ ان ممنوعات میں سے ہے جو قیمتی تو ضرور ہیں لیکن دائمی اور قطعی نہیں ہیں۔

اس لئے ایک غیر جانبدارانہ تحقیقات کے ذریعہ سے اس کی شرائط اور حدود کو معلوم کرنا چاہئے اور خصوصاً قابل تعریف اشخاص کے افعال پر غور کر کے اس کا اندازہ کرنا چاہئے۔

پیغمبر اسلام صلعم کا عہد مسعود پیغمبر اسلام صلعم کے واقعات زندگی سے ہمیں موجودہ زمانہ کو سمجھنے میں بہت کم مدد ملتی ہے۔ بلاشک قرآن کریم کے احکامات و قوانین ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اٹل ہیں اور اس میں گھٹا ؤ بڑھا ؤ کی گنجایش نہیں ہے۔ قرآن پاک بھی خداوند قادر و توانا کے ساتھ دوامی حکم رکھتا ہے۔ لیکن موجودہ حالات و واقعات پر ان قواعد کے نفاذ کا انحصار اس زمانہ کے حالات پر ہے جس پر ہم اس کا اطلاق کرنا

جہاں حضور رسول اکرم صلعم کے دور حیات میں صرف عربستان پر دنیاوی سلطنت قائم تھی مسلمان ایک ہی نسل اور ایک ہی جنس کے لوگ تھے ایک ہی زبان بولتے تھے اور شہری وحشیان ایک ہی قسم کی زندگی بسر کرتے تھے اور وہ سب شریف سرداروں کی یکساں گورنمنٹ کے ماتحت رہتے تھے ان میں اگر کوئی تقسیم تھی تو وہ یمن اور مداہر کے گہرے جذبات کی بنا پر تھی اور اس چیز کو بھی اسلام کے جذبہ قومیت نے مٹا دیا تھا۔ اس کی سرحد تین سمت سے سمندر سے گھری ہوئی تھی اور چوتھی سمت پر رمتہ الکبریٰ اور ایران کی تباہ و برباد شدہ سلطنت تھی۔ اس کے لئے نہ مستقل فوج کی ضرورت تھی اور نہ تنخواہ دار حکومت کی۔ نہ سڑکیں تھیں اور نہ مستحکم قلعے۔ قبائل کے لوگوں میں سے جو لوگ وقتاً فوقتاً لے لئے جایا کرتے تھے ان کا نام فوج تھا۔ جہاں حضور رسول اکرم صلعم کے صحابہ اور فاضل بزرگ تھے حکمران سرداران مختلف جماعتوں کے چودہری تھے۔

بعد وفات آنحضرت صلعم عروج اسلام

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دس سال کے اندر سڑکیں اور قلعے وہاں کے ریگستان تھے مسلمانوں کی سلطنت ایک بہت بڑے رقبہ تک پھیلی ہوئی تھی جو مغرب میں برٹین سے گھرا ہوا تھا۔ شمال میں روما کی از سر نو زندگی حاصل کی ہوئی سلطنت سے اور مشرق میں ترکوں سے۔ اس میں مختلف نسل و جنس کی بہت کثیر آبادی تھی جو مختلف زبانیں بولتی مختلف رسم و رواج کی پابند اور مختلف مذاہب کی نام لیوا تھی اور وہ نہایت اعلیٰ حکومت کی عادی تھی۔

مذہب بنیادی ضروریات کا مکتفی نہیں ہے

سلطنت کی کل ضروریات مہیا کی جاتی تھیں اور ان کا روپیہ ادا کیا جاتا تھا اور بہت جلد یہ ظاہر ہو گیا کہ قرآن پاک اور احادیث مبارک حکومت کی ضرورت کو پوری طور پر کفایت نہیں کرتی ہیں ایک ابتدائی خلیفہ رسول پاک صلعم کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب انہیں اپنے انتخاب خلافت کی خبر مبارک موصول ہوئی تو وہ اس وقت صحیفہ ربانی کی تلاوت میں مصروف تھے یہ کہا جاتا ہے کہ اس خبر کے سنتے ہی انہوں نے ایک آہ سرد کے ساتھ صحیفہ ربانی کو بند کر دیا اور کہا کہ "تیرے ساتھ میرا یہ آخری وقت ہے" ان الفاظ سے آپ کا مفہوم یہ ہرگز نہ تھا کہ آپ کا ارادہ مذہبی احکامات کی نافرمانی کا تھا بلکہ یہ کہ آئندہ سے آپ اپنے وقت مبارک کو تمام و کمال اس پاک و مقدس صحیفہ کی تلاوت میں صرف نہ فرما سکیں گے۔ چنانچہ اس کے بموجب بہت جلد قواعد "سیاست" کو ترقی ہونے لگی اور متقی و پرہیزگار لوگ اس بارے میں اپنی حیرت و استعجاب کا اظہار کرنے لگے کہ یہ دنیاوی قانون گو مذہبی قانون کے

خلاف نہیں ہے لیکن کس کام کا ہے۔ جب کہ اس کی منظوری براہ راست مذہبی قانون سے نہیں ملتی ہے۔

بادشاہت غیر قانونی ہے آپ کو اس مسئلہ کے متعلق بے شمار مباحثات ملیں گے بعض اشخاص تو اس حد تک گئے ہیں کہ یہ کہہ اٹھے ہیں کہ کل بادشاہت غیر قانونی ہے اس لئے کہ وہ بادشاہ اپنی رعایا سے غیر مجوزہ ٹیکس وصول کرنے پر مجبور ہے اور وہ اس کا ایک حصہ اپنی ذات پر صرف کریگا اور چونکہ اسے لوگوں کو ایسے قصوروں پر قتل کرنا جن میں مذہبی قانون کے بموجب سزائے موت نہیں دیجا سکتی ہے۔ ایک ہندوستانی تاریخ میں علاء الدین خلجی اور شیخ الاسلام کے مابین سوال و جواب کی صورت میں اس مسئلہ کے متعلق ایک دلچسپ مباحثہ موجود ہے لیکن مصدقہ رائے یہ ہے کہ درآنحالیکہ کوئی شخص بادشاہت کی ذمہ داری اپنے سر لینے پر مجبور نہیں ہے۔ تاہم اگر وہ ایسا کرے تو وہ گنہگار ہے اگر وہ دنیاوی سلطنت اور مسلمانوں کے معاملات کو اس بنا پر تباہ و برباد ہو جانے دے کہ وہ ان ضروری دنیاوی قوانین کا نفاذ نہیں کر سکتا ہے جو بلاشک قوانین میں مداخلت کرنے والے نہ ہونے چاہئیں۔ لیکن جن کی اس کی طرف سے کوئی براہ راست منظوری بھی نہیں ملتی ہے۔ اور میں نے ان بادشاہوں کے متعلق جنہوں نے بادشاہوں کی حیثیت سے نہیں بلکہ درویشوں کی حیثیت سے حکومت کی ہے۔ علماء اور درویشوں کے لکھے ہوئے نہایت سخت مذمتیں اور اعتراضات دیکھے ہیں۔

حضرت علی کی جانشینی کا قضیہ حضرت علی کے بحیثیت خلیفہ جانشین ہو جانے پر بھی بہت سے مسلمانوں نے اعتراض کیا تھا کہ مذہب نہ بنا کہ خلافت کو اس کے میدان سے باہر نکال دیا ... حضرت علیؓ تھے جن سے خدا راضی تھا۔ اس وقت کے نائبین ہو الانس نے ان کو برا بھلا کہا مگر اب سب ان کی بحیثیت ایک حقیقی شہید اسلام ہونے کی تعریف و توصیف کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک مسلمان کا قتل کرنا گویا ایک گناہ ہے۔ اس پر بحث کیجا سکتی ہے کہ ایک مسلمان کیلئے ایک ایسی جنگ میں لڑنا جو خلیفہ کے غلام بنانے کے لئے لڑی جا رہی ہو خلاف شریعت ہے۔

المنصور کے خلاف عبدالرحمن کی بغاوت آپ جانتے ہیں کہ ایک زمانہ تھا جبکہ بہت سے خلفاء تھے جس وقت خلافت خاندان عباسیہ میں آئی تو اسوقت عبدالرحمن نے المنصور کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور اس کے جنرل کو قید کر لیا مگر نہ تو المنصور نے اس کو ملعون کہا اور نہ علماء نے اسکے خلاف فتویٰ دیا

اور زمانہ ورادتک عبدالرحمان محافظ اسلام رہا سلطان ٹرکی نے کس طرح خلافت کو حاصل کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سلطان ٹرکی نے خلافت کو بذریعہ انتخاب حاصل نہیں کیا بلکہ مصر کے عباسیوں پر حملہ کرکے اور ان کو ترک تخت پر مجبور کرکے حاصل کی ہے۔

شیعہ اور مسئلہ خلافت مجھے ایک اخبار میں یہ دیکھکر بہت تعجب ہوا تھا کہ خلیفہ نائب خدا ہے۔ خدا ہر وقت حاضر و ناظر ہے اور اس کو کسی اپنے نمایندے کی احتیاج نہیں ہے۔ البتہ خلیفہ کو نائب رسول کہا جاتا ہے لیکن وہ مسلمانوں کا ایک عارضی سردار ہوتا ہے۔ حالانکہ مسلمانوں کا فرقہ اہل شیعہ اس کے متعلق مختلف خیال رکھتا ہے

حکومت وجاپانگر اور بہمنی حکومت کی لڑائی ممکن ہے کہ بعض لوگ یہ خیال کریں کہ ایک مسلمان کے خلاف لڑنیکا الزام حق بجانب ہے کیونکہ غیر مسلم دول مسلمانوں کے خلاف جنگ آزما ہیں۔ اب میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ وجاپانگر کی حکومت نے حیدرآباد سے عربوں کو مسلمانوں کی بہمنی حکومت کے خلاف لڑنے کیلئے کرایہ پر لیا تھا۔ ان پر مسلمانوں کے خلاف کافر کی امداد کا کوئی الزام نہیں لگایا گیا۔ اور نہ ان کو کافر قرار دیکر قتل کیا گیا۔ میں جانتا ہوں کہ آخر میں ان عربوں نے وجاپانگر کی ملازمت چھوڑ دی تھی۔ مگر آیا انہوں نے ایسا مذہبی امور کی بنا پر کیا تھا اس کے متعلق مجھے کوئی علم نہیں اسی طرح فرض کیجئے کہ ایک مہذب و متمدن ہندو حکومت کے ماتحت مسلمان سپاہی باغی اہل قبائل سے لڑتے ہیں تو کیا ان کو قتل کیا جائیگا۔ اس لئے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف تھے۔ قابل توجہ امر یہ ہے بیرحمانہ سازش واقعی مذموم اور قابل ملامت ہے مگر مسلمانوں کو حفاظت خود اختیاری میں یقیناً لڑنا چاہئے۔ ان تمام امور کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہر ایک شخص جس کا لڑنیکا فعل ملزمین ناپسند کریں وہ دوزخ میں جائیگا۔

مولٰنا محمد علی:۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ جب کہ ارکان جیوری کے سامنے اپنا خطبہ پڑھ رہے ہیں میں مداخلت کروں مگر کیا میں یہ دریافت کرسکتا ہوں (جبکہ ہم میں سے بعض کو یہ یقین بھی ہے کہ قانون اسلام کے ماہر ہیں) کہ یہ زیادہ قرین انصاف ہوتا کہ استغاثہ ان امور کو ثابت کرتا اور گواہان سے حلفیہ بیان لیتا اور شاید ہم ان پر جرح بھی کرتے۔

جج:۔ یہ ایسے معاملات نہیں ہیں کہ ان پر جوڈیشنل نوٹس لیا جاوے۔

مولٰنا محمد علی:۔ آپ یہ تو فرماتے ہیں کہ وہ جوڈیشنل نوٹس کے قابل معاملات نہیں ہیں۔ مگر ہم کو ان امور کی تشریح کیلئے موقعہ نہیں دیا گیا۔

ج :۔ ارکان جیوری اس کا خیال نہ کریں۔

سازش یعنی دفعات ۱۳۱ و ۱۳۰ اب کی تشریح

اس کے بعد سررشتہ دار نے سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے پڑھا کہ اب میں ابتدائی معاملات سے فارغ ہو چکا ہوں اور اب میں دفعہ ۱۳۱ اور اس کی مددگار دفعات کو لیتا ہوں۔ آپ حضرات کو بموجب شہادت اپنا فیصلہ صادر کرنا ہے۔ میری رائے ہے کہ آپ پابند نہیں ہیں۔ دفعہ ۱۳۱ کی رو سے ایک شخص کو ممانعت کی گئی ہے کہ وہ فوج کو ورغلانے کی کوشش نہ کرے۔ اس جرم کی انتہائی سزا جلاوطنی ہے۔ دفعہ ۱۳۰ (ب) ایک شخص کو اس امر کی ممانعت کرتی ہے کہ وہ فوج کو ورغلانے کی بہت سی کسی سازش میں شریک ہو جس کی انتہائی سزا عمر بھر کا کالا پانی یا کچھ کم عرصہ ہے۔ دفعہ ۱۲۰ (ب) کا یہ بھی منشا ہے کہ اگر دو یا دو سے زائد اشخاص کسی مجرمانہ فعل کے لئے اجتماع مجرمانہ سازش ہے اور ملزمین خواہ وہ سازش کے سلسلہ میں کوئی کام بھی نہ کر سکے ہوں مستوجب سزا قرار پاتے ہیں اور ان کو زیر دفعہ ۱۲۰ (ب) معہ دفعہ ۱۱۵ سزا دی جائیگی جس کی انتہائی سزا ۷ سال قید بامشقت ہے اور اگر کسی ملزم نے واقعی ارتکاب جرم کیا ہو تو اس کو بھاری سزا دیجاویگی۔ مثلاً

ب اور ج ایک دعوت کیلئے د کو مدعو کرتے ہیں اور کھانے میں اس لئے زہر ملا دیتے ہیں تاکہ د مر جائے لیکن اگر د وہ کھانا نہ کھائے اور راستہ میں اس کو مکان سے واپس جاتے ہوئے ط گولی مار دے تو اس وقت ب اور ج بھی مجرم ہوں گے۔ اگرچہ ان کو ط کا ارادہ کا کوئی علم بھی نہ ہو۔

اس مقدمہ میں آپ کو مندرجہ ذیل امور پر غور کرنا ہے۔

(۱) کیا خلاف قانون ذرائع کے ساتھ کسی خلاف قانون فعل کے ارتکاب کیلئے کوئی سازش تھی؟

(۲) کیا سازش کا مقصد یہ تھا کہ فوج کے سپاہیوں کو ان کے فرائض سے ورغلایا جاوے؟

(۳) کیا ملزمین یا ان میں سے کوئی اس سازش میں شریک تھا۔

(۴) کیا کسی ممبر نے خواہ ملزم ہو یا نہ ہو واقعی سپاہیوں کے ورغلانے کی کوشش کی؟ اگر واقعی ایسا ہوا تو کیا وہ سازش کا نتیجہ ہے۔؟

مذکورہ بالا سوالات اول الذکر دو دفعات سے متعلق ہیں۔ پہلے دو سوالات بہت آسانی سے ثابت کئے جا سکتے ہیں۔ میں نے ملزمین سے دریافت کیا تھا کہ آیا وہ اس کے لیے وکیل کو جس پر ان کا اعتماد ہو اپنی طرف سے بحث کرنے کیلئے پیش کریں گے۔ مگر انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ میری رائے یہ ہے کہ سازش ضرور تھی۔

حرمت ملازمت فوج کا فتویٰ ستمبر یا اکتوبر میں کسی وقت ایک فتویٰ حاصل کیا جاتا ہے۔ (جس پر دستخط کرنے والوں میں ملزمین ۲ و ۵ بھی شامل ہیں) جس میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ سپاہیوں کیلئے فوج میں رہنا "خلاف شرع" ہے۔ پھر نومبر میں نام نہاد جمعیۃ العلماء کی روئداد و کارروائی حاصل ہوتی ہے جس میں اسی اصول کو بحال رکھا جاتا ہے۔ پھر فروری ۱۹۲۱ء میں ہم کو نام نہاد فتوے کی اشاعت ثانی ملتی ہے جس پر اس وقت علاوہ دیگر اشخاص کے ملزمین ۲، ۳، ۴، ۵ کے بھی دستخط ہیں اور جس میں یہی اصول قائم کیا گیا ہے اور تمام ناظرین سے چاہا گیا ہے کہ اس امر کو اشخاص متعلقہ (سپاہیوں) کے نوٹس میں لائیں۔ اس رسالہ کی کثیر التعداد کاپیاں خلافت کمیٹی کے مرکزی دفتر کی طرف سے تقسیم کی گئیں اور اس کی طبع ثانی کی مزید وسیع تقسیم ہوئی۔ یہ فروری و جولائی ۱۹۲۱ء کے درمیان ہوا۔ ملزم ۳ و ۴ خلافت کمیٹی کے سکرٹری ہیں۔ تین اور سکرٹری بھی ہیں عبدالغنی (جو اس مقدمہ میں ایک ملزم نہیں ہے) بیان کرتا ہے کہ صرف وہ اس رسالہ کو منگانے اور تقسیم کرنے کا ذمہ دار تھا۔

پونہ و گوکاک کے جلسے اس کے بعد ملزمین ۱، ۲، ۳ پونہ جیسے بڑے فوجی اسٹیشن پر گئے۔ جہاں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں ان ملزمین نے شرکت کی اور وہاں ملزم ۲ شوکت علی نے ایک تقریر کی جس میں اس نے کہا کہ ان سپاہیوں کی امداد کے لئے جنہوں نے اپنی ملازمت ترک کر دی ہے۔ ایک فنڈ قائم کیا جا رہا ہے اس کے بعد ۱۹ جون کو گوکاک میں ایک دوسرا جلسہ خلافت منعقد ہوا اور وہاں ملزم ۱ کی تحریک اور ملزم ۲ کی تائید سے ایک رزولیوشن پاس ہوا جس کا مضمون یہ تھا کہ ایک مسلمان کے لئے گورنمنٹ برطانیہ کی فوجی ملازمت میں رہنا قطعاً خلاف قانون (حرام) ہے۔ میں نے آپ کے سامنے کل تقریریں رزولیوشن اور کارروائیوں کی تفصیلات دوبارہ نہیں پڑھی ہیں اس لئے کہ بلاشک وہ آپ کے دماغ میں تازہ ہیں۔ ملزمین نے ان کی سچائی اور رپورٹوں یا ترجموں کی صحت کو نہیں رد کیا ہے وہ یہ نہیں کہتے ہیں کہ ان کے ظاہری معنی کے علاوہ ان کا کوئی اور بھی مفہوم نکالا جا سکتا ہے۔

کراچی خلافت کانفرنس کا قابل یادگار رزولیوشن اب ہم کراچی کانفرنس سے بحث کرنا چاہتے ہیں جو حامیان خلافت کے عام جماعت کا ایک جلسہ تھا۔ یہ جلسہ بہت زیادہ اعلان و اشاعت کے ساتھ ایک ایسے شہر میں منعقد ہوا تھا۔ جہاں مسلمانوں کی ایک بڑی آبادی رہتی ہے اور جو دوسرے ممالک کو روانگی کا مرکز اور ایک فوجی اسٹیشن ہے اور بعض حیثیتوں سے وہ اس قطعہ کا بھی ایک تجارتی صدر مقام ہے۔ جہاں جنگجو مسلمانوں کی ایک کثیر آبادی ہے۔

ملزمین ۲ و ۶ و ۷، ۷ جولائی کو کراچی پہنچے تھے اور ایک جلوس کے ساتھ شہر میں نکلے تھے ملزمین ۱ و ۷ لڑکیوں کے ایک اسکول میں ٹھہرے تھے جو اس مقام سے جہاں کانفرنس منعقد ہونیوالی تھی قریب تھا ملزم ۳ بھی وہیں ٹھہرا تھا۔ ایک سبجکٹ کمیٹی مرتب کی گئی جس نے ۹ جولائی کو گرلس اسکول میں اپنے دو جلسے منعقد کئے ملزمین ۱ و ۳ و ۶ نے ایک یا دونوں جلسوں میں شرکت کی تھی۔ ۹ جولائی کی سہ پہر کو مختلف رزولیوشن پیش ہو کر پاس ہوئے تھے اور ایک یہ رزولیوشن ۶ بھی تھا۔

"آل انڈیا خلافت کانفرنس کا یہ جلسہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور گورنمنٹ انگورہ کو ان کی شاندار فتوحات اور ان جان توڑ (یا سرفروشانہ) کوششوں پر جو انہوں نے قوانین اسلام کو بالا رکھنے میں کی ہیں اپنی دلی مبارکباد پیش کرتا ہے اور یہ جلسہ خداوند ذوالمنن کی درگاہ بے نیاز میں دست بدعا ہے کہ وہ سلطنت ٹرکی کے ہر ہر حصہ سے بیرونی گورنمنٹوں کی کل فوجوں کو نکال باہر کرنے میں جلد کامیاب ہوں"

اس کے ساتھ یہ جلسہ صاف الفاظ میں اس کا اعلان کرتا ہے کہ اس وقت ایک مسلمان کیلئے ہر طریقہ پر مذہباً یہ خلاف قانون (حرام) ہے کہ وہ برطانوی فوج میں ملازمت کرنے کی ترغیب دے اور کل مسلمانوں کا عموماً اور علماء کا خصوصاً یہ فرض ہے کہ وہ اس کو دیکھیں کہ یہ مذہبی احکام فوج کے ہر مسلمان کے بخوبی ذہن نشین ہو جائیں

"مزید برآں جلسہ اس کا بھی اعلان کرتا ہے کہ اگر گورنمنٹ برطانیہ نے براہ راست یا بالواسطہ علانیہ طور پر یا خفیہ گورنمنٹ انگورہ کے خلاف کوئی فوجی کارروائی شروع کی تو اس وقت مسلمانان ہند قوانین کے توڑنے یعنی کانگریس کے حسب منشا سول قانون کی نامتابعت کا آغاز کرنے اور کانگریس کے اس سالانہ اجلاس میں جو بمقام احمد آباد منعقد ہو گا ہندوستان (اور) ہندوستانیوں کی کامل آزادی کا اعلان کرنے اور ہندوستان میں ایک جمہوری گورنمنٹ قائم کرنے پر مجبور ہوں گے۔"

ملزم ۱ نے اس رزولیوشن کو چند الفاظ کے ساتھ پیش کیا جس میں اس نے کہا کہ یہ رزولیوشن بہت زیادہ اہم ہے۔ اور یہ رزولیوشن کانفرنس کا ست اور روح ہے۔

اس کے بعد ملزم ۳ نے اس رزولیوشن کو پیش کیا اور اس کی تائید ایک طویل تقریر سے کی جس میں اس نے کہا کہ برطانوی فوج کا ایک مفرور ترکوں سے جا ملا اور فرار ہونے کی پاداش میں اوسے اس کے ایک ساتھی نے قتل کر دیا اور بعد میں اس کی نعش کے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کو شہادت کا درجہ نصیب ہوا برخلاف اس کے جس سپاہی نے اس کو شہید کیا تھا جب بعد میں وہ قتل ہوا تو اس کی نعش خراب ہو گئی تھی اور اس کے دیکھنے سے

بہت سی بُری علامات ظاہر ہوتی تھیں۔ تقریر نہایت زوردار ہے اور رزولیوشن کے ہر حصہ کی نہایت زور شور کے ساتھ موید و موافق ہے۔

ملزم نمبر ۳ نے رزولیوشن کی تائید کی۔ اس نے عام اسباب اور وجوہ کی بنا پر اس رزولیوشن کی تائید کی۔ یہ گورنمنٹ کی کسی طریقہ پر امداد و تائید کرنا مذہباً خلاف قانون (حرام) ہے اور سیاسی حیثیت سے نامناسب بے موقعہ۔

ملزم نمبر ۴۔ ایک سندھی پیر ہے۔ اس نے سندھی زبان میں رزولیوشن کا ترجمہ کیا اور اس کی تائید میں تقریر کی گو ہمارے سامنے اوس کی وہ تقریر نہیں ہے۔

ملزم نمبر ۵۔ نثار احمد نے نہایت مختصر لیکن بہت زبردست تقریر اس کی تائید میں کی اور اس نے فوج کی ملازمت کو ترک کرنے کی تائید میں ایسے دلایل پیش کئے جن کو وہ اپنے خیال میں زبردست مذہبی دلائل سمجھتا تھا۔

ملزم نمبر ۶ نے تقریر کی۔ ملزم نمبر ۶ ایک ہندو ہے اور ہندوستان میں ہندوؤں کی جو مذہبی گدیاں قائم ہیں ان کی ایک بڑی مذہبی گدی کا روحانی پیشوا ہونے کا وہ مدعی ہے اور اسے حامیان خلافت کی تحریک سے دلی ہمدردی ہے اس نے ایک ناقابل گرفت نوعیت کی تقریر کی جس کا سوال زیر بحث سے کوئی تعلق نہ تھا لیکن اس کے ساتھ اس نے اس کی ضرورت جتائی کہ برطانیہ کی اس زبردست پالیسی کے خلاف جو ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کو دھمکا رہی ہے ہندو مسلم اتحاد کو قائم رکھنا چاہئے اور اس نے اپنی تقریر کو ان الفاظ پر ختم کیا کہ "جس طرح ہندو اپنے مذہبی احکام کو ماننے پر مجبور ہیں اسی طرح مسلمانوں کو اپنے مذہبی احکامات کی تعمیل کرنی چاہئے"۔

محمد علی پریسیڈنٹ ملزم نمبر ۱ نے اس کے بعد حاضرین سے ان کی رائے دریافت کی اور ان سے درخواست کی کہ اگر وہ رزولیوشن پاس کرنا چاہتے ہیں تو کھڑے ہو جائیں اور کھڑے ہو کر اسے پاس کریں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ملزم نے رزولیوشن کی اہمیت بتائی اور کہا کہ خداوند قادر و توانا سے اور حاضرین کو اتنی قوت مرحمت فرمائے کہ وہ اس کی تعمیل کر سکیں۔ شوکت علی نے اس موقعہ پر تقریر نہیں کی بلکہ وہ رزولیوشن کی تائید میں کھڑے ہو گئے وہ اس وقت وائس پریسیڈنٹ ہو رہے تھے۔

ان تقاریر کی صحت سے انکار نہیں ہے۔ دوسرے دن ۱۰ اپریل کو شوکت علی اس شہر میں گئے جو سندھ میں نوشہرو فیروز کے نام سے مشہور ہے اور ایک ڈسٹرکٹ کانفرنس کی صدارت کی اور ایک تقریر کی جس نے ایک بہت حد تک اپنا اثر پہنچایا۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے کہا کہ فوج کی ملازمت کرنا حرام ہے۔

اس مقدمہ میں ملزمین کی یہ کارگذاریاں ہی ہیں جن کے ثبوت کی بنا پر تاج کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ ہم اس سے یہ نتیجہ نکالیں کہ فوجوں کو ورغلانے کی ایک سازش ہوئی تھی جس میں ملزمین بھی شریک تھے۔

خلافت ایجیٹیشن

مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گو ابتداً خلافت کمیٹی کا قیام کیسا ہی جائز اور آئینی اصولوں کے مطابق ہوا اور اس کا ایجی ٹیشن اولاً کیسا ہی قانون کے ماتحت ہو لیکن بعد کو اس کمیٹی یا اس کے ایک جزو نے خطرناک قسم کا مذہبی پروپیگنڈا شروع کر دیا اور اس نے یہ سمجھا کہ اس کی کوششوں میں آئندہ کامیابی کی صورت اس وقت پیدا ہوگی جب کہ ملک میں فرضی ایجی ٹیشن کے بجائے ان سے خطرناک شورش شروع کی جائے اور صرف یہی ایک الٹی خطرہ ہوگا جس کا ہندوستان اور افغانستان کے ذمہ دار ارباب حکومت پر کچھ اثر پڑ سکیگا اور اس کی تدبیر یہ ہے کہ فوجوں کی وفاداری میں خلل ڈالا جائے اس خطرناک تدبیر پر عمل کرنے کی غرض سے اس نے فوجی خدمت کے ناجائز ہونے کی تبلیغ پبلک جلسوں میں علانیہ اور اس طریقہ سے شروع کی کہ اس کی رائیں فوجوں تک پہنچ سکیں اپنی اس رائے کی تائید میں اس کمیٹی نے نام نہاد علماء کے فتوے حاصل کئے تاکہ اگر اس کے احکام پر کوئی اعتراض کرے تو وہ اپنی تائید میں علماء سے تائیدی رائے حاصل کر سکے اسی غرض سے علماء کے فتوؤں کی پبلک میں اشاعت کی گئی اس وقت میری رائے میں تحریک خلافت خلاف قانون ہو گئی اور جو لوگ اس تحریک میں شریک ہوئے وہ گویا اس سازش میں شریک ہیں خواہ عملاً فوجوں کو ان کی وفاداری سے ورغلانے کی کوشش نہ کی گئی ہو۔

یہ ظاہر ہے کہ فوجوں سے فرار ہونے کی ترغیب دینا جرم ہے البتہ یہ جرم نہیں ہے کہ لوگوں سے کہا جائے کہ وہ فوج میں داخل نہ ہوں اس لئے کہ قانوناً لوگ فوجی خدمت کرنے پر مجبور نہیں ہیں۔ کرنل گائر کی رائے میں کسی سپاہی کو اس معینہ میعاد سے قبل جس کے لئے وہ فوج میں ملازم رکھا گیا ہے۔ اپنے عہدہ سے مستعفی ہونے کی آزادی حاصل نہیں ہے۔ اور اگر اس سے پہلے کوئی سپاہی فوج سے علیحدہ ہو تو وہ مفرور ہونے کے جرم میں ماخوذ ہوگا اور اس کی یہ حرکت اس کے فرائض اور حکومت کی وفاداری کے خلاف ہوگی ذاتی طور پر میں اس بات پر تعجب نہیں کرتا کہ ملزمین نے اس قسم کی سنگین کارروائیاں کیں۔ آپ نے ان لوگوں کے طرز عمل کو اس عدالت میں دیکھا ہے اور عدالت ماتحت میں ان کے بیانات بھی سنے ہیں اس لئے آپ کو اس بات پر کچھ تعجب نہ ہونا چاہئے کہ ملزم علی کے سوا ان میں سے ہر ایک کو اس بات پر فخر ہے کہ ان کو گورنمنٹ ہند اور انگریزوں کے نام سے دلی نفرت ہے۔

بہر کیف ملزمین یہ کہتے ہیں کہ سازش کا کوئی وجود نہ تھا اور جیسا کہ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں خواہ ان کی تقریریں اور ان کے افعال و حرکات کیسے ہی مغویانہ اور غدارانہ ہوں۔ لیکن ان کو اس الزام میں اس وقت تک سزا نہیں دی جا سکتی جب تک کہ سازش ثابت نہ ہو جائے۔

سب سے پہلے میں اس بات کا ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ملزمین ریزولیوشن کے ترجمہ کے ایک جزو کو صحیح نہیں سمجھتے ہیں۔ پیش نظر جو ترجمہ ہے اس میں یہ الفاظ ہیں۔

تمام مسلمانوں کا عموماً اور علماء کا خصوصاً یہ فرض ہے کہ وہ یہ دیکھیں کہ یہ احکام فوج کے ہر مسلمان سپاہی تک پہنچا دیے گئے۔ اس کا صحیح ترجمہ یہ بتایا جاتا ہے کہ:-

"مذہبی احکام اس معاملہ کے متعلق" لیکن اس ترمیم سے میں نہیں سمجھتا کہ ملزمین کو کچھ بہت فائدہ ہوگا۔ ان کی تقریریں اور نام نہاد فتاویٰ سے یہ اچھی طرح ظاہر ہے کہ مذہبی احکام سے ان کا کیا مقصد تھا۔

مسلمان ملزمین کا بیان ہے کہ سازش کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔ کیونکہ یہ تو اسلام کا کھلا ہوا حکم ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل نہ کرے۔ تھوڑی دیر کے لئے میں اس بات کو تسلیم کئے لیتا ہوں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام کا حکم یہ بھی ہے کہ ایک مسلمان اگر کسی دوسرے مسلمان کو مذہبی احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دیکھے تو اس کی اس غلطی سے اس کو آگاہ کر دے۔ پس ان کا یہ عذر ہے کہ وہ فرداً فرداً نیز باہمی اتفاق رائے سے بغیر پہلے سے کوئی قرارداد کئے اس پر تیار ہو گئے کہ وہ اسلام کی اس قانون کی تبلیغ کریں۔ میں اس کو نہیں مانتا۔ یہ تسلیم کرتے کہ اسلام کا قانون ہر سچے مسلمان کا یہ فرض قرار دیتا ہے کہ وہ مذہبی احکام کی تبلیغ کرتا رہے اور ہر وقت اپنے ہم مذہبوں کو ان کی بدعنوانیوں اور احکام مذہبی کی خلاف ورزیوں سے آگاہ کرتا رہے۔ بجائے اس کے کہ وہ اپنی زندگی کے دیگر فرائض انجام دے اور اپنے دوستوں کو ان کی غلط کاریوں پر متنبہ کرتا رہے میں نہیں سمجھتا کہ ان سب ملزموں نے ایک ساتھ ملکر صرف اسی گناہ کو (بشرطیکہ یہ کوئی گناہ ہو) روکنے کا کیوں فیصلہ کیا۔ سچے مسلمانوں میں مذہبی احکام کی تبلیغ کے لئے ایک وسیع میدان ہے۔ ملزمین قسطنطنیہ یا انگورا چلے جاتے اور وہاں اپنے بھائیوں کو سمجھاتے کہ وہ مذہبیوں اور شامی قبائل کے لوگوں کا قتل عام نہ کریں۔ یا حجاز جاتے اور وہاں کے حکمران سے کہتے کہ وہ سلطان کے خلاف سرکشی کرنے سے باز آئیں۔ یا خود اپنے ہی وطن میں لوگوں کو بدکاری، اغلام، شراب نوشی، زرق برق پوشاکوں کے پہننے، گانا سننے، ترک نماز، ترک روزہ اور ترک حج یا اسی قسم کی حرام اور مکروہ باتوں کے کرنے سے روکتے جو ہندوستان میں عموماً پائی جاتی ہیں۔ یا یہ کہ اپنے ہندو دوستوں کو شرک اور بت پرستی سے باز رکھنے

کی کوشش کرتے۔ ملزمین کا بیان ہے کہ اونہوں نے ان خاص شخص ہی کو اتفاقی طور پر اور بغیر پہلے سے کوئی ارادہ کئے ہوئے چن لیا کیونکہ انہیں یہ معلوم ہوا کہ اس بلوے میں اونہوں نے سختی سے اپنے فرائض منصبی کو محسوس کیا۔ ان کا یہ عذر تسلیم کرنا میرے لئے دشوار ہے۔

ملزم ۵ نثار احمد کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ بخار میں مبتلا تھے اور انہوں نے کانفرنس میں بالکل اتفاقات موقع پر ایک مختصر سی تقریر کی۔ ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو۔ لیکن یہ تقریر نہایت ہی شورش انگیز ہے۔ مدراس سے یقیناً سامعین کے دل پر فوجی ملازمت کے گناہ ہونے کا کافی اثر پڑ سکتا تھا۔ نام نہاد فتوے پر ان کے بھی دستخط ہیں۔ مجھے خود نہ دل سے اس کا یقین ہے کہ وہ اس شورش کے حقیقی مقصد سے اچھی طرح واقف تھے۔ اس کے موافق تھے۔ اور اپنے مقدور بھر اونہوں نے اس شورش کو ترقی دینے کی کوشش کی۔

ہندو ملزم ۷ کے مقدمہ میں اس کا بیان ہے کہ وہ اس امر سے بالکل لاعلم تھا کہ اس قسم کا رزولیوشن پیش کیا جائے گا۔ [illegible] اس کا بیان ہے کہ وہ ہندوستانی نہیں جانتا ہے (اور غالباً یہ امر واقعہ بھی ہے) وہ کانگریس کمیٹی کا بھی ممبر نہ تھا اور کانفرنس میں محض اس غرض سے آیا تھا کہ ہر اس رزولیوشن میں جو پاس ہو اپنی پیشوائے مذہب کی حیثیت کا ووٹ ڈالے اور اپنے تئیں رزولیوشن کی نوعیت سے باخبر کرنے کی تکلیف نہ گوارا کرے۔ اگر یہ سچ ہے تو وہ تقریباً ناقابل برداشت طریقہ پر اوچھا اور غیر ذمہ دار شخص ہے۔ لیکن اس کے لئے اس کو سزا نہیں دینی چاہیئے۔ اس میں شک نہیں کہ اس کی تقریریں بالکل ناقابل گرفت ہیں اور بلاشک مسئلہ بھی ایسا زیر بحث تھا جس کے متعلق اوسے کچھ کہنے کا حق بھی نہ تھا۔ دوسری طرف اس میں مطلق شک نہیں ہے کہ اسے خلافت کے ساتھ ہمدردی ہے اور اس کے لئے تیار ہے کہ اپنی قابلیت بھر حامیان خلافت کے مقصد کو تقویت اور مدد پہنچائے۔ آپ حضرات کو اس کے مقدمہ پر نہایت احتیاط کے ساتھ اس کے اچھے و برے پہلوؤں پر نظر ڈال کر غور کرنا چاہیئے۔

عبدالغنی گواہ نے یہ بیان کیا ہے کہ فتوؤں کی کتاب کا حاصل کرنا اور اس کا مرکزی کمیٹی کی طرف سے تقسیم کرانا اون لوگوں نے اپنی ذمہ داری پر کیا تھا۔ اور اس کام کی ذمہ داری ملزمین میں سے کسی کے سر عائد نہیں ہوتی ہے۔ اس بیان کو تسلیم کرنا مشکل ہے کہ خلافت کمیٹی کے دفتر میں جو سسٹم رائج ہے وہ غیر معمولی طور پر ناقص ہے لیکن ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ اس سے ملزمین کو بہت زیادہ مدد نہیں ملتی ہے۔ میری رائے میں فتوؤں کا حصول اور ان کی تقسیم اوس سازش کا ایک حتمی نتیجہ ہے جس کا منشا صاف طور پر یہ تھا کہ اس کے عام اغراض

تقاسمہ کو دستخط کی جائے اور اگر ملزمین اس سے بالکل ناواقف تھے تو بھی اس کی ذمہ داری انہیں کے سر عاید ہوتی ہے میں خیال کرتا ہوں کہ ملزمین کے موافق و مخالف اور بھی کل شہادتیں و دلائل ہیں جن پر بخوبی طور پر غور کر لینے سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ سپاہیوں کو ورغلانے کی ایک سازش وجود میں آئی تھی اور بعض ملزمین اس کے ممبر بھی تھے۔ لیکن یہ صرف میری رائے ہے۔ آپ حضرات کو خود اپنی رائے قائم کرنی چاہئے اور آپ کسی طریقہ پر میری رائے کی تعمیل پر مجبور نہیں ہیں۔

سپاہیوں کو ورغلانے کی حقیقی کوشش

دوسرا پوائنٹ فوج کے سپاہیوں کو ورغلانے کی حقیقی کوشش کی بابت ہے اس کے متعلق یہ ظاہر ہو گیا کہ یہ سیاسیان خلافت کی سرکاری بالقصد شدہ پالیسی نہ تھی کہ اس وقت اس کام کو ایک بڑے پیمانہ پر شروع کیا جائے اور فوجوں کو ورغلانے کی مہم کا آغاز سرگرمی کے ساتھ ہو۔ موجودہ اغراض کے لئے یہی کافی تھا کہ اگر فوج کے سپاہیوں کے خیالات میں تشویش اور بے چینی کے جذبات پیدا ہو جائیں اور اس کا بہترین طریقہ یہی تھا کہ فوجوں سے علیحدگی اختیار کرنے کے فرض کی کھلم کھلا تبلیغ کی جائے اور وہ تبلیغ ایسے حالات کے ماتحت کی جائے کہ فوج کے سپاہی اسے اپنے دوستوں اور ساتھیوں کی زبان سے سن سکیں ہمارے پاس اس کے ثبوت موجود ہیں کہ ان اصولوں کی علانیہ تبلیغ کراچی اور پونہ میں (جو دونوں بڑے فوجی مرکز ہیں) کی گئی اور شاید اس تحریک کے لیڈران کے لئے یہ کافی تھا۔ یہ فوجوں کو ورغلانے کی حد کو نہیں پہنچتا لیکن مزید برآں شہادت میں بھی یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک چھوٹا رقعہ تقسیم کیا گیا تھا اور مختلف رجمنٹوں کے مسلمان افسران کے نام روانہ بھی کیا گیا تھا۔ اس چھوٹے رقعہ میں ان اصول کی تبلیغ کی گئی تھی۔ اس میں خلافت کانفرنس کے رزولیوشن کا حوالہ نہیں ہے (سوائے اس کے کہ شاید کنایتاً اس کے یہ معنی نکل سکیں) وہ اس نام نہاد فتویٰ کا خلاصہ ہے قرآن پاک کی آیات کا حوالہ دینے میں اس چھوٹے رقعہ میں عربی کی دو بہت سخت غلطیاں ہو گئی ہیں اور اس لئے بالکل اغلب ہے کہ ملزمین میں سے کسی نے بھی اس کے آخری طور پر چھپ چکنے سے پہلے اس کو دیکھا بھی ہو۔ کوئی ایسا ثبوت نہیں ہے جس سے ملزمین کو اس کی اشاعت سے متعلق کیا جا سکے دوسری طرف یہ کسی ایسے شخص نے شائع کیا تھا جسے ملزمین کے پروپیگنڈا کے ساتھ ہمدردی تھی، اور اگر ایسا شخص سازش کرنے والوں کا ممبر بھی تھا تب ملزمین فوجوں کو حقیقتاً ورغلانے کے جرم کے مجرم ہوں گے۔ خواہ وہ چھوٹا رقعہ یا اس کی اشاعت کے متعلق کچھ نہ جانتے ہوں دوسری طرف اس نتیجہ پر پہنچنا کسی طریقہ پر ناممکن نہ ہو گا کہ یہ چھوٹا رقعہ انگلستان کے کسی دشمن نے شائع کیا تھا جو سازش کا ممبر نہ تھا اور جو غالباً ایک ہمدرد تھا اس صورت میں ملزمین فوجوں کو ورغلا

کی حقیقی کوشش کرنے کے مجرم ہوں گے۔ یہاں پر وہ معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔ جو آپ کے سامنے ایک جیوری کی حیثیت سے پیش ہے اور اب میں ان الزامات پر غور کرنا چاہتا ہوں۔ جن کے متعلق مجھے آپ کی رائے بحیثیت اسیسران کے طلب کرنی چاہیے۔ جیسا میں نے ظاہر کر دیا ہوں وہ بالکل علیحدہ ہیں اور ان پر دوبارہ اس وقت غور کروں گا جب آپ اپنی رائے ظاہر کر چکیں گے۔ ملزم نمبر ا پر یہ الزام ہے کہ اس نے خلافت کانفرنس میں یہ بیان کیا کہ "مذہبی طریقہ پر ایک مسلمان کے لئے برطانوی فوج میں رہنا بالکل غیر قانونی (حرام) ہے" اور اس کا یہ بیان اس ارادہ سے تھا کہ وہ یہ خیال پیدا کرنا چاہتا تھا یا یہ جاننا چاہتا تھا کہ اس سے مسلمان افسروں اور سپاہیوں میں اپنے فرائض کی طرف سے لاپرواہی برتنے یا ان کی ادائیگی میں قاصر رہنے کا خیال پیدا ہوگا۔ یہ جرم قانون تعزیرات ہند کے دفعہ ۵۰۵ کے ماتحت آتا ہے۔ ملزم کو اس کا اعتراف ہے کہ اس نے ایسا بیان دیا۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ یہ سچا بیان ہے ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو لیکن اگر اس کا منشا یہ تھا کہ اس قسم کا بیان دیگر مسلمان سپاہیوں کو ان کے فرائض سے غفلت برتنے کی ترغیب دے جائے تو بیان کی سچائی اسے جرم سے بری نہیں کرتی ہے۔ یہ تو صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے جب ایسا کوئی ارادہ نہ ہو اور اسی وقت کوئی ایسا سچا بیان جو فوجوں پر اس قسم کا اثر ڈالنے والا ہو قابل معافی ہو سکتا ہے۔

دفعہ ۵۰۵ کی تشریح

فرض کیجئے کہ گورنمنٹ مغربی افریقہ سے مضر صحت مقام پر فوجوں کو بھیج رہی ہے اور بعض پیٹنٹ دواؤں کا مالک کل ان رجمنٹوں کے کمانڈنگ افسران کو جو اس مہم پر بھیجے جا رہے ہیں ایک خط لکھتا ہے اور اس میں وہ آب و ہوا کے خطرناک حالات کا نقشہ صاف و واضح رنگ میں کھینچتا ہے اور اس میں وہ لکھتا ہے کہ اپنے قوائے جسمانی کو "بانس پیٹنٹ پلیوس" کے استعمال سے مسلح رکھا جائے وہاں کی آب و ہوا کے مضر اثرات سے بچنے کی صرف یہی صورت ہے اور قانون کہتا ہے کہ وہ دفعہ ۵۰۵ کے ماتحت جرم کا مجرم نہیں ہے اس لئے کہ آب و ہوا کے متعلق بیان سچا ہے اگرچہ اس کا منشا فوجوں کو خوف زدہ کرنا اور اس مہم پر جانے کے ان کی ہمت کو توڑنا ہے لیکن وہ اس غرض سے نہیں کیا گیا تھا کہ نیم حکمت سے یہ اثر پیدا کیا جائے بلکہ اس کا اصلی منشا اپنا ذاتی مفاد تھا لیکن فرض کیجئے کہ کوئی چالاک ایجیٹیٹر اس اشتہار کو پا جاتا ہے اور اسے دوبارہ شائع کرتا ہے اور اسے رجمنٹ کے ہر اس شخص کے پاس جو اس فرض کی ادائیگی کے لئے مقرر کیا گیا ہے بھیجتا ہے اور اس میں اتنا اضافہ کر دیتا ہے کہ "تم نے دیکھا کہ وہاں ہوشیار و مستند ڈاکٹر اس مقام کے متعلق جہاں گورنمنٹ تمہیں بھیج رہی ہے کیا لکھتا ہے" اور وہ ایسا اس توقع اور امید پر لکھتا ہے کہ فوج جانے سے انکار کر دے گی یا اگر گئی بھی تو با دل ناخواستہ و افسردہ

ظاہر ہو کر جائے گی اس صورت میں قانون کہتا ہے کہ وہ مجرم ہے اس لئے کہ اس کا ارادہ یہی ہے۔ اس لئے یہاں یہ سوال نہ پیدا ہوگا کہ آیا محمد علی اس بیان کو سچ سمجھتے تھے یا نہیں، بلکہ یہ ہوگا کہ آیا اونہوں نے ایسا اس کی خواہش کے ساتھ کیا تھا کہ وہ اپنے بھائیوں کو رنج و تاسف میں ڈالیں یا اونہوں نے اس ارادہ سے کیا تھا کہ وہ فوجوں سے علیحدہ ہو جائیں یا بغاوت کردیں۔ اونہوں نے خود اس پوائنٹ کے متعلق کوئی شک نہیں رہنے دیا ہے۔ ان کو صرف اس پر تاسف ہے کہ فوجوں پر اس وقت تک اثر نہیں پڑا ہے اور ۱۸۵۷ء کے پیمانہ کی بغاوت کے ہونیکا اس وقت کوئی امکان نہیں ہے۔

مجھے ابتداءً اس بارے میں کچھ شکوک تھے کہ آیا ایک پرائیویٹ شخص کا اظہار رائے دفعہ ۵۰۵ کے معنی کے اندر ایک بیان سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص نے اس مضمون کا ایک اشتہار گشت کرادیا کہ "مسٹر اسمتھ کی یہ رائے ہے کہ سپاہی گنہگار ہیں" تو یہ بیان ایسی نوعیت کا سمجھا جائیگا جس کا دفعہ ۵۰۵ میں حوالہ دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ یہ بہت زیادہ اغلب نہیں ہے کہ کوئی سپاہی ایک غیر معروف مسٹر اسمتھ کی رائے کی طرف بہت زیادہ توجہ کریگا لیکن اب میں خیال کرتا ہوں کہ خلافت کانفرنس کے پریسیڈنٹ کی حیثیت سے محمد علی کافی وقعت و اہمیت رکھنے والے شخص ہیں اور ان کی رائے عام طور پر مسلمانوں پر کچھ اثر ڈال سکتی ہے۔

دوسرے ملزمان پر یہ الزام ہے کہ اونہوں نے مذکورۂ بالا جرم کے ارتکاب کے لئے ملزم نمبر ۱ سے سازش کی۔ یہ سازش ایسی ویسی سازش نہیں ہے جس کا سابقہ الزام میں حوالہ دیا گیا ہے۔ اگر دوسرے ملزمین یا ان میں کا کوئی بھی محمد علی سے اس بارے میں متفق ہو کہ اس قسم کی رائے کو شائع کرنا چاہئے، خواہ یہ اتفاق اس مجرمانہ ارادہ کی بابت اظہار رائے سے صرف پانچ ہی منٹ پہلے ہوا ہو تو بھی یہ لوگ ان کے ساتھ سازش کرنے کے جرم کے صاف طور پر مجرم ہیں۔ صورت واقعات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کل ملزمان کراچی میں تھے اور انہیں اس معاملہ کے متعلق محمد علی سے گفتگو کرنے کے کافی موقعے تھے اور انہوں نے کتابوں و تقریروں سے اس کا اظہار کیا کہ وہ ان کی اس رائے کے قائم کئے جانے کو پسند کرتے ہیں اس لئے اگر اس سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ وہ اس سے اس بارے میں متفق ہوئے کہ وہ اس خیال کا اظہار کرے اور وہ لوگ اس کی تائید کریں تو کچھ بیجا و بے قاعدہ نہ ہوگا۔ محمد علی کے خلاف ایک دوسرا الزام یہ ہے کہ اونہوں نے دفعہ ۵۰۵ یا ۱۳۱ کے ماتحت پبلک کو ایک جرم کے ارتکاب میں مدد پہنچائی۔ یہ ایک ریزولیوشن کے سلسلہ میں ہے جو اونہوں نے کراچی کے جلسہ میں پیش کیا تھا اور وہ ریزولیوشن کل مسلمانوں پر عموماً اور علماء پر خصوصاً یہ فرض عاید کرتا ہے کہ وہ اس بیان کو فوج کے نوٹس میں لے آئیں۔ جس سے

اپنی عارضی رائے کا اظہار کر دیا ہے اور وہ یہ کہ یہ رزولیوشن ایسی نوعیت کا ہے جس کا دفعہ ۵۰۵ میں حوالہ دیا گیا ہے اور یہ وہی اثر پیدا کرے گا جو دفعہ ۱۵۳ الف میں قابل سزا قرار دیا گیا ہے اس جلسہ میں تقریباً مسلمان موجود تھے ان کی تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی اور رزولیوشن کا منشا یہ تھا کہ وہ عام پبلک تک پہنچ جائے اس لئے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ایسا مقدمہ ہے جس میں ملزم نے پبلک کو جو دس اشخاص سے زیادہ پر مشتمل ہے ان جرائم کے ارتکاب پر امداد و اعانت دی ہے اور اس کے لئے سزا قانون تعزیرات ہند کے دفعہ ۱۱۷ میں درج ہے اسی طرح جس طرح دیگر ملزمین نے ملزم ۱ سے بدیں غرض اتحاد کیا کہ وہ مسلمانوں کی پبلک اور علماء کو ان بیانات کے پھیلانے پر ابھارنے کے لئے جرم کا ارتکاب کرے یا وہ کوشش اس سازش مجرمانہ کے ساتھ ان لوگوں کے بارہ میں کرے جنہوں نے اغوا کے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

جج کا اپنے بیان کا مختصراً اعادہ

حضرات اب میں نے اس وقت اپنے کام کو ختم کر دیا ہے۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھے مختصراً اپنے مقصود کا اعادہ کرنا چاہئے۔ میں نے آپ سے یہ چاہا ہے کہ اپنی طبائع کو تعصبوں کے موافق یا مخالف کسی اثر سے جو پہلے سے موجود ہو۔ پاک کر لیں اور اپنا فرض بلا خوف ادا کریں۔

میں نے آپ سے کہا ہے کہ مذہب کا سوال اس مقدمہ میں بالکل داخل نہیں ہوتا اگر ملزموں نے ملک کے قانون کو توڑا ہے تو انہیں اس ملکی قانون کے مطابق سزا ملنی چاہئے اور اس میں اس سے کوئی بحث نہیں کہ آیا وہ مذہب کی ترغیب کے ماتحت کام کر رہے تھے۔ میں نے یہ خیال کرنے کے لئے آپ کو اپنے دلائل بھی سنا دیئے کہ مذہبی سوال کی بابت ان کے خیالات غلط ہیں لیکن میں نے آپ کو آگاہ کر دیا تھا کہ اس معاملہ پر فتویٰ دینے کا مجھے کوئی اختیار و سند حاصل نہیں اور آپ سے سفارش کی تھی کہ آپ یہ فرض کر لیں کہ ملزمین جو کچھ کہتے ہیں وہ درست ہے۔

پھر میں نے آپ سے یہ کہا تھا کہ دو یا کئی اشخاص کا ایک ناجائز فعل کے ارتکاب پر باہم متحد ہونا فی نفسہ ایک ناجائز و خلاف قانون فعل (سازش کا) ہے خواہ ایسے معاہدہ اتحاد کے نتیجہ میں کوئی بات کی جائے یا نہ کی جائے۔ اور میری رائے میں ایسی خلاف قانون سازش موجود تھی جس کے ملزمین میں سے بعض اشخاص ممبر تھے اور جس کے مقاصد میں سے ایک مقصد سپاہیوں کو بہکانا تھا۔ میں نے آپ کو اس کے موافق و مخالف شہادت بتا دی ہے اور ملزمین کی دلائل بھی بتا دی ہیں اور آپ سے التجا کی ہے کہ اس پوائنٹ پر خود اپنی رائے قائم کریں میری رائے کے آپ کسی طرح بھی پابند نہیں ہیں۔ خصوصاً ملزم نمبر ۶ (شری شنکر اچاریہ) کی نسبت پھر میں نے ان مزید سوالات پر بحث کی ہے کہ آیا کوئی ایسی کوشش سپاہیوں کو بہکانے کی بعض سازش کنندگان

کی طرف سے سازش مذکورہ کے آگے بڑھانے میں کی گئی۔ اور آپ کو اس امر پر اپنے شبہات ثابت تھے اور یہ معاملہ خود آپ کی تجویز پر چھوڑ دیا تھا۔

اب آپ کو اپنے فتوے پر غور کرنا چاہئے اور صاف بتلا دینی چاہئے کہ آیا ملزمان یا ان میں سے کوئی شخص جرائم متذکرہ دفعہ ۱۲۱ الف کے قصور وار ہیں یا نہیں ہیں؟ علاوہ ان جرائم کے جن کا فرد قرار داد جرم کے پانچویں عنوان میں حوالہ دیا گیا ہے۔

پھر آپ کو فرداً فرداً بطور اسیسرز کے اپنی رائے دیگر الزامات کی نسبت دینی چاہئے۔ جو بلاشبہ آپ کے حافظہ میں تازہ ہیں اور جن کی نسبت مجھے پھر آپ کو سمجھانے کی ضرورت نہیں۔

دستخط

بی - سی - کینیڈی
جوڈیشل کمشنر سندھ

یکم نومبر سنہ ۱۹۲۱ء

اختتام ایڈریس جج والتوا اجلاس | جج نے جیوری کے روبرو اپنے ایڈریس میں کامل ایک گھنٹہ دس منٹ لئے۔ چنانچہ ایک بجکر دس منٹ پر اراکان جیوری نے مشورہ کے لئے اجلاس برخاست کیا۔

اللہ اکبر

کسی کے قتل کی تدبیر سے تقسیم ہوتی تھا
نگاہ پاک کی [illegible] ہی تاثیر ہوتی تھا

افضل الجہاد

کلمۃ الحق

عند سلطان جابر

[illegible]
[illegible]

پیغام ملا تھا جو حسین ابن علیؓ کو

خوش ہوں وہی پیغام قضا میرے لئے ہے

فیصلہ

بعد مشورہ ارکان جیوری کی واپسی | ارکان جیوری ایک بجکر دس منٹ پر مشورہ کے لئے کھڑے ہوئے تھے اور کامل دو گھنٹہ پندرہ منٹ تک علیحدہ مشورہ اور بحث مباحثہ کرکے ٹھیک ساڑھے تین بجے کمرہ عدالت میں واپس آئے۔

جج نے مسٹر رامچند تلسی داس سرگروہ جیوری سے مخاطب ہوکر دریافت کیا کہ آپ کی اس مقدمہ کی نسبت کیا رائے ہے۔

مسٹر رامچند تلسی داس نے بحیثیت سرگروہ ارکان جیوری ہونے کے جواب دیا کہ دفعات ۱۳۱ و ۱۲۰ (ب) جن کے متعلق ان کا تقرر بحیثیت جیوری کے ہوا تھا ان کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ ملزمین میں سے کسی پر بھی نہ تو ملک معظم کی فوج کو ورغلانے کی سازش کا الزام ثابت ہوا اور نہ کسی فوجی سپاہی کو فوجی ملازمت سے باز رکھنے کی کوشش کا الزام ثابت ہوا یعنی جرم اول (دفعہ ۱۳۱) و جرم دوم (دفعہ ۱۲۰ ب) کسی ملزم کے خلاف ثابت نہیں ہوا۔ لہذا جملہ ملزمین ان کی رائے میں بے قصور ہیں۔

جج نے جیوری کے اس فیصلہ سے اتفاق کرتے ہوئے دفعات ۱۳۱ و ۱۲۰ (ب) کے تحت جرموں سے تمام ملزمان کو بری کر دیا۔

مسٹر رامچند تلسی داس نے بحیثیت سرگروہ اسیسران ہونے کے کہا کہ دیگر جرائم کے متعلق جن میں کہ ان کا تقرر

بطور اسیران ہوا ہے چار کی متفقہ رائے ہے بالمقابل مسٹر ویار ام گیدوانی کی اختلاف رائے جن کے نزدیک تمام ملزمین جملہ الزامات میں بے قصور ہیں ہماری کثرت رائے کا یہ فیصلہ ہے کہ سوائے جگت گرو سری شنکر آچاریہ کے باقی سب ملزمین زیر دفعات ۵۰۵ اور ۱۲۰ ب تعزیرات ہند قصوروار ہیں اور مولانا محمد علی صاحب زیر دفعہ ۱۱۷ تعزیرات ہند بھی مجرم ہیں۔ نیز جملہ اسیران نے یہ بھی کہا کہ ہم نے فیصلہ کرتے ہوئے ملزمین کے گھریلو مذہبی عقائد کو ملحوظ نہیں رکھا ہے۔

جج نے اسیران کی اکثریت رائے سے اتفاق کرتے ہوئے سوائے جگت گرو سری شنکر آچاریہ کے باقی سب ملزمین کو دو سال قید با مشقت کا حکم دیا اور مولانا محمد علی صاحب کو زیر دفعہ ۱۱۷ مزید دو سال کی سزا دی۔ مگر پہلی سزا کے ساتھ ہی ساتھ اس سزا کی میعاد بھی چلیگی (یعنی صرف دو سال قید با مشقت کی سزا ہے)

رئیس الاحرار مولانا محمد علی صاحب و دیگر زندانیان حق نے فیصلہ نہایت خندہ پیشانی سے سنا اور مولانا محمد علی صاحب نے کہا کہ مجھکو یقین ہے کہ ہم ضرور سوراج حاصل کر لینگے اور دو سال سے قبل ہی ہم رہا ہو جائینگے۔ نہیں! نہیں!! بلکہ دو ماہ میں ڈاکٹر کچلو صاحب نے کہا احمد آباد کی قومی پارلیمنٹ میں ہماری ضرور شرکت ہوگی (انشاء اللہ)

جج سے خطاب کرتے ہوئے آخر میں مولانا محمد علی صاحب نے کہا کہ میں آپ کو آپ کی معلومات اور اطلاع کی غرض سے بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ نے تاریخ اسلام اور خلافت اسلام کے متعلق جو کچھ بھی کہا ہے وہ آپ نے ایک غلط مفہوم لیکر بیان کیا ہے اور آپ کا نقطۂ نظر عدالتی انصاف سے بعید ہے۔

ارکان جیوری کو مخاطب کر کے مولانا نے دعائے برکت دی اور فرمایا کہ آپ سب نے اپنا فرض پورا کیا۔

مجمع نے اللہ اکبر اور بندے ماترم کے نعروں سے خالق دینا ہال کو سر پر اٹھا لیا اور اپنے لیڈران کو ملک و مذہب کی خاطر مصائب برداشت کرنے کیلئے نہایت احترام اور عقیدت کیساتھ الوداع کہا۔ فیصلہ سنانے کے بعد جلسہ کے وقت خالق دینا ہال کے دروازے بند کر دیئے گئے تھے اور جبوقت تک کہ زندانیان حق کو بند گاڑی میں بیٹھا کر نہ لایا گیا اس وقت تک وہ نہیں کھولے گئے۔ کمرۂ عدالت سے باہر ایک جم غفیر نے فیصلہ کو نہایت جوش و مسرت کیساتھ سنا لیکن بیجا جوش و خروش کا کوئی اظہار نہیں ہوا اسطرح پر اس عظیم الشان تاریخی مقدمہ کا خاتمہ ہوا۔

معشوق در میانہ جان مدعی کجا است (عرفی) گل از دماغ مے دمد آسیب خانہ چیست

فنا کو سونپ اگر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا (غالب) فروغ طالع خاشاک ہے موقوف گلخن پر

عاشق فنا کے بعد بھی کہتا ہے۔ آفرین! (امیر) جب تک کہ وہ شہید نہ ہو سرخرو نہ ہو

علی برادران کے خلاف جداگانہ مقدمہ بغاوت

گورنمنٹ نے مقدمہ واپس لے لیا

۳- نومبر کی کارروائی

خالق دینہ ہال کا نظارہ اور افواہوں کا زور

علی برادران کے دوسرے مقدمہ (زیر دفعات ۱۲۰، ۱۲۴، ۱۵۳ الف) کی سماعت کا دن تھا پہلے مقدمہ میں ان کے سزایاب ہو جانے سے افواہیں گرم تھیں کہ مقدمہ بغاوت غالباً واپس لے لیا جائیگا۔ در حقیقت جیسا کہ تمام افواہیں اب تک غلط نہیں نکلیں یہ افواہ بھی صحیح ثابت ہوئی۔ سڑکوں پر اور ہال کے گرد معمولی پولیس اور فوجی محافظین کی غیر حاضری اس امر واقع کا صاف پتہ دیتی تھی کہ علی برادران کم از کم جیل سے باہر نہیں لائے جائیں گے۔ عدالت کے منشی پولیس کے چند سپاہیوں کے ہمراہ جن کے نگران یوروپین سارجنٹ تھے؛ البتہ موجود تھے؛ اس سے لوگوں کو قدرتاً تعجب پیدا ہوا۔ سارجنٹوں کے باوجود یقین دلانے کے کہ مقدمہ کسی نہ روز پیش ہوگا، لوگ یہ معلوم کرنے کیلئے ٹھہر گئے۔ کہ کیا ہوتا ہے؛ واقعہ کی نسبت اس طرح غلط فہمی پیدا کرنا مسٹر بائنڈ جیسے شریف مزاج افسر کے ماتحتوں کی شان کے خلاف تھا۔

عدالت کا اجلاس

صرف دو منٹ کے لئے عدالت کا اجلاس ہوا۔

وکیل سرکار کی درخواست واپسی مقدمہ

مسٹر لفنسٹن وکیل سرکار نے گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق بغاوت کا مقدمہ واپس لینے کی التجا کی

جج نے درخواست منظور کر کے علی برادران کو بری کر دیا

بر طبق درخواست وکیل سرکار جج نے مرجوعہ درخواست کو منظور کرتے ہوئے مولانا محمد علی و شوکت علی صاحبان کو ان تقریروں کی بابت۔ جو انہوں نے آل انڈیا خلافت کانفرنس کے ایام میں سندھ میں کی تھیں۔ گورنمنٹ قائم شدہ بذریعہ قانون در ہند برطانوی کے برخلاف لوگوں میں بددلی۔ نفرت و حقارت پیدا کرنے اور ان کو تشدد پر ابھارنے کے الزامات پر جو مقدمہ زیر دفعہ ۱۲۰ (الف) و ۱۵۳ (الف) دائر تھا۔ اس سے بری کر دیا۔

زندانیان حق کے پیغامات و خطوط

فیصلہ پر جیلہ اسیران محترم کے پیغامات بنام اہالیان ہند

مولینا شوکت علی صاحب کا پیغام

اللہ اکبر

میں تمام ہندوستانیوں۔ہندوؤں مسلمانوں سکھوں، پارسیوں، یہودیوں۔ عیسائیوں۔عورتوں، مردوں اور بچوں سے مستدعا کرتا ہوں کہ اپنے قدموں پر ڈٹے رہیں۔ تمام تکلیفات بلکہ موت تک کے لئے سینہ سپر ہو جائیں اور آیندہ پیٹ کے بل چلنے کی ذلت گوارا نہ کریں۔

مولینا محمد علی صاحب کا پیغام

میں جیل کی زندگی کو بنظر حقارت دیکھتا ہوں۔ اس لئے جاری کیجئے اور جمہوریت قائم کر دیجئے۔

(محمد علی)

مولینا حسین احمد صاحب کا پیغام

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد — اگر خارے بود گلدستہ گردد

انسان فطرتاً آزاد ہے۔ بغیر آزادی کے کوئی انسان اپنی انسانیت کا ثبوت دے سکتا ہے۔ نہ وہ اپنے ان فرائض کو پورا کر سکتا ہے جو خدا کی طرف سے اس پر عاید کر دیئے گئے ہیں۔ جو آزاد نہیں ہیں وہ اپنی زندگی ان بے زبان گونگے جانوروں سے اچھی نہیں گذار سکتا ہے جنکو ہنکا دیا جاتا ہے ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ملک اور اپنی قوم کو مذہبی فرائض کے لئے آزاد کرائے ورنہ اس کو اپنی قومی ہستی سے انکار کر دینا چاہیئے میں تم لوگوں سے امید رکھتا ہوں کہ اس آزادی کو ملحوظ رکھوگے اور باامن طریقہ سے اپنی آزادی کے لئے کوشش کرتے رہوگے تاکہ تمہاری قوم اور مذہب دنیا میں ترقی کرے تاکہ تمہارا خدا تم سے راضی ہو اور تاکہ تمہاری آیندہ نسل غلامی کی لعنت سے نجات پاکر آزادی کے پھل کا مزہ اٹھائے اس معاملہ میں میں خدا پر بھروسہ رکھتا ہوں اور صرف اسی سے ڈرتا ہوں۔ خدا ہمیں صحیح راستہ دکھائے اور حق و صداقت میں ہماری مدد کرے۔

تمہارا خیر خواہ

حسین احمد۔ کراچی یکم نومبر

ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو کا پیغام

بھارت ماتا اپنے سپوتوں سے خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان۔ عیسائی ہوں یا پارسی یکساں قربانیوں کا مطالبہ کر رہی ہے اس لئے ہمیں چاہیئے کہ بھارت ماتا کی عظمت شان اقبال و عروج کیلئے جو کچھ ہو سکے کر دکھائیں۔

مولانا نثار احمد صاحب کا پیغام

تمام ہندو مسلمان بھائیوں کو آداب نیاز و دعا۔ سب کو چاہیئے کہ ایک مذہب کی خدمت کیلئے کوشش کریں۔ کامیابی بالکل قریب ہے ہم جیل خانہ میں کام نباہ کریں گے آپ تحریک سودیشی کیلئے جدوجہد کرتے رہیں، اور ہر ایک گھر میں چرخہ کی ترویج پر زور دیں۔ انگلستان چرخہ کی قوت سے مغلوب ہو جائیگا۔

مذہب کی حرمت کو [illegible] جیل خانہ بھر دو۔ کوئی کونا خالی نہ رہنے دو۔ ہندو مسلم اتحاد کو تقویت پہنچا دو۔ حکومت انگورا کو مدد دو۔ یہی میری استدعا ہے۔

پیر غلام مجدد صاحب کا پیغام

تمام بھائیوں کو معلوم ہو جانا چاہیئے کہ غلامی انسان کے لئے بدترین مصیبت و لعنت ہے اس غلامی کے طوق کو اتار پھینکنے کے لئے۔ ہندو مسلم اتحاد اور تحریک سودیشی نہایت مفید دوا ہیں۔ آزادی کے بغیر نہ مذہب ہی قائم رہ سکتا ہے نہ زندگی میں خوشی نصیب ہو سکتی ہے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے جرات اور ہمت کا ثبوت دینا چاہیئے۔ ہندوستان مہاتما گاندھی کے اصول کے مطابق سوراج حاصل کرے گا۔ ہماری کامیابی کی پہلی اور اصل منزل قربانی کی منزل ہے۔ گل بغیر خار کے نہیں ہوتا۔

شری شنکر آچاریہ جی کا پیغام

آپ نے اپنے فیصلہ سے پہلے حسب ذیل پیغام ایک اخبار کے نامہ نگار کو دیا تھا۔

"ہیبت ناک جبر و تشدد سے مت گھبراؤ۔ گمراہ کن مراعات پر نازاں مت ہو۔ ہر دم برسرکار رہو۔ نہ تمہیں کسی کا ڈر ہو۔ نہ کسی نوازش کا لالچ۔ ان ہی باتوں سے ہندوستان کو عظمت شان حاصل ہوئی تھی اور ان ہی باتوں سے آئندہ سے اوج و اقبال نصیب ہوگا۔

مولانا شوکت علی کا اہالیان بمبئی کے نام پیغام

بمبئی کو خوبصورت اور [illegible] شہر کو جدوجہد میں رہنمائی کرنی چاہیئے۔ ہمارے عزیز اور محبوب [illegible] مہاتما گاندھی جی کا ساتھ دو۔ خدمت [illegible] خدا [illegible] منصور و مظفر کریگا۔ جملہ مصائب و مشکلات کیلئے حتی کہ موت کیلئے

بھی سینہ سپر ہو جاؤ۔ اب پیٹ کے بل نہیں رینگنا پڑیگا۔ میری طرف سے سب کو پیار و سلام پہنچے۔

شوکت علی۔

ڈاکٹر کچلو کا ایک اور پیغام

احکام الٰہی کی پابندی کرو اور اپنے ضمیر کی آواز پر چلو اور ہندوستان کو ہر ایک چیز سے زیادہ عزیز و محبوب رکھو

کچلو

بلبل ہند کی معرفت مولانا محمد علی کا پیغام

سوراج حاصل کرو اور میرے قید خانہ کو کھول دو۔ ہمارے سردار مہاتما گاندھی جی کی وفاداری کے ساتھ پیروی کرو اور اپنے مقصد کے حاصل کرنے کیلئے ایک وفادار سپاہی کیطرح اگر ضرورت پڑے تو اپنی جانوں کو بھی لڑا دو۔

ڈاکٹر کچلو صاحب کا سکھ قوم کے نام پیغام

فیصلہ سے قبل لالہ روپ لال صاحب پوری سکرٹری ہوم رول لیگ نے ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کی اور ڈاکٹر صاحب نے ان کی وساطت سے سکھ قوم کے نام جو پیغام ارسال کیا تھا وہ حسب ذیل ہے۔

(١) جب میں جیل کے باہر تھا میری صحت اچھی نہیں رہتی تھی وجہ یہ تھی کہ اکثر مجھے ادھر ادھر گھومنا پڑتا تھا۔ شملہ میں صحت درست کرنے کیواسطے گیا۔ مگر لوگوں نے وہاں بھی مجھے آرام لینے نہ دیا۔ مگر شکر ہے خدا کا کہ میرے دل کی مراد بر آئی۔ گورنمنٹ نے مجھے جلدی پکڑ لیا۔ اب میں جیل میں نہایت خوش و خرم ہوں۔ بڑا شانت ہوں۔ سب بیماریاں دور ہو گئی ہیں بلکہ تندرستی کی یہ حالت ہے کہ میرا وزن چند ہی دنوں میں دس پونڈ بڑھ گیا ہے۔

(٢) اتنی بڑی خوشی کے ہوتے ہوئے بھی ایک کانٹا ہر وقت میرے پہلو میں کھٹکتا تھا وہ یہ کہ جس پودے کو میں نے ایک شبہ اگستہ وقت میں صرف ملک کی اعلیٰ خدمات کرنے کے لئے اپنے ہاتھوں سے لگایا تھا اور اپنے ہاتھ سے سینچا تھا (میری مراد پنجاب سوراجیہ آشرم امرتسر سے ہے جس کے قواعد مہاتما گاندھی جی نے اپنے مبارک ہاتھ سے مرتب کئے تھے) مجھے خوف تھا کہ وہ میری عدم موجودگی میں مرجھا نہ جائے۔ مگر مجھے یہ سن کر نہایت ہی خوشی حاصل ہوئی ہے کہ امرتسر کے رہنے والوں میں اب سب تفرقات مٹ گئے ہیں اور انہوں نے اس کی سرپرستی کا ذمہ اٹھا لیا ہے۔ گویا اب مجھے تمام تفکرات سے قطعاً رہائی مل گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں پراونشل کانگرس کمیٹی اور خلافت کمیٹی کا نہایت تہ دل سے مشکور ہوں۔ کیونکہ وہ بھی میری اس انسٹی ٹیوشن کی جس کا مدعا صرف قوم اور ملک کیلئے اپنے آپ کو فدا کرنیوالی ہستیوں کا پیدا کرنا ہے ہر طرح مدد کرنے کو تیار ہو گئی ہیں۔

(۳) میں اپنے سکھ بھائیوں کو تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے سکھ لیگ کے جلسہ میں نہایت زور اور بیداری سے اپنے وار کے توجہ پر ایک بڑا اہم رزولیوشن پاس کر لیا امید کرتا ہوں کہ وہ دشمنوں کی ادہر ادہر کی باتوں پر نہ آکر اپنے ارادوں کو روز بروز مضبوط بناتے جائیں گے۔ میں ہندو اور مسلمان بھائیوں سے نہایت ادب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ کسی صورت میں بھی اپنے سکھ بھائیوں کا ساتھ نہ چھوڑیں بلکہ ان کے کام میں ہر طرح ان کی امداد دیتے رہیں۔

(۴) یہ مقدمہ جو ہم سب پر چلایا گیا ہے نہایت بیہودہ بے بنیاد ہے۔ گورنمنٹ نے ہمارے کاموں سے تنگ آکر ہم کو پکڑا ہے جس سے ہم سب کو بڑی خوشی ہے کیونکہ ہم اس کو ملک کی آزادی کے لئے ایک نہایت ہی نیک فال تصور کرتے ہیں۔ مگر بھائیو گورنمنٹ کا آخری چیلنج ہے اس میں گورنمنٹ کئی طرح کی حکمت عملی سے کام لیگی۔ بس سمجھ لو کہ یہ فتح کی آخری منزل ہے میں تمہیں بتلا دینا چاہتا ہوں کہ فتح کی کنجی صرف ہندو اور مسلم اتحاد میں ہی ہے۔ اگر تم نے ہوشیاری سے کام لیا اور ملک کے اس اندر جال سے ہر طرح بچکر ہندو مسلم اتحاد کو قائم رکھا جس کے لئے مجھے پورا اطمینان ہے کہ آپ اپنی جانیں تک بھی دیدیں گے مگر اس ہندو مسلم اتحاد کو ضرور قائم رکھیں گے تو بس پھر کیا ہے فتح دو ہی مہینوں کے اندر تمہارے پاؤں چومیگی اور ضرور چومیگی اس کے ساتھ ہی میں ایک اور بات آپ پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ موجودہ ہماری جنگ گورنمنٹ سے صرف ملک اور مذہب کی حفاظت کیلئے ہے۔ سوراجیہ ہمارا پیدائشی حق ہے اور یہی ہم سب کا دہرم ہمیں بتلاتا ہے کہ یا تو ہم سوراج حاصل کر لیں یا مر مٹیں اور اسی میں ہمارے پرماتما کی بھی خوشی ہے اگر ہم ذرا بھی پھسل گئے تو جاودانی دوزخ ہمارے لئے تیار ہے اور اگر ہم ثابت قدمی سے اپنے ارادوں میں ڈٹے رہے اور اپنے دہرم کا پاس کرتے رہے تو وہ قادر مطلق بھی ضرور ہماری سہایتا کریں گے اور فتح جلد اور یقینی ہوگی۔

جداگانہ مقدمہ کی واپسی سے قبل مولینا شوکت علی کا پیغام

ہم تمام خوش و خرم ہیں ہم صرف جیل کے دروازوں ہی سے سوراج حاصل کر سکتے ہیں۔ جب ہم اپنی موٹروں میں باہر نکلتے ہیں تو شاہانہ جلوس ہمیں میسر ہوتا ہے۔ ہماری صحت بہت عمدہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ سخت مشقت میرے موٹاپے کو کم کر دیگی۔ میں اس کے انتظار میں ہوں۔ محمد علی کا اور میرا دوسرا مقدمہ ۲۴۔ نومبر سے شروع ہوگا۔ تمام دوستوں کو سلام۔

بیان دینے سے قبل جگت گرو جی کا پیغام

میرا پیغام میرے اس بیان میں ہوگا جو میں اب جیل میں تیار کر رہا ہوں۔ کیونکہ مجھے خیال ہے کہ شاید میرے پیغام کو ادا کرنے والا اس کو میرے لفظوں میں پورے طور پر ادا نہ کر سکے اور لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں سادھوؤں کے واسطے جو کچھ مجھے کہنا تھا وہ میں سوامی وچار انند سے کہہ چکا ہوں۔

مولانا حسین احمد کا خط اپنے ایک عزیز کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً وسیجزی اللہ الشاکرین وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتاباً مؤجلاً ومن یرد ثواب الدنیا نؤتہ منہا وسنجزی الشاکرین وکاین من نبی قاتل معہ ربیون کثیراً فما وھنوا لما اصابہم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحب الصابرین وما کان قولہم الا ان قالوا ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔

عنایت و کرم فرمائے بندہ زاد لطفکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' والا نامہ باعث سرفرازی ہوا حضرت فخر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسی ہستی جس کا کوئی نظیر اس عالم میں نہ پیدا ہوا ہوگا۔ اس کی جدائی پر جب حکم یہ ہے تو ایک معمولی شخص جس کی ہستی ذرہ بھر بھی وقعت نہیں رکھتی اس کی جدائی پر کیوں اس طرح الفاظ الم و درد استعمال کئے جاتے ہیں۔ کیوں فغان و آہ ہو، کیوں قلق و اضطراب ہو، کیوں نہ ہم اپنے آپ کو کوہ ہمالیہ سے زیادہ ثقیل و آواز اسٹر یا سے زیادہ راسخ اور ثابت قدم کر دیں۔ بلا سے ہمارے لیڈر قید کر دئے جائیں، جلا وطن کر دیے جائیں عبور دریائے شور کر دئے جائیں۔ پھانسی دیدیئے جائیں۔ گولی سے مار دئے جائیں۔ ہم میں ذرا بھی ضعف نہ ہونا چاہیئے۔ ہمارے منہ سے آہ نہ نکلنی چاہیئے، ہمکو جزع و فزع نکرنا چاہیئے یہ عورتوں کی حرکت ہے، یہ نامردوں کی حالت ہے۔ ہمکو اسی دھن میں لگا رہنا چاہیئے ایک لیڈر کی جگہ دس، ایک ہمائی جگہ میں کھڑے ہو جانے چاہئیں۔ لیڈر اور رہنما نہ مانی رہتے تمام افراد کو اسی مطالبہ اور اسی مقصد پر ثابت قدم رہنا چاہیئے۔ خلافت آزاد ہو، جزیرہ عرب آزاد ہو، ہندوستان آزاد ہو، پنجاب کے مظالم کی تلافی ہو۔

دست از طلب ندارم تا کام من برآید — یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید

میرے معزز دوست ہم چیونٹی ہیں فیل سے مقابلہ ہے ہم ابابیل ہیں ابرہہ سے مقابلہ ہے ہم کچھ بھی نہیں ہیں ہمارا پروردگار، ہمارا آقا، ہمارا پیدا کرنے والا سب کچھ ہے اولم یروا ان اللہ الذی خلقهم هو اشد منهم قوۃ۔ مظلوم کی دعا، مظلوم کا درد، مظلوم کی آہ، مظلوم کی فغان، مظلوم کے آنسو، مظلوم کے سحر گاہی کلمات خدا کی قسم مشین گنوں، بڑے بڑے دہانوں کی توپوں، ہوائی جہازوں، ڈریڈناٹوں، ٹڈی دل فوجوں سب سے زیادہ قوی اور مہلک ہیں۔ میرے عنایت فرما دوست گھبرائیے نہیں۔ خدا پر بھروسہ کیجئے۔ ظالم کو ظلم توڑنے دیجئے تلیجے۔ سودیشی کی تحریک کو کامیاب بنانے میں کپڑے پر موقوف نہیں بلکہ جس قدر ممکن ہو اتحاد و اتفاق کی کوشش کیجئے ترقی ملحوظ رکھئے۔

ادفع بالتی هی احسن السیئة فاذا الذی بینک و بینه عداوۃ کانه ولی حمیم

مولانا محمد علی کا پیغام بنام مہاتما گاندھی

مولانا محمد علی نے ذیل کا خط مہاتما جی کو لکھا تھا۔

عرصے سے میری خواہش تھی کہ آپ کو خط لکھوں۔ لیکن ایک نہ ایک وجہ سے قاصر رہتا۔ تاہم جب آپ نے میری بیوی کی جانبازیوں اور کوششوں کے متعلق اپنے اخبار گہر بار میں مضامین لکھنے شروع کئے تو میرا دل بیقرار ہو گیا۔ کہ آپ کو کچھ لکھ بھیجوں۔ کیونکہ جیسا میں نے آپ سے کبھی تذکرہ کیا تھا میری شادی باہمی عشق کا نتیجہ تھی۔ جو ہندوستانی رواج کے خلاف ہے یہی نہیں بلکہ سال بہ سال ہمارا عشق اور ہماری باہمی الفت بڑھتی گئی اور زمانہ نظربندی کے مصائب اور آلام جس صبر اور استقلال سے میری بیوی نے برداشت کئے اس نے اور بھی مجھے گرویدہ بنا دیا۔ لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ اس وقت کے سماں نے جب کہ انہوں نے والٹیر میں میری گرفتاری پر مبارکباد اور اپنے و اپنی بچیوں کی طرف سے اطمینان دلا کر مجھ کو خیرباد کہا میرے دل پر بڑا گہرا اثر پیدا کیا۔ جناب من آپ نے میری تعریف اور میرے بھائی کی توصیف میں مضامین لکھے جس سے یقیناً میری ہمت افزائی ہوتی گئی۔ آپ نے ہمارے دشمنوں کے حملوں کا جواب دیا اور مصائب کے وقت دل بڑھایا۔ لیکن میری بیوی کی نسبت آپ کے قلم جادو رقم سے جو کلمات نکلے اس نے مجھکو سب سے زیادہ مسرور اور محظوظ کیا بلکہ میں اقرار کرتا ہوں کہ آپ نے میرے دل میں رشک کا جذبہ پیدا کر دیا۔

میں امید کرتا ہوں کہ میرا مقدمہ جلد ختم ہو جائے گا اور وہ اپنے کام میں منہمک ہو کر آپ سے اور بھی داد حاصل کریں گی۔ بہرکیف مجھے خبر نہیں کہ آپ نے میرا خط بنام ٹیری پڑھا ہے یا نہیں۔ اس میں میں نے ان واقعات کا ذکر کیا تھا جو مقدمہ کے چوتھے دن پیش آئے تھے آپ کو معلوم ہے کہ اخبار کرانیکل نے بھی میری تقریر کا بالکل غلط حوالہ دیا ہے۔ اور آپ

اندازہ کر سکتے ہیں کہ رپورٹروں اور نامہ نگاروں کے بیانات کہاں تک معتبر اور صحیح ہوتے ہیں۔ ان میں سے اکثر نو آموز اور مختصر نویسی کے علم سے ناواقف ہوتے اور ادھر ادھر سے سن سنا کر خبریں اپنے اخبارات کو بھیجتے ہیں۔ آزادی کے زمانہ میں مجھے وقت نہیں ملتا تھا کہ ہر غلط بیانی کی تردید کیا کروں۔ لیکن جب سے جیل خانہ آیا ہوں مجھے موقعہ ملا ہے کہ بعض باتوں کی تردید شائع کروں۔

یقینی اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ دنیا اخبار کو اسناد صدق سمجھے جب میں نے چوتھے دن کی کارروائی کی نسبت غلط رپورٹ اخباروں میں پڑھی تو میرا خیال ہوا کہ بعض لوگ ہمارا غلط اندازہ کریں گے اور جب کہ میں ٹرسی کو بمبئی کرانیکل غلط بیانیوں کے متعلق خط لکھ رہا تھا تو میں نے عدالت کی بے حرمتی کے متعلق بھی کچھ لکھنا ضروری سمجھا۔ درحقیقت ہم لوگ کسی طرح کی بے عنوانی کرنی نہیں چاہتے تھے۔ تین دن تک کارروائی نہایت عمدگی سے ہوتی رہی اور ہم لوگوں نے کسی طرح کی بے عنوانی نہیں کی لیکن بدمزگی مولانا حسین احمد کے بیان کے وقت شروع ہوئی۔

عدالت نے مترجم بلانے سے انکار کیا اور اسی بنا پر ڈاکٹر کچلو نے اردو میں بولنے پر اصرار کیا۔ اس وقت عدالت نے اسی ملزم کا بیان قلمبند کرنا شروع کیا جس کے لئے مترجم کی ضرورت نہیں تھی۔ چوتھے دن کا سماں بھی نرالا تھا۔ خبر نہیں کہ رات بھر میں دنیا کیوں کر بدل گئی۔ اس وقت عدالت نے ہماری بے حرمتی کی۔ ڈاکٹر کچلو صاحب کے بیان میں جملہ جملہ پر مجسٹریٹ اعتراض کرتا اور قلمبند کرنے سے انکار کرتا۔ تب اس نے اصرار کیا کہ شنکر آچاریہ کھڑے ہو کر اپنا بیان دیں جو وہ مذہب کی رو سے ہرگز نہیں کر سکتے تھے۔ اس پر مجھ سے رہا نہیں گیا اور میں نے مجسٹریٹ سے کہا کہ یہ بالکل نامناسب ہے کہ شنکر آچاریہ کی عظمت اور بزرگی کا آدمی مجبور کیا جائے کہ مذہبی احکام کی خلاف ورزی عدالتی مراسم کو برتنے کے واسطے کرے۔ مجسٹریٹ خود پارسی ہیں اور ان کی قوم صرف مذہب کی حفاظت کی غرض سے ہندوستان آکر آباد ہوئی۔ برطانوی عدالت کا وہ سخت ادب ملحوظ رکھتے ہیں۔ لیکن کیا وہ خدا پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور یہی بات صرف ہم سے پوچھی تھی جس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ میں بیٹھ جاؤں۔ میں نے انکار کیا۔ لیکن یہ نہیں میں نے کہا کہ جو چاہے کرو۔ میں نے کہا کہ آپ جبر سے کام لے سکتے ہیں لیکن کوئی قانون ایسا نہیں ہے جس سے ملزم کو بیٹھنے کیلئے مجبور کیا جائے۔ غریب شوکت نے مجسٹریٹ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی اور کہا کہ مجھکو دوران بیان میں ٹوکئے لیکن مجسٹریٹ نے ٹھان لیا تھا کہ میرے بیان کی طرح اور کوئی بیان پھر نہ ہو۔ جب مولانا حسین احمد صاحب بیان دینے کھڑے ہوئے تو مجسٹریٹ نے نہ اس کا ترجمہ کرایا اور نہ خود سمجھنے کی کوئی سعی کی۔ کچھ بھی قلمبند نہیں کیا گیا۔ یہی نہیں بلکہ مجسٹریٹ نے کھلم کھلا کہہ دیا کہ قرآن کی تلاوت کرنیکی

ضرورت نہیں ہے۔ یہی گت مولانا شوکت احمد صاحب کے مختصر بیان کی ہوئی اور مجسٹریٹ نے قانون کی بہت بڑی خلاف ورزی کی کہ میرے بقیہ بیان کو بالکل درج نہیں کیا۔ فی الحقیقت ساری کارروائی ایک تماشہ تھا یہ تو معلوم ہو چکا کہ قبل بیانات کئے جانے کے جوڈیشل کمشنر نے سشن کا مقدمہ چلانے کیلئے ہال کا انتظام کر لیا تھا اور اس کے معائنہ کو تشریف لائے اور قبل از وقت سرکاری وکیل سے مشورہ کر کے اپنا پلین تیار کر لیا۔ میں نے عدالت سے کہا کہ بہتر ہوتا کہ پہلے سے وارنٹ بھی تیار کر لیا جاتا جیسا کبھی شریعت کا حوالہ دیا گیا تو مجسٹریٹ بگڑ جاتے اور کہتے کہ فتوے سے کچھ مطلب نہیں شوکت نے مجبور ہو کر کہا کہ ان معمولی باتوں کے پوچھنے کی ضرورت نہیں کہ ان حالات کیلئے شریعت کا کیا حکم ہے لیکن جب میں نے اور شوکت نے کہہ دیا کہ خدا رحم کرے اس ظاہرداری پر بہر کیف آپکو یقین نہیں ہوگا کہ تحقیقات ختم ہوئے پر مجسٹریٹ پھر دوسرے قالب میں ڈھل گئے اور بعد کو جو الزامات ثبوت اور مجھ پر عاید کئے گئے اس وقت مجسٹریٹ نے تیسرے دن جیسا برتاؤ کیا میں نہیں جانتا کہ اس تبدیلی کی کونسی وجہ ہوئی آپ عدالت کے اسی نظارہ کا اندازہ کر سکتے جب کہ آخری دن سرکاری وکیل نے اگر مجھے کہا کہ مہربانی کر کے پھر عدالت میں چلیں۔ کیونکہ ایک گواہ نے غلط شناخت کیا ہے۔ میں نے بطیب خاطر ان کی درخواست منظور اور گواہ کی دروغگوئی پر مقدمہ چلانے سے انکار کیا اس وضعداری کا مجسٹریٹ نے شکریہ ادا کیا۔ فی الواقع مجسٹریٹ ابتدا سے ایک کٹھ پتلا تھا اور میں نے کہہ دیا کہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ میرے ایک ہموطن کو ایسا کام کرنا پڑا ہے طرفہ ماجرا یہ ہے کہ جن لوگوں سے ان کو تعریف اور توصیف کی توقع تھی وہ بھی ان کی خلاف قانونی کارروائیوں سے ناخوش ہو گئے اور انصاف کی نظیر پیش کرنے کے لئے جو تاریخی مقدمہ بنایا گیا تھا اس کا دامن بے اصولی اور بے ضابطگی کے داغ اور دھبوں سے گندا اور متعفن ہو گیا۔

راسی الحسن الہ آباد سے اور ایک عالم صاحب اور ایک قابل لاہوری مترجم بلائے گئے ہیں، تاکہ اس داغ کو مٹانیکی کوشش کریں لیکن سارا ماجرا ایک کھیل تھا اور کسی طرح یہ دھبہ دھل نہیں سکتا۔

ہم لوگ کسی طرح کی بے عنوانی کرنی نہیں چاہتے لیکن ہم گونگے بہرے بن کر بھی نہیں رہیں گے اور نہ ہمارا پرامن ترک موالات اس کا متقاضی ہے یہ فیصلہ سنانے کے دن مسلمانوں کو معلوم ہو جائیگا کہ تشدد کی کیا حد ہے۔

اب میرا آخری سلام قبول کیجئے۔ دیوی داس اور بچوں کو میری طرف سے پیار کیجئے۔ اور بابے میرا سلام کہئے حکیم خلافت فنڈ میں بھیج دیا گیا ہوگا۔ میری والدہ صاحبہ اور بیوی کو مالی امداد کی حاجت نہیں ہے۔ لیکن ہم لوگ ایسے لائق ہیں کہ اپنے مقصد کے حصول کیلئے ہر رقم منظور کریں گے۔

کراچی جیل کا رقت خیز منظر

زندانیان حق کے حالات بعد سزا یابی

اسیران محترم کیساتھ ڈاکوؤں اور چوروں کا سا سلوک یکم نومبر کی شب وہ پہلی شب تھی جو ان مقتدر رہنمایان قوم اور محترم حاملان شریعت نے کراچی جیل میں مجرموں کی حیثیت میں بسر کی۔ چنانچہ اب وہ چھ‌ھوں لیڈر اس وقت کراچی جیل میں باقاعدہ مجرم ہیں۔ ان کا روزمرہ کا لباس اتروا لیا گیا ہے اور انہیں جیل کا لباس پہنایا گیا ہے۔ خوراک جو انہیں اب تک ان کے مقامی دوستوں اور مقامی خلافت کمیٹی کی طرف سے بھیجی جاتی تھی روک دی گئی۔ ان کو ڈاکوؤں اور چوروں کی سی خوراک دی گئی اور زمین پر سلایا گیا۔

اعزا علی برادران کی ان سے رخصتی ملاقات سزا کا حکم سنائے جانے کے دوسرے روز صبح جیل میں مولانا شوکت علی مولانا محمد علی کے آدمیوں اور ان کے سکرٹریوں کو ان سے ملاقات کا موقعہ دیا گیا جو کم از کم آئندہ چار ماہ تک اپنی قسم کی آخری ملاقات تھی۔

علی برادران معمولی قیدیوں کے لباس میں مولاناؤں نے جیل کے ضابطہ کا لباس زیب تن کیا تھا۔ سر پر ایک ٹوپی تھی جس سے صرف کھوپڑی ہی ڈھپتی تھی۔ سے لگے ہیں نصف آستینوں کی چھوٹی جاکٹ اور نکر جو گھٹنوں سے اوپر تھی اور پاؤں میں کوئی جوتا نہ تھا۔ مولاناؤں کو اس لباس میں دیکھنا ہی گورنمنٹ کے متعلق نفرت کے جذبات مشتعل کرنے کیلئے کافی تھا جس نے جیل میں ایسے معزز اور ذی قدر لیڈران کے ساتھ ان کے مذہبی اعتقادات اور سیاسی خیالات کی بنا پر یہی سلوک کیا جانا روا رکھا ہے جیسا کہ معمولی بدمعاشوں کے ساتھ کیا جاتا ہے جو کہ ڈاکہ زنی قتل اور اسی قسم کے نہایت ہی کمینہ جرموں کے مرتکب ہوتے ہیں۔

بی اماں کا اپنے فرزندوں کو دیکھ کر آبدیدہ ہونا۔ یہ ایک بالکل قدرتی بات تھی۔ اگر بی اماں (والدہ محترمہ علی برادران) گو وہ بہادر اور جری دل رکھتی ہیں۔ اپنے بچوں کو جیل کے لباس میں دیکھ کر رو پڑتیں یا ان کی لڑکیاں دہاڑیں مارتیں۔

علی برادران کا دانشمندانہ تخیل لیکن مولینا نے بڑی دانشمندی اور عقلمندی سے پہلو بچا لیا۔ جوں ہی کہ ان کی نظر گھر کی خاتونوں پر پڑی (ہمیں) ان دونوں نے فوراً ہی لباس کی تعریف شروع کر دی اور کہا کہ انہیں اس میں بہت آرام ہے وغیرہ وغیرہ۔ مولانا شوکت علی کے ہنس مکھ چہرے اور جھپکنے والی آنکھوں اور مولانا محمد علی

کی خوش طبعی و زندہ دلی نے دونوں ذکور و اناث ملاقاتیوں کے دلوں میں بحالی کی رو پیدا کردی۔ انہوں نے چھوٹتے ہی رات کے دلچسپ تجربات کی دلچسپ کیفیت بیان کرنی شروع کردی۔ کہ کس طرح انہوں نے پختہ فرش پر جس پر ایک دری بچھی ہوئی تھی اور جہاں صرف اوڑھنے کو جیل کا ایک کھردرا کمبل تھا، نیند کے مزے لئے اور کس شوق سے انہوں نے جیل خانہ کی سادہ اور مزیدار غذا کو کھایا ہے جو صرف دال کا شوربا اور باجرہ کی روٹی تھی

سامان کی علیحدگی

ان کی تمام اشیاء مثلاً کپڑے، بستر، کتابیں، اخبارات، گلاس وغیرہ ان کے کمروں سے نکال لی گئی ہیں۔ اور ان کی جگہ دو کھردرے کمبل ایک دری۔ ایک گھڑی اور ایک جھیکا رکھ دی گئی ہیں۔ کسی اخبار کے اندر جانے کی اجازت نہیں حتیٰ کہ پان بیڑی بھی نہیں۔ سوائے چار مہینہ میں ایک دفعہ کے نہ ملاقات کی اجازت ہے اور نہ خط و کتابت کی۔ حکام جیل نے انسپکٹر جیل خانجات سے قرآن کریم اور مصلے اور عینک اندر رکھنے کے لئے خاص طور پر اجازت حاصل کی ہے۔

ڈاکٹر کچلو فاقہ کشی کریں گے

مولاناؤں نے جیل کے قاعدہ کے مطابق ڈاڑھی اور سر کے بال کٹوانے سے بڑی سختی سے انکار کر دیا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ ڈاکٹر کچلو نے دھمکی دی ہے۔ کہ اگر انہیں لمبائی پاجامہ جس سے ان کے گھٹنے ڈھک جائیں ان کی اور چپلیاں پہننے کیلئے نہ دی گئیں تو وہ فاقہ کشی شروع کر دیں گے۔

مولانا محمد علی کی ناسازیِ مزاج

مولانا محمد علی پر مرض ذیابیطس کا جو حملہ ابھی حال میں ہوا تھا۔ اس سے وہ پوری طور پر نجات نہیں حاصل کر سکے ہیں۔ سشن کے مقدمہ کے دوران میں ان پر جو دماغی اثر پڑا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ مجسٹریٹ کی تحقیقات کے ختم ہونے کے بعد سے سشن میں مقدمہ کے آغاز کے وقت تک جس رفتار سے ان کی صحت بحال ہو رہی تھی وہ رک گئی ہے۔ پیشاب میں اب پھر زیادہ مقدار میں شکر آنے لگی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ وہ دمبل جو تقریباً خشک ہو گیا تھا اب پھر تیزی کے ساتھ ہرا ہو رہا ہے اس سے بہت کثیر مقدار میں مواد نکل رہا ہے۔ اور زخم کے راستے میں برابر اضافہ ہو رہا ہے جس کا اگر پوری توجہ و احتیاط کے ساتھ علاج نہ کیا گیا تو یہ زخم (خدانخواستہ) بہت زیادہ نزاکت اختیار کرے گا۔ ہر ایک قسم کی بیرونی طبی امداد و مشورہ کی عدم موجودگی میں ہمیں صرف قسمت اور جیلخانہ کے ڈاکٹروں کی قابلیت پر بھروسہ کرنا ہوگا۔

صوبہ بمبئی و دیگر صوبجات سے بہت پیچھے

حقیقتہً یہ بہت زیادہ تعجب انگیز ہے کہ بمبئی دیگر تمام پہلوؤں سے ترقی کیا ہوا صوبہ کیوں اپنے حلقہ اثر کے اندر سیاسی قیدیوں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں دیگر صوبجات سے اسقدر افسوسناک طریقہ پر پیچھے ہے لیکن کیا محکمہ جیل ایک محفوظ یا منتقل شدہ صیغہ ہے۔

لیڈران سختیوں پر بھی خوش ہیں ان کل سختیوں کے باوجود امن جنگ کے یہ اسیران شاہی بہت زیادہ خوش و خرم ہیں اور انہیں اس کا پورا اعتماد ہے کہ اگر ان کے ابنائے ملک نے اس کا پورے طور پر ارادہ کر لیا کہ جیلخانہ کے آہنی پھاٹکوں کو سوراج کی طلائی کنجی سے کھول کر انہیں رہائی دلوائی جائے۔ تو وہ اگلے ماہ دسمبر میں زیادہ عرصہ تک جیلخانہ میں نہیں رہ سکتے۔

بی اماں اور بیگم محمد علی کے قلوب پہلے سے زیادہ مضبوط ہیں بی اماں صاحبہ اور بیگم محمد علی اپنے ارادہ اور نیت میں پہلے سے زیادہ مضبوط ہیں اور غالباً اس ظالمانہ و شرارت آمیز سزا کے بعد ان کے قلوب اور زیادہ قوی اور ان کی ہمت اور زیادہ استوار ہو گئی ہے ضعیف اماں صاحبہ حکم سزا کو سنکر خدائے قادر و توانا کی بارگاہ نیاز میں سر بسجود ہو گئیں اور انہوں نے اس قادر بے نیاز کے زبردست ارادے کے سامنے اپنا سر تسلیم و رضا خم کیا اور یہ دعا کی کہ وہ پاک بے نیاز انہیں اتنی قوت مرحمت فرمائے کہ وہ کام کو چلا سکیں۔

مولانا نثار احمد کیساتھ مراعات مولانا نثار احمد صاحب کانپوری کو جو زیر دفعہ ۱۲۴ (الف) متھرا میں سزا بھگت رہے تھے۔ اپنے کپڑے پہنے رہنے کی اجازت دیدی گئی ہے۔ آپ کو حکومت صوبجات متحدہ کے قواعد متعلقہ اسیران سیاسی کے مطابق سہولت بہم پہنچائی جائے گی۔ آپ ہفتہ میں ایک بار خط لکھ سکا کریں گے اور مہینے میں دو بار اپنے رشتہ داروں سے ملاقات کر سکیں گے۔ آپ کو ڈیڑھ روپیہ روزانہ خوراک کیلئے ملا کریگا جو باہر سے بھیجی جا سکتی ہے۔

لیڈران کے مشاغل مولانا حسین احمد صاحب نے مولانا محمد علی کو پڑھانا شروع کر دیا ہے اور ان کو حدیث و فقہ کا درس دیتے ہیں۔ مولانا محمد علی جس وقت جیل سے نکلیں گے تو وہ مذہبی قانون شرع کے زبردست ماہر ہونگے مولانا نثار احمد صاحب مولانا شوکت علی کو پڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہر دو صاحبان ایک دوسرے سے استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔ پیر غلام مجدد اپنے بیشمار مریدین و معتقدین کو مستقل رہنے اور مذہب و خلافت کی حمایت میں اپنے پیر کی تقلید کی تلقین فرماتے ہیں۔

ڈاکٹر کچلو کا رویہ ڈاکٹر کچلو اپنے سن فینن ہمراہی کے ساتھ آرام سے اپنا وقت گذاریں گے۔ مقدمہ کی کارروائی کے دوران میں دو تین سن فینن جیلخانہ میں ڈاکٹر کچلو کے ہمصفیر تھے۔

افسران جیل کا حسن سلوک دوران مقدمہ میں مسٹر لوکس اور مسٹر ڈلری کا طرز عمل نہایت قابل تعریف رہا اور انہوں نے ملزمین کے اعزا و احباب کو ان سے ملاقات کرانے میں ہر قسم کی سہولت بہم پہنچائی۔

فیصلہ پر اکابرینِ قوم کے خیالات

قبلہ مولانا عبدالباری صاحب کا اعلان

علی برادران و دیگر لیڈران کی سزایابی کی اطلاع بذریعہ تار موصول ہونے پر حضرت مولانا عبدالباری صاحب قبلہ نے حسب ذیل تار معظم علی صاحب سعید الرحمن اور حیات صاحب کو دیا اور اس کی نقلیں اخبارات کو بھی تار پر بھیجی گئیں:۔

محمد علی اور ان کے ساتھیوں کا تصفیہ آپ کے تاروں سے معلوم ہوا جس قدر گمان تھا وہ سزا نہیں دی گئی غالباً اس کا مستحق ان سے زائد خدا کا دوست ہوگا میری تمنا ہے کہ وہ میں ہوں اگرچہ اس قابل نہیں ہوں اس مقدمہ سے فوج تک تبلیغ اس کے احکام کی بخوبی ہوگی اب حکومت جو چاہے کرے اور جس طرح چاہے اس کا جواب دے میرے ان بھائیوں اور ان کے ساتھیوں نے قرونِ اولی کی یاد تازہ کردی میری جانب سے ہزار ہا رحمتیں اللہ ان کی پاک روحوں پر نازل کرے میں مولانا حسین احمد اور مولانا نثار احمد کو دل سے مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے ثابت قدمی میں علمائے اہلحدیث کی اتباع کی میرے بڑے دوست اور سچے خادم کعبہ پیر غلام مجدد نے صولت فاروقی اور حرارت مجددی کا نقشہ ہمارے سامنے پیش کردیا۔ ڈاکٹر کچلو کو اللہ جزائے خیر دے انہوں نے پوری ترجمانی کرنے میں اسلامی ہمت سے کام لیا۔

اب مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ بجائے شور و شغف کے ان عزیز و محبوب تر رہنمایان ملک کی تعلیم ترک موالات بلا تشدد پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ انگورہ کو مدد دیں اور پرنس آف ویلز کا مقاطعہ پورے طور سے کریں اپنے ان رہنماؤں کو بھول نہ جائیں میری جانب سے بی اماں کو اور محمد علی کی بیوی کو اور سب لڑکیوں اور لڑکوں کو مبارکباد دیدی جائے۔ عابد۔ شاہد جلد یہاں پہونچا دئے جائیں وہ دونوں ہماری آنکھوں کے تارہ اور دل کے چین ہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے اور آخری فتح یقینی ہمکو ہوگی۔

مسلمان خدا کیلئے جب کھڑے ہوئے ہیں تو وہ ضرور ہی کامیاب ہوئے ہیں چاہے انہیں کیسے ہی مصائب کا سامنا پڑا ہو شنکر آچاریہ کی رہائی ہمارے لئے مسرت و عبرت کی بات ہے یہ خیال رکھئے کہ ہندو مسلم تفرقہ حکومت کا اصل مقصد ہے مگر ہم نے جب اپنے تمام حقوق ہندوؤں کو دیدئے اور ہندوؤں سے توقع ہے کہ وہ بھی اسیطرح کریں گے تو پھر اختلاف نہیں ہوسکتا ہے ہمارے حقوق تو وہ اپنے سمجھ کے حاصل کریں گے اور ان کے حقوق

کو ہم اپنا سمجھکر حاصل کریں گے۔ اس کے بعد ناممکن ہے کہ افتراق ہو سکے اللہ ہندوستان کی لاج رکھ لے اور اپنے ضعیف بندوں کی مدد کرے جو اس کی ہمیشہ سے عادت ہے اور اسپر کچھ گران بھی نہیں ہے۔

عنقریب خدا اپنے مظلوم بندوں کو ہر طرف سے قوت دیگا اور ظالموں کو اپنی وسیع سرزمین پر ایسا تنگ کریگا کہ جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہ ملیگی۔

قبلہ مولنا کا زندانیان حق کی شخصیتوں پر تبصرہ

مولنا حسین احمد صاحب کی شخصیت مولنا حسین احمد صاحب ان علمائے کرام میں ہیں جنہوں نے اپنے فرض کو سمجھا ہے اور جو ذمہ داری خدا کی طرف سے ان پر عائد کی گئی ہے اس کو انہوں نے تا بہ امکان ادا کیا۔ ممدوح الصدر کو میں نے دیکھا ہے کہ مسجد شریف حضرت مدینہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں درس حدیث دیتے تھے اور عرب و عجم شام و فاران کے جم غفیر طلبا علوم ان کے گرد و پیش جمع رہتے تھے اور ان کا خاندان خصوصاً ان کے حقیقی والد رحمۃ اللہ علیہ اہلانہ زندگی بسر کرنے میں مصروف تھے۔ خدا کی حکمت بالغہ دیکھئے کہ وہ اس علمی خدمت کے بدولت اس فضل سے سرفراز ہوئے جس کی آرزو بڑے بڑے اصحاب کو تھی۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہجرت کرنے کے بعد مدینہ طیبہ سے اگر قدم نکلا تو راہ حق میں گام فرسا ہونے کی غرض سے اور اسکو وہ قیام مدینہ طیبہ سے زیادہ افضل سمجھتے تھے حضرت مولنا محمود الحسن صاحب کی رفاقت بھی ممدوح الصدر کیلئے کم باعث افتخار نہ تھی آخر یہ سب اعمال مقبول ہوئے اور حضرت حق سے خلعت خاص عطا ہوا۔ الحمد للہ علی احسانہ کہ ممدوح الصدر اور ان کے ساتھیوں نے اپنے کو اس خلعت کا اہل ثابت کر دیا۔

مولنا نثار احمد صاحب کی شخصیت مولنا نثار احمد صاحب کے والد حضرت مولنا احمد حسن صاحب کانپوری ان جلیل القدر علماء سے ہیں جن کی فیض درس و تدریس و عظ و ارشاد سے عالم مستفیض ہوا۔ خود مولنا مذکور نے خمول و جمود کی زندگی بسر کی تجارت کرتے تھے اور معیشت حاصل کر کے قوت اپنی عیال کی جمع کرتے تھے۔ باوجود اس کے مشغلہ علم اور درس طلبا بھی قائم رکھا اور قرآن شریف کا وعظ کرتے تھے۔ مولنا کو بھی اس گوشہ نشینی کی زندگی سے باہر کرنے والا وہی جذبہ مذہبی ہے جو اکیمیا بنیاد عالم کی شان ہے امسال ان کا ارادہ حج کو جانے کا تھا لیکن اللہ تعالی کو مقصود تھا کہ وہ اس سرزمین میں حج کا ثواب بھی پا دیں اور خدا کی راہ میں مصائب برداشت کرنیکا بھی اجر ملے

پیر غلام مجدد صاحب سندھی کی شخصیت میرے عزیز محترم دوست اور میرے معتمد علیہ خادم کعبہ حضرت پیر غلام مجدد صاحب سندھی ان ذوات عالیات اور افراد منتخبین میں سے ہے جن پر گروہ جماعت تشنگ ناز کرے بجا ہے

یہ حضرات ہی حقیقۃً مجاہد راہ مولیٰ ہوتے ہیں۔ مجاہدہ نفس سے کرتے ہیں۔ مجاہدہ شیطان سے کرتے ہیں۔ مجاہدہ راہ حق میں کرتے ہیں ایسے ہی مواقع پر جبکہ تا مجاہد پیچ پیچ پایا جاتا ہے تب اُس امتحان میں جو پورا اترتا ہے وہی خلیل اللہ کا صحیح معنی میں متبع ہوتا ہے دنیاوی راحت کو ٹھکرا کر تمام عزیزوں کا قطع تعلق و خدمات کی پرواہ نہ کرنا مردانہ وار خدا کی راہ میں نکل کھڑے ہونا۔ دنیاوی ذلت و خواری مصائب و آلام کا ارادے سے باز نہ رکھنا مرد خدا کا کام ہے اوس کو ہمارے ممدوح عزیز نے کر دکھایا۔

ڈاکٹر کچلو صاحب کی شخصیت ڈاکٹر سیف الدین کچلو کہیں اس وجہ سے سب پر سبقت دیتا ہوں کہ ان کو دنیاوی عیش و راحت خدا نے دی ان کی تربیت نیلا کے تعیش اور مذہبی لاپروائی کی ہوئی۔ مگر خدا نے ان کی ہمت و استقلال کو قبول کر لیا۔ اپنے نیک بندوں میں داخل کر لیا۔

علی برادران کی شخصیت مولانا محمد علی و مولانا شوکت علی کی تعریف و توصیف بندہ نہیں کر سکتا میرے خط میں جو کچھ ایک شخص نے بیرون ہند سے لکھا ہے اسی کا اعادہ کافی سمجھتا ہوں وہ لکھتا ہے کہ گر زمانہ سعادت نبوت و رسالت میں یہ دونوں بھائی ہوتے تو صاف ارشاد کر دیا جاتا کہ "محمد علی فی الجنۃ شوکت علی فی الجنۃ"

نتیجہ مقدمہ حق یہ ہے کہ مقدمہ کراچی ایک معجزہ حضرت رسالت مآب کا ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری امت مثل باران رحمت کے ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اول بہتر ہے یا آخر سب باعث روئیدگی اور سبب بالیدگی ہے اس مقدمہ سے سلف کی یاد تازہ ہوگئی زمانہ صحابہ کی مثال قائم کر دی گئی حق و صداقت و انصاف کا احترام دشمنوں کی نظروں میں ہوگیا ظلم و ناانصافی کی بے توقیری عالم آشکارا ہوگئی۔ جزاہم اللہ عنا و عن الاسلام خیر الجزاء۔

جگت گرو شری شنکر آچاریہ کی تقریر بعد رہائی

جگت گرو سری شنکر آچاریہ جی نے رہائی پانے کے بعد یکم نومبر ۱۹۲۱ء کو کراچی کے میدان عیدگاہ کی ایک عظیم الشان جلسہ میں نتیجہ مقدمہ پر ذیل کی زبردست تقریر کی تھی۔

گرفتاری معنی خیز تھی دوستو! میں آج یہاں اس غرض سے آیا ہوں کہ میں تمہارے سامنے روحانی نقطہ نظر سے ہم سب آج جیل پر اس مقدمہ چلائے جانے کے اندرونی معنی بیان کروں! جو اس خلافت کانفرنس کے ایک رزولیوشن کے سلسلہ میں عمل میں آئی تھی۔ جو یہاں گذشتہ جولائی میں منعقد ہوئی تھی۔ اور جس نے مجھ کو

سزایابی کے ساتھ اپنی رہائی کے بعد بھی اندرونی معانی بیان کروں۔ سب سے پہلا اور اہم ترین پوائنٹ یہ ہے کہ خلافت کانفرنس منعقدہ کراچی کے رزولیوشن کے سلسلہ میں مقدمہ چلایا گیا تھا اور اس کی پاداش میں چھ مسلمان کارکنان خلافت کے ساتھ میں ایک ہندو اور ہندوؤں کے مذہبی فرقہ کے قائم مقام کی حیثیت سے بھی گرفتار کیا گیا تھا۔ گورنمنٹ کا ایک نہایت اہم اور معنی خیز کام تھا۔

خلافت ایک متفقہ مقصد ہے

مجھے چھ مسلمان لیڈران کے ساتھ گرفتار کرنے میں ملک کو ایک بہت بڑا اخلاقی سبق دیا ہے۔ جسے آپ میں سے ہر شخص کو سمجھنا چاہئے ذہن میں محفوظ رکھنا چاہئے اور پوری طور پر اس کو سمجھکر اس پر وفاداری کے ساتھ عامل ہونا چاہئے۔ اس ملک کے ہندو جس میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو سیاسی تحریک میں حصہ لے رہے تھے اور وہ لوگ بھی جو حامی ترک موالات تھے۔ غرضیکہ بحیثیت مجموعی یہ سب مقصد خلافت میں کافی دلچسپی نہیں لے رہے تھے اور گورنمنٹ نے مجھکو گرفتار کرکے دنیا پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ خلافت کا مقصد متفقہ مقصد ہے اور ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کی دلچسپیاں اسکے ساتھ وابستہ ہیں

لکھنؤ کی مثال

سیکڑوں اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ایسے ہندو ملک میں تھے جو مقصد خلافت میں دلچسپی نہ لے رہے تھے لیکن میری گرفتاری انہیں اس تیزی کے ساتھ میدان سیاسیات میں لے آئی ہے جتنی کوئی دوسری چیز نہ لا سکتی تھی۔ اس موقع پر میں صرف صوبجات متحدہ کے ایک شہر لکھنؤ کی مثال بیان کروں گا۔ جہاں میری گرفتاری کے سلسلہ میں راسخ العقیدہ ہندوؤں کا ایک عظیم الشان جلسہ صدائے احتجاج بلند کرنے کی غرض سے منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں امان سبھا کا سکرٹری اور متعدد مخالف ترک موالات پمفلٹوں کا مصنف اس رزولیوشن کا محرک تھا اور لکھنؤ کے ہندوؤں کے اس عظیم الشان جلسہ عام کے آخری رزولیوشن میں صرف ایک اخلاقی آواز سے اس امر کا اعلان کیا کہ گورنمنٹ کے اس طرز عمل کے خلاف بطور احتجاج کے لوگ اس وقت تک خصوصیت کیساتھ سیاسیات سے الگ رہے ہیں اور جنہوں نے موالات کے سلسلہ کو قائم رکھا ہے وہ آیندہ سے حامی ترک موالات ہو جائیں گے۔

سب سے بڑا اخلاقی نتیجہ

مسلمانوں کے ساتھ گورنمنٹ نے مجھے گرفتار کرکے ہندوستان کے ہندوؤں کو یہ بتا دیا ہے کہ ہندوؤں کو مقصد خلافت میں دلچسپی لینے سے باز نہ رہنا چاہئے اور اس لئے مقصد خلافت ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کا ہے۔ یہ سب سے بڑا اخلاقی سبق ہے۔ جو گورنمنٹ آج ہندوستان کو سکھا رہی ہے۔ اسلئے خلافت ہندوؤں کیلئے بھی ہے اور صرف ہندوستان کے مسلمانوں ہی کے لئے نہیں ہے (چیرز) یہ پہلا

اخلاقی سبق ہے یعنی خلافت ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے لئے ہے۔

میری رہائی اندرونی معنی رکھتی ہے بقیہ ساتھی ملزمین کے ساتھ اپنی رہائی کے جو اندرونی معنی میں سمجھا ہوں انہیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ جو شخص عرصہ تک ایک فرض کے ادا کرنے سے قاصر رہے وہ مختلف طریقوں سے اس کی تلافی اور اصلاح کرنے کی انتہائی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے کہ میں اس کے بعد سے ان سات میں کا ایک نہ ہونگا بلکہ سات آدمی ایک جسم کے ماتحت کام کریں گے۔ مجھے نہ صرف اپنا مذہبی کام کرنا ہوگا بلکہ ان دوسروں کا کام بھی کرنا ہوگا۔ جو اس وقت تک قید خانہ میں ہیں۔

میں علی برادران کا سگا بھائی ہوں ہندو شاستر میں یہ قاعدہ ہے کہ ایک بیرونی شخص دو بھائیوں کے درمیان میں نہ بیٹھیگا خواہ کھانے پر ہو یا پبلک استقبال کے موقعہ پر پبلک اغراض کے لئے ہو یا پرائیویٹ اغراض کے لئے۔ ابھی حال میں جب عدالت میں ہم لوگوں کا فوٹو لیا جارہا تھا تو میں عمداً علی برادران کے درمیان میں بیٹھا تھا اور اس طریقہ پر ہندو شاستر کے بموجب ہم تینوں بھائی سگے بھائی ہوگئے ہیں (پر زور و مسلسل چیرز اور ہندو مسلمان کی جے کے نعرے بلند کئے گئے)

حقیقی نتیجہ اس مقدمہ کی کل کارروائیوں کے مزید اخلاقی نتائج کے متعلق اب صرف چند الفاظ کہونگا اور وہ یہ ہے کہ سوال دفعات ۱۳۱ و ۵۰۵ اور ۱۲۰ (الف) وغیرہ کا نہیں ہے۔ بلکہ صرف "خدا کے بنائے ہوئے قوانین" اور "انسان کے بنائے ہوئے قوانین" کا مقابلہ ہے۔ یہ ایک اہم ترین نتیجہ ہے۔ جو اپنی آخری صورت میں ہم پر جبر یہ عاید کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ آیا آج ہندوستان خدا کی افضلیت کو تسلیم کریگا یا انسان کی۔ روح کی فوقیت کو مانیگا یا گوشت کی یعنی ہندوستان ہندوستان رہیگا یا ہندوستان نہ رہیگا۔

صرف ایک جواب ہے دنیا کے ہر مذہب کے نقطۂ نظر سے اس سوال کا جواب بنا آسان ہے۔ اگر ہم خود مذہب عیسائیت کو لیں تو ہمیں یہ معلوم ہوگا کہ پرانے عہد نامہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قانون عہد نبوت میں یہ حکم موجود ہے کہ بادشاہوں تک کو قوانین موسوی کو توڑنے پر اپنے گناہوں اور اپنی بے راہ روی کا کفارہ دینا پڑتا تھا۔ ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ساؤل، ڈیوڈ، جیہو، ابام وغیرہ جیسے بڑے بڑے اور طاقتور بادشاہوں کو بھی پیغمبران اعظم نے نہایت سختی کے ساتھ لعنت ملامت کی ہے کہیں ان کی رائے کو ٹھکرا دیا ہے اور کہیں اس سے اختلاف کیا ہے اور اس کے انجام پر انہیں بچا لیا ہے۔ اور کہیں وہ تباہ و برباد ہوگئے ہیں اگر ہم عہد نامہ جدید کو لیں تو ہمیں یہ معلوم ہوگا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے تھے کہ جو عہد نامہ قدیم و جدید کی

درمیانی کڑی بنتا ان سپاہیوں سے جان کے پاس یہ دریافت کرنے کی غرض سے گئے تھے کہ انہیں کیا کرنا چاہئے یہ کہا تھا کہ وہ محض سیاسی اور فوجی قانون کے تحت میں نہیں ہیں بلکہ مذہب اور اخلاق کے قوانین کے ماتحت بھی ہیں۔

اگر دنیاوی قانون خداوندی قانون سے ٹکرائے تو اول الذکر کو آخر الذکر کے ماتحت جانا چاہئے۔ اور لاپروائی کے ساتھ اس کے ٹھوکر ماردینی چاہئے۔ اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی تعلیم اور اپنی مثال سے مسلسل محنت کرنے کی ضرورت کو واضح کردیا ہے۔ اور یہ بھی بتادیا ہے کہ اگر ضرورت ہو تو خدا کے قوانین کو انسانی قوانین پر فوقیت وافضلیت دینے کے لئے شہادت بھی حاصل کرلینی چاہئے۔ گورنمنٹ نے جو مقدمہ چلایا تھا۔ مجسٹریٹ کی عدالت میں جو کارروائیاں ہوئی ہیں اور جوڈیشنل کمشنر نے جو الفاظ کہے ہیں ان سب نے اپنے مجموعی اثر سے خیالات کو اسی طرف منتقل کردیا ہے کہ انسان کے بنائے ہوئے قانون کے مقابلہ میں خداوند بزرگ و برتر کا بنایا ہوا قانون کوئی وقعت نہیں رکھتا ہے۔ گورنمنٹ مجسٹریٹ اور جوڈیشنل کمشنر سندھ کے اعلان کے یہ معنی ہیں۔

جوڈیشنل کمشنر نے جیوری کو خطاب کرتے ہوئے قانون کے نام سے جن خیالات کا اظہار کیا ہے اس میں انہوں نے لارڈ کرزن کو بھی مات دیتے ہوئے یہ بیان کیا ہے کہ ملکہ وکٹوریہ۔ کنگ ایڈورڈ ہفتم اور ملک معظم جارج پنجم محض ایک آئینی حکمران ہے۔ ان کا اعلان ان قانونی عدالتوں پر جو ان قوانین کی رو سے انصاف کررہی ہیں۔ جنہیں ہندوستانی کونسل قانون سازی نے پاس کیا ہے کوئی اثر نہیں پیدا کرسکتا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ جس شاہی اعلان کی رو سے ہندوستان کا شاہی دار السلطنت کلکتہ سے دہلی منتقل کردیا گیا تھا وہ بالکل غیر قانونی تھا۔ اور اس کل مدت کے دوران میں گورنمنٹ بالکل غیر قانونی طور پر دہلی کو اپنا صدر مقام بنائے ہوئے ہے کیونکہ دار السلطنت کا یہ انتقال پارلیمنٹ یا ہندوستانی جماعت قانون سازی کے کسی ایکٹ کی رو سے عمل میں نہیں آیا تھا۔ اگر اس اعلان کی کوئی وقعت نہ ... ہے تو دہلی میں جتنی ایسی کارروائیاں ہوئی ہیں جیسے رولٹ ایکٹ اور اسی قسم کے دیگر قوانین کا پاس کرنا یہ ہماری وفاداری کا کوئی حق نہیں رکھتی ہیں بلا کسی قانونی یا پارلیمنٹری کارروائی کے یہ سب غیر قانونی طور پر پاس کئے گئے ہیں۔ اس لئے ہم ان میں سے کسی کو منظور و قبول کرنے پر مجبور و پابند نہیں ہیں۔ اور مسٹر کینیڈی کی آج کی منطق سے ایک اور نتیجہ اس سے زیادہ اہمیت رکھنے والا مرتب ہوتا ہے۔ کیونکہ آج کی ہندوستان کی سیاسی زندگی میں یہ بہت زیادہ اہمیت

رکھتا ہے۔ میں پرنس آف ویلز کے قریبی ورود ہند کی طرف اشارہ کر رہا ہوں اور یہ وہ سوال ہے جس پر کراچی کی میونسپلٹی بہت زیادہ متشوش و پریشان ہے۔ اگر ملکہ ایڈورڈ کنگ ایڈورڈ اور ملک معظم جارج پنجم کا اعلان کوئی اثر نہیں رکھتا ہے تو صلح کے پیغامبر کی حیثیت سے پرنس آف ویلز کا مشن اور ہر وہ اعلان و پیغام جو وہ دیں گے بالکل بیکار اور فضول ہوگا اور اس سے سوائے اس کے کوئی منشا نہ ہوگا کہ غریب ہندوستان سے چند کروڑ روپیہ حاصل کیا جائے۔ بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ پرنس آف ویلز اس غرض سے ہندوستان آرہے ہیں کہ وہ ایک طرف تو امن و صلح کا پیغام لائیں اور دوسری طرف اپنے کو باشندگان ہند ان کے حالات اور ضروریات سے اس غرض سے آگاہ کریں کہ وہ اپنے کو ہندوستان کی آئندہ کی حکومت کے قابل بنا سکیں لیکن مسٹر کنیڈی کا بیان یہ ہے کہ بادشاہ کو ہندوستان کی امداد کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ جب صورت حال یہ ہو تو پھر پرنس کے کیا اختیارات ہو سکتے ہیں۔ اگر بادشاہ کے اختیارات و طاقت محض صفر ہے تو شاہزادہ کی طاقت صفر سے بھی گئی ہوئی ہوتی بہت بڑی نفی۔ اس لئے بہنوا و بھائیو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے اور یہ میرا پیغام تم کو نہیں ہے۔ بلکہ مسٹر کنیڈی کا کراچی اور کل ہندوستان کو کہ پرنس آف ویلز کا سفر محض بیکار ہے اور اس سے منشا یہ ہے کہ مختار ندہ ہندوستان سے کروڑہا روپیہ حاصل کیا جائے اس طریقہ پر مسٹر کنیڈی ہمیں یہ سکھاتے ہیں کہ بھیک مانگنے سے کچھ حاصل نہیں ہے کہ ہمیں یہ قانون دو یا ہم پر یہ عنایت کرو اور ترک موالات ہی "صرف ایک ایسی طلائی کنجی ہے جو ہندوستان کی سوراج کے پھاٹک کھول سکتی ہے"۔

یہ اعلان کہ شاہی فرمان کوئی وقعت نہیں رکھتا ہے۔ اور مذہب کو بحث میں نہ لانا چاہئیے۔ ہر خدا ترس اور پابند اخلاق آدمی کو بتانے کے لئے کافی ہے کہ اسے ایک ایسی گورنمنٹ سے جو اپنی ہی زبان سے خدا کی قائل نہیں ہے موالات کرنے سے بالکل ہاتھ دھو لینے چاہئیں۔ اور دل کو بھی ان خیالات سے پاک کر لینا چاہئیے۔ ہمارے موالاتی بار بار ہمارے پاس آتے اور یہ کہتے ہیں کہ اب بھی اس کی امید اور توقع ہے کہ گورنمنٹ کی، خدا کی شناخت کے مادے اور اخلاق سے اپیل کی جائے۔ لیکن اس طریقہ پر اپیل کرنے سے کیا فائدہ ہے جبکہ ملزم (یعنی گورنمنٹ) اس کا اقرار و اعتراف کرتی ہے کہ وہ خدا کی قائل نہیں ہے۔

بالشویک کون ہیں گذشتہ سال جب میں کانگریس میں شرکت کے لئے اجمیر شریف سے ناگپور جا رہا تھا تو میرا ایک ساتھی افسر جو محکمہ محصولات کا کوئی افسر تھا۔ مجھ سے بالشویکوں کے متعلق یہ کہہ رہا تھا کہ وہ ایران اور افغانستان میں داخل ہو گئے ہیں اور اب ہندوستان کے بہت ہی قریب آگئے ہیں جس سے بھاء ... ہم نے

کہا کہ میرے دوست تم بالکل غلط خیال میں مبتلا ہو ۔ بالشویک یہاں عرصۂ
دراز سے ہیں اور ایران و افغانستان میں پہنچنے سے بہت قبل زمانہ سے وہ یہاں
موجود ہیں ۔ اور اس بیچارے نے یہ جواب سن کر گھبرائی ہوئی آنکھوں سے مجھے
گھورتے ہوئے کہا کہ "سوامی جی! کیا آپ کو بالشویکوں کے ہندوستان میں موجود
ہونے کی کوئی اطلاع ہے اس لئے کہ میں ان کے متعلق جاننا پسند کرتا ہوں"
اور تب میں نے ان سے کہا کہ امپیریل گورنمنٹ اور مختلف پراونشل گورنمنٹیں
اور ڈسٹرکٹ عمال حکومت بالشویک ہیں جو ہندوستان کی انسانیت جو اہرات
لئے ہوئے تھی اور جو ایک ملکی کو بھی خزانہ ہو سکتی تھی وہ کشتوں کی صورت میں منتقل
کر رہے ہیں

سپاہیوں کو ورغلانا ہے | کانگریس اور خلافت کے کارکنان پر یہ الزام
لگایا جاتا ہے کہ وہ سپاہیوں اور لوگوں کو ملک معظم کی وفاداری سے ورغلاتے ہیں
صحیح یہ ہے کہ وہ عمال حکومت جو عملاً صبر و استقلال کو رد و باطل کرتے ہیں
اور خود الحاد کی وعظ و تبلیغ کرتے ہیں وہ ترک موالات کے لیڈروں اور دوسرے
لوگوں کو ملک معظم کی وفاداری کی طرف سے ورغلاتے ہیں ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ
یہ حامیان ترک موالات نہیں ہیں بلکہ خود گورنمنٹ کے عمال حکومت ہیں جنہوں نے
خدا اور انجیل مقدس اور اور قانون تعزیرات ہند کے پندرھویں باب کو پس پشت ڈال
دیا ہے اور وہی ہندوستان کے ساتھ ہر قسم کی غیر وفاداری کے ذمہ دار ہیں ۔

نتیجہ | آخر میں یہ کہوں گا کہ آج مسٹر کینیڈی نے جو پیغام تم کو دیا ہے اس کا
اصلی راز ایک رائے دہندہ کی حیثیت سے تم میری زبان سے سن لو اور وہ یہ ہے
کہ تمہیں بیکار امیدیں نہ قائم کرنی چاہئیں اور بادشاہ والا کے عمال حکومت پر
[illegible] کے خیال خام کو اپنے دل میں جگہ نہ دینی چاہئے بلکہ صرف اپنے اوپر
اعتماد کرنا چاہئے اور نہایت سوچ سمجھ کر ترک موالات کے پروگرام پر عمل درآمد

کرنا چاہیئے جس میں پرنس کا پٹیکاٹ بھی شامل ہے
زمانہ ماضی میں ہندوستان کو جس چیز نے بہت نقصان پہنچایا وہ باہمی تفاوت
بلا خوف و خطر جستہ کے اپنے فرض کی ادائیگی تھی جب ملک میں فتنہ و شر و
تشدد سے کوئی بغاوت و منافرت عائد ہو سکتی تھی اور نہ دوسری طرف
سے جس میں کوئی طبقہ ہی پیدا ہو سکتی تھی اور آئندہ بھی ہر طرف یہی چیز
اسے بڑا بنائے گی۔ یہی وہ پیغام ہے جو میں روانگی پر دیتا ہوں
قبل میں آپ کی خدمت میں پہنچانا چاہتا تھا اور مجھے امید ہے کہ آپ
عملی سرگرمی اور جانفشانی کو پورے طور پر محسوس کر کے اس پر عامل ہونگے